۱۰۴

یا معین　　　　ہو الکل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں ہرگز بدلتا ہے
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سادات قریش کا قومی اصلاحی ادبی اور تاریخی ماہوار

رسالہ

القریش

اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ

جو

بفرمانِ عالی شان سلطان العلوم اعلحضرۃ تاجدار دکن،

ادام اللہ اقبالہ واجلالہ

مدارس محروسہ سرکار عالی کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے، فی پرچہ ۴ر، تاریخ اشاعت ہر ماہ کی ۱۶، مقام اشاعت امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش امرتسر

۲۶ جنوری سنہ ۱۹۲۹ء جلد ۵ نمبر ۱

تہنیتِ نوروز

یارب بدہ قریش را جذباتِ القریش | نالہ مبادا نغمۂ دعواتِ القریش
آبِ حیات محفلِ [illegible] را امید دہ | باشد حیات خیز کراماتِ القریش
ایں دل کہ پُر ز بادۂ سرجوش اند دست | دارد بخویش جلوۂ اثراتِ القریش
آں کس کہ دیدہ گشتۂ غفلت قریش را | داند چہ تند است کیفیاتِ القریش
پروردۂ بہارِ الٰہی مدام باد | چینیم ز چشمِ دل گلِ حسناتِ القریش
رفتم کہ سالِ نو را ترانہ رقم کنم | آوردہ در نگاہ چوں خدماتِ القریش

اذکارِ فرق و پائے مراثی بریدہ گفت

۱۹۲۹ = [illegible] ۹۷۹

بزعمِ قریش [illegible] برکاتِ القریش

تشنا کر صدیقی

مراثی کا سر م اور پاؤں ی [illegible] رہ جاتا ہے ۔ تشنا کر

سیاسیات سرکار عالی کے صدر المہام

نواب مہدی یار جنگ بہادر

مولوی سید مہدی حسن صاحب بلگرامی یعنے نواب مہدی یار جنگ بہادر بالقابہ ۱۹۱۳ء سے فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں دولتِ آصفیہ کی بوجہ احسن خدمات انجام دے رہے ہیں، اراکین دولت میں آپکو خاص درجہ حاصل ہے، مبدٔ فیاض سے آپ کو حسن خلق کے ساتھ حسنِ قابلیت کا بھی بہرہ وافر عطا ہوا ہے، آپ نے معتمد سیاسیات کی حیثیت سے جس نفس زادگی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئے اس کا لحاظ کرتے ہوئے حق شناس تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ نے نواب نظامت جنگ بہادر صدر المہام محکمہ سیاسیات کی سبکدوشی پر آپ کو ان کا جانشین منتخب فرمایا ہے، یہ ایک لاثانی انتخاب ہے اور ہم اس تقرر پر موصوف کی خدمت میں ہدیہ

مبارک باد

پیش کرتے ہوئے بخلوص دل دعا کرتے ہیں، کہ خدائے برتر و اکبر آپ کو دولت آصفیہ عالیہ کی خدمات کی بیش از بیش توفیق عطا کرے اور شاد و بامراد رکھے،

ہمیں نواب صاحب ممدوح سے ذاتی تعارف کا فخر حاصل ہے، آپ خلق و حلم کا مجسمہ ہیں، شرافت و متانت آپکے بشرہ سے ظاہر ہوتی ہے، نہایت ملنسار اور منکسر المزاج واقع ہوئے ہیں، خدائے عزوجل عز اسمہٗ آپکو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا کرے، آمین، ایڈیٹر

شذرات

خدائے ذوالجلال والاکرام عز اسمہٗ و سبحانہٗ کے فضل و کرم سے "القریش" کی چودھویں جلد گذشتہ اشاعت کے ساتھ ختم ہوئی، آج پندرھویں کا آغاز ہوتا ہے، بحمد اللہ علیٰ احسانہٖ،
دعا ہے کہ یہ تقریب "القریش" اور اس کے معاونین کرام کیلئے خیر و برکت کا موجب ہو، آمین ثم آمین،

رسالہ کی چودہ سالہ زندگی اور اس کی قومی خدمات پر تبصرہ تحصیل حاصل ہے، قوم کو اس کے کارہائے نمایاں کا اعتراف ہے اور اس اعتراف کا مختلف النوع طریق پر قوم کیطرف سے بارہا ثبوت دیا جا چکا ہے، ناظرین کرام اور وہ دردمندان قوم جو یوم اجرا ہی سے اس کے بہی خواہان کی سلک میں منسلک ہیں خوب جانتے ہیں کہ گذشتہ ۱۴ سال میں اسے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور کن کن دقتوں اور تکلیفوں کے باوجود کارپردازان القریش نے اسے جاری رکھنے کی کوشش کی،

جنگ یورپ کے زمانہ میں جبکہ سامانِ طباعت کی صعوبت و گرانی نے موقت الشیوع جرائد کیلئے گوناگوں پریشانیاں پیدا کر دی تھیں، صحافت حاضرہ کیلئے جبکہ وحشت ابتری کا تسلط ہو چکا تھا، قریش ایسی ممتاز و برگزیدہ قوم کے اس چھوٹے سے آرگن نے حیرت انگیز جرأت اور دلیری کے ساتھ بڑھنے کی کوشش کی اور چند بہی خواہان کے اصرار پر محض قومی فلاح و بہبود کی خاطر مدت معینہ کے لئے امتحاناً ماہوار سے ہفتہ وار ہو گیا، مگر افسوس کہ احباب کی بے پروائیاں سد راہ ہوئیں اور انتہائی مایوسی کے ساتھ اسے ترقی کی منزل سے پیچھے آنا پڑا،

آئندہ اشاعت سے پھر دور جدید کا آغاز ہونے والا ہے، ماہوار سے پندرہ روزہ کر دینے کی مکمل تیاریاں ہو چکی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ۱۷ فروری کو اس دور کا پہلا نمبر شائع ہو جائیگا،

احباب کے اصرار کے باوجود قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا، بحالیکہ اخراجات کا میزانیہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ موجودہ قیمت آئندہ کے اخراجات کی متحمل نہ ہو سکیگی، لیکن ہم خدائے مسبب الاسباب کے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہیں، ہمیں احباب اور بہی خواہانِ قوم کی علو دستی و حمیت قومی پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ اپنے قومی میگزین کی ہر تکلیف کا احساس کرتے ہوئے ترقی اشاعت کیلئے ہر ممکن کوشش سے کام لیکر ہماری حوصلہ افزائی کا موجب ہونگے اور ایسا وقت نہ آنے دینگے کہ افسردگی کے ساتھ ہمیں واپس لوٹنا پڑے،

وہ دو خریداروں کی بہم رسانی کچھ مشکل نہیں، موجودہ معاونین اگر اس کے لئے تھوڑی توجہ دیں تو القریش کی تعداد اشاعت دوگنی ہو کر اخراجات میں سہولت ہو سکتی ہے، جو احباب ہمیشہ خاموش رہنے کے خوگر ہیں اور ہماری پیہم اپیلوں کے باوجود جن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی وہ توجہ فرمائیں، قومی خدمت ہے اور تحفظ نسب و ناموس کا سوال، صبر آزمائی قومی مقاصد کیلئے ازبس نقصان دہ ہے اور کارکنوں کی حوصلہ فرسائی کا موجب،

جن برادرانِ قریش نے پندرہ روزہ کی قیمت میں اضافہ کرنے کا مشورہ دیا ہے اور جنہوں نے نئے خریداروں سے مدد فرمائی ہے، ہم ان کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں "بزم قریش" کے تحت ان خطوط کا خلاصہ کثرت رائے پر فیصلہ کرنیکے لئے شائع کر دیا جائیگا، اگر احباب کے خیال میں قیمت میں اضافہ کرنا ہی مناسب ہوگا تو جو تجویز ہوگا کر دیا جائیگا، لیکن ہمارے خیال میں قیمت میں اضافہ کرنیکی نسبت اشاعت میں اضافہ کرنیکی تجویز بہت انسب ہے اور یہی کوشش ہونی چاہیئے،

وباللہ التوفیق،

گذشتہ دنوں دو سال کے بعد آنکھوں کی مرض فرنبہ پھر عود کر آئی اور ہم کئی دن سخت تکلیف میں مبتلا رہے دفتری کاروبار مجبوراً بند کرنا پڑا، کوشش تو یہ تھی کہ کوئی تعطیل نہو اور ١٦ جنوری ہی سے دور جدید کا افتتاح ہو جائے لیکن یہ اپنے بس کی بات نہیں اور وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے، علالت اور پریشان کن حالت میں ہم کسی انتظامی معاملہ پر توجہ نہ دے سکے اور یہ تاخیر و تعویق واقع ہوئی امید ہے کہ احباب اس مجبوری کے لئے ہمیں معذور سمجھیں گے،

نقشہ مراسیت کے متعلق مختلف عنوانات کے تحت ہمارے پاس کئی مضمون جمع ہیں "جدید الشیوع" کا سلسلہ ایک معقول اور بہترین سلسلہ تھا، اس لئے ہمیں اس کا تواتر توڑنا گوارا نہ ہوا اور اب جبکہ اس کے آٹھ نمبروں میں مراسیت کی حقیقت پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالنے کے بعد ضمیمہ کی اشاعت شروع ہوئی ہے تو دیگر مضامین کی اشاعت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، اور نیز یہ کہ جب پنجاب کے حاکم اعلیٰ ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے اپنے دانشمندانہ جواب میں انہیں صاف کہہ دیا ہے، کہ "قوم کی تبدیلی یہ امر بہت مشکل ہے" اور اچھوتوں سے تشبیہ دیدی ہے تو کسی نئے مضمون کی اشاعت کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی، لہذا مضمون نگار صاحبان معاف کریں، انہیں مبارک ہو کہ انکی مساعی بر آئی کار آئیں،

انجمن قریشیان پنجاب

کا

اجلاس ۳۰، دسمبر ۱۹۲۸ء کو زیر صدارت مولوی عبدالحق صاحب علوی منعقد ہوا جسمیں ذیل کی آنریری عہدہ داران انجمن سال ۱۹۲۹ء کے لئے اتفاق رائے کے ساتھ منظور کئے گئے ،

(۱) مولوی عبدالحق علوی ایم اے، ایل ، ایل ، ایل ، وکیل گوجرانوالہ — پریزیڈنٹ

(۲) مولانا محمد علی رونق صدیقی مدیر القریش امرتسر — لائف ” ”

(۳) خانصاحب قاضی محمد عبداللہ صدیقی بی اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر — وائس ” ”

(۴) پیر قمرالدین خالدی ، پنشنر ، ” ” ” ” ” ” ” ” ”

(۵) شیخ عبدالرشید صدیقی انشورنس ایجنٹ ، گجرات ” ” ”

(۶) قاضی نظیر حسین فاروقی ، ریٹائرڈ مستوفی ، گوجرانوالہ — جنرل سکرٹری

(۷) قاضی مظفر حسین فاروقی مشلخواں ” — جائنٹ ”

(۸) مولوی غلام غوث غلامی صدیقی پنشنر ” — فنانشل ”

(۹) ڈاکٹر حکیم سید عبداللہ شاہ زنجانی ” — اگزامینر آف اکونٹس

گوجرانوالہ
یکم جنوری ۱۹۲۹ء

راقم
جنرل سکرٹری انجمن ہذا

تصحیح "حسب ونسب شیوخ ...... تاریخی حقیقت" کی آٹھویں قسط مطبوعہ القریش ماہ دسمبر میں کتابت کی حسب ذیل غلطیاں ناظرین درست کرلیں ،

صفحہ ۲۰ اندازہ کی بجائے انداز اور نتیجہ یہ ہو کی بجائے نتیجہ یہ ہوا ،

صفحہ ۲۲ کا فٹ نوٹ مذابدی کی بجائے مسند ابدی

صفحہ ۲۵ ساہنی کی بجائے ساہنسی ، صفحہ ۲۶ تین رلیاں کی بجائے تین لڑکیاں

صفحہ ۲۸ فرید الملک ” ” فرید الملت اور احمد اقتال ” ” احمد قتال

صفحہ ۳۰ اس کی صحت وعدم متعلق کی بجائے اس کی صحت وعدم صحت کے متعلق ہونا چاہیئے ،

سرمایۂ کامیابی

سیدہ کریمہ کی زندگی کا ایک لمحہ

وہ کیسا مبارک زمانہ تھا، جب عباسیوں کی شاندار اسلامی سلطنت ایشیا میں قائم تھی دینی و دنیوی علوم کے دریا بہہ رہے تھے بڑے بڑے جلیل القدر امام، حدیث، فقہ، کلام، تاریخ اور ادب میں سینکڑوں فیمتی تصانیف کر رہے تھے اور یونان اور دیگر ممالک کا بہترین ادبی ذخیرہ ترجمے کے ذریعے سے عربی میں لایا جا رہا تھا، وہ زمانہ اسلام کے دنیوی عروج کا زمانہ تھا اور شاہ و گدا، امیر و غریب ایک حلقۂ درس میں بیٹھ کر علوم و فنون کی تحصیل کر رہے تھے،

اسی زمانے کا ذکر ہے کہ ایک قبیلے نے اسلام قبول کیا وہ قبیلہ مدتوں غلامی کر چکا تھا، اسی خاندان کی ایک عورت کریمہ تھی، جسے نہ قدرت نے حسن و جمال عطا فرمایا تھا اور نہ اسے دولت ہی میسر تھی، گویا اس میں کوئی شئے بھی جو دنیا والوں کی توجہ کو اس کیطرف مبذول کر سکے،

یہ عورت حیران پریشان روزی کمانے کی فکر میں دوڑ دھوپ کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی گھر میں انا گری کی خدمت ہی مل جائے، مگر قسمت کی خوبی دیکھیے کہ ایسے ذلیل و حقیر کام کیلئے بھی کوئی اس عورت کو قبول نہ کرتا تھا اور وہ غریب و بے یار و مددگار عورت جہاں تلاش معاش میں جاتی، مایوس ہو کر آتی،

اس قسم کی پریشانی اور بے اطمینانی میں ایک دن اسے خیال آیا کہ تین چیزیں ہی دنیا میں دنیا والوں کی توجہ کو کھینچ سکتی ہیں حسن و دولت اور علم، مجھے دو چیزیں تو نصیب نہیں ہوئیں لیکن تیسری شئے اگر چاہوں تو بہت حاصل کر سکتی ہوں، یہ سوچتے ہی اس نے بخارا کی ایک مشہور درسگاہ میں قرآن و حدیث کی تعلیم شروع کر دی، نتیجہ یہ ہوا کہ کریمہ لونڈی سیدہ کریمہ بن گئی، بخارا کے بڑے بڑے مدرسی ماند پڑ گئے اور جلیل القدر عالم فاضل اس خاتون کی شاگردی پر فخر کرنے لگے،

وہی ناکارہ محض ہستی، وہی کم رو عورت، وہی غریب اور مفلوک الحال لونڈی جسے کوئی انا گری کی خدمت دینا بھی پسند نہ کرتا تھا، آخر علم و فضل کا مرکز بن گئی، یہاں تک کہ امیر بخارا نے درخواست کی کہ میں آپکو اپنی تلمذ کا شیخ درس بنانا چاہتا ہوں، اس درخواست کا جواب سیدہ کریمہ نے یہ دیا کہ میں اپنے علم کو بیچنا نہیں چاہتی، مجھے کسی دولت اور مرتبے کی ضرورت نہیں ہے، اور میں اس خدمت کو کسی

پابندی اور اجرت کے بغیر انجام دونگی، تاکہ دولت علم کو طعنہ نہ دے سکے،

اسد اسد علم کی معجز نمائی دیکھو کہ کبھی جاہل کریمہ دنیا کے پاؤں پڑتی تھی اور دنیا والے نفرت کے ساتھ اس سے منہ موڑ لیتے تھے، جب وہ سیدہ کریمہ ہوگئی علم و فضل کا خلعت پہن لیا تو دنیا آکے سر جھکاتی ہے مگر وہ کس درجہ حاکمانہ استغنا سے پیش آتی ہے،

ای دختران اسلام! یہ پرانی باتیں تھیں جو زمانہ گذر گیا اس کا ذکر ہی کیا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ آج تم میں کتنی ہیں جو اپنی جہالت پر سیدہ کریمہ کیطرح افسوس کریں اور دین و دنیا کی بہتری کیلئے علم حاصل کرنے میں سرگرم ہوں، سیدہ کریمہ بھی عورت تھی اور مسلمان عورت تھی تم بھی مسلمان عورتیں ہو تو پھر کیا باعث ہے کہ تم میں ایسا ذوق شوق اور استقلال نہیں؟ اے اسلام کی بیٹیو! اٹھو، علم حاصل کرو، صحیح عقیدہ اور نیک اعمال اختیار کرو، اپنے طرز معاشرت کی اصلاح کرو، اچھی بیٹی، اچھی بیوی اور اچھی ماں بننے کی کوشش کرو، قوم کی آئندہ نسل کو تعلیم اور تربیت کے زیور سے آراستہ کرو، پھر دیکھ لینا امیری و تونگری کیا شئے ہے، بادشاہی تمہارے گھروں کی لونڈی رہیگی اور سلطنت تمہاری بچوں کے قدموں میں آگی (تہذیب)

قلمرو دکن

اعلیحضرت خسرو دکن (دام اقبالہ و اجلالہ) دہلی سے حیدرآباد جانے کے چند ہی روز بعد بعہ کوکبہ شاہی کلکتہ تشریف لیگئے، جہاں حضور عالیمقام نے کم و بیش تین ہفتے قیام فرمایا۔ دہلی کیطرح یہاں بھی مخلوق پروانہ وار استقبال کیلئے موجود تھی۔ اعلحضرت نے ہز اکسلنسی وائسرائے گورنر بنگال، روسا اور راجگان بنگال سے ملاقاتیں فرمائیں، گھوڑدوڑ کا نظارہ دیکھا۔ مختلف مقامات کی سیر فرمائی اور خوش و خرم واپس ہوئے، معلوم ہوا ہے کہ دہلی کیطرح کلکتہ میں بھی مالک بناہ ایک شاہی محل تعمیر کرا رہے ہیں،

یکم رجب المرجب جہاں پناہ کی سالگرہ کا دن تھا، جو حسب معمول تزک و احتشام شاہانہ کے ساتھ منایا گیا فوج و پولیس کے مظاہرے اور پریڈ پر اعلحضرت کا ورود مسعود اور معاینہ افواج مملکت آصف جاہی نے فتح میدان کی رونق و عظمت بڑھا دی تھی، ہجوم خلقت لا انتہا تھا لیکن سکوت و خاموشی کا یہ عالم کہ لب تک کو جنبش نہ تھی، عید سعید سے بڑھکر خوشیاں منائی گئیں، اعاظم و اراکین اور وابستگان دامن دولت نے یکے بعد دیگرے نذریں پیش کیں اور عقاید و محبت کے گلدستے پیش کئے گئے، نواب فصاحت جنگ بہادر نے

تہنیت سالگرہ میمنت کی جو حسب ذیل ہے،

عروسِ سالگرہ کیسی جلوہ ریز ہے آج — نسیمِ صبح و طرب کیسی مشک بیز ہے آج
نوائے ساز کا کیا ذکر بزمِ شاہی میں — یہاں جو تارِ نفس ہے وہ نغمہ خیز ہے آج
نثار شہ جسے ہونا ہو وہ شتاب چلے — ادھر سے لعل اُدھر سے دُرِ خوش آب چلے
یہ جشنِ عیش میں ہے حکمِ آصفِ جمجاہ — کہ شب کو جام چلے دن کو آفتاب چلے

عیاں ہے رفعتِ شوکت بیاں سے
اترتے ہیں فضا میں آسماں سے

سالگرہ کی تقریب سعید پر قلمرو آصفیہ میں قریہ بقریہ اور قصبہ بقصبہ اظہار خوشنودی و مبارکبادی کیلئے جلسے کئے جاتے ہیں اور بندگانعالی کی شان میں قصائد و محامد پڑھے جاتے ہیں، منجملہ دکن کے جلسہ میں مولانا نامی کرہ سوار نظامی نے جو قصیدہ مدحیہ پڑھا وہ ہمیں لغرض اندراج موصول ہوا ہے آئندہ اشاعت میں درج کیا جائیگا،

کارپردازان القریش اور اس کے ناظرین و قارئین کرام کیطرف سے ہم بھی جہان پناہ کی بارگاہِ قدسی اساس میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں، کہ

الٰہی در جہاں باشی و اقبال — جواں بخت جواں دولت جواں سال

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے اپنے حاتمانہ جود و سخا سے ایک لاکھ روپیہ کی گراں قدر رقم خیرات کیلئے گورنر بنگال کے حوالہ فرمائی ہے کہ وہ خیراتی امور میں اپنی مرضی سے اس کو صرف کریں۔

افغانستان سے متعلق وحشت اثر خبریں موصول ہو رہی ہیں، صورت حالات دمبدم نازک ہو رہی ہے، اور لحظہ بلحظہ تغیرات رونما ہو رہے ہیں، اب معلوم ہوا ہے کہ غازی امان اللہ خان بھی تاج و تخت چھوڑ کر قندھار تشریف لیگئے ہیں اور کابل کا مشہور ڈاکو بچہ سقہ برسر اقتدار ہے، اس نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا ہے، آزاد سرحدی قبائل نے بچہ سقہ کے خلاف اعلان جہاد کر دیا ہے اور انکا لشکر جرار ڈکہ کی جانب بڑھ رہا ہے، کیا خونچکاں واقعات ہیں، خدا خیر کرے،

اعتذار کئی اندرونی مشکلات اور چند روز کیلئے [illegible] وقت ضائع ہو جانے کی وجہ سے یہ اشاعت [illegible] نکالنی پڑی، ترتیب بھی کچھ ایسی ہی ہے، برادران قریش اس فروگذاشت کیلئے معاف فرمائیں۔

مراسیّت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۱

قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع عشق کی ✦ سامنے مہماں کے جو کچھ تھا میسر رکھدیا

(۱)

انجمن قریشیانِ پنجاب (گوجرانوالہ) نے مصالحِ قومی کی بنا پر اپنے اجلاس منعقدہ ۵ ۰ راکتوبر سنہ ۱۹۲۸ء میں جو ریز ولیوشن منظور کئے۔ ان میں سے ریز ولیوشن ۱؎ کا مفاد یہ تھا کہ

(۱) مراسی تمدنی حالت کے لحاظ سے ایک گری ہوئی جماعت ہے۔

(۲) زراعت پیشہ اقوام میں شمار ہوسکنے کی خاطر مراثی اندنوں اپنے آپ کو قومِ قریش سے منسوب کرتے ہیں۔ بحالیکہ تاریخی لحاظ سے ان کا یہ ادعا محض لغو اور بے بنیاد ہے۔

(۳) کاغذاتِ سرکاری مثلاً کاغذاتِ مال اور رجسٹرہائے پیدائش و اموات وغیرہم میں مراثی کی بجائے "قریش" درج نہ کیا جائے۔ تاکہ وہ زراعت پیشہ اقوام کے حقوق و مراعات یا لفظِ قریش کے استعمال کے مستحق قرار نہ پاسکیں۔

انجمن کے اجلاس متذکرہ بالا کی قراردادوں کی نقول جناب ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب اور جملہ انتظامی افسرانِ صوبۂ پنجاب کی خدمت میں ارسال کی گئیں۔

(۲)

۲۹ رنومبر سنہ ۱۹۲۸ء کو مراسیوں کا ایک وفد جناب ہز ایکسیلنسی سر جیوفری ڈیمونٹ مورنسی صاحب گورنر پنجاب کے حضور میں حاضر ہوا۔ جس نے ذیل کے مطالبات۱؎ پیش کئے۔

(۱) مراسیوں کو قریشی تسلیم کیا جائے۔ اور کاغذاتِ سرکاری میں مراسی کی بجائے قریشی اندراج کیا جائے۔

(۲) سرکاری ملازمتوں میں مراسیوں کو کافی حصہ دیا جائے۔

(۳) مراسیوں کو ایک زراعت پیشہ قوم شمار کیا جائے اور تقسیم زمین کا حق عطا کیا جائے۔

(۴) تعلیمی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں اور مجلسِ وضع قوانین میں حق نمائندگی دیا جائے۔

(۳)

مراسیوں کے مطالبات مندرجہ بالا کا جواب۲؎ ہز ایکسیلنسی نے ذیل کے الفاظ میں دیا

۱؎ بحوالہ روزنامہ زمیندار مورخہ ۸ ردسمبر ۱۹۲۸ء ۲؎ دیکھو روزنامہ زمیندار مورخہ ۶ ردسمبر ۱۹۲۸ء۔

(۱) نام کی تبدیلی کے متعلق جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ امر بہت مشکل ہے (یعنے مراسی قریشی نہیں کہلا سکتے)

(۲) میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے۔

(۳) زمین کی تقسیم کے متعلق افسوس کے ساتھ اسبات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میں آپ کو اس کے متعلق کوئی امید نہیں دلا سکتا (یعنے مراسی زراعت پیشہ قوم شمار نہیں کئے جا سکتے)۔

(۴) تعلیم کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شعبۂ تعلیمات نے اچھوت اقوام اور سب سے پیچھے رہنے والی جماعتوں کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ میں نے ابھی تک اس کے نتائج نہیں دیکھے۔ اور نہ میں ابھی تک یہ کہہ سکتا ہوں کہ حکومت ان نتائج کو دیکھ کر کیا کارروائی کرے گی۔

(ب) میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قلیل اور اچھوت اقوام کی نمایندگی پر اچھی طرح غور کیا جائیگا۔ اس سے زیادہ میں ابھی اس معاملہ کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آخر میں آپ کی کوششوں سے ہمدردی رکھتے ہوئے وعدہ کرتا ہوں کہ جہاں اتفاقاً میری مدد کی ضرورت ہو گی۔ میں دریغ نہیں کرونگا۔

یہاں گورنر صاحب کی تقریر ختم ہوگئی اور مراسیوں کا وفد باہر آ گیا۔

(۴)

ہو سکتا ہے کہ بتقاضائے بشریت دایرۂ مراسیت میں اس دلشکن ناکامی کو اس پیرایہ پر محسوس کیا جا سکے کہ ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند　　دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

اگر ایسا ہو تو ہمیں ایک حد تک فقط اسلئے اور صرف اس قدر ہمدردی ہو سکتی ہے کہ گئے تھے تریشیت منوانے۔ اچھوت اقوام کا سعینے خیز ارشاد سن آئے۔ بہر کیف اب بھی موقعہ ہے کہ مراسی سنبھل جائیں اور ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں　　لیک بعد از ہزار رسوائی

کا مصداق نہ بننے پائیں۔

(۵)

لفظ ڈوم میراثی کے درمیان کسی تفریق یا حد فاصل کے قائم کرنے کی کوشش کرنا ناخن کو گوشت سے جدا کرنے کے مترادف ہے۔ لفظ ڈوم مراسی کسی حقارت کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ بوجۂ اغلب اس کے باہمی نسبی تعلق کی بنا پر استعمال کیا جاتا ہے۔ میراث اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے لیکن اس کا

اطلاق ڈوم مراسی کے عربی النسل ہونے پر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کی کوئی تسلی بخش تائید کسی مستند تاریخ سے پائی جاتی ہے۔ پس اگر مراسیت کے ادعائے قرشیت کے ہوائی قلعہ کی بنیاد ایسے ہی قیاسات اور صدری روایات پر مبنی ہے۔ تو تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے۔ "Punjab Castes"

361. Page 27. The minor professional group Consists of Náis, Merásis, jogis and The like .. ..

ترجمہ ۳۶۱ - ادنےٰ پیشہ ور گروہ میں نائی - میراثی - جوگی اور اشالہم شامل ہیں . . . . صفحہ ۲۷

524 Page 230

The Castes of The group may be divided into Three Classes, The Nai, Bhát and Mirási who are real Village servants though of a very special character.

(۲) ترجمہ - ۵۲۴ اس گروہ کی ذاتیں تین قسموں میں منقسم ہو سکتی ہیں۔ نائی - بھاٹ اور میراثی - جو دیہات کے حقیقی کمیں ہیں۔ اگرچہ ایک خاص قسم کے ہیں - صفحہ ۲۳۰

526. Page 231 - 232.

The Bhát or Bhat as he is often Called in the Punjab is, Like The Mirási, a bard and genealogist, or as some people Call him panegyrist. .... But as he often lives too far off to be summoned to ordinary weddings, a Mirási or Dum is often retained in addition, who takes the place of the Bhát on such acca-

(۳) ترجمہ ۵۲۶ صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۱ بھاٹ جسے پنجاب میں اکثر بھٹ بھی کہتے ہیں میراثی کی طرح ایک تک بند اور شجرہ خواں ہے۔ بعض لوگ اسے قصیدہ خواں بھی کہتے ہیں . . . .

لیکن بھاٹ چونکہ اکثر اس قدر دور رہتا ہے کہ بیاہ شادی کے موقعوں پر بلایا نہیں جاسکتا۔ اسلئے
میراثی یا ڈوم کو اکثر زائد طور پر رکھا جاتا ہے جو ایسے موقعوں پر بھاٹ کا کام دیتا ہے۔

527. Page 234 - 235.

The Dum and Mirási. Even jats employ Mirásis, though the hereditary genealogist of many of the jat tribes is the Sánsi, and, as just stated, Rajputs often employ Mirási in addition to Bhats. But the Mirási is more than a genealogist, he is also a Musician and minstrel and most of the men who play the musical instruments of the punjab are either Mirásis, jogis or faqirs, "The Dum does not make a good servant, nor a fiddle bow a good weapon." The social position of the Mirási, as of all the minstrel Castes, is exceedingly low, but he attends at weddings and on similar occasions to recite genealogies.

...... The Mirási is generally a hereditary servant like the Bhát, and is notorious for his exactions, which he makes under the threat of lampooning the ancestors of him from whom he demands fees .... I have included under the head of Mirási the following schedule entries, Dhádi 37 in Ambala, 478 in Multan, and 77 in the Deraját, Kharial 371, and Sarnai, 3 in jalandhar, Rababi, 109 in Lahore.

Besides these numbers, the above terms as well as Nagárchi, have all been included with Mirási.... The two largest tribes returned for Mirásis seem to be the Chunhar with 13493, and the Kalet with 4897 persons.

(۴) ترجمہ۔ ۵۲۸ صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ ۔ ڈوم اور مراسی۔ جاٹ بھی مراسیوں سے خدمت لیتے ہیں۔ گو بعض جاٹ اقوام کا موروثی شجرہ خواں سانسی ہے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ راجپوت بھی عموماً بھاٹوں کے علاوہ مراسیوں سے بھی کام لیتے ہیں۔ لیکن مراسی شجرہ خواں بھی ہے، مطرب بھی اور گویا بھی ہے۔ اور اکثر لوگ جو پنجاب کے ساز لئے موسیقی بجاتے ہیں۔ یا مراسی ہیں یا جوگی۔ یا فقیر۔ ڈوم اچھا کبس نہیں اور کنگ[۱] کوئی ہتھیار نہیں"۔ (پنجابی زبان میں مشہور ہے کہ "ڈوم[۲] نہ بیلی۔ کنگ نہ ہتھیار")۔ مراسی کی معاشری حالت تمام مغنی اقوام کی طرح بہت گری ہوئی ہے لیکن مراسی بیاہ شادی اور ہر قسم مواقعات پر شجرہ خوانی کے لئے حاضر ہوتا ہے . . . .

مراسی عام طور پر بھاٹ کی طرح ایک موروثی کمین ہے۔ اور اپنے مطالبات کے تقاضے کی شدت کے لئے بہت بڑا مشہور ہے جس سے وہ اپنے "لاگ[۳]" کا مطالبہ کرتا ہے۔ بصورت نادہندگی ان کے آباؤ اجداد کی ہجو گوئی اور مذمت کی دھمکی دیتا ہے . . . . . .

میں نے مراسی کے عنوان کے تحت میں مندرجہ ذیل اندراجات کئے ہیں۔ ڈاڈی ۳۰، انبالہ میں ۸۷۴ ملتان میں۔ اور ۷۷ ڈیرہ جات میں۔ کھریالہ ۱۷۳، اور سرنائی ۳ جالندھر میں۔ رباب ۱۰۹ لاہور میں۔ اس تعداد کے علاوہ مندرجہ بالا نام۔ نیز نقارچی بھی مراسی میں شامل کئے گئے ہیں . . . دو کثیر ترین قومیں جن کا اندراج بطور مراسی کیا گیا ہے چونہر[۴] اور کلیرط ہیں جن کی آبادی بالترتیب ۱۳۴۹۳ اور ۴۸۹۷ نفوس پر مشتمل ہے۔

577. Page 277.

The Sansi. They have some curious connection with the Jat tribes of the Central Punjab, to most of whom they are hereditary genealogists or bards.

ترجمہ[۵]۔ ۵۷۷ صفحہ ۲۷۷ سانسی۔ ان کا وسطی پنجاب کی جاٹ اقوام سے کچھ عجیب قسم کا تعلق ہے جن کے وہ موروثی شجرہ خواں ہیں یا بھاٹ . . . . . .

۱؎ ایک ساز کا نام ہے

۲؎ یہ اصل کتاب کا فقرہ نہیں بلکہ اضافہ ہو گیا۔ مترجم

۳؎ پنجابی زبان کا لفظ ہے جو ترجمہ میں آ گیا۔ ۴؎ چونہر

653. Page 333.

The Dumna, Called also Domra, and even Dum in Chamba, is the Chuhra of the hills proper ....

(۶) ترجمہ:(۶) نمبر ۶۵۳ صفحہ ۳۳۳ ڈومنا جسے ڈومرا بھی کہا جاتا ہے۔ اور چمبہ میں اسے ڈوم بھی کہتے ہیں۔ پہاڑی علاقہ میں چوہڑا ہوتا ہے۔

Page 334

The Dumna is often Called Dum in other Parts of India, as in Chamba, and is regarded by Hindus as the type of Uncleanness

(۷) ترجمہ:(۷) صفحہ ۳۳۴ ڈومنا کو ہندوستان کے دیگر حصص میں عموماً ڈوم کہا جاتا ہے جیسا کہ چمبہ میں۔ اور ہندو اسے غلاظت مجسم سمجھتے ہیں (یعنے اچھوت اقوام میں داخل ہے)۔

(۶)

متذکرۃ الصدر حقیقت کا بالفاظ دیگر نچوڑ یہ ہے کہ (۱) نائی۔ میراثی اور جوگی ادنٰے پیشہ ور ہیں (۲) نائی۔ بھاٹ۔ اور میراثی دیہات کے حقیقی کمین ہیں (۳) میراثی شجرہ خواں اور قصیدہ خواں ہے۔ (۴) شادی بیاہ کے موقعوں پر میراثی بھاٹ کا کام دیتا ہے (۵) جاٹوں کا موروثی شجرہ خواں اگرچہ سانسی ہے لیکن میراثی بھی جاٹوں کا کمیں ہے (۶) راجپوت میراثی سے بھی کمیں کا کام لیتے ہیں (۷) میراثی شجرہ خواں ہی نہیں بلکہ مطرب اور گویا بھی ہے (۸) پنجاب میں میراثی۔ جوگی اور فقیر سازہائے موسیقی کا استعمال کرتے ہیں۔ (۹) معاشری حالت کے لحاظ سے میراثی بہت گرا ہوا ہے (یعنے اچھوت سماج میں داخل ہے) (۱۰) میراثی شادی بیاہ کے موقعوں پر شجرہ خوانی کرتا ہے (۱۱) بھاٹ کی طرح میراثی ایک موروثی کمیں ہے (۱۲) اپنے "لاگ" کی تعویق پر میراثی ہجوگوئی اور مذمت پر اتر آتا ہے (۱۳) مراسیت کے ضمن میں ڈھاڈی۔ ککریالہ۔ سرنائی۔ ربابی۔ نقارچی۔ بونٹڑ اور کلیٹ شامل ہیں۔

(۷)

اب امور قابل غور یہ ہیں کہ (۱) اگر کسی قسم کا کوئی سپیشل کیرکٹر مراسیوں کے لئے ادعائے قرشیت کی دلیل ہو سکتا ہو۔ تو پھر وہی سپیشل کیرکٹر نائیوں اور بھاٹوں کے لئے کیوں دلیل قرشیت نہیں ہو سکتا۔ جبکہ نائی اور بھاٹ اس سپیشل کیرکٹر میں یکساں طور پر برابر کے حصہ دار ہیں (۲) ہندی الاصل

اقوام کی شجرہ خوانی اگر مراسیوں کے لئے وجہ قرشیت ہوسکتی ہو۔ تو وہی شجرہ خوانی سانسیوں کے لئے کیوں دلیل قرشیت نہیں ہوسکتی۔ جبکہ سانسی اور میراثی بلحاظ پیشۂ شجرہ خوانی ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے کئے گئے ہیں (۳) کیا ڈاڈھی۔ کھربالہ۔ سرنائی۔ ربابی اور نقارچی ہندی الاصل نہیں؟ (۴) آیا جونبڑ اور کلیٹ قریش کی ذاتیں ہیں یا ہندی النسل ڈوم مراسیوں کی گوتیں؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

گوجرانوالہ
یکم جنوری ۱۹۲۹ء } قاضی نظیر حسین فاروقی بستونی (ریٹائرڈ)

تنبیہ

مراسیوں کا اعتراض ہے کہ ہم نے قریشیوں کو چیلنج دیا اور وہ بحث کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ مراسیوں کو اپنی جاہلی اور بے بصیرتی سے معلوم ہوا۔ کہ قریشیوں نے ہر ملک اور ہر قوم کی تواریخ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ہندی۔ اردو۔ حتّٰی کہ ضلعوں کے جغرافیوں سے جو حکومت نے اقوام کی تحقیقات کے بعد مرتب کرکے مدارس کی تعلیم میں رکھے ہیں۔ اور کتب لغات سے مراسیوں کے نسب حسب۔ معاشرت۔ تمدن۔ توطّن۔ اصلیت کے ہر پہلو پر وہ زخم لگائے جن کا اندمال ممکن ہی نہیں۔ اب قریش بحث کی تمام حجت پوری کرچکے ہیں۔ اگر مراسی اپنے پاس سامان رکھتے ہیں تو جرأت کرکے اپنی عربیت اور قرشیت ثابت کریں۔ مراسی اگر شنّت روایات اور غیر معقول کلمات سے کام نکالنا چاہیں تو قریشی ان کو لغو سمجھ کر نظر انداز کردینگے۔ نیز مراسیوں کے شاہزادے سے یہ بھی دریافت کرنا ضروری ہے کہ وہ کس عالی جاہ بادشاہ کے زادہ ہیں۔ کیونکہ مشہور تو یہ ہے کہ وہ بخشی نام مراسی سمڑیالیہ کے ولید رشید ہیں اور ان کا نام برکت علی ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں۔

شکریہ

سپاسِ خداوندِ کون و مکاں فرازندۂ گنبدِ آسماں
خداوند ماہ و خداوند ہور خداوند پیل و خداوند مور
برازندۂ کامِ امیدوار چہ دشمن چہ فرمان بردستدار

سلہ ہور یعنے آفتاب ۱۲

درین وقت زاعجوبهٔ روزگار — بقوم قریش آمده سخت کار
که قوم رذیل جهان لوریان — کند همسری با قریش این زمان
گذر زین فزونی بگویند شان — بخندد برین مهر بر آسمان
بخوانند در بحث مرد شریف — که از زخرف[1] القول گردد خفیف
گوارا کند کسی نجیب و نبیل — که مجلس کند با خسیس و رذیل
زغن را چه نسبت ابا جرهٔ باز — که شد جره از صحبتش بی نیاز
زغن سال ماده بود سال نر — تری را نشد این پسندیده تر
بود در روایات بهر روز و شب — که مخلوط دارند اینان نسب
چه خوش گفت سعدی شیرین زبان — همین بزرگان گزین زمان ،
اگر ابلهی مشک راگنده گفت — تو مجموع شو گو پراگنده گفت
نه هفوات[2] اینجا در آید بکار — بود ژاژ خا عاقبت زار و خوار
کسی کش قدم در تواریخ پیش — ظفر از تهِ دل دراهست خویش
روایات صدری نیرزد بچیز — زبان آوری کمترست از پشیز
نه پیکار تیر و تفنگ ست این — بتاریخ و آثار جنگ ست این
تهی خانهٔ شان بود زین سلاح — ازان نیست مر لوریان را فلاح
بسوگند گفتن که زر مغربیست — چه حاجت محک خود بگوید که چیست
گمان شرافت بخود می برند — برین زعم اندر هوا می پرند
چو تاریخ شان را فرو افکند — زدعوی چه حاصل چو گردن زند
شده بی سپر بی سپر لوریان — ازین جنگ بیهوده شان شد زیان
بر اعدا قریش آمده همچو قرش[3] — بپا پخش شان کرده مانند فرش
پی دفع شان شاه دانا گهر — شه ابن شه ابن شه نامور
دول بوسه زن بر دوالِ رکاب — درش بر هنرمند گشته مآب
مجسم ز خیر و مصور ز داد — کبوتر ز شهباز بگرفته داد
کمر بسته اقبال پیشش مدام — ظفر تیغ زهراب او را غلام

---

[1] زخرف القول کلام باطن ظاهر آراسته۔ [2] هفوات سخنان بیهوده۔
[3] قرش نام جانور دریائی که بر همه جانوران غالب ست۔

بہر کار خیر ست او ہمچو جاں — وحیدِ زمان ست عثماں خاں
عطا کردہ زانعامِ خود بہرۂ — بتحسینش زد ہر کسے نعرۂ
بدیں جودِ مسعود ہمت فزود — قریش از چنیں جود خوشنود بود
بود شکرِ او فرض بر ما ہمہ — کہ او چوں شبان ست و ما چوں رمہ
کمر بست پس مہربانِ جلی — بریں کار رونق محمد علی
برآورد از سعیِ خود القریش — ثمر[1] شد ز لطفِ صمد القریش
مضامیں کہ بودند در سینہ ہا — ازاں سینہ ہا مثلِ گنجینہ ہا
کشادہ شد از ہمتش ایں زماں — کہ بودند زیں پیشتر در نہاں
اگر ایں رسالہ نگشتے عیاں — ہمہ رازہا ماندے اندر نہاں
بود شکرِ رونق چو واجب بما — نگہدارد ش ایزدِ کبریا
خردمند قاضی نظیر حسین — شریف النسب خالی از عیب شین[2]
ز تاریخ نو و کہن باخبر — نہادہ ازیں علم تاجے بسر
چناں دادِ مضمون ز تاریخ داد — کہ شک را ز دلہا بیکسر نہاد
ز فرس و ز ہندی و انگلش بہوش — بمالید بس لوریاں را چہ گوش
کنوں گشت اصلیتِ لوریاں — بعالم عیاں چوں بشب روشناں
سلاحے بہ دشاں کہ آئند پیش — بہ حملہ اش جملہ گشتند ریش
بر ایں ہمتِ عالیش آفریں — بود شکر او وردِ اہلِ زمیں
غلامی سخن ختم کن بر دعا — بدرگاہِ جان آفریں کبریا

الٰہی بود تا زمین و زمن
برونق بود قائم ایں انجمن

از گوجرانوالہ
۲۵ نومبر ۱۹۲۸ء

بندہ غلام غوث غلامی پنشنر

---

[1] بمعنے افسانہ مشہور۔
[2] شین بمعنے عیب۔

خطاب بہ مسلم

(از جناب آغا حشر کاشمیری)

اے مسلماں تو کبھی اس خواب سے بیدار تھا راہِ ملت میں سراپا پیکرِ ایثار تھا
صاحبِ احساس تھا، غیور تھا، خود دار تھا ہاتھ میں تلوار بھی آمادۂ پیکار تھا
تو نے کعبے کو بنایا بت کدوں کو توڑ کر
بجلیاں بن کر گرا خاشاکِ غیر اللہ پر

تو جہاں میں عندلیبِ زمزمہ پرواز تھا گلشنِ ایجاد کے ہر گل کا نغمہ ساز تھا
تجھ کو اپنی آسماں پروازیوں پر ناز تھا تیری ہستی میں علو سجاد کا انداز تھا
موت لائی تھی پیامِ زندگی تیرے لئے
زمزمۂ معراج تھی افتادگی تیرے لئے

آج تیرے گلستاں کی ہے ہوا بگڑی ہوئی تیرے پھولوں سے ہی خوشبو وفا بگڑی ہوئی
عندلیبانِ چمن کی ہے نوا بگڑی ہوئی اہلِ گلشن میں ہے ہر موجِ صبا بگڑی ہوئی!
تیرا گلشن ہے مگر تیرے لئے ویرانہ ہے
ہر روشِ زیرِ نگیں سبزۂ بیگانہ ہے

شر پہ آمادہ ہوئے اہلِ جہاں تیرے لئے مضطرب ہیں آسماں پر بجلیاں تیرے لئے
تنگ ہے اب عرصۂ کون و مکاں تیرے لئے ہو رہا ہے انقلابِ آسماں تیرے لئے
ملتِ بیضا کا تجھ کو پاس کیوں ہوتا نہیں
ذلتِ اسلام کا احساس کیوں ہوتا نہیں

تیری غیرت کیا ہوئی تیری حمیت کیا ہوئی تمکنت کو کیا ہوا وہ شان و شوکت کیا ہوئی
آج تیری سرفروشانہ شجاعت کیا ہوئی کیا ہوئی وہ جذبۂ ایماں کی قوت کیا ہوئی
اہلِ ایماں را چہ حال افتاد مرداں را چہ شد
کس بمیداں رو نمے آرد سواراں را چہ شد

واقعات وحوادث

مغربیت پرستی کے نتائج

تہذیب جدید اور مغربیت پرستی کی ہوا آخر طوفان خیز آندھی بن کے رہی، فیشن کی بوقلمونیاں گوناگون حوادث کی شکل میں نمودار ہوئیں اور فرش زمین کو امن وچین سے خالی کرنے کا موجب بن کے رہیں، ٹرکی میں اصلاحات کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے۔ رعایائے ٹرکی اگر مصطفےٰ کمال پاشا کے احکام کے خلاف جہاد پر اُتر آئی ہے۔ اور اُن کے قتل کے منصوبے گانٹھے جا رہے ہیں۔ تو افغانستان میں بھی شور محشر بپا ہے پچھلے دنوں جو روح فرسا نظائر وقوع میں آئے اخباربین حضرات سے پوشیدہ نہیں

واقعات کی اجمالی کیفیت "الفرقان" کی گذشتہ اشاعت میں نذر ناظرین ہو چکی۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی تاجدار افغانستان نے فتنہ و فساد کو مٹانے کی خاطر یہی ایک تدبیر سمجھی کہ وہ ان تمام احکامات کو واپس لے لیں جن کی وجہ سے فساد کی آگ مشتعل ہوئی اور خونریزی تک نوبت پہنچی، چنانچہ اخبارات کا بیان ہے کہ غازی موصوف کا ایک اعلان جریدہ "امان افغان" کابل میں شائع ہوا ہے جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ "اصلاحات کا نفاذ سردست ملتوی کر دیا جائے گا۔ جو طالبات حصول تعلیم کے لئے ٹرکی بھیجی گئی ہیں۔ انھیں واپس بلا لیا جائے گا۔ مردوں کو مغربی لباس پہننے اور عورتوں کو پردہ اُٹھا دینے کا جو حکم دیا گیا تھا وہ واپس لے لیا گیا ہے۔ مدارس بنات بند کر دیئے گئے ہیں، سپاہیوں پر سے یہ پابندی اُٹھالی گئی ہے کہ وہ حکومت سے باقاعدہ اجازت حاصل کئے بغیر کسی پیر کے مرید نہ بنیں۔ جبری بھرتی کا حکم بھی منسوخ کر دیا گیا ہے، سرکاری اداروں میں حسب دستور سابق جمعہ کو تعطیل ہوا کرے گی پچاس علماء خوانین کی ایک مجلس مرتب کی گئی ہے جو شریعت غرا کے مطابق موجودہ قوانین کی ترمیم کرے گی اور مجلس وکلاء کے فیصلوں پر نظر ثانی کیا کرے گی اس اعلان پر قاضی القضاۃ، سردار محمد اکبر خان اور پیر صاحب شور بازار کے دستخط ہیں۔"

اگرچہ سرکاری طور پر اس اعلان کی تصدیق نہیں ہوئی لیکن قونصل جنرل افغانستان مقیم دہلی کا بیان ہے کہ مشرقی افغانستان کی بغاوت بالکل ختم ہو گئی ہے اور سارے افغانستان میں بالکل امن وامان ہے۔ رعایائے افغانستان اگر ان اصلاحات کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتی۔ تو تاجدار کی فرزانگی یہی تھی کہ وہ اسے ایک عارضی مدت کے لئے واپس لے لیتے، غازی ممدوح نے اگر ایسا کیا ہے تو ان کی دانشوری اور مآل اندیشی قابل صد ہزار تحسین ہے۔ رعایا کی خوشنودی راعی

کی فلاح و بہبود کا موجب ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

رعیت چو بیخ است سلطاں درخت
درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

کاش فرمانروائے ٹرکی غازی مصطفےٰ کمال پاشا بھی دور اندیشی اور مصلحت وقت سے کام لیکر ملک سے فتنہ و فساد کی آگ فرو کرنے کی کوشش کریں۔

سانحہ ہوشربا

۱۷ دسمبر کو مسٹر سانڈرس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور چنن سنگھ ہیڈ کنسٹبل پولیس لاہور کا قتل جس دیدہ دلیری اور حیرت انگیز طریق پر کیا گیا۔ وہ از بس شرمناک ہے۔ قاتل نے پانچ بجے شام عین اس وقت جبکہ مسٹر موصوف دفتر کے کاروبار سے فارغ ہو کر گھر جانے لگے انہیں گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ چنن سنگھ مذکور نے قاتل کو پکڑنے کی مردانہ وار جرأت کی تو اُسے بھی خاک و خون میں لوٹا دیا گیا۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے۔ اصل ملزموں کا ابھی تک سراغ نہیں ملا۔ نوجوان بھارت سبھا کے اراکین ممبر اور کئی اور اشخاص شبہ میں گرفتار ہیں۔ متعدد خانہ تلاشیاں ہوئیں۔ مگر کوئی رہنمائی نہیں ہوئی۔ بہرحال ایک ہیجان اور اضطراب کی لہر پھیل گئی ہے۔ اور شرفاء خطرہ میں پڑ گئے ہیں۔

قاتل نے مسٹر سانڈرس کے قتل میں خدا معلوم کیا مصلحت اور کونسی کامیابی دیکھی، ملک و ملت کی نگاہ میں اس کا یہ فعل کسی تعریف و ستائش کا مستوجب نہیں ہو سکتا اس کی یہ بزدلانہ اور ابلہانہ حرکت ہرگز نہ قابل فخر، و لائق ملامت ہے یہ کوئی ملکی و قومی خدمت نہیں بلکہ ملکی مفاد پر یہ ایک کاری ضرب ہے اور رہنمایان ملک سے غداری۔ کاش وہ اس شرمناک فعل کا ارتکاب کرنے سے قبل اسکے عواقب و نتائج پر غور کر لیتا۔ یہی تو ہیں وہ عاقبت نااندیش لوگ جن کی ایک ایک حرکت قوم و ملک پر ہزارہا مصیبتیں نازل کرا دیتی ہیں۔ اور برسوں کی کوششیں اکارت جاتی ہیں۔ سچ ہے

پسر نوح با بداں بنشست ۔ خاندانِ نبوتش گم شد

جنگ کے آثار

تازہ ترین اخبارات مظہر ہیں کہ سرحد افغانستان پر خطرناک جنگ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہ افواہیں دیر سے سنی جاتی ہیں۔ اور فوجی نقل و حرکت انھیں یقین کے مدجہ تک بھی پہنچا دیتی ہیں۔

جنگ ایک مصیبت عظمیٰ اور قیامت صغریٰ سے کم نہیں، راعی و رعایا دونوں کی بے چینی اسی ایک لفظ میں مضمر ہے اور جب یہ عملی رنگ اختیار کر لیتا ہے تو مصائب و آلام کی گھٹا ٹوپ آندھیاں چھا جاتی ہیں اور ہزاروں قسم کے نقصانات کا متحمل ہونے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔

گذشتہ جنگ عظیم میں جو تلخ تجربہ ہو چکا ہے اس کی یاد ابھی دلوں سے محو نہیں ہوئی اور ہنوز تاثرات باقی ہیں۔ اب نئی جنگ کے لئے تیاریاں کی جا رہی ہیں، معلوم نہیں کہ اس کے عواقب و نتائج کیا ہوں اور اونٹ کس کروٹ بیٹھے۔

پچھلی جنگ یورپ میں فریقین کے جو کچھ مالی و جانی نقصانات ہوئے اس کے مختلف اندازے اور تخمینے کئے گئے۔ چنانچہ اکیلے برطانیہ کے خزانہ پر ابتدائے جنگ سے مارچ ۱۹۱۹ء تک جو بار پڑا ہے۔ اس کا اندازہ ۹۵۹۰۰۰۰۰۰ پونڈ یعنے تقریباً ایک کھرب اور پچاس ارب روپیہ کیا گیا ہے۔ اور لشکر برطانیہ کے مقتولین کی تعداد ۷۴۳۷۰۱ اور مجروحین کی تعداد ۱۶۹۳۲۶۲ تک پہنچی۔ ان اعداد سے وہ مالی و جانی نقصان خارج ہے۔ جو بحری جنگ میں جہازوں اور کشتیوں کے ڈوبنے سے اٹھانا پڑا ہے۔ یہ ملا کر ۲۲ ہزار انسانوں کی جانوں ۷۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ یعنے ایک ارب ساڑھے دس کروڑ روپیہ کی تعداد اس میزان میں اور اضافہ کرنی پڑے گی۔ یہ اعداد ایک تخمینہ کے لحاظ سے تھے۔ دوسرے تخمینہ کے مطابق اعداد حسب ذیل ہوں گے:۔

برطانیہ مقتولین ۸۰۷۴۵۱ مجروحین شدید ۶۱۷۷۴۰

خود برطانیہ کی وزارت نے جو اعداد سرکاری طور پر ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء کو پارلیمنٹ کے روبرو پیش کئے وہ حسب ذیل تھے:۔

برطانیہ مقتولین ۸۶۷۹۵۵ مجروحین شدید ۲۰۹۰۹۸۹

اس طرح کے اور بھی مختلف تخمینے مختلف مبصروں نے شائع کئے ہیں۔ لیکن برطانیہ کے محکمۂ جنگ نے معلومات جنگ سے متعلق جو ضخیم کتاب شائع کی۔ شائد وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جائے گی۔ اس میں (جیسا کہ لندن کا مشہور اخبار ڈیلی نیوز نے لکھا) حسب ذیل اعداد درج ہیں:۔

فرانس میں برطانوی اتلاف نفوس ۲۷۴۶۷۳
" جرمنی " ۱۱۶۹۰۳۹۶

یہ اعداد صرف محاذ فرانس سے متعلق تھے۔ لیکن اگر جنگ کے ہر میدان کو پیش نظر رکھا جائے تو میزان حسب ذیل ہوگی:۔ برطانیہ مقتولین ۹۵۳۵۸۰ مجروحین ۲۲۳۹۳۱۱

اسی کتاب میں یہ اطلاع بھی درج ہے کہ آخر ستمبر ۱۹۱۸ء میں جب برطانوی فوج بڑے زور شور سے جرمن خط دفاع پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ تو اُس وقت ہر ہفتہ اس کے توپ کے گولوں کا اوسط ۳۴۴۶۲۷۹۳ تک پہنچتا تھا۔ جن پر تقریبًا ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ یعنے ۱۵ کروڑ روپیہ خرچ ہوتا تھا۔ اس زمانہ میں برطانیہ کے روزانہ مصارف جنگ کا اوسط ۷۴۴۰۰۰ پونڈ یعنے ایک کروڑ گیارہ لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ ہوتا تھا! ان اعداد سے ایک سرسری اندازہ اس امر کا ہوگیا ہوگا۔ کہ موجودہ جنگ کے کیا معنے ملک و قوم کے لئے ہوتے ہیں۔

ان ہولناک نتائج کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاجداران اقالیم اگر جنگ سے دست کش رہکر اتحاد و دوستی کے تعلقات کو زیادہ مستحکم و استوار بنانے کی کوشش کریں تو راعی و رعایا دونوں کے لئے مفید نتائج اخذ ہو سکتے ہیں۔ لا تفسدوا فی الارض۔

نیرنگئ روزگار

فوجی پنشنروں کا ایک جتھہ جو کئی سو آدمیوں پر مشتمل ہے سردار انوپ سنگھ پنشنر رسالدار جتھہ دار کی سرکردگی میں کئی روز سے لاہور میں بدیں غرض آیا ہوا ہے۔ کہ افسران اعلیٰ سے اپنی ان تکالیف کا اظہار کرکے امداد کی درخواست کریں جو انھیں پنشنر ہونے کے باوجود بھوک کی وجہ سے پیش آرہی ہیں۔ یہ جتھہ میلا رام روڈ پر ڈٹا ہوا ہے اور ان کا جتھہ دار اور اس کا ایک معاون گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ جن پر زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مقدمہ چلایا گیا ہے۔ چند شہادتوں کے بعد سردار انوپ سنگھ نے جو عجیب و غریب بیان دیا۔ اس کے چند فقرات قابل غور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ " میں نے کوئی خلاف قانون کارروائی نہیں کی مجھے دھوکے سے بلاکر گرفتار کرلیا گیا ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو میں ۲۴ گھنٹے کے اندر رسالداری سے نکالا گیا۔ میں فوج میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ ۲۵۰ روپئے لیتا تھا۔ میں نے ایک کمیٹی سپاہیوں کے حقوق پر غور کرنے کے لئے بنائی۔ میری پچاس ہزار روپیہ کی مالیت کی قالین اور بہت سا سامان وہیں رہ گیا۔ گھر آکر میں نے برطرفی کی وجہ معلوم کی تو کوئی معقول جواب نہ ملا۔ میں نے درخواست کی میں چار ہزار رنگروٹ دینے کو تیار ہوں۔ میں دوائی اور خچر چلانے والا بننے کو تیار ہوں۔ مجھے رنگروٹنگ افسر نے بلاکر دریافت کیا کہ کیا تم پانچ سو روپیہ فورًا داخل کرسکتے ہو؟ مینے کہا کہ ہاں۔ مگر اس پر کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد پنجاب کے ایک سو بیس ہندوستانی کپتانوں نے میری سفارش کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ پھر حکومت نے مجھے انسپکٹر پولیس کا عہدہ دیا۔ عیسیٰ خیل میں متعین کیا گیا۔ میں دورہ پر گیا واپسی پر مجھے ایک تار ملا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ تمہارا استعفےٰ منظور ہے اور تم فورًا چلے جاؤ۔ حالانکہ میں نے

کوئی استعفٰی نہ دیا تھا۔ دو ماہ ہوئے میرا نام بدمعاشوں کے رجسٹر نمبر دس میں درج کیا گیا۔ پھر سکاٹ صاحب سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور دو سب انسپکٹر بھیجکر مجھے بلایا۔ میرے والد کپتان شیر سنگھ نے مجھے سمجھایا۔ مسٹر سکاٹ نے میرا نام نمبر دس میں درج ہونے کے متعلق معذرت طلبی کی اور کہا کہ ہمارا نام بدنام ہوگا۔ جنجھ کے متعلق میں نے کئی باتیں صاحب ڈپٹی کمشنر کے مشورہ سے کیں"۔
سردار انوپ سنگھ کے اس بیان سے اس کی دلچسپ اور عجیب وغریب زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک رسالدار کا ۲۴ گھنٹہ کے اندر نکالا جانا۔ پچاس ہزار کی جائداد کا ایک دن رات میں تلف ہو جانا۔ گوناگوں پریشانیوں کے بعد انسپکٹر پولیس ہونا اور خواب کیطرح چند ہی روز میں بلا استدعٰی استعفٰی ہو کر گھر آجانا اور پھر بدمعاشوں کے رجسٹر نمبر دس میں نام پانا انقلابات روزگار کی پیہم نیرنگیاں ہیں۔

رسالدار انوپ سنگھ نے گواہان صفائی کی فہرست میں ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب مسٹر ایف۔ ڈبلیو کیو لاہور۔ مسٹر سکاٹ سینیئر سپرنٹنڈنٹ لاہور۔ مسٹر پکل ڈپٹی کمشنر لاہور۔ سردار بہادر سنت سنگھ سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی۔ سردار صاحب تیجا سنگھ ڈی۔ ایس۔ پی لاہور۔ آنریبل وزیر زراعت پنجاب اور مسٹر ینگ آرمی سکرٹری دہلی کے نام پیش کئے ہیں۔ مقدمہ ایک خاص نوعیت کا ہے۔ بعض وجوہ نے اسے بہت دلچسپ بنا دیا ہے۔

ملکہ ایران کی اصلاحی بیداری

ملکہ ایران نے غیر ملکی جواہرات وزیورات کا پہننا ترک کر دیا ہے۔ اسطرح آپ دولتمند خاندانوں کی ان خواتین کے لئے ایک قابل تقلید مثال پیش کرنا چاہتی ہیں۔ جو اپنے لباس اور اپنی تزئین وآرائش پر بہت زیادہ روپیہ صرف کرتی ہیں۔ یہ گھر کے میزانیہ کی ایک فضول مد ہے۔ آپ نے اس امر پر اظہار افسوس کیا۔ کہ غیر ملکی مال کی درآمد بہت بڑھ گئی ہے جس سے قوم کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ایران لیگ بلیٹن کی گذشتہ اشاعت میں ملکہ معظمہ کی تقریر کے اقتباس شائع ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا تھا۔ کہ یہ اسراف اور فضول خرچی ہمیں نسبتاً زیادہ امور کی طرف توجہ مبذول کرنے سے روکتی ہی نہیں۔ بلکہ یہ بھی خطرہ ہے۔ کہ اس طرح ملک کمزور ہو جائیگا۔ اور قومی افلاس میں اضافہ رونما ہوگا۔ اپنی تزئین وآرائش کو ترک کر دیئے ملک ہی کے بنے ہوئے سادہ کپڑے اور لباس پہننے میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ میں آپ پر واضح کر دینا چاہتی ہوں۔ اور اعلان کرتی ہوں۔ کہ شاہی خاندان کی خواتین نے اس سلسلہ میں سب سے پہلا قدم اٹھایا ہے۔ انہوں نے تمام غیر ملکی زیورات وجواہرات ترک کر دینے کا عزم کر لیا ہے۔ تاکہ آپکے سامنے تقلید کے لئے ایک مثال قائم ہو جائے (ٹائمز آف انڈیا)

انقلاب افغانستان

افغانستان کی اصلاحات آخر انقلاب عظیم کا موجب ہوئیں۔ شورش و فتن اعلیحضرت غازی امان اللہ خان کی تاج و تخت سے دست برداری کا موجب ہوگئے ہیں۔ اخباری بیان ہے کہ غازی ممدوح نے کابل کے باغ عمومی میں ایک تقریر کے دوران میں ان اصلاحات کو واپس لینے کا اعلان کر دیا جو شورش کا باعث تھیں۔ آپ نے باغی قبائل کی اٹھارہ شرائط کو بطیب خاطر قبول کر لیا جو اصلاحات کے خلاف وہ پیش کرتے تھے۔ اور خود اپنے بھائی سردار عنائت اللہ خان کے حق میں تاج و تخت سے دست بردار ہوگئے۔ اور ہوائی جہاز کے ذریعہ کابل سے قندھار تشریف لے گئے۔ سردار عنائت اللہ خان کے بادشاہ افغانستان ہونے کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ یہ ایک اہم اور عظیم انقلاب ہے۔ خدا کرے یہ دور راعی و رعایا دونوں کے لئے خیر و برکت اور امن و اطمینان کا موجب ہو۔



فرض شناس انسپکٹر

جرمنی کے پایہ تخت برلن میں ۲۱ دسمبر ۲۸ء کو ایک پولیس انسپکٹر نے اپنے فرائض کی تعمیل میں اپنے بیٹے کو چوری کے جرم میں گرفتار کیا۔ ہتھکڑی لگا کر تھانے لے جانے لگا۔ کہ لڑکے نے باپ پر حملہ کر دیا۔ اور بھاگنے کی کوشش کی۔ باپ نے اپنے فرائض کا احترام کرتے ہوئے ملزم یعنی اپنے بیٹے پر ریوالور کا فائر کر دیا جس سے وہ سخت زخمی ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ لڑکے کے جانبر ہونے کی کوئی امید نہیں۔

دیانت کا اقتضا بھی تھا تو انسپکٹر مذکور نے کیا۔ فرض کے احترام میں باپ نے بیٹے کو قربان کر دیا۔ آج اس قسم کی مثال چراغ لیکر ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملتی۔ انسپکٹر کی جرأت قابل داد ہے۔ کاش فرض شناسی کا یہ جوہر ان لوگوں کو بھی عطا ہو جو عیب پوشی کے عادی ہیں۔ اور ناکردہ گناہ بیکسوں کو اپنے عزیزوں کی عیب پوشی کیلئے مجرم قرار دیکر عدل و انصاف کا خون کر دیتے ہیں۔



"اخبار شدھی سماچار دہلی" پر اس توہین آمیز مضمون کی بنا پر جس کا تذکرہ دسمبر کے القریش میں "دشمنان اسلام کی شرانگیزیاں" کے عنوان سے کیا گیا ہے۔ حکومت نے مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ امید ہے کہ ملزم عبرت انگیز سزا پائے گا۔

افغانستان کے حالات دمبدم بدلا کئے جا رہے ہیں، تشویش انگیز خبریں پیہم موصول ہو رہی ہیں لہٰذا کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنا بہت مشکل ہے، انقلاب کے اسباب بھی مختلف بیان کئے جاتے ہیں لہذا جو کچھ ہو رہا ہے بہر نوع جگر پاش ہے، خدا تعالیٰ فضل کرے۔

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "القریش" ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو باحتیاط تمام پوسٹ کیا جاتا ہے، لہٰذا ۲۵ تاریخ تک اگر کسی بھائی کو موصول نہ ہو تو دوسرے مہینہ کی پہلی تاریخ تک دفتر سے مکرر طلب کرلیں، اس کے بعد پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی،

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہوجائے تو ضروری ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کرکے اپنے ایڈرس کی صحت کرالیں، ورنہ عدم رسی کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا،

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے، ورنہ جواب نہ دیا جائیگا

(۴) بیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے،

(۵) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ کئے جائیں گے،

(۶) ہر قسم کی خط وکتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے،

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر فشائے خریداری وعدم خریداری سے مطلع نہ کرینگے، تو دوسری اشاعت کا پرچہ انکی خدمت میں بصیغہ وی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی و قومی فرض ہوگا،

(۸) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر اور تین روپے دو آنہ بذریعہ وی پی مقرر ہے، طلبا بشرط تصدیق ۸ ر کی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنا ہوگا،

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوئے آنے چاہئیں،

نیازمند - مینیجر،

مطبوعہ رعد بازار برقی پریس مالبازار امرتسر، پرنٹر اپبلشر ایڈیٹر محمد مظہر الدین صدیقی، مقام اشاعت دفتر القریش امرتسر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں ہرگز بدلتا ہے   نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سادات قریش کا قومی اصلاحی و تاریخی پندروزہ

رسالہ

القریش

الناس تبع لقریش فی الخیر والشر

جو

بفرمان عالی نشان سلطان العلوم اعلحضرت تاجدار دکن

ادام اللہ اقبالہ واجلالہ

مدارس محروسہ سرکار عالی کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے فی پرچہ ۲ر تاریخ اشاعت ہر ماہ کی یکم اور ۱۷ مقام اشاعت امرتسر

قومی زندگی کی اہم ضرورتیں

قانون الٰہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اُس کا ہر فرد قوم کی اصلاح و ترقی کے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو محسوس اور اُن سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نکرے۔ یوں تو مسلمانان ہند کی قومی ضرورتیں جنکی تکمیل کی ذمہ داری علی قدر حیثیت ہم سب پر عاید ہوتی ہے۔ بیشمار ہیں۔ مگر ان میں چند اصولی اور اہم ضرورتیں ایسی بھی ہیں جو باقی تمام ضروریات پر حاوی ہیں۔ ہمارے خیال میں ان اصولی ضرورتوں کی تحلیل مندرجۂ ذیل عناصر میں کی جاسکتی ہے۔ ان عناصر کو بہ نیت اصلاح ہمیشہ ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھنے میں ہماری فلاح و نجات اور اُن سے روگردانی و بے اعتنائی میں قوم کی بربادی و ہلاکت ہے۔ اسلئے ہم تکمیل مقاصد اصلاح و ترقی کے لئے "القریش" کی ہر اشاعت میں ان کا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ بار بار نظر پڑنے سے ان کی اہمیت و ضرورت مسلمانوں کے ذہن نشین ہو جائے اور ان کے ذریعہ سے وہ اپنے لئے مناسب اصلاحی نظام العمل تجویز کرسکیں۔ قومی مرکزوں میں اگر کسی وجہ سے فرقہ بندی ہے۔ تو ہو۔ مگر قومی زندگی کی مندرجۂ ذیل اصولی اور مشترک ضروریات کو فرقہ بندی کے جذبات کے تابع کرنا صریحًا قوم کو قعر ہلاکت میں دھکیلنا ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

۱۔ مذہب

اسلام ہماری قومیت کی روح اور ہماری سعادت دارین کا کفیل ہے۔ اُس سے روگردانی و بے اعتنائی موجب خسران و ہلاکت ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم سے مستفید ہونے اور دین و دنیا کا تعلق سمجھنے کے لئے۔ قرآن حکیم کا عمیق مطالعہ اور اسوۂ حسنہ نبی کریمؐ کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ اخلاق

جس قوم کا اخلاق اصول عدم پر مبنی نہیں ہوتا جو افراط و تفریط کی طرف جھکتی اور دولت و قت اور قوت کا معتدل استعمال نہیں جانتی وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتی اور جلد فنا ہو جاتی ہے۔

۳۔ تعلیم

افراد قوم کو ہر قسم کے کار آمد علوم و فنون کی تعلیم دینا تمام ترقیات و کمال کا منبع و سرچشمہ ہے۔

۴۔ صحت جسم

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مریض اور کمزور قوم اس مکان کی مانند ہے جو ریت کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے۔

۵۔ معیشت

پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ تجارت، زراعت، اور صنعت و حرفت قومی ترقی کے لئے ناگزیر ہیں۔

۶۔ تنظیم قومی

قومی ترقی کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنیوالی متمدن انتظامی مشین کی سخت ضرورت ہے۔

۷۔ تحفظ حقوق

جبتک بیرونی حملوں سے کامل مدافعت کا انتظام نہ ہو اندرونی اصلاح و ترقی کی بہت کم امید ہے۔

۸۔ اشاعت اسلام

افراد قوم کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ قوم کی تقویت و ترقی کی کوشش کا نہایت ضروری جزو ہے۔

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "القریش" ہر انگریزی مہینے کی یکم اور ۱۷ تاریخ کو باحتیاط تمام پوسٹ کیا جاتا ہے، لہذا ۵ اور ۲۲ تاریخ تک اگر کسی بھائی کو موصول نہ ہو تو وہ دوسری اشاعت سے پہلے پہلے دفتر سے کر طلب کریں۔ ورنہ بعد کو پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی۔

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو ضروری ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈریس کی صحت کرالیں ورنہ عدم رسی کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔

(۴) بیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے۔

(۵) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ کئے جائیں گے۔

(۶) ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر منشائے خریداری و عدم خریداری سے مطلع نہ کرینگے، تو دوسری اشاعت کا پرچہ ان کی خدمت میں بصیغۂ وی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی و قومی فرض ہوگا۔

(۸) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر اور تین روپے دو آنہ بذریعہ وی پی مقرر ہے۔ طلبا بالشرط تصدیق ۸ر کی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں زر چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنا ہوگا۔

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے آنے چاہئیں۔

نیازمند منیجر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ

القریش

دورِ جدید　　امرتسر

ایڈیٹر

محمد علی ذوق صدیقی

قیمت سالانہ　　تین روپے

جلد ۱۵ | ۱۷ فروری سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۶ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۷ھ | نمبر ۳

القریش کا دورِ جدید

نوائے سروش

کل شب کہ جا رہا تھا میں دربارِ فکر میں　　موقعہ ملا سروش سے گفت و شنید کا
اس سے کہا یہ میں نے کہ اے آسماں نورد　　تیرے لبوں پہ رقص ہے قولِ سدید کا
مجھ سے کہو کہ ہند میں بہرِ قریشیاں　　ذوقؔ نے جو دیا ہے جلایا امید کا
کیا وہ ہوائے یاس سے بجھ تو نہ جائیگا　　پہلو میں میرے جنگ ہے وعدہ وعید کا
کہنے لگا یہ سن کے کہ اے شاکرِ حزیں　　دیتا ہوں تجھکو پھول یہ باغِ نوید کا

پیغام ہے بہار کا باغِ قریش کو،
آغاز "القریش" کے "دورِ جدید" کا

شاکر صدیقی

روز بازار الیکٹرک پریس واقعہ ہال بازار امرتسر میں قریشی محمد علی ذوق صدیقی، ایڈیٹر، پبلشر و پروپرائٹر و پرنٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُعا

(از ملک محمد شفیق صاحب رسوا رنگپوری مقیم بمبئی)

الٰہی پھر ترقی کا کوئی ساماں پیدا کر

الٰہی ہم میں پھر صدیق کا ایمان پیدا کر — بڑھے جوشِ اخوت جس سے وہ سامان پیدا کر

ہمیں سرشار کر دی نشۂ صہبائے عرفاں سے — ہمارے قالبِ بےجاں میں تازہ جان پیدا کر

مٹا کر نقشِ ظلمت جگمگا دے ساری دنیا کو — کوئی ایسا مسلمانوں میں تو انسان پیدا کر

جدھر انکا قدم اٹھے ظفر انکے قدم چومے — مسلمانوں میں دورِ اولیں کی شان پیدا کر

زمانہ بھر گیا اہلِ ستم کے فتنہ و شر سے — نئی دنیا، نیا عالم، نئے انسان پیدا کر

رہیں بنکر موحد پیروِ احمدِ مرسل — قلوبِ مضطرب میں کیفِ اطمینان پیدا کر

مٹا دے نخوتِ اعدا بجا دے عدل کا ڈنکا — کوئی فاروقِ اعظم سا جری انساں پیدا کر

تری درگاہ میں ناچیز رسوا کی گذارش ہے
الٰہی پھر ترقی کا کوئی ساماں پیدا کر

باسمہٖ وسبحانہ تعالیٰ

الفریش امرتسر

جلد ۱۵ نمبر ۳، ۷ا فروری ۱۹۲۹ء، بمطابق رمضان المبارک

انقلاب افغانستان

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

نیرنگئی عالم اور بوقلمونئ روزگار نے حالات کا تواتر کبھی قائم نہیں رہنے دیا، کائنات ہستی گوناگوں تغیرات اور بوقلموں انقلابات سے پُر ہے، قوموں کا بننا بگڑنا، حکومتوں کا عروج و زوال، سلطنتوں کی فتح و شکست، طبائع کا سکون و ہیجان، حالات کی مساعدت و نامساعدت ہی اسباب کی دلیل ہے، کہ زمانہ کو ایک پہلو قرار نہیں، وہ ہمیشہ بدلتا اور اپنے تاثرات اہل زماں کی عبرت و بصیرت کیلئے چھوڑ جاتا ہے۔

نظام ارضی میں تغیرات ہوتے رہے، تنظیم اوقات میں سعد و نحس ساعتوں کی تبدیلیاں ہوتی رہیں، گردش ادوار نے لاکھوں انقلابات برپا کئے، لیکن گذشتہ چودہ سال کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ واقعات نے بساط عالم کے پلٹنے میں اس اثنا میں اس قدر عجلت سے کام لیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کیا سے کیا ہو گئی،

انقلابات کا یہ تسلسل ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے زمانہ سے شروع ہوا اور اب تک جاری و ساری ہے، ٹرکی کا انقلاب، چین و جاپان کی تباہی، جرمن و بعض دیگر ممالک کا مد و جزر کچھ ایسے روح فرسا تغیرات ہیں، کہ انکی یاد دلوں سے محو نہیں ہو سکتی لیکن ان سب میں انقلاب افغانستان جو حال ہی وقوع پذیر ہوا ہے، اپنی نوعیت میں سب سے نرالا، سب سے اہم اور سب سے زیادہ عبرت انگیز ہے، غازی امان اللہ خان ایسے مدبر، شجاع، نکتہ رس، معاملہ فہم اور دقیقہ رس تاجدار کی تاج و تخت سے دست برداری اور ایک بدمعاش اور رہزن سقہ زادہ کی تخت نشینی، کچھ ایسا انقلاب ہے کہ دنیا محو حیرت ہے،

دس سال قبل کا افغانستان ترقی پذیر فتہ ممالک کی نظروں سے گرا ہوا گمنامی کی زندگی بسر کر رہا تھا، وہ دنیا کی ترقی اور عہد حاضر کی تہذیب سے ناآشنائے محض تھا، قتل و غارتگری کے ہنگامے، لوٹ مار و رہزنی کے چرچے بدستور پریشان کن روایات لئے ہوئے تھے اور افغانستان خونخوار درندوں کا ایک جنگل سمجھا جاتا تھا، مگر جب حالات میں تبدیلی ہونے لگی تو یکایک ہو گئی، ۱۹۱۹ء میں امیر حبیب اللہ خان غازی کی شہادت پر تاریخ افغانستان میں ایک نئے باب کا افتتاح ہوا اور ایسے نازک وقت میں جبکہ امیر شہید کے بھائی سردار نصر اللہ خان طبل وراثت شاہی پر تصرف جما چکے تھے غازی امان اللہ خان نے بکمال ہوشمندی و فرزانگی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ملک کو قرنہا قرن کی گہری نیند سے جگا دیا، مملکت کے تمام شعبوں میں اصلاحات کے نفاذ اور

آئینی حکومت کے قیام سے رعایا کے دلوں کو مسخر کر لیا اور حکمت عملی سے وہ تمام جذبات ٹھنڈے کر دئیے جو مخالفین کے دلوں میں سلگ رہے تھے، افغانستان کی غیر مسلم اور یہودی وارمنی رعایا کو امن وچین کی زندگی بسر کرنیکے مواقع بہم پہونچائے تعلیم وتجارت، عدل وانصاف اور امن عامہ کیلئے جدا جدا محکمے مقرر کئے اسلامی طرز کے تتبع میں رعایا کی شکایات بگوش خود سننے کیلئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کیا اور کئی قسم کی سہولتیں بہم پہونچائیں، اور جب آپکو یقین ہو گیا کہ عدم موجودگی میں بھی نظام ملکداری قائم رہ سکتا ہے، تو محض رعایا کی ترقی وخوشحالی کیلئے سفر یورپ اختیار کیا، سات ماہ تک سفر کی تکالیف برداشت کیں، حالات کا موازنہ کیا اور دنیا کو افغانی تاجدار کے سطوت وجبروت کا قائل کر دیا،

اکتوبر گذشتہ میں آپ نے مراجعت فرمائے کابل ہوکر ملک کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کرنے کیلئے وہی وسائل وذرائع اختیار کئے جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی قیادت میں ٹرکی میں ترویج پا چکے ہیں، لیکن افغانستان ایسے ملک سے جو صدیوں سے ظلمت وتاریکی کے دھندلکے میں گھرا ہوا ہے اور جسے پرانی لکیر کو چھوڑنا موت کے مترادف ہے یکلخت اس راستہ پر چلنے کیلئے تندسرا ہونیکی امید کرنا ایک سیاسی غلطی تھی اور یہ غلطی غازی ممدوح سے وقوع میں آئی، عورتوں کا کھلے منہ نکلنا اور مجلسیں قائم کرنا ان کے دقیانوسی خیالات کے مطابق انتہائی قومی تذلیل تھی، داڑھی منڈانا اور یورپین لباس میں ملبوس ہونا وہ شریعت کے خلاف سمجھتے تھے، کیونکہ تہذیب جدید کی انہیں ہوا تک نہ لگی تھی،

بعض ملاؤں اور فتویٰ بازوں کے اشارہ پر شنواری اور بعض دیگر افغانی قبائل نے احتجاجاً علم بغاوت بلند کر دیا، اس موقع پر دوسری غلطی یہ ہوئی کہ غازی موصوف نے بغاوت کے سیل رواں کو روکنے کیلئے موثر اور فیصلہ کن طریق عمل بروقت احتراز کیا جس سے بغاوت کی آگ کابل کے در و دیوار تک پہونچکر انقلاب کا بہانہ بن گئی،

۱۴ جنوری کو اعلحضرت نے واقعات کی نزاکت سے متاثر ہوکر کابل کے باغ عمومی میں اصلاحات کی واپسی کا اعلان کر دینے کے باوجود جب بغاوت میں کوئی کمی نہ دیکھی تو مصلحتاً عنان فرمانفرمائی اپنے بھائی امیر عنایت اللہ خاں کو سونپ کر خود قندھار روانہ ہو گئے، لیکن تین ہی روز میں افغانستان کی قسمت نے ایک اور پلٹا کھایا، جبکہ پندرہ ہزار باغیوں کے جرگہ نے بچہ سقہ کی قیادت میں کابل پر قابض ومتصرف ہوکر امیر عنایت اللہ خاں کی میعاد حکومت ختم کر دی،

بچہ سقہ نواح افغانستان کا ایک ڈاکو اور مشہور رہزن ہے اور یہ قدرت خدا کی نیرنگیاں ہیں کہ وہ اس وقت کابل کا والی اور بادشاہ بنا بیٹھا ہے اس نے غازی حبیب اللہ کے نام سے اپنی بادشاہی کا اعلان کرکے اپنے نام کا سکہ بھی جاری کر دیا ہے،

اعلحضرت امیر امان اللہ خاں غازی کا پرچم شاہی قندھار پر لہرا رہا ہے، آپ وہاں ہواخواہانِ دولتِ خداداد کے مشورہ سے بچہ سقہ اور اس کے ہم مشربوں کی سرزنش کے لئے ایک جرار لشکر کے اجتماع اور اسکی تنظیم میں مصروف ہیں اور بہت ممکن ہے کہ تبادلہ موسم پر یکبارگی جہت میں وہ حالات پر خاطر خواہ قابو پالیں، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو، آمین ثم آمین!

سقہ گردی کی وجہ سے کابل میں قتل وغارت، لوٹ مار اور خونریزی کا بازار گرم ہے، طوائف الملوکی کے اس دور میں اہل کابل خطرناک الجھنوں میں گھرے ہوئے امانی عہد کی امن وامان کی یاد میں تڑپ رہے ہیں،

یہ صورت حالات یقیناً دیر تک قائم نہیں رہ سکتی، غیرت خداوندی ان کیوں کا سلسلہ بہت جلد ختم کر دیگی، تاج وتخت کے مالک امان اللہ خاں غازی ہیں اور آخر انہی کے ہاتھوں زمام حکومت کارفرما ہوگی، لیکن یہ واقعات ایسے نہیں کہ آئیں اور نکل جائیں مگر دنیا کو احساس تک نہ ہو، نظام حکومت کے چند روزہ رد وبدل نے طوفان بے تمیزی بپا کر دیا، سینکڑوں گھرانے بے خانماں اور بیسیوں خاندان تباہ وبرباد ہو گئے اور ابھی اسباب کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، کہ حالات کو روبراہ لانیکے لئے کن کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے، اور معلوم نہیں کہ وہ افغانستان جس کی شجاعت وبسالت اور جس کے تاجدار کی حکمت ودانائی کا لوہا مانا جاتا تھا اور وہ جو آج گردشِ تقدیر سے شاہراہِ ترقی سے پھسل کر خانہ جنگی کی عمیق گہرائیوں میں گر گیا ہے کس وقت تک اپنی طاقت وقوت کے سنبھالنے میں کامیاب ہو،

کیا یہ واقعات اہل دنیا کی عبرت وبصیرت کا موجب نہیں اور وہ جو اپنے آپ کو دنیا کی تمام ترقیوں کا اجارہ دار سمجھتے ہیں، اس سے کچھ سبق نہ لینگے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

دعا ہے کہ خدائے برتر وکبیر افغانیوں کی پریشانیوں کا دور ختم کر دے اور غازی امان اللہ خاں کا حامی ومددگار ہو،

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے)

ملکی بغاوتیں

ربع صدی قبل کا زمانہ امن و اطمینان کا زمانہ تھا، اب فتن و حوادث کی مسموم ہوا نے زمانہ کا رنگ یکسر تبدیل کر دیا ہے، نہ رعایا کو راعی پر اعتماد، نہ راعی کو رعایا پر بھروسہ، کہیں ظلم و ستم کا شکوہ ہے تو کہیں مطالبات کا رونا، شورش و شیورش میں دنیا کی فضا کچھ ایسی مرطوب ہو گئی ہے کہ بغاوت مرض متعدی کی طرح روز افزوں ہے، اور کوئی ملک اور نہ روئے زمین کا کوئی حصہ بھی تو ایسا نہیں جہاں اس مہلک مرض کے جراثیم موجود نہ ہوں

افغانستان میں اگر طوفان بے تمیزی بپا ہے، تو ترکی بھی خطرہ سے خالی نہیں وہاں بھی آئے دن نئی سازشوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حکومت کو تہ و بالا کرنیکے لئے کیجاتی ہیں، حضر موت میں سلطان عمر بن عوض کے مظالم کیوجہ سے سخت بد امنی ہے، کئی قبائل نے سلطان کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کر رکھی ہے، اور قتل و غارتگری کا بازار اس قدر گرم ہے کہ قافلوں کے راستے بند ہیں، اسی طرح بیت المقدس میں بھی بغاوت کی آگ مشتعل ہوئی، فوج نے پولیس کی بارکوں پر قبضہ کر لیا، بازاروں میں مورچے لگائے گئے، ریل کی آمد و رفت بند ہو گئی، اگرچہ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے لیکن اضطراب و پریشانی ہنوز موجود ہے، سرزمین حجاز سے بھی اسی قسم کی خبریں موصول ہو رہی ہیں، خدا خیر کرے،

بغاوتوں کی یہ کثرت کیوں ہے؟ اور ربع صدی قبل کیوں نہ تھی؟ مدبرین ملک اور تاجداران اقالیم کو اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنیکی ضرورت ہے، اگر رواداری و نصفت شعاری کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو ہمارے خیال میں اب بھی ان کشمکشوں کا بطریق احسن سد باب ہو سکتا ہے، اور راعی و رعایا میں وہی خوشگوار تعلقات پیدا ہو سکتے ہیں جو زمانہ ماقبل میں تھے، کیا نکتہ دران سیاست حالات کو روبراہ لانیکے لئے کوئی چارہ کار تلاش کرنیکی کوشش کریں گے؟

رہنماؤں کی گمراہیاں

عہد حاضر کے رہنما گم کردگان راہ ہدایت کو صراط مستقیم پر لانے اور قوائے ملیہ کی تنظیم کرنیکی بجائے بات بات پر بگڑنا، اختلاف رائے پر ذاتیات پر اتر آنا، اور ایک دوسرے کی کھلم کھلا توہین و تذلیل کرنا ہی معیار رہنمائی سمجھتے ہیں، قوم فروشی و ملت کشی ان کے نزدیک سعادت دارین سے کم نہیں، جائز و ناجائز حملوں سے دل آزاری کرنا ان کا بہترین شغل ہے، وہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے طرح طرح کی کھیلیں کھیلنے اور گرگٹ کیطرح گوناگوں رنگ بدلنے میں ید طولےٰ رکھتے ہیں، کیسہ حرص و آز پر کرنے کیلئے وہ ہمہ وقت میدان میں ڈٹے نظر آئیں گے، لیکن قومی مفاد و مصالح سے انہیں کوئی سروکار نہیں،

شبانہ روز کا مشاہدہ شاہد ہے کہ ہمارے رہنما (لیڈر) ذاتی کد و کاوش اور اندرونی بغض و عناد کو قومی رنگ میں پیش کر کے فضائے وطن اس قدر مکدر کر دیتے ہیں کہ ملک کے تمام مقاصد ان کی تو تو میں میں کی نذر ہو جاتے ہیں اور اہل ملک کو موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ اپنے لئے کوئی صحیح طریق کار اور بہترین لائحہ عمل تجویز کر سکیں،

ہندوستان برسوں سے تلاش آزادی میں بادیہ پیما ہے، لیکن بدقسمتی سے اسے منازل ترقی طے کرنیکے لئے ایسے رہنماؤں سے سابقہ پڑا ہے، جو قدم قدم پر جنبہ داری کی پر خار وادیاں حائل کر کے راہروان راہ ترقی کو خط پرکار پر گردش کرنے کے لئے مجبور کر دیتے ہیں اور وہ اپنچ بھر آگے بڑھنے نہیں پاتے،

ہندوستان کی مشترکہ قومی پارٹی کانگرس برسوں کی دوڑ دھوپ کے بعد اسی مرکز پر کھڑی ہے، مسلم لیگ راستہ کے جبال و تراکم کی تاب نہ لا کر بجیسی حرکت ہو چکی، خلافت کا نفرنس کٹھن منازل کو طے کرتے کرتے ذاتیات کے کیل کانٹوں میں الجھ کے رہ گئی اور اب ذاتی مخاصمتوں کی تیغ دو دم نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں،

ہم نہیں سمجھ سکتے اور عقل سلیم اس معمہ کے حل کرنے میں عاجز ہے کہ ان لیڈر صاحبان میں یہ سر پھٹول آخر کس ورثہ کی تقسیم پر ہے، اور ایک کی آواز خواہ اس میں صداقت ہی کیوں نہ ہو دوسرا بجز دبا دینے کیلئے کیوں بضد ہے، کیا رہنمایان ملک و قافلہ سالاران قوم انہی اوصاف سے متصف ہوا کرتے تھے، اگر نہیں تو کیا ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب نہیں کہ رہنما خود گم کردہ راہ ہیں اور ان سے کسی اصلاح کی امید نہیں کیجا سکتی، کو خویشتن گم است کرا رہبری کند،

کیا اہل وطن کا فرض نہیں ہے کہ وہ ان نام نہاد لیڈروں کی دستبرد سے ملک کو بچانے کی کوشش کریں،

حکومت خود اختیاری اور آزادی کا رونا رونا اور راستہ کو صاف کرنیکی جانب توجہ نہ دینا آنکھیں کھو دینے کے مترادف ہے، نکتہ دران وطن اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے،

امان اللہ خاں غازی اور ہندو دنیا

شاہ امان اللہ خان غازی کو اغیار و اجانب کی ریشہ دوانیوں کیوجہ سے جو ابتلا پیش آیا ہے، اسمیں ہر مشرقی کی دلی ہمدردی ان کے ساتھ ہے جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ شاہ ممدوح کے کابل سے قندھار تشریف لے جانے اور بچہ سقہ کے تخت کابل پر متمکن ہونے کی خبر سن کر تمام ہندوستان آتش زیر پا ہو گیا، اور مسلمانوں

کے ساتھ ہی ہندوؤں نے بھی خلاف عادت ہر ممکن طریق سے شاہ امان اللہ خان غازی کی امداد و اعانت پر آمادگی ظاہر کی، بحالیکہ انکی ہزار مسلمانوں کے خلاف رہی ہے، ٹرکی کے معاملہ میں وہ سخت از سخت مخالفتیں کرتے رہے، حقوق کی کش مکش میں انہوں نے جانوں تک لڑا دینے سے دریغ نہ کیا، لیکن افغانستان کے معاملہ میں وہ مسلمانوں کے ساتھ اور اس کی ہر جائز امداد کیلئے تیار و آمادہ نظر آتے ہیں، اس سلسلہ میں دیوان چمن لال اور ڈاکٹر منیڈو کے اعلانات جن میں انہوں نے اپنی گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں، اور ان اعلانات پر جابجا مسلمان کیطرف سے اظہار تشکر کیا گیا۔ ہندو اخبارات کیطرف سے بھی صدائے تحسین بلند ہوئی، اہل وطن کا یہ جذبہ بہرنوع قابل تعریف ہے، خدا کرے یہی ذریعہ ہندو مسلم اتحاد کا پیش خیمہ ہو،

پٹواریوں کی بیداری

پٹواریوں کا سویا ہوا معصوم فرقہ پٹوار زمانہ کے پیہم تازیانوں نے آخر بیدار کر دیا، پٹواری بہ حیثیت ملازمت دیہی ملازم شمار کیا جاتا ہے اور بحیثیت کاروبار حکومت کا دایاں بازو، جملہ امور خواہ وہ ملٹری بابت سے متعلق ہوں یا سول سے، اقتصادی حیثیت رکھتے ہوں یا انتظامی، سیاسی ہوں یا غیر سیاسی، عدالتی ہوں یا مالی تمام کسان اسی کے ناخن تدبیر کے رہین منت ہیں، لیکن متاع ناکافی اور سلسلہ وثیقہ نویسی کے چند روپے بطور انعام الیس یہی اس کا متاع زندگی ہے اور یہی احتیاجات کا سلسلہ، بحالیکہ وہ کام اور خدمات کے لحاظ سے معقول تنخواہ اور پنشن کا حقدار ہے،

ان موقعوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے آئینی طریق پر گورنمنٹ سے مطالبہ ... کے واسطے انہوں نے ۲۶،۲۷ جنوری کو امرتسر کے مقام پر پنجاب پراونشل پٹواریز کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جسمیں پنجاب کے تمام اضلاع کے نمائندگان شریک ہوئے اور جو کم و بیش پانچ سو پٹواریوں کی حاضری اور مسٹر ... ڈپٹی کمشنر، چوہدری حسین علی ریونیو اسسٹنٹ اور چوہدری جلال الدین ... امرتسر کی موجودگی میں پنڈت نانک چند بیرسٹر ایٹ لا ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب کے زیر صدارت افتتاح پذیر ہوا،

... نے اپنے خطبہ صدارت میں جن امور پر روشنی ڈالی ان میں ایک ... پٹواریوں سے ... غیر سیاسی جلسوں کی رپورٹ نویسی کا کام ... کام ... کے فرائض میں داخل نہیں مگر اسے انجام دینے پڑتے ہیں ... علاوہ ازیں دوران کارروائی میں تین اہم ریزولیوشن باتفاق منظور ہوئے جن کا مفاد یہ ہے،

(۱) ورنیکلر کلرکوں کیطرح پٹواری کی تنخواہ ۳۰ تا ۷۰ کی جائے،

(۲) انہیں ملازمان سرکار قرار دیکر انکی ملازمت پنشن ایبل کر دیجائے،

(۳) دفتر و مکان رہائش کے لئے دیہات میں سرکاری کوارٹر بہم پہونچائے جائیں

جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض غیر ذمہ دار ہستیاں حلب منفعت کیلئے یہاں بھی حیلہ جو ہیں، اور اگر کارپرداز ان کانفرنس نے کوئی قرار واقعی انسداد نہ کیا اور انتظامی امور اپنے ہاتھ میں نہ لئے تو یہ مطالبات یونہی دھرے کے دھرے رہ جائیں گے لہذا ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ حسن انتظام اور دور اندیشی سے کام لیا جائے،

مدعیان قرشیت جدیدہ کی تہذیب

علمبرداران مرزائیت کے نزدیک مرزائیوں کی تہذیب و شائستگی اور انکے اخلاق و اطوار اسبات کی بین علامات ہیں کہ وہ قریشی ہیں جو گوئی، بیہودہ طرازی اور گندہ دہنی ہی کو وہ شان قرشیت سمجھتے ہیں، اگر خلاق حمیدہ اور عادات پسندیدہ انہی اوصاف کا مجموعہ ہے تو دنیا کو یہ تسلیم کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہئے کہ مرزائی قریشی ہیں اور انہی کی شان میں "اکرمتوا اولادی" فرمایا گیا، اور اگر یہ خصوصیات مرزائیت ہی کے حصہ میں آئی ہیں تو ظاہر ہے کہ موٹی مرزائی ہیں اور ان کا دعوئے قرشیت ایک دروغ بیفروغ ہے،

اس دروغ بیفروغ کا ڈھول پیٹنے کیلئے مرزائیوں نے ایک چوورقی بھی جاری کر رکھی ہے جس کا مقصد وحید صحیح النسب قریشیوں کا منہ چڑانے اور انہیں غیر نسب سے منسوب کرنے کے سوا کچھ نہیں،

دسمبر گذشتہ میں ہمیں ایک ضرورت کیلئے ایک ضمیمہ کی اشاعت کرنا پڑی، چونکہ وہ نسب سے متعلق تھا اسلئے ہمنے چند سطور میں ان لوگوں کو ہی متنبہ کیا کہ وہ قریشی النسل خاندانوں کو غیر نسب سے منسوب نہ کیا کریں، ورنہ خمیازہ اٹھانا پڑیگا اور چرا کارے کند عاقل ... کا ورد کرنا ہوگا، خمیازہ کے لفظ کو ان دانشوران ازلی نے عدالتی کارروائی کیطرف کھینچ کر اپنی چوورقی میں اسے بار بار دہرایا بحالیکہ وہ جانتے ہیں اکہ ہم انہیں کسی میدان میں بھی اپنا حریف اور کسی صورت میں بھی اپنا مقابل بنانا گوارا نہیں کرتے،

چوورقی مطبوعہ ۱۶ جنوری کے صفحہ اولین پر ہماری تنبیہ کے جواب میں اس کے فاضل مدیر نے ایک کارٹون بنایا اور اس کے تحت ایک مکالمہ لکھا، جسے "بڑ کا نا" اور "ہٹ کے بدھو" کے الفاظ پر ختم اپنی تہذیب کا ثبوت پیش کیا، انا للہ و انا الیہ راجعون،

رمضان المبارک

روزہ اور اس کی حقیقت

اسلام کی یہ خصوصیت اس کے لئے طغرائے امتیاز ہے کہ اس کی تمام عبادات روحانی وجسمانی دونوں قسم کے فوائد کی سرمایہ دار ہیں، چنانچہ اسلامی عبادات میں سے اس وقت صرف روزہ کی صوری ومعنوی برکات کا مختصرؔ تذکرہ کیا جاتا ہے،

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی فرضیت کو اسلام نے ایک خاص مہینے (رمضان) کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے، ظہور اسلام سے پہلے جس قدر مذاہب حقہ ظہور پذیر ہوتے رہے، ان میں بھی طریقہ صوم جاری چلا آیا ہے

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

یا ایھا الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ط	اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے،

تاکہ تم متقی (پرہیزگار) ہو جاؤ،

انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہر اس بوجھ کا آسانی سے متحمل ہو جاتا ہے، جو ہمیشہ سے اس کے ابنائے جنس کی گردنوں پر چلا آیا ہو، مگر وہ ایسی نئی قیود اور ذمہ داریوں کا پابند ہونا پسند نہیں کرتا جو ابتداءً اس پر عائد کیجائیں،

اسی لئے قرآن حکیم نے انسان کو اس فطری اقتضا کا لحاظ رکھتے ہوئے فرمایا کہ عبادت صوم کا مطالبہ تم سے کچھ نیا مطالبہ نہیں بلکہ تم سے پیشتر گذرنے والی امتوں پر بھی یہ عبادت فرض کیگئی تھی، لہذا اس سے انحراف کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی

صاحب تفسیر خازن نے اس آیت کی ذیل میں لکھا ہے،

والمعنے ان الصوم عبادۃ قدیمہ ای فی الزمن الاول ما اخلی اللہ امۃ لم یفرضہ علیھم کما فرضہا علیکم وذلک لان الصوم عبادۃ شاقہ والشئ الشاق اذا عم سھل	روزہ ایک پرانی عبادت ہے خدا نے کوئی امت ایسی نہیں چھوڑی جس پر یہ عبادت فرض نہ کی ہو جیسا کہ تم پر فرض کی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ روزہ ایک کٹھن عبادت ہے اور کٹھن چیز جب عام ہو

جاتی ہے تو سہل معلوم ہونے لگتی ہے،

کما کتب علی الذین من قبلکم کی مزید توضیح کے لئے بہت روایات موجود ہیں، جن سے انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا روزہ دار ہونا ظاہر ہوتا ہے، مگر بخوف طوالت ان کا ہم یہاں ذکر نہ کریں گے،

"لعلکم تتقون" کے متعلق غور کیجے، لغت میں باب افتعال کا خاصہ اتخاذ (لینا) بتایا گیا ہے، لہذا اتقا کے معنی جو باب افتعال سے ہے، اتخاذ تقویٰ یعنے بچاؤ لینے کے ہوئے، پوری آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں، جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے، تاکہ اس ذریعہ سے تم اپنا بچاؤ کرو،

اس ضمن میں قابل غور بات یہ ہے کہ ایک طرف قرآن کریم روزے کو بچاؤ کا ذریعہ بتا رہا ہے تو دوسری طرف حدیث نبویؐ روزے کو ڈھال قرار دیتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسطورہ ذیل اسی لعلکم تتقون سے ماخوذ ہے، حدیث کا مفاد یہ ہے، کہ عثمان بن ابی العاص راوی ہے کہ حضرت سرور کائنات صلعم فرماتے ہیں کہ جیسے لڑائی میں بچاؤ کے لئے تمہارے پاس ڈھال ہوتی ہے اسی طرح روزے عذاب سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہیں،

روزہ کی حقیقت سے متعلق ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ معتقدات اسلامیہ کا لب لباب یہ ہے کہ خدائی لاشریک کھانے پینے اور تمام حوائج سے وراء الوریٰ ہے اس لئے ضروری تھا کہ خدائے جلیل کی خوشنودی کے لئے رمضان المبارک میں ایسی ہی عبادت کو مخصوص کیا جاتا جو بمصداق تخلقوا باخلاق اللہ رب العزت کی ان صفات کمال سے کسی قدر مناسبت (اگرچہ کتنی ہی ناقص کیوں نہ ہو) رکھتی ہو، یہی وجہ ہے کہ روزہ میں نہ کھانے کی اجازت ہے نہ پینے کی، نہ خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کی اور اسی طرح ایک خاص معین وقت تک بندہ اپنے معبود حقیقی کے ساتھ ایک غیر حقیقی مناسبت کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس میں وہ لذت ہے جسے روزہ دار کے سوا کوئی محسوس نہیں کر سکتا،

لطف ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی،

ایک سطحی نظر رکھنے والے انسان کے لئے یہ امر یقیناً تعجب خیز ہے کہ روزہ رکھنے سے تقوےٰ وطہارت حاصل ہوتی ہے، لیکن حقیقت شناس نظریں

سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ... جانتے ہیں کہ روزہ کی بھوک پیاس اور سختی و تعب میں عرفان، وجدان اور تقوے و طہارت کا کبھی نہ ختم ہونے والا [illegible]

تمام علماء ... تسلیم کرتے ہیں کہ انسان اپنے نفس کے لئے کھانے پینے ... کی ... ضرورت ہے جسے کبھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اصطلاح اسلام میں روزہ ان ہی چیزوں سے رکنے کا نام ہے، جیسے ... تمام دن ... صائم رہے۔

یہاں تک ہم سمجھ چکے ہیں۔ یہ اقتضائے حکم ... اس لئے دیا گیا ہے کہ جب انسان اپنے نفس کو ایسی چیزوں سے روک سکیگا جنکی طرف اسے شدید احتیاج بھی ہے اور وہ ... تو وہ بآسانی ان تمام چیزوں سے بچ جائیگا جو حرام اور مذموم ہیں۔ اصطلاح شرع میں ... رکنے ہی کو تقوے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس کا ذریعہ ... انسان کی تخلیق کا مقصد بھی یہی ہے کہ مرضیات الٰہی پر اپنی ... قربان کر دے اور عبودیت و بندگی کا حق ادا کر دے۔ خود خالق کون و مکان نے بھی انسان کے پیدا کرنے کی غرض کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ جن اور انسان صرف اسی لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت و اطاعت میں فنا ہو جائیں۔ اور اس اہم ترین مقصد کیلئے بھی واحد ذریعہ صوم ہی ہے۔

یہاں تو وہ اصل حکمت بیان کی گئی جس کے لئے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ لیکن حکماء نے روزہ کی اور بھی بہت سی جزوی حکمتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً روزہ رکھنے سے قوائے شہوانی اور قوائے غضبی اعتدال پر آجاتے ہیں جس کا اثر اخلاق پر بہت اچھا پڑتا ہے۔

چونکہ ... صائم ... تشنگی و بھوک کا عادی ہو جاتا ہے اس لئے اسمیں صبر و ضبط کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ نزول حوادث پر عزم و ثبات کا مظاہرہ کرتا ہے۔

انسان جب تک خود کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا اسے دوسروں کی مصیبت کا احساس نہیں ہوتا۔ روزہ ایک دولتمند خوشحال اور صاحب ثروت مسلمان میں یہ جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے غریب اور محتاج بھائیوں پر رحم کرے، اور انکی تنگدستی اور مصیبت کے وقت مدد کرے۔

روزہ سینکڑوں امراض کا واحد نسخہ ہے۔ جسم انسانی میں جتنی رطوبات ردیہ پیدا ہو جاتی ہیں روزہ ان سب کا قلع قمع کر دیتا ہے بھوک معتدل ہو کر قوت ہاضمہ درست رہتی ہے اور تمام قوائے جسمی اپنا عمل ٹھیک کرنے لگتے ہیں۔

غرض روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اسکے برابر کوئی دوسری عبادت نہیں۔

برکاتِ رمضان المبارک

پھر دل میں فضیلت کے پھر آئیں ہیں نورانی — پھر نور سے دل بھر دے اے شمع شبستانی
خوش کرنے کو مالک کے پھر بندے ہیں آمادہ — جب صبح ہوئی بھولے کھانا ہو کہ ہو پانی
خالی ہو اگر باطن انوار ہویدا ہوں — روزوں سے غرض کیا ہے جلووں کی فراوانی
کیسے ہوں سہانے دن کیسی ہیں سبک راتیں — اس فضل الٰہی پر نازاں ہے مسلمانی
جب پاس نہ ہوگا کچھ روزوں کے سوا ہدیہ — کام آئیگی محشر میں یہ بے سر و سامانی
راتوں کو عبادت میں ہے کیفِ سحر شامل — ہے دن کے وظیفے میں افطار کی مہمانی
اے حسن ازل تیری ذرات پرستش ہے — ہے اندنوں ہر دل میں جذبات کی طغیانی
ہے صبح پہ گر رونق راتیں بھی شگفتہ ہیں — دن نور کا پتلا ہے تو شام ہے لاثانی

سید [illegible] حسین بسمل

داستان پارینہ

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

دربار مامون الرشید میں ایک فریادی خاتون

(از مصنف ... رشید ...)

زمانہ میں ایک معروفیت اور زندگی کے ذکر جگر سے ... چند ... تو صدہا حقیقتیں اپنی تاریخ پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ صداقت نے کیا کیا جوہر دکھائے ... کہ دنیا کی ہر طاقت انکی صداقت کے سامنے ہیچ تھی، دولت جن کے نشہ نے آج دماغ مست کر دئیے، حکومت جن کے ... جس وقت انسانیت ختم کر دی، مرنے والے بیچاروں نے صداقت کے ... میں پاؤں سے ٹھکرا دی اور دنیا کو دکھا دیا کہ سچائی کو آنچ نہیں۔

زندگی موت ہر آنکھوں پر ... اور مرنے کے بعد ... کی صف میں جگہ پانے کے قابل نہیں، وہ متبرک ہستیاں جنہوں نے دنیا کی مصیبت کو راحت اور ہر ذلت کو عشرت سمجھا اور صداقت کو ہاتھ سے نہ دیا، وقت نے انکا ساتھ دیا، قدرت نے ان کی قدر کی اور انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا، کہ جب تک سپہر کے ایک کے ایک ہی دور میں رہی کائنات جس کا ہر ذرہ جان کا دشمن تھا قدموں میں لوٹ رہی ہے، یہ واقعہ ہے کہ تلوار کی دھار پر برچھی کی انی پر پھانسی کے تختہ پر صداقت کا بول بالا رہا، یہی وہ مخفی دولت اور پوشیدہ طاقت ہے جس نے مظلوم کو ظالم پر، محکوم کو حاکم پر اور کمزور کو طاقت پر ترجیح دی، دنیا اس قوت کا اندازہ نہ کر سکی، مگر واقعات دکھا رہے ہیں کہ حکومت اس کے سامنے ہیچ، سلطنت اس کے روبرو ہیچ، اور طاقت اس کے مقابلہ میں لغو ہے،

(۲)

دولت عباسیہ کا وہ تاجدار مامون الرشید جس نے نوشیرواں کے عدل اور حاتم کی سخاوت کو دنیا کی دل سے فراموش کر دیا سلطنت بغداد پر جلوہ افروز ہے، شہزادہ عباس مامون الرشید کا بڑا لڑکا طائفۃ النمل کے قریب شکار میں مصروف ہے، غروب ہونے والے آفتاب کی شعاعیں اب دجلہ کے ... میں لوٹ رہی ہیں، اور طائران خوش الحان کے نغمہ میں ... دنیا پر داغ روز روشن کا ... رہے تھے ... ایک عورت پانی کا گھڑا بھر رہی تھی، عباس اس کو دیکھ کر آگے بڑھا اور پوچھا تو کون ہے؟ اور کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے؟ ایک غیر آباد مقامات پر جہاں پہاڑ اور جنگلوں کے سوا کچھ نہیں ... حسن جسم ... سکتا ہے؟ شہزادہ اپنا فقرہ ختم کرکے دیکھتا ہے تو غیور حسینہ کے چہرہ پر بل آ چکا تھا، اور اس کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا، اس نے شہزادہ کا سوال حقارت سے ٹھکرا دیا اور آگے بڑھی، باپ کی شاہانہ شان حکومت کا جن سوار ... سر پر سوار تھا، حکم دیا کہ اس مغرور عورت کا حسب نسب معلوم کرو، اور میری طرف سے نکاح کا پیغام دو، نوکر چاکر اس عورت کے پیچھے روانہ ہوئے، شہزادہ نے اپنا شکار ملتوی کیا اور خیمہ میں جا کر خاموش بیٹھ گیا، آدھی رات تک اسی الجھن میں گرفتار رہا، کبھی خیمہ سے باہر آتا تھا کبھی اندر، ایک خادم نے آکر عرض کیا، عورت خاندان برامکہ کی لڑکی مغیرہ بنت ازور ہے وہ دو بچوں کی ماں اور حسین ابن موسیٰ کی بیوہ ہے، اس کے ورثا میں سے کوئی زندہ نہیں، صرف دو معصوم بچے ہیں، نکاح کا پیغام اس کے واسطے قیامت سے کم نہ تھا، آپے سے باہر ہو گئی اور یہ الفاظ کہے "ہارون ہماری جان تباہ کر چکا ہے، اب مامون ہماری عزت کے درپے ہے، لیکن عباس یاد رکھے، کہ اسکی شہزادگی اس ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی کی دہلیز پر دونوں ہاتھوں سے مسل دونگی۔"

(۳)

رات کا پردہ دنیا کے چہرہ سے اٹھا، ادھر صبح صادق آل برامکہ کی بربادی کا نوحہ کرتی ہوئی نمودار ہوئی، ادھر طائفۃ النمل کے ایک مختصر سے مکان میں مغیرہ نے نماز فجر سے فراغت پاکر چھوٹے بچے کو گلے سے لگا کر پیار کیا، کچھ کہنا چاہتی تھی کہ عباس شہزادہ کا پیغام ایک ذریعہ سے اس کے مکان پر پہنچا "شہزادہ عباس کا غصہ تیری جان اور مال خاک میں ملا دیگا، یہ مکان ضبط کیا جاتا ہے اور تجھ کو دو گھنٹے کی اجازت ہے، یہ مکان خالی کر دے۔"

مغیرہ یہ پیغام سنکر دروازہ پر آئی اور قاصد سے کہا کہ عباس اس وقت کو بھول

جائے، جب میرے دادا جعفر کا سر اس کے دادا ہارون کے سامنے رکھا گیا، اور بے گناہ قتل نے آل برامکہ کو دو دو دانوں کو محتاج کر دیا، لیکن برامکی بیبیاں مظالم عباسیہ کو جس تحمل سے برداشت کرتی ہیں، تاریخ اس کو فراموش نہیں کرتی، اتنا کہکر مغیرہ ایک سفید ردا سر پر رکھکر دونوں بچوں کو ساتھ لیکر باہر نکل آئی،

(۴)

دوسری صدی ختم کے قریب ہے، مامون الرشید کا دربار گرم ہے، مغیرہ کے چہرہ پر جو چودھویں رات کے چاند کو شرماتا تھا ضعیفی کے آثار نمودار ہو گئے،

مامون کے پہلو میں عباس تخت نشین تھا، امراء و وزراء خاموش بیٹھے تھے کہ مظلوم مغیرہ دربار شاہی میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ایک بیوہ کا مکان صرف اس لئے کہ وہ اپنی عصمت کی محافظ تھی سلطنت عباسیہ کو مبارک ہو، لیکن مامون الرشید نے ایک دن اس بادشاہ کو بھی منہ دکھانا ہے جس کی سلطنت کبھی فنا نہ ہوگی، شہنشاہ! ظالم کی ستائی تیرے پاس آئی ہوں، انصاف کرا اور داد دے، دربار عورت کا منہ تکنے لگا، مگر کسی کی اتنی ہمت نہ تھی کہ بادشاہ کی موجودگی میں اس سے بات کر سکتا، مامون الرشید نے عورت سے کہا، اس ظالم کا نام بتا کہ وہ کون ہے، عورت ہنسی اور ہنسکر کہا، شہزادہ عباس جو تخت شاہی پر تیرے برابر بیٹھا ہے، "آج مسلمان دنیا بھر کے عیوب کا مخزن ہو جائیں مگر یہ مردہ قوم کبھی زندہ بھی تھی، مامون کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا، اس نے چوبدار کو حکم دیا کہ عباس کو اس عورت کے برابر کھڑا کر دے، تاکہ مدعی اور مدعا علیہ میں کوئی امتیاز نہ رہے، شہزادہ عباس خاموش تھا اور ہر سوال کے جواب میں رک رک کر ایک آدھ بات کہہ دیتا تھا،

مغیرہ وفور غصہ سے اپنی داستان مصیبت بیان کر رہی تھی، اس کے چہرہ سے عصمت کا خون ٹپک رہا تھا، یہانتک کہ اسکی زبان سے یہ لفظ نکلے، عباس! یہ صحیح کہ مامون الرشید کا لڑکا اور سلطنت کا مالک ہے، لیکن یہ ہاتھ منتظر تھے اس وقت کے کہ اگر تو اپنی دھن میں آگے بڑھ کر قریب پہنچتا تو تیری گردن خاک میں ملا دیتے، آل برامکہ کی دولت عباسیوں نے پامال کر دی مگر ہماری عصمت وہ دولت ہے کہ عباسی سلطنت کو اس پر سے قربان کر دیں،

وزراء مغیرہ کی جرات پر متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ بے باکی آداب شاہی کے خلاف ہے، ادب سے گفتگو کر، مامون نے کہا، اس کو مت روکو یہ حق رکھتی ہے کہ جو کچھ اس کے منہ میں آئے کہے، یہ صرف اس کی صداقت ہے جس نے اسکی زبان کو تیز اور اس کے حوصلے کو بلند کر دیا ہے اور عباس کی کمزوری ہے جس نے اسکو گونگا بنا دیا،

اس وقت پانچ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی مامون نے اپنے ہاتھ سے لیکر مغیرہ کے قدموں میں ڈالیں، اور نہ صرف اس کا مکان واپس کیا بلکہ قصر عباس جو ایک جلیل الشان محل تھا مغیرہ کو عطا فرمایا کر درخواست کی کہ وہ شہزادہ کا قصور معاف کر دے،

معلومات جدیدہ

مصنوعی انسان

عام طور پر روزمرہ کے معمول کا کام اب زیادہ تر مشینوں ہی سے لیا جانے لگا ہے اور ان مشینوں میں سے بعض کی شکل انسانی صورت کا بگڑا ہوا نقشہ ہوتی ہے وہ انسانوں کی طرح بولتی ہیں اور وہ وہ کام انجام دیتی ہیں جو پہلے انسان کی خدمت کے محتاج تھے مسٹر رابرٹ مارٹن نے امریکہ کے ایک رسالہ میں دنیا کی ایسی ایجادوں کے حالات درج کئے ہیں وہ لکھتا ہے کہ ایک ویومیکل انسان نامشین جو ایلومینیم کی بنی ہوئی ہے ایک پلیٹ فارم پر مجمع کو گھور رہی تھی، اس نے اپنے لمبے ہاتھوں سے حاضرین کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو اسوقت بجلی کے چٹخنے کی سی آواز نکلی جس سے جملہ حاضرین اجلاس حیران ہو گئے، دفعتہً ہی سیاہ بے نور آنکھ دھندلی زرد رنگ کی مہیب روشنی نمودار ہوئی اور یہ مشین کا آدمی اس طرح سے گویا ہوا،

"خواتین و حضرات، عام جلسوں میں تقریر کرنے کا گو میں عادی نہیں ہوں مگر مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی کہ .. .. .. "

سکوت کا طلسم ٹوٹ گیا، اسمیں شک نہیں کہ اس مشین کی آواز انسانی آواز جیسی نہیں تھی بلکہ ایک غیر مانوس گرج تھی، اگر تلفظ صحیح اور درست ہونے کے علاوہ الفاظ بھی وہی تھے، جو اس وقت تمام روئے زمین پر جلسوں میں بالعموم بولے جاتے ہیں اور قابل آدمی بولتے ہیں،

دانایان یورپ کو ایجاد و اختراع میں کمال حاصل ہے اس قسم کی کئی ایجادوں کی روزانہ خبریں آتی ہیں، لیجئے اب مصنوعی انسان بولنے بھی لگا، اور خدا جانے ابھی اور کیا کیا ہونے والا ہے،

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

مراسیت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۲

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزار نمکداں کئے ہوئے

جدید الشیوع قریشیوں کی تاریخی حقیقت کے سلسلے کو باقتضائے مصلحت مزید طوالت دینا اب ہم اس لئے چنداں ضروری خیال نہ کرتے تھے۔ کہ تاریخی لحاظ سے

رکھا یا کھول کر ہمنے مراسیت کا پول لیا
مراسی بن نہیں سکتے قریشی تا قیامت بھی

اور یہی وجہ تھی کہ ازیں قبیل وجوہات کی بنا پر قوم قریش کے نامور اور ممتاز صحیفہ قومی القریش امرتسر کی اشاعت مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء میں اس کا صراحتاً ذکر کر دیا گیا۔ لیکن مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔ کے مصداق ضلع گجرات کے چک نمبر ۳ کے کسی شخص نے اپنے ہی توہمات باطلہ کی بنا پر لاہور کے ایک نوزائیدہ ہفتہ وار اخبار مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء میں افترا پردازیوں سے کام لینے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ کہ مراسیوں کو چمار۔ ڈھیڈ۔ نا مشتور۔ اور چوہڑے وغیرہ کے القاب سے ملقب کیا گیا اور کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

کہیانی بلی کھمبا نوچے۔ دلائل و براہین کا تو پہلے ہی دیوالہ تھا اس لئے اگر مراسی ایسی ہی غلط بیانیوں اور بہتان سازیوں کو اپنا کار بنانا چاہتے ہوں تو ہم مراسیوں کو علی الاعلان کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ

اور بڑھ جائینگی بدنامیاں رسوا ہو گے
آزماؤ نہ خدا کیلئے طاقت میری

کون نہیں جانتا کہ انکے اور علمائے قریشیت کی تحقیقات تاریخی کے ضمن میں ان کے مذہب کی تحقیقات مطلوب نہ تھی اور نہ کبھی۔ بلکہ ان کے نسب قدیم کی تاریخی تحقیقات مقصود تھی جس کے متعلق وہاں تحقیقات میں "چھوت اور اچھوت" نے بشہادت بہم پہنچائی کہ بلحاظ نسب اچھوت سماج میں ڈھیڈ، چمار، نا مشتور، … پاپا، … اودھم، مہتر چوہڑہ اور میراثی وغیرہ قومیں شامل ہیں۔ یہ سب ہندو ہیں۔ گویا تاریخی لحاظ سے یہ ایسا ہی خیال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ تاریخی صورت میں دیگر ہندی الاصل مسلم اقوام کے متعلق یہ کہنا کہ بلحاظ نسب وہ قدیم ہندو خاندانوں سے ہیں۔ چونکہ مذہباً میراثی مسلمان ہیں اور کسی کلمہ گو مسلمان کو ہرگز کافر خیال نہیں کیا جاتا اس لئے ہم

متذکرہ بالا افترا پردازی کی تردید صریح کرتے ہوئے کہدینا چاہتے ہیں کہ امر تنقیح طلب تھا کہ آیا میراثی ہندی النسل ہیں یا نہ۔

مزید براں الفاظ، نیت اور ارادہ معصوم تھے اور ان کا ہرگز یہ منشا نہ تھا اور نہ ہے۔ پس نامبردہ کی ایسی غلط بیانی اور افترا پردازی نے ہمیں اپنی قوم کے خلاف مراسیت کی تاریخی اصلیت کے متعلق مزید تاریخی تحقیقات اور علمی انکشافات کے لئے اشہب قلم کو جولانی دینے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ضمیمہ نمبر ا اس کی قسط اولین ہے۔ لہذا مراسیوں کو ہم ڈنکے کی چوٹ سنا دیتے ہیں کہ اندریں صورت

اپنی قسمت کا گلہ بلبل ناشاد نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں کہ مسیح کا مرنا مذہبی حیثیت میں عیسائیوں کی زندگی ہے اور مسیح کی موت ثابت کرنے سے ان کے مسئلہ کفارہ کو کس قدر تقویت پہنچتی ہے۔ لہذا اے علمائے قریشیت جدیدہ کے علمبردار مراسیو! اگر خدا کے لئے نہیں تو کم از کم خدا کی مخلوق کے لئے ہی اتنا تو سوچو کہ تمہاری اور تمہاری قریشیت جدیدہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مطہر پر بالواسطہ کس قدر زد پڑتی ہے اور تحریک اشدھی کو کس قدر سہارا مل سکتا ہے؟ اگر تمہارا یہی مصلح حال کا دعویٰ صرف ذکر سنا ہی نہیں تو ہم انسب قدیم کے ہوتے ہوئے جس کو بشہنی میں لا یا جا رہا ہے۔ کہ تمہارا غیر باپ کا بیٹا بننے کی کوشش کرنا کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اور اگر مطلب سعدی دیگر است۔ کا معاملہ ہو تو پھر ہم مسات کے کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

آپ کی بھلائی کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ مراسیت کے نسب قدیم کی اس تاریخی حقیقت پر آپ بطور تمثیل غور کریں۔ لہذا سنئیے کہ بد اندازات کا میراثی خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بھاٹ۔ بھیٹ۔ بھاٹ یا نقال۔ افسانہ خواں ہے۔ … اور

مسخرہ ہے اور اکثر بانشے کے نام سے ہی ملقب ہے یہ نام ہندی لفظ بھانڈا بمعنی مسخرگی کرناسے ماخوذ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

The Bhand is not a true Caste any more than the Bahrupia, and is probably often a mirasi by Caste –

ترجمہ : بہروپیے کیطرح بھانڈ بھی کوئی اصلی ذات نہیں ہے اور غالباً وہ ذات کا میراثی ہوتا ہے ۔ دیکھو ، گلاسری آف ٹرائبس اینڈ کاسٹس جلد دوم صفحہ ۹۳

The Dum, The Chuhra, The mirasi, The machhi, The jhiwar, and the Changar[51], are all of the same origin. They claim to be indigenous[52] in the Sialkot District, at least as for as the older divisions are Concerned

ترجمہ : ڈوم ، چوہڑا ، میراثی ، ماچھی ، جھیور ، اور چنگڑ سب ایک ہی نسب سے ہیں ، وہ ضلع سیالکوٹ کے اصلی باشندے ہونے کے دعویدار ہیں ، کم از کم جس حد تک کہ ان کی پرانی تقسیموں (قبائلی تقسیم) کا تعلق ہے ، ملاحظہ ہو ، گلاسری جلد دوم صفحہ ۱۸۴ ، آپ ہی اپنے حسب و نسب کو دیکھو ، ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی ،

کاش کہ میراثی قوم کے بعض جوشیلے اور معتبار خبر سے بے خبر افراد جو متذکرہ بالا نسب قدیم کی اس حقیقت بینہ پر غور نہ کرتے ہوئے اشتعال انگیز طریق سے قریشیوں پر کیچڑ اچھالنے کے لئے آستین چڑھائے رہتے ہیں ، قانون منو کے رسم و رواج کی پابندیوں سے ٹھٹھری ہوئی ادنے ترین دنیوی زندگی پر ایک نگاہ ڈالیں اور غور کریں ، کہ

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

پس : اگر چشم بینا ہو تو اس متذکرہ ہوش نسب کے آئینہ میں اپنی شکل دیکھ لینی چاہیئے ، اور اگر گوش شنوا ہو تو کان کھولکر سن لینا چاہیئے ، کہ

بخیے کیوں نکرے ای دل صد چاک بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

جغرافیائی صورت کے لحاظ سے قصبہ سمبڑیال حدود ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے اس لئے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ متذکرۃ الصدر نسب کے اثر اور اطلاق سے سمبڑیال کے ڈوم ، چوہڑے ، میراثی ، ماچھی ، جھیور اور چنگڑ کیونکہ کیونکر مستثنی ہو سکتے ہیں ؟ اگر نہیں ہو سکتے اور نسب مذکور سمبڑیال کے مراثیوں پر بھی حاوی ہے تو پھر سمبڑیال کا کوئی میراثی کس منہ سے قریشی النسب یعنی غیر ملکی باشندہ ہونے کا ادعا کر سکتا ہے ؟

جلوے میری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

قاضی نظیر حسین فاروقی
گوجرانوالہ

---

[51] بمعنی شروع ، اصل ، جڑ ، بنیاد ، بیخ ، نسل ، نسب ، خاندان (رائل ڈکشنری)

[52] بمعنی ، دیسی ، ملکی ، وطنی (رائل ڈکشنری)

[53] مرتبہ مسٹر ایچ اے روز مطبوعہ ۱۹۱۱ء

نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان [illegible]

[illegible]	رمضان [illegible]	[illegible]	منتہائے وقت سحر (گھنٹہ)	منتہائے وقت سحر (منٹ)	وقت افطار (گھنٹہ)	وقت افطار (منٹ)
منگل	یکم	۱۲	۵	۴۰	۶	۱۳
بدھ	۲	۱۳	۵	۳۹	۶	۱۴
جمعرات	۳	۱۴	۵	۳۸	۶	۱۵
جمعہ	۴	۱۵	۵	۳۷	۶	۱۶
ہفتہ	۵	۱۶	۵	۳۶	۶	۱۷
اتوار	۶	۱۷	۵	۳۵	۶	۱۸
سوموار	۷	۱۸	۵	۳۵	۶	۱۹
منگل	۸	۱۹	۵	۳۴	۶	۱۹
بدھ	۹	۲۰	۵	۳۳	۶	۲۰
جمعرات	۱۰	۲۱	۵	۳۲	۶	۲۱
جمعہ	۱۱	۲۲	۵	۳۱	۶	۲۲
ہفتہ	۱۲	۲۳	۵	۳۰	۶	۲۳
اتوار	۱۳	۲۴	۵	۲۹	۶	۲۴
سوموار	۱۴	۲۵	۵	۲۸	۶	۳۵
منگل	۱۵	۲۶	۵	۲۷	۶	۲۵
بدھ	۱۶	۲۷	۵	۲۶	۶	۲۵
جمعرات	۱۷	۲۸	۵	۲۵	۶	۲۶
جمعہ	۱۸	مارچ	۵	۲۴	۶	۲۷
ہفتہ	۱۹	۲	۵	۲۳	۶	۲۷
اتوار	۲۰	۳	۵	۲۲	۶	۲۷
سوموار	۲۱	۴	۵	۲۱	۶	۲۸
منگل	۲۲	۵	۵	۲۰	۶	۲۸
بدھ	۲۳	۶	۵	۱۹	۶	۲۹
جمعرات	۲۴	۷	۵	۱۸	۶	۳۰
جمعہ	۲۵	۸	۵	۱۷	۶	۳۱
ہفتہ	۲۶	۹	۵	۱۶	۶	۳۱
اتوار	۲۷	۱۰	۵	۱۵	۶	۳۲
سوموار	۲۸	۱۱	۵	۱۴	۶	۳۳
منگل	۲۹	۱۲	۵	۱۳	۶	۳۴
بدھ	۳۰	۱۳	۵	۱۳	۶	۳۴

مراسلات

فرزندانِ قریش سے خطاب

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں
ہر چند اسمیں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

پنجاب میں فتنۂ مراسیت کے نمودار ہوتے ہی فرزندان قریش اس کے استیصال پر متوجہ ہوئے، رسالہ "القریش" نے برسوں کی خوابیدہ قوم کو بیدار کیا، "انجمن قریشیان پنجاب" نے کلی جد وجہد شروع کر دی اور قریشیان پنجاب کو ایک سلک میں منسلک کرنے مراسیوں کی قریشیت کا تار و پود بکھیرنے اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموس کی حفاظت کرنے کیلئے عامۃ القریش سے استدعا کی کہ وہ نزاکت وقت کو محسوس کریں، "انجمن قریشیان پنجاب" کے ممبر بنیں، رسالہ "القریش" کے معاون بنکر اسے ماہوار سے ہفتہ وار کرنیکی سعی کریں، میں دوسری اقوام کی ترقی کو دیکھکر سوچا کرتا تھا کہ خدایا! وہ دن بھی کبھی آئیگا؟ جب قریشی بھی غفلت کی نیند چھوڑ کر بیدار ہونگے، اور انکی بھی تنظیم ہوگی! تو مجھے بتایا جاتا، کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

میں اپنے اندر کوئی خصوصیت نہیں رکھتا، میرے جیسے ناچیز سے کیا ممکن تھا میں کس طرح ایکہزار سال کی مردہ قوم میں نئی روح پھونک سکتا تھا، سوائے اس کے کہ اردو کی دو چار الٹی سیدھی سطریں لکھنے پر قادر تھا اور کچھ نہ کرسکتا تھا، میں نے فیصلہ کیا، کہ

مجھ میں جو یہ قدرت ہے کہ روتوں کو ہنسا دوں
کوشش نہ کروں کیوں یہ کہ سوتوں کو جگا دوں

چنانچہ اخبار زمیندار میں چند مراسلات شائع کرائے، "القریش" کا خریدار بنا انجمن قریشیان پنجاب کا رکن بنکر قومی خدمت کو اپنا شعار بنایا، جس کے لئے مراسیوں نے کبھی مجھ پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا، کبھی مجھے غیر مہذبانہ خطوط لکھے، کبھی گمنام دھمکیاں دیں اور اس پر بھی ناکامی ہوئی تو میرے ناموس پر حملہ کیا، لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ حقیقت کو بناوٹ کے اسلوب سے نہ چھپا سکے، اور ہر موقع پر منہ کی کھاتے رہے۔ بارے خدا خدا کرکے میری آرزوئیں پوری ہوئیں، اور مراسیوں کا جنون قریشیت گورنر پنجاب کی ۲۶ نومبر کی تقریر سے نفرد ہوگیا، اور وہ نہ گھر کے رہے اور نہ گھاٹ کے۔ ادھر قریشی بھی بیدار ہوگئے، چنانچہ میں مسرت کے ساتھ سن رہا ہوں کہ رسالہ "القریش" ماہوار سے پندرہ روزہ کر دیا گیا ہے، اس لئے برادران قریش کا فرض ہے کہ وہ القریش کی توسیع اشاعت کی سعی بلیغ فرمائیں ہندوستان بھر میں قوم قریش کی نمائندہ آواز صرف "القریش" ہے جس کا زندہ رکھنا برادری کا قومی فرض ہے، میں معاونین قریش سے خصوصاً اور عامۃ القریش سے عموماً درخواست کرتا ہوں، کہ وہ انجمن قریشیان پنجاب کو جزانوالہ میں شامل ہوں، خود ممبر بنیں، دوسروں کو بننے پر آمادہ کریں، خود ایثار کریں، اور ایثار کی تلقین کریں، تاکہ ہم گوہر مقصود کے حصول سے شادکام ہوسکیں،

ایثار کر جو پیر دسیر تناز ہے
ناموس کی بقا کا یہی ایک راز ہے

خادم قوم، محبوب عالم، لدھیانہ

تحقیقات

مراسیوں نے "ایک عقدہ کا حل" کے عنوان سے چند سطور شائع کی ہیں جن کا نفس مضمون چونکہ بغاوت عامیانہ ہے اس لئے ہم کوئی مفصل تبصرہ ان پر ضروری نہیں سمجھتے البتہ صرف دو امر قابل لحاظ ہیں، اولاً یہ کہ بیان کیا گیا ہے کہ مراسی عکاشہؓ کی اولاد سے ہیں، تاضح رہے کہ ہم کئی بار ببانگ دہل کہہ چکے ہیں کہ جو مضمون کسی معتبر تاریخ کی سند سے نہ ہو اہم اس کو لغو سمجھکر نظرانداز کر دینگے کیا باعث ہے کہ یہ امر مراسیوں کے ذہن نشین نہیں ہوتا، چاہئے کہ مراسی پہلے عکاشہؓ کا قریشی ہونا اور پھر اپنا نسب عکاشہؓ کے ساتھ ملنا بسند تاریخ ثابت کریں، پھر ہم تاریخ سے عکاشہؓ کا مفصل حال مراسیوں کے نذر کردینگے دوم شہزادہ نام کی تصحیح پر بے تک الفاظ سے بہت کچھ لکھا گیا ہے، اگر نتیجہ کچھ حاصل نہ ہو کہ یہ کس قسم کا نام ہے۔ سنو، علم ادب اور لغت ہم ہی تمہیں سمجھاتے...

بزمِ قریش

دسمبر کا القریش گو بوقت پوسٹ ہوا لیکن درد مندانِ قوم و بہی خواہان القریش نے ان شذرات کے جواب میں جو مجلہ کو ہفت روزہ کرنے سے متعلق تھے، بہت جلد اپنی آراء کے اظہار سے ہمارے حوصلہ افزائی فرمائی، ان شذرات میں یہ لکھ دیا گیا تھا کہ موجودہ قیمت ہی میں رسالہ اخبار کی بجائے ہفت روزہ کر دیا جائے گا، لیکن حساس دل برادران نے اس کا احساس کیا اور آمدن کے مقابلہ میں دوگونہ اخراجات کرنا ہمارے برداشت نزار دیکر مشورہ دیا کہ قیمت میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور کر دینا ہے، گذشتہ اشاعت میں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ان خطوط کا خلاصہ آئندہ درج کر دیا جائیگا، لیکن افسوس ہے کہ قلت گنجائش اس دفعہ بھی اندراج خلاصہ میں مانع ہے، اس لئے اختصاراً ایک ہی بات میں اظہار مطلب کر دیا جاتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ "ہفت روزہ کی قیمت چار روپے ہونی چاہئیے"

ہم اپنے محسن برادران کے مشکور ہیں، کہ وہ ہماری تکالیف کا احساس کرتے ہوئے ہر موقعہ پر ہماری اعانت و امداد کے لئے تیار رہتے ہیں، رائے معقول ہے ہمارے فائدہ کی بات ہے، بلاشبہ بہت سی تکالیف کے ازالہ کا موجب ہے لیکن سر دست اس پر ہم اس لئے عامل ہونے کے لئے تیار نہیں کہ ماومین القریش میں بہت بھائی ایسے بھی ہیں جو تین روپے بہ مشکل ادا کرتے ہیں، انہیں تکلیف ہو گی اور یہ تکلیف ہمیں گوارا نہیں، اس لئے جملہ احباب سے استدعا ہے کہ اگر وہ ہماری اعانت کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خدمات کو قوم کے لئے کچھ مفید سمجھتے ہیں، تو توسیع اشاعت کی کوشش کریں، اور دو دو خریداران کی امداد سے انتہام مارچ تک اس کی تعداد اشاعت دوگونہ کر دیں، اس طریق عمل سے بغیر کسی تکلیف کے آپ ہماری بہت بڑی امداد کر سکتے ہیں، اور آواز میں بھی ایک گونج پیدا ہو سکتی ہے، خدا توفیق دے، آمین،

۲، مکرم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی کا نام نامی اب کسی تعریف و [illegible] کا محتاج نہیں، آپ نے القریش کی قیمت پانچ روپے سالانہ کر دینے اس قدر [illegible] ہے کہ اپنی قیمت پانچ ہی روپے کے حساب سے بھیجی ہے اور لکھا ہے،

"سالار قافلۂ قریش مکرمی مولانا محمد علی صاحب صدیقی مدیر القریش سلمہٗ [illegible] علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ القریش کے ہفت روزہ ہونے کی صورت میں اگرچہ [illegible] کی بدحالی و تنگی کے ساتھ مقررہ قیمت میں قلیل سے قلیل اضافہ بھی پسند نہیں فرمایا، لیکن ہمیشہ آپکی ہمت اور ایثار کا امتحان صبر آزما صورت میں نہ ہونا چاہئیے،

چونکہ ضرورت اس بات کی متقتضی ہے کہ جو قدم ایک دفعہ اٹھایا جائے وہ پیچھے ہٹنے نہ پائے اس لئے تقطیع رسالہ میں تغیر اور معیار علمی میں اضافہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ قوم قریش کی موجودہ مخصوص قومی ضروریات کی بنا پر اپنی خواہش سے القریش ہفت روزہ کی سالانہ قیمت پانچ روپے تجویز کرتا ہوا قیمت مذکورہ ارسال خدمت کرتا ہوں، والسلام،

۳، مخدومی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی کے جذبات سے ناظرین کرام ناآشنا نہیں، آپ دل میں ایک درد اور ایک تڑپ رکھتے ہیں، فتنہ مرزائیت سے متعلق علی قدر ضرورت آپ نے مضمون لکھے اور القریش کیلئے موقر جرائد میں اعلانات کی اشاعت سے قومی ارگن کو فائدہ پہونچانے کی سعی کی، آپ قوم کو اتحاد و یگانگت کی سلیقہ اور ترقی و ترفع کی شاہراہ پر دیکھنے کیلئے ازبس بیقرار ہیں، آپ نے بارہا درد مندانہ قوم سے افراد قوم کو اخوت و مروت کی سلک میں منسلک کرنیکی اپیل کی، اجلاس عام کے انعقاد پر زور دیا، اس اشاعت میں بھی "برادرانِ قریش سے خطاب" کے عنوان سے آپ کی ایک مراسلت شائع ہوتی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ احباب اس پر خاص توجہ دیں اور اتفاق رائے کے عملی ثبوت سے عند القوم مشکور ہوں،

۴، جن احباب نے توسیع اشاعت میں حصہ لیا، ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں، دیگر احباب سے استدعا ہے کہ وہ دو دو خریداران کی امداد سے ہمیں رہین منت کریں،

(۱)، جناب قاضی ضیاء الدین صاحب بتوسل قریشی عبد الغنی صاحب سٹینوگرافر
(۲)، جناب منشی اقبال حسین صاحب " پیر علی احمد صاحب فریدی
(۳)، جناب قریشی عبد القادر صاحب خود
(۴)، جناب قریشی برکت علی صاحب بتوسل منشی عبد القادر صاحب منیجر کورٹ وارڈز
(۵)، جناب شیخ غلام حسن صاحب پنشنر " قریشی عبد الرشید صاحب سوداگر،
(۶)، جناب مولوی حسین علی صاحب " قریشی محمد چراغ صاحب،
(۷)، جناب پیر سرمد شاہ صاحب " " " "

اختصارات

—— اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مدراس بنارس وغیرہ کی سیر فرما رہے ہیں، مدراس کے مدرسہ جمالیہ کا معائنہ فرما کر آپ بیحد مسرور ہوئے،

—— جہاں پناہ کے ایک فرمان عالی نشان کیمطابق نواب مہدی یار جنگ بہادر وزیر سیاسی بنائے گئے ہیں اور انکی جگہ نواب مسعود جنگ بہادر ریٹائرڈ ناظم تعلیمات کا تقرر عمل میں آنے والا ہے،

—— خبر ہے کہ نواب ذوالفقار جنگ بہادر معتمد سکرٹری باب الحکومت اور نواب سردار نواب جنگ بہادر پوسٹ ماسٹر جنرل ریٹائر ہونے والے ہیں،

—— ڈاکٹر مونجی نے اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی ہے کہ آئندہ کالجوں اور سکولوں میں پڑھنے والے تمام طلبہ کیلئے جن کی عمر ۱۶ سال سے ۲۰ سال تک ہو فوجی قواعد اور مشق تفنگ افگنی لازمی کر دیا جائے،

—— لاہور کچہری کی دیواروں پر ایک قلمی اشتہار چسپاں کیا گیا ہے جس میں مشتہر نے لکھا ہے کہ مسٹر سانڈرس کا قاتل میں ہوں، میں اپنے گرفتار کرنیوالے کو ۵ ہزار نقد چہرہ شاہی انعام دونگا،

—— ایک منجم نے پیشگوئی کی ہے کہ غازی امان اللہ خاں تین ماہ کے اندر اندر کابل کے تخت و تاج پر قابض و متصرف ہو جائیں گے، وہ بچہ سقہ اور تمام باغیوں سے فیاضانہ سلوک کر کے عفو و درگذر سے کام لیں گے، جمہوریہ شوراسیہ روس سے ان کے تعلقات اور بھی مستحکم ہو جائیں گے،

—— ہندوستان میں ایک اور کمیشن کی آمد کی افواہ گرم ہے، جو لیبر کمیشن کے نام سے منسوب ہوگا،

—— افسوس ہے کہ اخبار مشرق گورکھپور کے قابل اڈیٹر حکیم برہم جو ہفتہ کا اور صائب الرائے شخص تھے حرکت قلب بند ہو جانے کیوجہ سے فوت ہو گئے خدا مغفرت کرے،

—— بمبئی میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد ہو جانیکی وجہ سے ۴۵ ہلاک اور ساڑھے چار سو زخمی ہو گئے، فوج نے گولی چلائی،

—— انجمن حمایت اسلام لاہور کے آئندہ سالانہ اجلاس کے موقع پر ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء کو زنانہ دستکاریوں اور مصنوعات کی نمائش ہو گی، انعامات تقسیم ہونگے، مسلم غیر مسلم خواتین شریک ہو سکتی ہیں،

—— افغانستان کی خبروں پر احتساب قائم ہو گیا ہے، کوئی قابل وثوق خبر نہیں آتی، وہی طوائف الملوکی کا عالم ہے، خدا فضل کرے،

—— قصور کے باشندگان نے اجلاس عام میں ایک رزولیوشن پاس کیا ہے، کہ انگورہ فنڈ کا روپیہ مرکزی خلافت کمیٹی غازی امان اللہ خاں کی نذر کر دے،

—— اسمبلی نے ایک نیا قانون "تحفظ عامہ" یعنے پبلک سیفٹی بل مخالفت کے باوجود پاس کر دیا ہے،

—— ڈکہ کے قریب شنواری اور مہمندی قبائل میں جنگ ہو گئی شنواریوں کا ایک مشہور شخص خان یار خاں اور مہمندیوں کا ایک آدمی ہلاک ہو گئے،

—— پٹیالہ میں اکالی قیدیوں کی رہائی کیلئے انکی مورچہ بندی بیکار ثابت ہو رہی ہے، حکومت پٹیالہ نے انکی کوئی پروا نہیں کی،

—— روسی ڈاکٹر متفقہ طور پر اس تجربہ میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ایک آدمی کو کچھ عرصہ کیلئے زندہ رکھا جا سکتا ہے،

—— راولپنڈی وغیرہ میں امسال اس قدر برفباری ہوئی کہ تیس سال گذشتہ میں اسکی مثال نہیں ملتی

—— رومن شہنشاہ بارکس کا مجسمہ جو کوہ کیپٹول پر واقع ہے کہا جاتا ہے کہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے، جس سے اہل روما کے دلوں میں ہیبت پیدا ہو گئی ہے،

—— چین و جاپان میں بعض حالات کیوجہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی ہے، جاپان شمالی چین کے صوبوں پر تسلط قائم کرنیکی کوشش کر رہا ہے،

—— ایک ستر سالہ موپلا عورت جو اس وقت نظر بند ہے گورنمنٹ مدراس کو خوف ہے کہ وہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتی ہے اور اسے لئے رہا نہیں کیا جاتا کہ اسکی رہائی مالابار کا امن خطرہ میں ڈالدیگی،

—— کلکتہ میں مختلف حوادث سے ۱۹۲۷ء میں ۱۳۵ انسان ہلاک اور ۱۸۲۰ زخمی ہوئے اور ۱۹۲۸ء میں ۳۰۰ ہلاک اور ۲۲۵۷ زخمی ہوئے،

—— حکومت مدراس نے امداد منشیات کیلئے چار لاکھ روپے کی گرانقدر رقم امپریل سوسائٹیوں کو دینے کا اعلان کیا ہے،

—— پنڈت جواہر لال نہرو نے طلبا کو آزادی وطن کی جد وجہد میں حصہ لینے کی ترغیب دی ہے،

—— یمن اور روس کے مابین سیاسی اور تجارتی تعلقات [illegible] گئے ہیں

دو قیمتی نسخے

خطبات اقبال مصنفہ سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر "سیاست" اسمیں علامہ اقبال کے فلسفہ اشک ریزی پہ نئے انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے چنانچہ ایک شعر ہے ۔ ۵ اشک ریزی شیوہ دوں ہمتاں ۔ حربۂ اطفال ۔ آئین زناں ۔ اہل ذوق کیلئے تا بلدیہ ہے ۔ کاغذ چکنا ۔ ولائتی ۔ طباعت پاکیزہ ۔ قیمت فی نسخہ ۲ ؍

حقیقۃ السادات مصنفہ حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی ۔ اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قریش کا خاندانی لقب سید ہے اور اسمیں سادات بنی ہاشم کا لقب شریف ہے سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرنا درست نہیں ہے ۔ کتاب جامع ہے ۔ غیر پر علمائے کرام کے فتاوے اور احادیث سے بیان کی توثیق کی گئی ہے ۔ قیمت ۳ ؍

ملنے کا پتہ

منیجر الفقیہ امرتسر

دلچسپ مکالمہ

باپ (دروازہ کھٹکھٹا کر) ارے بھئی دروازہ تو کھولو ،

بیٹا (دریچہ سے) اماں جان ایک شخص ابا جان سے ملنے آئے ہیں ،

بیٹا ، بابو جی ، ابا جان گھر پر نہیں کہیں بازار گئے ہیں ،

باپ ، پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر ، بیٹا دروازہ کھولو ، میں ہی تمہارا ابا ہوں

بیٹا (ماں سے) اماں جان ! دروازہ پر کھڑا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں ، لباس تو سب انہی کا ہے ، آواز بھی ملتی ہے ، مگر شکل وہ نہیں ہے ۔ ابا جان بڈھے ہیں ، داڑھی سفید ہو چکی ہے مگر یہ شخص تو بالکل جوان معلوم ہوتا ہے ، داڑھی بالکل سیاہ ہے ، **اماں** ! بیٹا جا کر دروازہ کھولو ، کہو مردانے میں تشریف رکھیں غالباً تمہارے ابا کے کوئی عزیز دوست ہونگے ، دروازہ کھلنے پر وہ صاحب بلا تکلف زنانخانہ کیطرف چل پڑے جس سے دیکھ ماں اور بیٹا حیران تھے کہ یہ کون ہے جو خواہ مخواہ اندر آرہا ہے ،

خاوند ، (بیوی اور بیٹے سے) آپ تعجب کیوں کرتے ہیں میرے ایک دوست نے جناب اے ۔ آر **قریشی** صاحب گجرات سے "**خضاب رشیدی**" رجسٹرڈ منگایا تھا ، میں نے آزمائشاً دیکھا اس کا جادو بھرا اثر ہے کہ بغیر تکلیف اور صرف چند منٹ میں بال سیاہ فام عین قدرتی کے مانند ہو گئے ، جبھی تو تم مجھے پہچان نہ سکی اسبات کو سنکر وہ دنگ رہ گئے ، اور کہا اچھی "خضاب رشیدی" رجسٹرڈ کے چند بکس منگائیں ، **بیوی** ، ایسی چیز تو غالباً بہت مہنگی ہوگی ،

خاوند ، خوبی تو یہی ہے کہ مہنگی بھی نہیں ، ایک بکس صرف آٹھ آنہ میں ملتا ہے ، جو تین ماہ کے لئے کافی ہے ،

بیوی ! تو ایک درجن منگالیں ، کچھ میں اپنے میکے سوغات بھیجونگی بڑے میاں نے یہ سنکر فوراً ایک درجن بکس کا آرڈر منیجر کارخانہ اے آر قریشی ، گجرات پنجاب کو بھیجدیا ؛

قصیدۂ مدحیہ

در شان اعلیحضرت، قدر قدرت سکندر شوکت فریدون حشمت حاتم دوراں شاہ جمجاہ سرہبر عثمان علی خان خسرو دکن
خلد اللہ ملکہ و دولتہ

کہ شمع عیش جلتی ہے زمانے کی شبستاں میں — تجلی جلوہ افزا چار سو ہے باغ و بستاں میں
بہار عیش تو ہر پتہ پتہ سے نمایاں ہے — صبا پھرتی ہے اتراتی ہوئی صحن گلستاں میں
ادہر بلبل کی بیتابی ادہر گل کی وہ رعنائی — عجب ہے منظر دلکش ہویدا باغ دوراں میں
مسرت کے ہیں چرچے عیش و راحت کا زمانہ ہے — یہ ساری برکتیں ہیں عہد میر عثماں علیخاں میں
دکن میں علم و فن کی اسقدر ہے آج ارزانی — نظیر اس کی نہیں ملتی زمانے کے دبستاں میں
سرور و عیش کا مخزن ہے اب یہ سواد اپنا — مثال ہی نہیں کہتا یہ قصائے گلستاں میں
یہاں ہر فن کے کامل ہر ہنر کے اہل فاضل ہیں — کہ سارے ہند میں یکتا ہے یہ اب تک ثنا کہیں
یہاں ہندو مسلماں رہتے ہیں شیر و شکر بن کر — عجب تاثیر ہے نظر شہ عثماں علیخاں میں
حکومت چار سو ہے ملک میں اب امن اماں کی — سلامی پھر گئی ہے عافیت کی چشم دوراں میں
نشاط انگیز ہے ہر لحن مطرب بزم عالم میں — طرب انگیں ہے فکر تخیل قلب انساں میں
سنا جود و سخا کا تذکرہ اورنگ کی نسبت بھی — مگر ثانی نہیں شاہ دکن کا جود و احساں میں
دعا ہے اب خدائے پاک سے شام و سحر اپنی — ریاست تا ابد قائم رہے ہر دور دوراں میں
ہو عمر جاوداں اقبال ہو سرکار کا افزوں — امن و عافیت شہر اوکاں ہوں قصر ایواں میں
بد اندیشوں کا دنیا سے چراغ زندگی گل ہو — ترقی خیر خواہوں کو ملے ہر آن ہر شان میں
دعا ہو ناؔمی ناچیز کی مقبول اب یارب — نہیں ہوتی کبھی تاخیر تیرے فضل و احساں میں

[illegible]

عجائبات

گانیوالی کلاک لنڈن کے ایک جوہری کی دوکان میں ایک پرانے طرز کی کلاک ہے جو ۱۸۶۵ء میں بمقام گلاسگو بنائی گئی تھی اور جسکی تیاری میں ۲ سال صرف ہوئے تھے اس کا ہر پرزہ ہاتھ کا بنا ہوا اور منقش ہے۔ یہ کلاک ہر پندرہ منٹ کے بعد گھنٹی بجاتی ہے اور ہر گھنٹہ کے بعد ایک گیت گاتی ہے،

برقی کرسی کی ایجاد

امریکہ میں برقی کرسی کے ذریعہ سے لوگوں کا وزن کم کیا جاتا ہے لیکن سب سے زیادہ کامیاب وہ برقی کوچ ہے جو لنڈن میں ایک ماہر فن نے اپنے مطب میں رکھی ہے۔ اس کوچ میں بہت موٹی عورتیں بھی بیٹھ سکتی ہیں، جو ورزش اور علاج کے ذریعہ سے اپنا وزن کم کرنے میں ناکام رہی ہوں، اس کوچ کی پشت، بازوں اور نشست پر برقی پلیٹ لگے ہوئے ہیں، جو نرم چمڑے میں لپٹے ہوئے ہیں، ان پلیٹوں میں تار کے ذریعے سے برقی رو پہنچتی ہے، جب سوئچ لگا دیا جاتا ہے تو مریض کو خفیف جھٹکے لگتے ہیں جن کی وجہ سے وزن کم ہو جاتا ہے اور تمام نظام اعصاب درست ہو جاتا ہے، دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کوچ پر ایک دفعہ بیٹھنے سے مریض کا وزن ۳½ پونڈ کم ہو جاتا ہے،

اسی قسم کی ایک اور کرسی تیار ہونیوالی ہے جو فربہ انسان کو دبلا اور دبلے کو فربہ کریگی،

فرحیات

حاضر جوابی فضل بن ربیع نے جو خلیفہ ہارون الرشید عالی کے وزرا میں تھا کسی تقریب پر جملہ امرا و ارکان سلطنت کی دعوت کی، خلیفہ ہارون الرشید بھی تشریف لائے امیر المومنین نے ایک خوردسال بچے کے چہرہ پر آثار فطانت و ذہانت دیکھ کر اس سے پوچھا کہ کیوں بیٹا! یہ مکان اچھا ہے یا ہمارا؟ لڑکا بولا کہ جب تک امیر المومنین یہاں جلوہ افروز ہیں یہ مکان اچھا ہے لیکن جب امیر المومنین اپنے قصر خسروی کو تشریف لیجائینگے تو پھر وہ مکان اس مکان سے اور ملک کے ہر مکان سے بہتر ہوگا، خلیفہ ہارون الرشید بچے کے جواب سے نہایت خوش ہوئے اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا، یہ بچہ فضل بن ربیع کا برادر زادہ تھا،

ایک فقیر نے کسی بخیل کے دروازے پر دستک دی، اندر سے جواب آیا، "بابا ہاتھ خالی نہیں۔"

فقیر نے جواب دیا، کہ "خدا کرے تیرا ہاتھ خالی رہے۔"

باپ: سعید، دیکھو! تم نصیحت کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان نکال دیتے ہو،

سعید: تو ابا جان! اللہ میاں نے ہمیں دو کان اسی لئے تو عطا کئے ہیں ورنہ ایک ہی نہ ہوتا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۵ نمبر ۳

القریش امرتسر

بابتہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۴۷ھ

ہولناک مستقبل

شورشِ فتن و آشوبِ حوادثِ زمن نے حکومتِ افغانستان کا تختہ آناً فاناً دفعتہً و بغتتہً پلٹ دیا۔ غازی امان اللہ خان ایسے فرزانہ اور ہردلعزیز تاجدار کو کسی مصلحت کی بنا پر عنانِ فرماں فرمائی سے دست کش ہونا پڑا۔ تغیرات کی پیہم تبدیلی نے روشنی کو تاریکی سے بدل کر دار الامن کو دار الفتن بنا دیا۔ کابل اب شوریدہ سر راہزنوں کا مسکن بنا ہوا ہے۔ ڈاکوگردی اور سقہ شاہی نے ان تمام برکات کا یکسر خاتمہ کر دیا ہے جن سے سلطان ابن سلطان امان اللہ خان کے عہدِ معدلت مہد میں رعایا متمتع ہوا کرتی تھی۔ افغانستان کا وہ بارونق اور شاندار پایہ تخت کابل آج سونی بستی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ انقلابِ دہر اور تغیرِ عالم کی یہ جیتی جاگتی تصویر اہلِ بصیرت کے لئے درسِ عبرت سے کم نہیں۔

تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ۔

افغانستان کی اس ہولناکی اور مصیبتِ کبریٰ نے دنیا کی تمام تر توجہ اپنی طرف معطوف کر لی ہے۔ مدبرینِ ملک اور ماہرینِ سیاست ہی نہیں۔ اب تو عامۃ الناس بھی دنیا و جہان کو ایک عالمگیر خطرہ میں محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور افغانستان کے اس مد و جزر کو وہ بساطِ عالم کے پلٹنے کا پیش خیمہ خیال کرتے ہوئے مستقبل کا ہولناک منظر دیکھ رہے ہیں۔

واقعات کی برق رفتار تبدیلی افغانستان کے مصائب و آلام میں غیر مختتم طوالت پیدا کر دی ہے اور بظاہر کوئی صورت ایسی نظر نہیں آتی کہ حالات بلا کسی کشت و خون اور جدال و قتال کے از خود روبراہ آجائیں۔ اخباری اطلاعات مظہر ہیں کہ کابل کے تخت و تاج کے مالک غازی امان اللہ خان نے قندھار میں کندہ ناتراشیدہ بچہ سقہ اور اس کے چیلے چانٹوں کی سرکوبی کے لئے اپنی عساکر بالکل تیار کر لئے ہیں اور وہ جنرل نادر خان کی آمد پر عید الفطر کے بعد ہی کابل پر یلغار کر دیں گے۔ لیکن حالات کا مطالعہ کرنے اور ذرا گہری نظر ڈالنے پر متجسس نگاہیں ان مشکلات کی ٹوہ بھی کر سکتی ہیں جو غازی موصوف کے لشکرِ جرار کی کامیاب یورش میں حائل ہونے والی ہیں۔

یہ حقیقت اب راز سربستہ نہیں ہے کہ افغانستان کا نظامِ ملکداری درہم برہم ہوئے کئی ہفتے گذر گئے۔ طوائف الملوکی نے تمام طاقتیں بیکار و منتشر کر دیں۔ تختِ کابل نا اہل غیر ذمہ داروں کے تصرف میں ہے اور اس کے لئے ہر حریص حریف کے منہ پانی آرہا ہے۔

بچہ سقہ اور اس کے رفقا دبجائے خود کوئی حقیقت نہیں رکھتے وہ ڈاکوؤں کا ایک دستہ ہے۔ جونہی ہوا مخالف ہوئی اپنا سامنہ لے کر وہ راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور غازی امان اللہ خان کی فاتح فوج نہایت امن و اطمینان کے ساتھ تخت و تاج کابل پر قابض و متصرف ہو جائیگی۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا اور کسی نے ہوس ملک گیری پورا کرنے کے لئے عیارانہ چالوں سے بچہ سقہ ہی کو آلۂ کار

بناکر اپنا دامنِ حرص و آز پُر کرنا چاہا اور افغانستان کی بے سروسامانی اور ابتری سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے غازی امان اللہ خان کے نبرد آزما بہادروں کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لئے کوئی بہانہ لیا۔ تو صورت حال کے دگرگوں ہونے کا امکان اور نہ صرف امکان بلکہ بہت ممکن ہے۔ کہ یہی معرکہ اس محاربۂ عظیم کا پیش خیمہ ہو جائے جس کے لئے بالعموم یہ سننے میں آتا ہے کہ عنقریب ایک خطرناک اور فیصلہ کن عالمگیر جنگ ہونے والی ہے۔

اگر ایسا ہوا "افغانستان پر موافق و مخالف قوتیں پل پڑیں، طاقتوں کا مقابلہ اور فوجوں کا مظاہرہ شروع ہو کر ہار جیت کا سوال پیدا ہو گیا۔ تو عجب نہیں کہ مشرق کی آگ مغرب تک پہنچے اور اس کے شعلے دنیا کے امن و چین کو بھسم کر دیں۔

لہٰذا اس وقت قرینِ دانش یہ ہے۔ کہ کابل کو شرپسندوں کی آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے غازی امان اللہ خان کی اعانت کر کے حق بحقدار رسید کے زرین اصول پر عمل کیا جائے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر ان کے اندرونی امور میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے تاکہ خوفناک جنگ کے شعلوں سے دنیا کا مستقبل ہولناک ہونے کا احتمال نہ رہے۔

آنے والی جنگ کا خوفناک خاکہ

جنرل مارشل فاش جو جنگ یورپ میں اتحادی افواج کا سپہ سالار اعظم تھا انٹیگلو امریکن نیوز سروس کے نمائندے کے آئندہ جنگ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کوئی شخص موجودہ حالت میں مستقبل بعید کی بات نہیں بتا سکتا، لیکن آئندہ جنگ گذشتہ جنگ سے بدرجہا زیادہ ہولناک ہوگی، لاتعداد اور نہایت خطرناک بم گرائے جائیں گے، زہریلی گیسیں استعمال کی جائیں گی، جو حفاظتی نقابوں سے بھی گذر کر سکینگی اور انسان کو ہلاک کر ڈالیں گی، ایسی فاسفورس سے بھرے ہوئے گولے پھینکے جائیں گے جو آدھے منٹ میں انسانی گوشت چھوڑ کر ہڈیاں تک جلا جائیں گے، ہزار ہا آہن پوش متحرک قلعے ایک منٹ میں لاکھوں گولیاں چھوڑیں گے، اور لاکھوں کروڑوں بندوقوں سے مسلسل و پیہم آگ برسیگی، فضا لاکھوں ہوائی جہازوں سے تاریک ہو جائیگی، اور انہیں سے ایسی ہلاکت برسائی جائیگی جس سے پرندوں کے لئے ہوا میں اڑنا غیر ممکن ہو جائیگا، میدان جنگ سے دور فاصلہ پر شہروں کی اینٹ سے اینٹ بج جائیگی لیکن یہ صرف ان چیزوں کے عمل کی کیفیت ہے جن کے ہم اس وقت تک واقف ہو چکے ہیں، اہل ریڈیو کے کمالات کا ہمیں پورے طور پر علم نہیں ممکن ہے کہ ہوا کے ذریعہ سے بجلی کی لہریں دور دور تک پہونچا کر آبادیوں کی آبادیاں لمحوں میں ہلاک کر ڈالی جائیگی، ان حالات میں موت کا آنا یقینی ہے اور حلقہ جنگ میں کسی شئے کا زندہ رہنا قطعاً محال ہے،

آئندہ جنگ کی یہ ایک دھندلی سی تصویر ہے اور خدانخواستہ اگر یہ حالت برپا ہو جائے تو کیا نفسی نفسی کے محشرستان میں راعی و رعایا، موافق و مخالف اور دوست و دشمن میں کوئی تمیز باقی رہجائیگی؟ اگر نہیں، تو پھر اس دوزخ میں کودنے سے فائدہ؟ خدا خیر کرے اور حامیان جنگ کو ہدایت دے،

لامذہبیت کا دور

آزاد خیالی اور فیشن پرستی کی ہوا نے لوگوں کے دلوں سے تکریم مذہب کے نقوش چاٹ لئے ہیں، زمانہ مذہبی روایات کو قیانوسیت پر محمول کر کے اس سے علیحدہ ہو رہا ہے، یہ آوارہ مزاجی کسی خاص مذہب یا فرقہ تک ہی محدود نہیں رہی، اب تو عیسائیت جیسی کئی سو سرگرم تبلیغی انجمنوں کی سرپرستی حاصل ہے اور جس کی مالی اعانت ایک کروڑ چالیس لاکھ ستر ہزار آٹھ سو سولہ پاؤنڈ سالانہ تک پہونچ جاتی ہے بھی اس سے نالاں ہے، چنانچہ انگلستان کے وسیع الاشاعت ہفتہ وار رسالہ سنڈے ایکسپریس نے واقعات صحیحہ کی بنا پر عیسائی مذہب کی جو حالت پیش کی ہے وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ لامذہبیت کے اثرات سے عیسائیت بھی محفوظ نہیں رہ سکی،

معاصر مذکور لکھتا ہے، کہ

غیر عیسائیوں کو عیسائیت میں شامل کرنے کی اس قدر ضرورت نہیں، جس قدر کہ خود عیسائیوں کو عیسائی بنانے کی ہے، عیسائی دنیا آج کل منکرین کی دنیا ہے بہت سے صاحب الرائے لوگوں کا یقین ہے، کہ عیسائیت قریب مرگ ہے عنقریب مر جائیگی۔ کوئی صاحب عقل بمشکل ملیگا، جسے عیسائیت کے زندہ رہنے پر یقین ہو، موجودہ ذہنیت نہ صرف غیر عیسائی ہی ہے، بلکہ نہایت سختی سے عیسائیت کے خلاف واقع ہوئی ہے، آج ہم بڑے کھلے لفظوں میں جناب مسیح کی اخلاقی تعلیم کی مخالفت کرتے ہوئے ذرا شرم نہیں کرتے، ہمارا لٹریچر اس مخالفت سے بھرا پڑا ہے، جناب مسیح کی شان میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں جن سے آپ پر زد پڑتی ہے، لیکن لوگ اس پر نہ اظہار تعجب کرتے ہیں اور نہ اظہار خفگی، یہ امر بھی کچھ مضطرب کر نیوالا نہیں کہ کلیساؤں میں خود وہ سرگرمی اور جوش باقی نہیں رہا۔ بجائے اس کے کہ وہ تاریکی کی فوجوں کو گھیر لیتے، تاریکی کی فوجیں ان کو گھیر رہی ہیں، اس میں کچھ مبالغہ نہیں، کہ اس نسل کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو کسی چیز کو بھی نہیں مانتا اور کسی قسم کے اعتقاد کا پابند نہیں۔"

اگر یہ بیان مبنی بر حقیقت ہے اور لامذہبیت کے جراثیم عیسائیت میں بھی حلول کر

گئے ہیں تو آزادی اور آوارہ مزاجی کے اس دور میں دنیا کے کسی دوسرے مذہب کو اپنے پیرؤں کی روگردانی کی شکایت کیوں ہو، اس تہذیب کی موجودگی میں مذہبی اعتقادات کی توقع؟ این خیال است محال است وجنوں،

ایکٹ انتقال اراضی اور ساہوکار

زمیندار طبقہ کو سود در سود کی تباہ کاریوں سے بچانے کیلئے حکومت نے ایکٹ انتقال اراضی کے نفاذ سے وہ فرض انجام دیا جو رعایا کی حیثیت میں مظلوم رعایا کے حقوق کی حفاظت کیلئے اس پر عائد ہوتا تھا، اسمیں کلام نہیں کہ اس قانون نے زمینداروں کو ساہوکاروں کی دستبرد سے بچا کر انکی زندگی میں شاندار تبدیلی کر دی ہے، لیکن سود خوار گروہ جس کا دست تطاول قانون کی آہنی گرفت سے مفلوج ہو چکا ہے ابھی اسے بیکار کر دینے کے وسائل پر غور کرنے سے غافل نہیں، وہ اپنے مختلف النوع ذرائع میں ناکام رہنے کے باوجود اسے بے اثر کرنے پر تلا ہوا ہے اور اب عدالتی فیصلوں کی آڑ لیکر اسے کمزور کرنا چاہتا ہے، چنانچہ جھنگ ڈسٹرکٹ بورڈ نے ایک قرارداد کے ذریعہ سے حکومت پنجاب کو عدالت عالیہ لاہور کے ایک فیصلہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس کی رو سے ایک دیوالیہ زمیندار کی جائداد غیر زراعت پیشہ قرضخواہ کی نالش کی بنا پر نیلام اور فروخت کیجا سکتی ہے۔

فیصلہ کی نوعیت یہ ہے کہ وہ ایک فیصلہ ہے قانون نہیں؟ اور فیصلہ کسی قانون پر حاوی نہیں، ہمیں اس پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں، لیکن قرارداد کے ذریعہ سے اسے پیش کرنیوالوں کی نیت سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس قسم کے فیصلوں کی بنا پر حکومت پنجاب سے قانون انتقال اراضی کے خلاف کوئی حربہ حاصل کریں اور اسے زمینداروں کا خون چوسنے کا ذریعہ ٹھہرائیں۔

دوکانداران پنجاب کا ایک وفد اسی غرض کو لیکر گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسیلنسی نے ۶ مارچ ۲۹ء کو اسے حاضر ہونیکی اجازت دیدی ہے، یہ وفد سات نمائندگان پر مشتمل ہے، اس میں سکرٹری مجلس دوکانداران کے علاوہ تین ایم ایل سی، دو میونسپل کمشنر اور ایک ایڈوکیٹ، ان میں رائے بہادر دیوان بہادر اور راجہ بہادر بھی موجود ہیں،

قانون انتقال اراضی کے خلاف یہ ایک منظم جنگ اور حقوق زمینداران کے خلاف کھلا ہوا جہاد ہے اور اس کے متعلق سوائے اس کے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ موجودہ قانون میں اگر کوئی ردوبدل واقع ہوا تو وہ زمینداروں کی تباہی کا پیغام ثابت ہوگا، امید ہے کہ حکومت پنجاب اپنی مسلمہ دانشمندی سے اس معاملہ میں کام لیگی،

جنرل نادر خان کا مقصد وحید

افغانستان کے حالات میں لحظہ بلحظہ تغیر رونما ہو رہا ہے اور یہ وثوق کیساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بہت جلد ایک اور اہم انقلاب ہونیوالا ہے، غازی امان اللہ خاں قندھار میں جری اور بہادر افغانی قبائل کی ہمدردی حاصل کر چکے ہیں، جنرل نادر خان کے متعلق بعض حلقوں میں خیال تھا کہ وہ اپنے لئے غازی موصوف کے خلاف اپنی کوششیں صرف کرینگے، لیکن آپ کے مختلف بیانات نے اس خیال کی قطعی تردید کر دی ہے، چنانچہ بمبئی میں آپنے کہا کہ "میری تمنا ہے کہ اپنے وطن کو متحد آزاد اور طاقتور دیکھوں"۔ لاہور میں آپنے فرمایا، کہ "میرا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں حسب توفیق اور حسب استطاعت ملت افغانیہ کی خدمت کر سکوں، خدا شاہد ہے کہ کوئی ذاتی غرض میرے پیش نظر نہیں، میں اپنے لئے یا اپنے خاندان کیلئے کچھ حاصل نہیں کرنا چاہتا، ہم ملک و ملت کے غدار نہیں بلکہ اسکی آزادی اور استقلال کے خواہشمند ہیں آپ ہمیں بہرہ ور کریں، ہماری تمام کوششیں غازی امان اللہ خاں کی حمایت میں ہونگی"۔

پشاور میں آپنے کہا کہ "جب تک غازی امان اللہ خاں تخت افغانستان پر نہ بیٹھ جائیں اس وقت تک میں چین نہ لونگا"۔

جنرل نادر خاں کے ان بیانات سے ظاہر ہے کہ افغانستان میں انکی کوئی ذاتی غرض مستور نہیں ہے، وہ اپنی تمام کوششیں غازی امان اللہ خاں کی حمایت میں صرف کر کے افغانستان کا دور وحشت بہت جلد ختم کر دیں گے، دعا ہے کہ خدا انہیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے، آمین!

معاونین القریش متوجہ ہوں

موقت الشیوع جرائد اور انہیں مخصوص مقاصد کے صحیفے اس وقت تک اپنے فرائض مفوضہ کی انجام دہی میں عہدہ برا نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کے ناظرین و قارئین کرام متفقہ طور پر اسے کامیاب بنانے میں ہر پہلو سے اسکی امداد و اعانت کیلئے خاص مستعدی اور عملی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کاربردازان جرائد کا ہاتھ نہ بٹائیں، القریش اپنے معاونین پر اپنی تکالیف کا بارہا اظہار کر چکا ہے لیکن افسوس ہے کہ اسے ہر موقع پر صبر آزما صورت ہی میں جواب ملتا رہا،

اس بات کا ذکر تحصیل حاصل ہے کہ القریش کی موجودہ اشاعت اسکے اخراجات کی کفیل نہیں اور اب جبکہ صرف پچاس خریداروں کے اضافہ پر بعض احباب کے اصرار کی وجہ سے اسے ہفتہ روزہ کر کے ہمنے دوہری محنت اور دوگونہ اخراجات کا بار اپنے ذمے لے لیا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ اپنی سب سے پہلی فرصت میں صرف دو دو خریداروں کا مطالبہ پورا کرنے کیلئے تیار ہو جائیں، اگر اس پر بھی آپنے کوئی توجہ نہ دی اور آپ کی بے پروائی کسی اشاعت کے التوا کا موجب ہوئی تو اس کا جواب خود آپکے ذمہ ہوگا!

تذکرۃُ السلف

(از جناب ملک محمد طفیل صاحب بی اے)

بڑھیا اور فاروق اعظمؓ

فاروق اعظمؓ اپنے عہد حکومت کے وسط میں بیت المقدس اور شام کیطرف چھاونیوں کے معائنہ کے لئے تشریف لیگئے تھے۔ اس اہم سفر سے واپس ہونے پر آپکا معمول ہوگیا تھا کہ رات کے وقت بتبدیل لباس گلی اور کوچوں میں رعایا کے حالات کی تحقیق کے لئے گشت لگایا کرتے تھے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک بڑھیا کے قریب گذرے وہ آپکو پہچانتی تھی، کہنے لگی،

"اے فرزند عمرؓ کا کیا حال ہے"؟

حضرت عمرؓ، آپ شام کے سفر سے صحیح وسالم مراجعت فرمائے وطن ہوگئے ہیں

بڑھیا، "بیٹا خدا میری طرف سے اسے جزائے خیر نہ دے"

حضرت عمرؓ! یہ کیوں؟

بڑھیا، اس لئے کہ جب سے مسلمانوں کی حکومت اس کے سپرد ہوئی ہے اس نے ایک حبہ تک بھی مجھے نہیں دیا،

حضرت عمرؓ، چونکہ تم گمنام جگہ میں سکونت رکھتی ہو اس لئے تمہارے ٹھکانے کی اطلاع انہیں کیسے ہوسکتی ہے،

بڑھیا، سبحان اللہ، میں نہیں خیال کرتی کہ ایک شخص لوگوں کا امیر ہوں اور اسے اپنی مملکت کے مشرقی مغربی علاقوں کا پتہ نہ ہو،

یہ سن کے فاروق اعظمؓ رو دیے اور بار بار یہ الفاظ دہرانے لگے "واعمراہ کل احد افقہ منک حتی العجائز" یعنے، ہائے افسوس عمر! ہر ایک شخص حتیٰ کہ بوڑھی عورتیں بھی تجھ سے زیادہ سمجھ رکھتی ہیں،

پھر آپ نے بڑھیا کی طرف خطاب کرکے فرمایا،

اللہ کی لونڈی، کتنے داموں اس دادرسی کو جو تم عمرؓ کے خلاف چاہتی ہو میرے پاس فروخت کرو گی؟ میں چاہتا ہوں کہ اس غفلت کے باعث جو تمہارے معاملہ میں ان سے سرزد ہورہی ہے، تم سے سودا کرکے انہیں نار جہنم سے بچالوں کیونکہ مجھے ان کی حالت پر رحم آرہا ہے،

بڑھیا، بندۂ خدا کیوں مجھ مصیبت زدہ سے مذاق کرتے ہو،

حضرت عمرؓ، واللہ میں تم سے مذاق نہیں کرتا بلکہ سچ کہتا ہوں، اتنی دیر تک آپ کے اور بڑھیا کے درمیان رد وقدح ہوتی رہی تاآنکہ اس نے پچیس درہم پر اپنی دادرسی آپ کے پاس فروخت کردی،

ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سامنے سے علی ابن ابی طالبؓ اور عبداللہ ابن مسعود آتے دکھائی دئے، انہوں نے قریب پہونچتے ہی "السلام علیک یا امیرالمومنین" کہا، بڑھیا نے یہ سنتے ہی اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور کہا، افسوس میں نے امیرالمومنین کے روبرو انہیں گالیاں دیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اللہ تجھ پر رحم کرے آپ نے اسی وقت ایک پرزہ کاغذ طلب فرمایا اور یہ الفاظ لکھے،

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، ھذا ما اشتری عمر من فلانۃ ظلامتھا منذ ولی الخلافۃ الی یوم کذا بخمسۃ عشرین دیناراً، فما تدعی علیہ عندہ وقوفہ فی المحشر بین یدے اللہ تعالیٰ، فعمر بری منہ، شھد علی ذالک علی وابن مسعود"

ترجمہ "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان اور رحم والا ہے، یہ اقرارنامہ اس امر کا لکھدیا جاتا ہے کہ خلافت کے سنبھالنے کے وقت سے اس وقت تک عمر نے اس عورت سے پچیس دینار پر اس کی دادرسی جو وہ اس کے خلاف چاہتی ہے خرید لی ہے، اگر وہ قیامت کے روز جبکہ رب العزت والدین کے حضور پیش ہوگا اس پر علی ابن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی شہادت ہو،

پھر اس تحریر کو آپ نے اپنے صاحبزادہ کے حوالہ کرکے فرمایا "جب میں مرجاؤں تو اسے میرے کفن میں رکھدینا، تاکہ میں اپنے رب سے ملوں تو یہ میرے پاس ہو"

یہ ہے ہمارے اسلاف کا اسوۂ حسنہ، اور یہ ہے ان کا خوف خدا، کاش! ہم بھی کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے،

بصائر و عبر

رسم و رواج کی تباہ کاریاں

ایک دلگداز واقعہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اپنی بساط سے بڑھ کر پاؤں پھیلانا، حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا اور نام و نمود کے لئے دو پیسے کے کام پر سو لہ آنے خرچ کر دینا "دیدہ دانستہ خود را در بلا انداختن" کا مصداق ہے۔ ہم کشتگانِ رسوم کے دردناک حالات کا شبانہ روز مطالعہ کرنے کے باوجود لہو و لعب سے اجتناب نہیں کرتے بلکہ جب کبھی موقع آتا ہے تو جی کھول کر اسراف کر دیتے ہیں اور عواقب و نتائج سے بے پرواہ ہو کر محض شیخی بگھارنے اور دو روزہ واہ واہ کے لئے اپنا اور اپنے بڑے بوڑھوں کا داشتہ فضول، لغو اور تباہ کن رسوم کی ادائیگی میں اڑا دیتے ہیں۔

ہمارے سامنے بیسیوں ایسی مثالیں موجود ہیں جو ہماری عبرت و نصیحت کا موجب ہو سکتی ہیں۔ مگر وائے بدقسمتی کہ ہم ان سے کوئی سبق نہیں لیتے۔

ذیل کا واقعہ جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا اور ایک معزز خاندان کی تباہی و بربادی کا باعث بنا ازبس عبرت خیز ہے۔ کاش برادران وطن اس سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

محترمہ فیروزہ بیگم صاحبہ سب انسپکٹرس بنک ضلع امرتسر لکھتی ہیں کہ اثنائے دورہ میں ایک دن میری ملاقات ایک دکھیا مسلمان خاتون سے ہوئی جو نہایت مغموم صورت بنائے ایک طرف بیٹھی تھی۔ میں نے اُسے مخاطب کر کے کہا۔ بہن جی آپ اس قدر اُداس کیوں ہیں؟ وہ کہنے لگی کچھ نہ پوچھو اور جب میں نے اصرار کیا تو اس نے اپنی داستان مصیبت حسب ذیل الفاظ میں بیان کی۔

"میرا آدمی گاؤں کا نمبردار اور چودھری ہے۔ تمام گاؤں میں اس کی اچھی بات بنی ہوئی تھی۔ ہماری گذران بھی بہت اچھی تھی۔ دو مربعے زمین بھی تھی۔ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ عرصہ پانچ سال کا گذرا جبکہ ہم نے اس کی شادی کا انتظام کیا۔ چودھری چاہتا تھا کہ بڑی دھوم دھام سے شادی کی جائے۔ میری منشا یہ نہ تھی۔ میں چودھری کو بہت سمجھاتی رہی کہ ہم تمام گاؤں میں بھاجی تقسیم نہیں کرتے۔ صرف رشتہ داروں اور برادری میں تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن اس نے میری ایک نہ سُنی۔ میں نے اُسے برات پر بھی دوبارہ سمجھایا۔ اور منت کی کہ بہت آدمی نہ لے جاؤ۔ آتشبازی نہ چلاؤ۔ رنڈیوں کے بلانے میں اپنے آپ کو تباہ نہ کرو۔ اس سے ہمارا بہت سا روپیہ اُٹھ جائے گا۔ شائد ہمیں قرضدار بھی ہونا پڑے۔ ابھی تک زمین کا لگان ہمارے ذمہ ہے لیکن اُنھوں نے ایک نہ سُنی کہنے لگے کہ تم بے خبر ہو۔ مردوں کے کاموں میں عورتوں کو کیا دخل۔ اگر میں ان رسموں کو ادا نہ کروں تو گاؤں والے کیا کہیں گے؟ اتنے بڑے چودھری سے ایک غریب کے برابر بھی کرتوت نہ ہو سکی۔ ہمارا ایک ہی بیٹا ہے۔ تمام ارمان نکالنے چاہئیں۔ الغرض ہم نے زیور بھی بہت سا بنوایا۔ اور تقریباً سات ہزار روپیہ شادی پر خرچ کر دیئے۔ بیاہ ہر لحاظ سے قابل تعریف رہا۔ تمام آس پاس گاؤں میں ہماری واہ واہ ہوئی کمینوں کو دل کھول کر راضی کیا گیا۔ جس قدر روپیہ ہم نے شادی پر خرچ کیا تھا۔ اُس کا کچھ حصہ گاؤں کے شاہوکار سے قرض لیا تھا۔ اب پانچ سال میں یہ قرضہ نہ اُتر سکا۔ میں نے قطع کلام کرتے ہوئے چودھرانی سے پوچھا۔ کہ باوجود دو مربعوں کے مالک ہونے کے آپ قرضہ نہ اُتار سکے؟ اس کے جواب میں اُس نے سرد آہ بھر کر کہا۔ کیا کہوں؟ جو لڑکی ہم بیاہ کر لائے اس کی پہلے کسی اور جگہ شادی ہو چکی تھی۔ شادی کے وقت تک ہم کو اس بات کا علم نہیں ہوا۔ ہم لوگ نائیوں کے ذریعہ سے اپنے رشتے کرتے ہیں۔ خود دیکھ بھال کرنا ہتک خیال کیا جاتا ہے۔ جب بیاہ پر چند مہینے گذر گئے۔ تو لڑکی کے پہلے خاوند نے ہم پر نالش کر دی کئی سال تک مقدمہ ہوتا رہا۔ ہم نے کئی ایک وکیل کئے۔ ان وکیلوں نے ہمارے قرضہ میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ کچہری کی دیواریں بھی ہم سے مانگتی تھیں۔ مقدمہ تین سال میں ختم ہوا۔ آپ خیال کر سکتی ہیں۔ کہ اس عرصہ میں کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہوگا؟ اس مقدمے کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرضہ ادا ہونے کے بجائے بہت زیادہ ہو گیا ہم نے کسی ایسی بُری گھڑی میں قرض لیا تھا کہ اُترنے کا نام نہیں لیتا۔ مگر خیر یہ گذری کہ ہم مقدمہ جیت گئے۔ ورنہ ہماری بڑی بے عزتی ہوتی۔

ایک مربعہ جو ہم نے نیا خرید کیا تھا۔ اس کے کاغذات وغیرہ دیکھے نہیں گئے

وہ ملکیت تو کسی اور کی تھی۔ لیکن دھوکہ سے بیعنامہ کسی اور نے کر دیا۔ چونکہ میرا لڑکا اور چودھری پڑے ہوئے نہیں تھے دلالوں نے ان غریبوں کو پھانس لیا۔ جس نے بیعنامہ دیا تھا۔ وہ خدا جانے کہاں بھاگ گیا۔ وہ مربعہ اس طرح ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ اس مقدمہ پر بھی ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا۔ یہاں پہنچکر اس کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔ آواز گلے میں رُک گئی۔ پھر دیر کے بعد کہنے لگی۔ کہ اب ہمیں اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی بسر کرنی دوبھر ہو رہی ہے۔ جو کچھ ہماری زمین سے پیدا ہوتا ہے ساہوکار لے جاتا ہے۔ اور جنس کو خود ہی منڈی میں فروخت کرکے قیمت رکھ لیتا ہے۔ ۔ اور ہمارے کھانے کو پاؤ بھر دانے نہیں رہتے،

یہ ہے نفضول خرچیوں اور لغو رسوم کی پابندیوں کا حشر، کاش ہم سمجھنے اور قوم کی تباہ کاریوں سے بچانے کی کوشش کریں، خدا ہمیں ہدایت دے آمین!

انقلاب دہر

محمد ابن عبد الرحمن ہاشمی کا بیان ہے، کہ میں ایکمرتبہ عید الضحیٰ کے دن اپنی والدہ کے پاس گیا، دیکھا کہ ان کے پاس ایک عورت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئی بیٹھی ہے،

میری والدہ نے کہا کہ تم انہیں پہچانتے ہو؟ میں نے کہا، نہیں، والدہ نے فرمایا کہ ابو جعفر برمکی کی والدہ عتابہ ہیں، یہ سنکر حیرت میں پڑگیا اور ان کو سلام کرکے اس کا حال دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟

انہوں نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور کہا کہ میں اپنی قسمت کا مرثیہ تو کہاں تک سناؤں صرف ایک جملہ کہتی ہوں جسمیں تمہارے عبرت کا سبق ہو، وہ یہ ہے، کہ

"مجھ پر وہ زمانہ بھی گذر چکا ہے، جبکہ عید کے دن میری خدمت کیلئے چار سو کنیزیں سامنے کھڑی رہتی تھیں اور میں اسپر بھی خوش نہ تھی بلکہ یہ سمجھتی تھی۔ کہ میرا بیٹا ابو جعفر اپنا حق ادا نہیں کرتا، اور میں آج تمہارے پاس اس لئے آئی ہوں، کہ قربانی کی دو کھالوں کا تم سے سوال کروں، تاکہ ایک کو اوڑھ لیا کروں اور دوسری کو بچھا لیا کروں" (قلیوبی)

سبحان اللہ! یہ ہے دنیا کے جاہ و جلال اور دولت و سطوت کی حقیقت کسی نے خوب کہا ہے ؎

شبے کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت
نماز شام دُرا خشت زیر سر دیدم

سچ ہے کہ دنیا اپنے اقبال کے وقت اتنی راحت نہیں پہونچاتی، جتنی ادبار کیوقت تکلیف دیتی ہے ؎

عیش رفت را بقائے نیست دیدی غنچہ را
یک تبسم کرد و عمرے در پریشانی گذشت

فاعتبروا یا اولی الابصار

پیشین گوئی

جو لفظ بہ لفظ پوری ہو رہی ہے

(فرمودہ حضرت اکبر)

یہ موجودہ طریقے راہیٔ ملک عدم ہونگے — نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہونگے
نئے عنوان سے زینت دکھائینگی حسیں اپنی — نہ ایسے پیچ زلفوں میں نہ گیسو میں یہ خم ہونگے
نہ خاتونوں میں رہجائیگی پردے کی یہ پابندی — نہ گھونگٹ اسطرح سے حاجبِ روئے صنم ہونگے
بدل جائیگا اندازِ طبائع دورِ گردوں سے — نئی صورت کی خوشیاں اور نئے اسبابِ غم ہونگے
نہ پیدا ہوگی خطِ نسخ سے شانِ ادب آگیں — نہ نستعلیق حرف اس طور سے زیبِ رقم ہونگے
خبر دیتی ہے تحریکِ ہوا تبدیلِ موسم کی — کھلیں گے اور ہی گل زمزمے بلبل کے کم ہونگے
عقائد پر قیامت آئیگی ترمیمِ ملت سے — نیا کعبہ بنیگا مغربی پتلے صنم ہونگے
بہت ہونگے مغنی نغمۂ تقلیدِ یورپ کے — مگر بے جوڑ ہونگے اس لئے بے تال ہم ہونگے
ہماری اصطلاحوں سے زباں نا آشنا ہوگی — لغاتِ مغربی بازار کی بھاکا سے ضم ہونگے
بدلجائیگا معیارِ شرافت چشمِ دنیا میں — زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب کے کم ہونگے
گذشتہ عظمتوں کے تذکرے بھی رہ نجائینگے — کتابوں ہی میں دفن افسانۂ جاہ و حشم ہونگے
کسی کو اس تغیر کا نہ حس ہوگا نہ غم ہوگا — ہوئے جس ساز سے پیدا اسی کے زیر و بم ہونگے

تمہیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہیں وہ دن کہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

مراسیّت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۳

پھر گرم نالہ ہائے شرربار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیر چراغاں کئے ہوئے

اگرچہ یہ امر بذاتہ ابتک محتاج تحقیقات ہے کہ جناب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے سلسلۃ الانساب کے روسے قریشی النسب ہیں یا چگونہ؟ اور کہ مراسیان پنجاب ان کی ذرّیت سے ہوسکتے ہیں یا نہ؟ لیکن فی الحال ہم اس کو دانستہ معرض التوا میں رکھتے ہوئے مقصود بالذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ مراسیت کا نسب قدیم اگر یہی ہے کہ ڈوم - چوہڑا - میراثی - ماچھی - جھیور اور چنگڑ سب ایک سب ایک ہی نسب سے ہیں۔ تو پھر مراسیوں کے ادعائے قرشیت جدیدہ کی حقیقت معلوم! کیا اس صورت میں یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ ؎

ابھی دلربائی کے انداز سیکھو
کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا

مراسیت کی نسبی حالت اور اس کی دنیوی زندگی کے سائیکلو پیڈیا کے روسے یہ امر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ بایں نسب قدیم اگر ضلع سیالکوٹ کا کوئی مراسی ادعائے قرشیت کرسکتا ہو۔ اور یہ نسب اسی منزل قرشیت پر پونچانے والا خیال کیا جاسکتا ہو۔ تو پھر اس امر کا استفسار لازم آئے گا کہ اسی معیار اور اسی نسب کے لحاظ سے ضلع مذکور کے ڈوم - چوہڑے - ماچھی - جھیور اور چنگڑ کیوں قریشی الاصل نہیں بن سکتے؟

مسلمانو! تمھیں انصاف سے کہیو خدا لگتی

اور جبکہ ڈوم - چوہڑے - ماچھی - جھیور اور چنگڑ تاریخی لحاظ سے ہندی النسل اقوام میں سے ہیں۔ تو پھر میراثی کس طرح قریشی الاصل ہونے کا دعوے کرسکتے ہیں۔ جبکہ بموجب گلاسری جلد دوم - وہ اور متذکرہ بالا اقوام سب ایک ہی نسب سے ہیں۔ مزید براں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر مراسیوں کا مراسیوں ہی میں رشتے ناطے کرنا ان کے لئے دلیل قرشیت ہوسکتی ہو تو پھر چوہڑوں ماچھیوں - جھیوروں اور چنگڑوں کے لئے یہ امر کیوں وجہ قرشیت نہیں ہوسکتا جبکہ وہ بھی مراسیوں کا ہم نسب قدیم ہونے کے علاوہ بالعموم اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے گروہ ہی میں رشتے ناطے کے رواج کے عادی اور پابند ہیں ؎

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

اندریں حالات بغایت اہم - نہایت ضروری اور حل طلب سوالات یہ ہیں کہ بایں چنیں نسب قدیم میراثیوں کا ادعائے قرشیت کیا جناب سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب مقدس پر بالواسطہ نازیبا اور ناپاک حملہ نہیں؟ اگر ہے - تو کیا یہ دنیائے اسلام کے دیگر تینتیس کروڑ فرزندان توحید کے علاوہ ہندوستان کے سات کروڑ پیروان اسلام کی عموماً اور قریباً اٹھارہ لاکھ سادات و قریشیان ہند کی خصوصاً صریح دل آزاری نہیں؟ اگر ہے تو پھر باقی یہ امور قابل استفسار رہ جاتے ہیں کہ اندریں صورت قانون انسداد توہین پیشوایان مذاہب کہاں ہے؟ اور وہ کب حرکت میں آئیگا؟ ؎

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

سوال زیر تحقیقات کی تاریخی تجسس کے دوران میں اگرچہ ہم کسی غیر مرغوب تفصیل میں جانا نہ چاہتے تھے۔ لیکن مراسیت کی ہسٹری کے بعض تاریک ترین پہلوؤں پر بھی بامر مجبوری محققانہ نگاہ ڈالنا ہمارے موجودہ فرائض میں داخل ہے۔ تاکہ عامۃ المسلمین کو بھی صحیح نتیجہ کے اخذ کرنے میں سہولت ہو۔ اسلئے کسی تحقیر یا حملہ یا دل آزاری کے خیال کے شائبہ کے بغیر کمال نیک نیتی کے ساتھ ہم اس بات کے اظہار پر مجبور ہیں کہ دیکھو گلاسری - جلد دوم کا صفحہ ۲۵۰ جس میں یوں مذکور ہے کہ

And the Mirasis are beyond all question inextrivably fused with the Bhats. In Gurgaon the Dum is said to be identical with the Kanchan, and to be a Mirasi who plays the "Tabla" or Sarangi for prostitutes, who are often Mirasi girls. Such Dums are also called "bharwa" (pimp) or Sufardai. Dum women as men ply this trade. But another account from the same

district says that the Dum is Mirasi of Mirasis, and that he gets his alms from the menial castes, such as the Jhewar, Dakaut, Koli, Chamar, Bhangi, Julaha and Dhanak.

ترجمہ :- اور میراثی بلا اشتباہ بھانڈوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ گوڑگانوں میں ڈوم اور کنچن ایک ہی خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسے میراثی سمجھا جاتا ہے۔ جو طوائفوں کے ہمراہ طبلہ اور سارنگی بجاتا ہے جو اکثر میراثی لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ ایسے ڈوموں کو "بھڑوا" (دلّا) یا سوفردائی کہتے ہیں۔ ڈوم عورتیں اور مرد دونوں اس قسم کا پیشہ کرتے ہیں۔ لیکن اسی ضلع کی ایک اور روایت ہے کہ ڈوم مراسیوں کا مراسی ہوتا ہے۔ اور وہ ادنےٰ اقوام مثلاً جھیور۔ ڈکاٹ۔ کولی۔ چمار۔ بھنگی۔ جولاہا اور دھانک سے بھیک لیتا ہے "

ایبٹسن کی رائے میں میدانی علاقوں کا ڈوم اور میراثی ایک ہی ہیں۔

According to Ibbetson the Dum of the plains is identical with the Mirasi .. .. ..

دیکھو گلاسری۔ جلد دوم۔ صفحہ ۲۴۹۔

پس اگر یہ صحیح ہے کہ گوڑگانوں میں اکثر میراثی لڑکیاں ہی طوائفیں ہوتی ہیں۔ اور ڈوم میراثی ہی ان کے پیچھے طبلہ اور سارنگی بجاتے اور بھڑوا یا دلّا کہلاتے ہیں۔ تو ایسی اخلاق کش حالت اور حیا سوز پیشہ کے لحاظ سے یہ امر کس قدر قابل ہزار نفریں ہے۔ اور پھر کن الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ اس برتے پر تتا پانی۔ یہ افعال اور ادعائے قرشیت؟

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

وہ اجزائے مراسیت یا وہ اعضائے ڈومیت جو ایسے امور ناشائستہ کے مرتکب ہوں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں کہ بایں اعمال و افعال و بایں چنیں اطوار و کردار ادعائے قرشیت چہ می زیبد؟

آپ ہی اپنے ذرا طرزِ عمل کو دیکھیں
ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی

ہماری تہذیب و اخلاق اس امر کے مقتضی نہیں کہ ہم یہ بھی بتلائیں کہ وہ کون ہیں؟ جو شادی بیاہ کے موقعوں پر "مگنی چھلا" "ریلو" "بگا" "چیرے والا انوارنگ" اور "سمّی" ڈھولک کے ساتھ گانے کی مشّاق ہیں۔ ہاں اگر کسی کو ضرورت ہو۔ تو گلاسری جلد اوّل کا صفحہ ۸۳۸ خود ہی دیکھ لے۔ اور اندازہ کرے کہ ایسے امور ادعائے قرشیت سے کہاں تک مناسبت رکھ سکتے ہیں؟ مراد ما نصیحت بود و کردیم۔

قطع نظر اسکے ہم اس بات کا اظہار بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ مراسیت کے ادعائے قرشیت کی تحریک کے ضمن میں اگر بعض منکرین حدیث۔ بعض معاندین خلفائے ثلاثہؓ اور مراسیوں کے ڈانڈے باہم ملتے نظر آتے ہوں اور وہ اس بات پر آمادہ ہوں۔ کہ ؎

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

تو یاد رکھنا چاہیئے کہ تاریخ ان کے بس کی بات نہیں۔ وہ بے رو رعایت واقعہ ہوئی ہے اسلئے ؎

داستانِ عہد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفتہ تر میگوید ایں افسانہ را

پس اگرچہ متذکرۃ الصدر تاریخی حقیقت اپنی تشریح آپ ہی ہے اور کسی مزید حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔ لیکن یہ ایک تعجب افزا امر ہے کہ کسی دل جلے مگر نکتہ شناس شاعر نے ایسے عبرت آموز پیرایہ میں زمانۂ سفلہ پرور کی نیرنگیوں کا خاکہ ان الفاظ میں کیوں کھینچا ہے۔ کہ ؎

رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز
تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی

گوجرانوالہ
۱۵ فروری ۱۹۲۹ء

قاضی نظیر حسین فاروقی
مستوفی (ریٹائرڈ)

مراسلا

اکابرینِ قوم پر بہتان
مراسیوں کی "سندِ قرشیت" کی حقیقت

(مولانا ظفر علی خاں مالک روزنامہ "زمیندار" کی زبانی)

بخشی مراسی کے خلف الرشید جناب برکت علی عرف شہزادہ آزاد ممبر مالوی نے ۱۶ جون ۱۹۲۸ء کے روزنامہ "سیاست" میں ایک مراسلت شائع کرائی ہے جس کا مفاد یہ تھا،

"علامہ سید سلیمان صاحب ندوی، مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد، مولانا حسرت صاحب موہانی، مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک "زمیندار"، مولانا عبدالوحید صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر نے جمعیۃ العلمائے ہند کے آٹھویں سالانہ اجلاس پشاور میں مراسیوں کو قریشی تسلیم کیا ہے"

بعض سادہ لوح مسلمان اس تحریر سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور سوچنے لگے، کہ جب ایسے واجب التعظیم بزرگوں نے مراسیوں کو قریشی تسلیم کر لیا ہے تو اب انکی قرشیت میں کیا شک رہ گیا ہے،

تاریخ‌دان اور قدیم قریشی حیران تھے کہ مراسیوں کے پاس وہ کون سی دلائل ہیں جنکی وجہ سے مذکورۃ الصدر حضرات نے ان کو قریشی اور عربی نژاد تسلیم کر لیا ہے، راقم الحروف کیلئے بھی محولہ فوق تحریر ایک معمہ بنی ہوئی تھی، اور میں چاہتا تھا، کہ مراسیوں کو قرشیت کی سند عطا کرنے والے بزرگوں سے ملاقی ہو کر دریافت کروں، کہ آیا انہوں نے مراسیوں کو قریشی تسلیم بھی کیا ہے یا محض یار لوگوں کے دماغ کی اختراع ہے

اتفاق سے مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک "زمیندار" ۱۳ فروری ۱۹۲۹ء کو لدھیانہ تشریف لائے۔ میں انکی خدمت میں حاضر ہوا اور میری ان سے جو گفتگو ہوئی اس نے یہ معمہ اچھی طرح حل کر دیا اور مراسیوں کو قریشی تسلیم کئے جانے کا راز طشت از بام ہو گیا، مجھ میں اور مولانا میں جو گفتگو ہوئی وہ یہ ہے،

میں: مولانا کیا آپ مراسیوں کو قریشی سمجھتے ہیں؟

مولانا: نہیں تو،

میں: مراسی پراپیگنڈا کر رہے ہیں، کہ جمعیۃ العلماء کے اجلاس پشاور میں آپ نے انکی قرشیت پر مہر توثیق ثبت کر دی ہے،

مولانا: وہ اصل میں یوں ہوا تھا کہ جب ہم پشاور پہنچے تو شہزادہ آزاد صاحب میرے اور دیگر دوستوں کے پاس آئے اور کہنے لگے، کہ

"حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اس خادم نے مراسی قوم کو قعرِ ذلت سے اٹھا کر بامِ ترقی پر گامزن کرنے، رسوم قبیحہ کا انسداد کرنے اور ہندوستان کی ممتاز اقوام کی صف میں کھڑا کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، ہماری قوم کے اکثر افراد گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، کوئی ای اے سی ہے کوئی تحصیلدار ہے، کوئی رئیس ہے، کوئی تعلیمی خدمات انجام دیتے ہیں، اور کوئی تجارت کرتے ہیں، جب میں انکے پاس جا کر کہتا ہوں کہ آج کل ہر قوم منظم ہو رہی ہے، ہم کو بھی چاہیے کہ ایک سلک میں منسلک ہو جائیں، بری کاموں کو چھوڑ دیں، ہر شعبہ میں ترقی کریں، اقوامِ عالم میں ممتاز ہوں، تو وہ کہتے ہیں کہ "مراسی" کا لفظ ہمارے لئے باعث توہین ہے، ہم تو خوش قسمتی سے ترقی کر گئے اور راجپوت، شیخ، پٹھان وغیرہ کہلانے لگ گئے، اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم مراسی کہلائیں، یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ آخر مجھے سمجھ آ گئی اور میں نے دوڑ دھوپ کرکے اپنی قوم کا ایک جلسہ کیا جسمیں تجویز ہوا کہ ہم سب قریشی کہلائیں، اس دن سے ہم اپنے آپ کو قریشی مشہور کر رہے ہیں لیکن قدیم قریشی ہماری مخالفت کرتے ہیں، ہمارے اصلاحی کاموں میں روڑا اٹکاتے ہیں، ہمیں نیچ اور اچھوت کہتے ہیں اور ہم کو طبلہ و سارنگی کے طعنے دیتے ہیں، میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہماری امداد کریں"

یہ تقریر سنکر ہم نے کہا کہ "بھئی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی قوم ترقی کرے، بُرے کاموں کو چھوڑ دے اچھے کام اختیار کرے تو ہمیں آپ سے ہمدردی ہے" بس اتنی گفتگو کے بعد شہزادہ آزاد ہم سے رخصت ہو گئے، بات گئی گذری ہوئی، اب تمہاری زبانی معلوم ہوا کہ ہم نے پشاور میں انکی قرشیت پر مہر توثیق ثبت کی ہے، حالانکہ زمیندار مراسیوں کی قرشیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ۱۱ مئی ۱۹۲۸ء کے شذرات میں لکھ چکا ہے کہ "ہم مراسیوں کو قریشی نہیں سمجھتے"

مولانا ظفر علی خان صاحب کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ مراسیوں کے پاس اپنے عربی نژاد ہونیکی کوئی دلیل کوئی تاریخی شہادت اور کوئی قابل اعتماد چیز نہیں ہے صرف قوم کی اصلاح کے خیال سے وہ مراسی سے قریشی اور ہندی سے عربی بن رہے ہیں ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

صحیح النسب قریشی اگر خواب خرگوش سے بیدار ہو جائیں "القریش" کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں، انجمن قریشیان پنجاب گوجرانوالہ میں شامل ہو جائیں اور میرے جیسے ناچیز خادموں کی حوصلہ افزائی کریں تو تھوڑے ہی دنوں میں مراسی قریشیت کا راگ الاپنا چھوڑ دیں اور بدستور اپنے مشاغل میں مشغول ہو جائیں اور قومی اصلاح کا ڈھونگ کسی دوسرے نام سے رچالیں، (خادم قوم محبوب عالم الدھیانہ)

انجمن حمایت اسلام اور آریہ سماج

انجمن حمایت اسلام اور آریہ سماج کی تاریخ علی الترتیب مسلمانوں اور آریہ جماعت کی مساعی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ انجمن حمایت اسلام کی بنیاد تنتالیس سال قبل رکھی گئی، تو آریہ سماج کی بنا ۵۱ سال پیشتر ڈالی گئی تھی، انجمن حمایت اسلام کی ابتدا نہایت معمولی تھی اور آریہ سماج کا آغاز بھی بالکل ادنی حالت میں ہوا، انجمن مدت تک کرایہ کے مکانوں میں کام کرتی رہی یہی کیفیت آریہ سماج کی تھی، لیکن انکی بعد کی رفتار ترقی میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ انجمن حمایت اسلام ایک کالج چند ہائی سکول اور متعدد مڈل سکولوں ایک مردانہ اور زنانہ یتیم خانہ کی کفیل ہے،

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی زندگی میں چار سو سے زائد شاخیں ملک کے طول و عرض میں قائم کرلی ہیں، وہ کئی کالجوں، متعدد ہائی سکولوں اور بے شمار مڈل سکولوں اور لاانتہا زنانہ و مردانہ پاٹھ شالاؤں کی ذمہ دار ہے، مسلمانوں کی تعداد پنجاب میں ۵۶ فیصدی ہے اور آریہ سماج کے پیرؤں کی تعداد مشکل سے ۹ فی صدی ہے اگر آبادی کی کثرت و قلت پر کامیابی و ناکامی کا انحصار ہوتا تو معاملہ دگرگوں ہوتا، پھر دونوں کی حالت میں اس تفاوت عظیم کا کیا سبب ہے؟ ذرا غور کیجئے تو یہ سبب بآسانی سمجھ میں آجائیگا،

آریہ سماج کے پیرو اپنے سالانہ جلسوں پر ایک ایک دو دو لاکھ روپیہ جمع کر دیتے ہیں مگر انجمن کے سالانہ جلسوں پر چندہ کی تعداد کبھی ہزاروں سے آگے نہیں بڑھی (صرف ایک جلسہ کو اس سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے)

ایک بہت بڑی وجہ ہر دو مجالس کی رفتار ترقی میں تفاوت کی یہ ہے کہ آریہ سماج کے حامی اور مقلد سیاسیات میں خواہ وہ کتنا ہی انہماک رکھتے ہوں، اپنے مذہبی فرائض سے غافل نہیں رہتے اور ہمیشہ اپنی اور مذہبی تعمیر میں مصروف رہتے ہیں، مگر مسلمانوں میں ایسے اشخاص پیدا ہو جاتے ہیں، جو سیاسیات میں اختلاف رائے کی وجہ سے اپنی مجالس اور درسگاہوں کو درہم برہم کر دینے سے نہیں چوکتے اور مخالفت کا سلسلہ تو اکثر قائم رکھا جاتا ہے لیکن مسلمانوں کی یہ روش ہرگز صحیح نہیں ہے انجمن جو کام کر رہی ہے اس سے قوم کی تمام جماعتوں کو یکساں فائدہ پہنچ رہا ہے اور وہ ایسی ٹھوس اور تعمیری کام میں مصروف ہے، جو قومی عظمت و رفعت کو چار چاند لگا رہے ہیں، اس لئے میری گذارش تمام برادران اسلام کی خدمت میں ہے کہ سیاسی حیثیت سے خواہ کیسے خیالات رکھتے ہوں، انجمن کے نظام عمل میں انہیں اس کا فرمد و معاون بنانا چاہیے، یہ خیال غلط ہے کہ ہم مذہب اور قومیت سے الگ ہو کر بہتر ترقی کر سکتے ہیں ہمیں اپنے مرکز سے ایک انچ ادھر ادھر نہیں ہٹنا چاہیے اور مذہب اور قومیت کے چمن کو اسی سرگرمی اسی خلوص اسی ایثار سے آبیاری کرنی چاہیے جس کا ثبوت آریہ سماج دے رہی ہے، انجمن حمایت اسلام ہماری دینی و دنیوی ترقی کا مرکز ہے اور ہمیں دل و جان سے اسکی اعانت کرنی چاہیئے،

سید شریف احمد بی۔ اے
ایم۔ آر۔ اے۔ ایس، امرتسر

اعتذار "القریش" کی اشاعت ۱۵ فروری میں نہ صرف غلطیاں ہی رہ گئیں بلکہ طباعت میں سطروں کی سطریں ہی اڑ گئیں، مطبع کے سنگ ساز نے پروف کو دیکھنے اور پتھر کو چھاپنے تک کی تکلیف گوارا نہ کی اور حسابات کا خیال کیا کہ اتنی سی بے پروائی کتنا بڑا اثر ہو گا، جبکہ مضمون کے مطالب و معانی ہی برعکس ہو گئے، ہمیں اس کا کمال افسوس ہے مگر یہ ہمارے بس کی بات نہ تھی، احباب درگذر فرمائیں اور ذیل کی موٹی موٹی غلطیوں کی صحت کریں،

صفحہ ۱۱ "خدا نخواستہ" کی بجائے "خدا ناخواستہ" صفحہ ۱۲ "آپ ہی خدا اپنے" کی بجائے "آپ ہی اپنے ذرا" اور "بتجھے کیوں فکر ہے اے دل" کی بجائے "بتجھے کیوں فکر ہے اے گل دل..." الخ

صفحہ ۱۶ کالم اول سطر ۱۲ میں "ذاتیات" کی بجائے "خدمات" اور کالم ۲ سطر ۳۰ میں "ختم اپنی" کی بجائے "ختم کرکے اپنی" اور حاشیہ پر "تعبیر بیان کرتے" کے آگے الفاظ کٹے ہوئے ہیں۔ یوں پڑھا جائے "تعبیر بیان کرتے ہوئے اپنی چوہدری مطبوعہ یکم فروری"

بزمِ قریش

القریش پندرہ روزہ ہو چکا اس کے اخراجات اور ہماری مصروفیت دوگونہ ہو چکی لیکن قارئین کرام کی بے التفاتی میں کوئی فرق نہیں آیا، صرف انہی چند حضرات نے اسکی بھی امداد فرمائی جن کی اعانت کا تواتر ہمیں ہمیشہ مرہون احسان رکھتا ہی، محترم خریدار نمبر ۳۴۲ نے اس تقریب پر نقد میں روپے سے اعانت فرمائی، قریشی محمد ایزد بخش صاحب فاروقی نے اپنی ماہانہ امداد ۸؍ سے ۵؍ کر دینے کا وعدہ کیا، قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی نے تین، مخدوم میران الغنی صاحب نے ایک اور پیر سید اصغر علیشاہ صاحب نے ایک خریدار مہیا کی، ان احباب کی توجہ فرمائی کے ہم بدل مشکور ہیں اور باقی احباب کی خاص توجہ کے متمنی، (نئے معاونین کے اسمائے گرامی یہ ہیں)

(۱) ڈاکٹر فیروز الدین صاحب فاروقی بتوسل قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی
(۲) ڈاکٹر حکیم سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب " " " "
(۳) مولوی سید عالم صاحب فاروقی " " " "
(۴) ڈاکٹر احمد علی صاحب اسسٹنٹ سرجن " پیر سید اصغر علی شاہ صاحب
(۵) پیر رسول بخش شاہ صاحب سجادہ نشین " مخدوم میران الغنی صاحب سجادہ نشین

۳ - قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی کی قومی ہمدردی کسی تعریف کی محتاج نہیں آپ نے "یا معشر القریش" کے عنوان سے ایک خاص اپیل ناظرین کرام تک پہونچانے کیلئے ارسال فرمائی ہے، یہ اپیل ۱۷ مارچ کا افتتاحیہ ہوگا، احباب بغور ملاحظہ کرنے اور اس کا عملی جواب دینے کیلئے تیار رہیں ؛

تصحیح: ضمیمہ نمبر ۱ میں حسب ذیل غلطیوں کی صحت کر لیں، تاکہ مطلب و معنی واضح ہو،

(۱) صفحہ ۱۴ "Khanial" کی بجائے "Khaniala"
(۲) صفحہ ۱۵ "بہت بڑا مشہور ہی" کی بجائے "بہت بڑا مشہور ہے"
(۳) صفحہ ۱۶ میں "اچھوت سماج میں داخل ہے" کی بجائے "بلحاظ نسب اچھوت سماج میں داخل ہے" پڑھا جائے۔

ہدیہ تبریک: محترم بھائی محمد رمضان صاحب (مانانوالہ) کے ہاں خدائے برتر و اکبر کے فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوا، نام شوکت علی رکھا گیا، خدا مولود مسعود کی عمر دراز کرے، وہ فخر خاندان ہو اور اسم با مسمیٰ، آمین!

کارپردازان القریش کیطرف سے مبارک ہو،

اختصارات

خبر ہے کہ وائسرائے بہادر نے مہاراجہ بہادر الور کو تین سال کیلئے انگلستان جانے کا مشورہ دیا ہے (زمیندار بحوالہ پرتاب)

برطانی سفارتخانہ مقیم کابل بذریعہ ہوائی جہاز ۲۵ فروری کو پشاور پہونچگیا،

افواہ ہے کہ گورنمنٹ نے گلگت کیلئے حکومت کشمیر سے کچھ سازباز کی ہی، (وکیل)

مسٹر رام پرشاد مکرجی کونسل آف سٹیٹ میں پوسٹ کارڈ کی کمی قیمت کیلئے ایک تحریک پیش کریں گے،

خبر ہے کہ ۱۸ فروری کو شہر ررما کے لوگوں نے آسمان پر دو آفتابوں کا طلوع دیکھا

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ٹرکی میں ایک نیا قانون نافذ کیا ہی جس کی منشا یہ ہے کہ حکومت ٹرکی کے بحری اور سیاسی محکموں کے افسر غیر ملکی عورتوں سے شادیاں نہ کریں جو کر چکے ہیں وہ مستعفی ہو جائیں، ورنہ علیحدہ کر دئیے جائیں گے،

افغانستان کا مشہور شہر جلال آباد فسادات حاضرہ کی نذر ہو گیا، مکانات کی اینٹ سے اینٹ بج گئی،

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ اجلاس ۲۹، ۳۰، ۳۱ کی بجائے ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ مارچ کو ہوگا، نئی پرانی کتابوں کی نمائش کی جائیگی، جو لوگ اپنی کتابوں کو نمائش میں رکھوانا چاہیں، وہ خط و کتابت کریں،

مسٹر دی ڈی بھٹی لاہور نے سنہ ۱۹۲۹ء کے بارہ میں حسب ذیل پیشینگوئیاں کی ہیں (۱) ایک بڑی سلطنت کی تباہی (۲) ایک عالمگیر خوفناک جنگ (۳) ایک بڑی آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہزار ہا جانوں کی ہلاکت (۴) دنیا کے ایک بڑے اور مشہور ریفارمر کی موت (۵) ہندوستان میں فرقہ وارانہ لڑائی اور ہمیشہ کیلئے اس کا خاتمہ (۶) برطانیہ کیطرف سے ایک ایسا ریفارم ہندوستان کیلئے دئیے جانے کا اعلان جو سوراجیہ کے برابر ہوگا اور کثرت اسے منظور کریگی، (۷) ایک ہندوستانی ریاست کی کامل آزادی،

سنڈے ٹائمز افغانستان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایک سرحدی مسلمان ایک ہندو سوداگر سے افغانستان کے موجودہ حالات پر بحث کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میرے دوستوں نے لکھا ہی کہ "شاہ امان اللہ کی پشت پر روسی ہیں اور نہ صرف انکی سلطنت واپس دلائیں گے، بلکہ وہ افغانستان کی حکومت کو دریائے جہلم تک وسعت دینا چاہتے ہیں" (کیا آسان بات) (وکیل)

قابل قدر علمی ذخیرہ

القریش "نبی نمبر" } اس میں شروع سے اخیر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات و فضائل پر قیمتی مضامین لکھے گئے ہیں۔ نعت، شذرات، فضیلت ماہ ربیع الاول، ولادت آنحضرت، پیغمبروں میں آپ کی تاریخی فضیلت، ایک چڑیا کا ذوق دیدار، آپ کا سب سے بڑا معجزہ، آپ کے فرامین، صبر و شکر، حضور صلعم اور حصین ابن سلام، رسول کریم نے کیا کیا اور کب چاہا، گستاخی کی سزا۔ وغیرہ تمام مضامین دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ کاغذ طباعت وکتابت دیدہ زیب، سرورق رنگین۔ روضۃ النبی کے فوٹو سے مزین قیمت صرف چار آنے

"صدیق نمبر" } یہ خاص نمبر خاص الخاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ جو سیدنا عبداللہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے فضائل و اخلاق اور ایثار و لطف کا وہ جامع الاوصاف مجموعہ ہے جس سے نفوس انسانی کے اخلاق و تربیت کی اصلاح و تکمیل۔ زہد و تقوی، عصمت و عفاف، احسان، کرم، حلم و عفو، عزم و ثبات، ایثار و لطف اور غیرت و استغنا کا سبق ملتا ہے قیمت چار آنے۔

القریش "نظام نمبر" } اس میں دولت آصفیہ کی مختصر تاریخ اور دکن کے موجودہ فرمانروا ہز اگزالٹڈ ہائی نس اعلیحضرت سر میر عثمان خاں بہادر انا رالعہ برہانہ کے فضائل شہریاری پر ایک مبسوط تاریخ لکھی گئی ہے۔ اس میں دولت آصفیہ اور سرکار انگریزی کے تعلقات اور دوستی کی ابتدا اور حملہ کرناٹک یعنی ۱۷۶۵ء کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام جستہ جستہ تاریخی حالات نہایت خوبی کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ "نظام نمبر کا مقدمہ" نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ لکھا گیا ہے اور گوناگون معلومات سے پُر ہے۔ ہواخواہان دولت آصفیہ کے لئے یہ ایک لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت۔ عالیہ فی نسخہ ۸ ر

پیام امین } یہ لاجواب کتاب صدہا انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ہندوستانی اور چینی کتابوں کا انتخاب ہے۔ قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب کے خیالات کیا ہیں؟ کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلیٰ دماغ کیا رائے رکھتا ہے؟ دنیا کی کس کس زبان میں کلام پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ ترجمے کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئے۔ قرآن کریم کی مجلدات دنیا میں کن کن ذرائع سے اور کیونکر پھیلیں؟ ان سوالات کا صحیح اور محقق جواب صرف "پیام امین" ہی کے اوراق دے سکتے ہیں۔ ان میں ستر کے قریب دنیا کی نامور مورخوں مصنفوں اور نامور لوگوں نے قرآن کریم کی عظمت و صداقت کی زبردست شہادت دی ہے۔

ملک کے نکتہ ور اکابرین مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند، خواجہ حسن نظامی، علامہ راشد الخیری۔ مولانا داؤد دالبی، مولانا یعقوب خان وغیرہم نے اس کو بے حد پسند کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ اس کتاب نے لامذہبیت کے فتنے مٹا دیئے ہیں اور عہد حاضر کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے۔ "پیام امین" کی مقبولیت کا یہ عال ہے۔ کہ اس کا دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور قرآن کریم کی صداقت و عظمت پر یہ بہترین کتاب قرار دیگئی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ لیکن ناظرین القریش کے لئے ۱۲ ر پہلا ایڈیشن ختم، دوسرا تیار۔

سیرۃ العباس } حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات عربی کی معتبر کتابوں کا انتخاب بزبان اردو۔ قیمت عہ

مدار اعظم } حضرت سیدنا بدرالدین قطب مدار کے مفصل حالات، آپ کے خواص خلفا کے اور خاندان چشتیہ قلندریہ ونقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جن کو نسبت مداریہ حاصل ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

مامون اعظم } یعنی خلیفہ مامون رشید اعظم عباسی کی سوانح عمری مصنفہ مولانا امام الدین صاحب رام نگری۔ قیمت ۸ ر

رباعیات حافظ } حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شیرازی رح کی رباعیات مع ترجمہ، تشریح اور سوانح عمری قیمت ۶ ر

الحریت فی الاسلام } اسلامی حریت و مساوات و جمہوریت اور دیگر اہم مسائل پر زبردست بحث، مولانا ابوالکلام آزاد کی معرکۃ الآراء تصنیف قیمت ۱۲ ر

دعوت عمل } نہایت ضروری اور قابل دید رسالہ۔ مصنفہ مولانا آزاد قیمت ۸ ر

خطاب بہ اقبال } مولوی سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق مدیر معاون روزنامہ سیاست لاہور کا دلپذیر فارسی کلام جس میں علامہ اقبال کے فلسفہ اشک ریزی پر نئے پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ عجب لطیف کتابت، طباعت دیدہ زیب قیمت صرف ۳ ر

حقیقۃ السیادت } اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قریش کا خاندانی لقب سید ہے اور اس میں سے سادات بنی ہاشم کا لقب سید و شریف ہے، جو لوگ سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں غلطی پر ہیں۔ اسلئے ہر قریشی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ لقب سید ضرور لکھیں۔ کتاب قابل دید اور فتوی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۲ ر

حقیقۃ السیادت الہاشمیہ } ایک اعتراض کا زبردست، معقول و منقول جواب، سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت، اور یہ کہ آل علی۔ آل عباس آل جعفر آل عقیل سب سادات ہیں اور شریف و سید کے لقب ہی آنحضرت صلعم کے زمانہ سے اب تک ملقب رہے ہیں۔ قیمت صرف ۴ ر

دنیائے اسلام وعیسائیت } عیسائیت کس طرح ایک ہزار سال سے اسلام کو نیچا دکھانے میں مصروف ہے اور اسلام کو کیونکر ہر حیثیت سے کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کی پوری کیفیت اس نادر تالیف میں ملیگی۔ قیمت صرف ۲ر

مجموعہ کلام شبلی } مولانا شبلی کے اردو کلام کا مجموعہ جس کا ایک ایک شعر ان کی قادر الکلامی اور اعلیٰ ذوق شاعری کا نمونہ ہے اس میں مثنوی، مسدس، قومی وسیاسی نظمیں، غزلیات اور قطعات غرضیکہ ہر زمانہ اور ہر صنف کا کلام موجود ہے۔ قیمت ۱۰ر

وجدانی نشتر } (سوز وگداز) اہل اللہ کیلئے راز ونیاز۔ سوز وساز سکون واضطراب، حال وقال اور وجد ووصال کا ایک لازوال روحانی خزانہ۔ قیمت فی جلد عہ ر

اذکار الشیعہ } مصنفہ مولوی حافظ تاج الدین صاحب حنفی پنجابی نظم کا بہترین نمونہ۔ ضخیم کتاب ہے قیمت ۸ر فی نسخہ۔

الفاروق } خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانحعمری۔ اسلامی فتوحات اور تاریخ اسلامی کا شاندار منظر مولانا شبلی مرحوم کی نہایت مقبول تصنیف۔ قیمت عگ

مسدس حالی } مولانا الطاف حسین صاحب حالی کی مشہور اور مقبول مسدس۔ قیمت ۱۲ر

آن اللہ } حقوق العباد۔ روزانہ کاروبار۔ دنیوی طرز معاشرت کے متعلق قرآنی احکام مع اردو ترجمہ۔ قیمت ۵ر

قال الرسول } حدیث نبویہ کا ضروری اور کارآمد خلاصہ اور لب لباب مع اردو ترجمہ وتشریح کے۔ قیمت ۴ر

ازواج النبی } حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی مفصل ومکمل سوانحعمریاں۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قیمت عہ ر

بنات الرسول } حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی مکمل ومفصل سوانحعمریاں۔ لکھائی چھپائی نظر فریب۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قیمت ۵ر

حمائل شریف جیبی مترجم } ترجمہ اردو بامحاورہ از شاہ عبدالقادرؒ بر حاشیہ مختصر فوائد لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ مجلد چرمی قیمت صرف عگ

حمائل شریف جیبی (بلا ترجمہ) } جیبی سائز پر واضح اور خوشخط اعلیٰ کاغذ پر عمدہ چھپائی سے مزین ہے۔ قیمت مجلد ۴ر

فہرست کتب قانونی

مجموعہ ضابطہ فوجداری } یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء جو سنہ ۱۹۲۸ء تک کی ترمیمات اور اصلاحات کے ساتھ مکمل ہے قیمت فی جلد عگ

مجموعہ قوانین تعزیرات ہند } یعنے ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۸ء معہ ترمیمات واصلاحات مطابق ترجمہ گورنمنٹ قیمت فی جلد عگ

قانون شہادت ہند } یعنے ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۸ء جملہ اصلاحات وترمیمات کے ساتھ۔ قیمت فی جلد ۱۲ر

مجموعہ ضابطہ دیوانی یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۸ء قیمت - - - - عگ
شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۷ء۔ قیمت فی جلد - - عنہ
شرح قانون جواز وقف علی الاولاد۔ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۹۱۳ء قیمت عہ
شرح قانون ہنڈیات نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۸۱ء۔ قیمت - - - - سے
شرح قانون رجسٹری ہند۔ ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۰۸ء - - - سے ر
شرح قانون میعاد سماعت ہند۔ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء - - ۱۲ر
شرح قانون سود ناواجب۔ نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۸ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۳ء قیمت عگ
شرح قانون تعزیرات ہند۔ ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء - - عہ
شرح قانون نابالغان نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۴ء - - للعہ
شرح قانون انتقال جائداد۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء قیمت عنہ ر
شرح قانون شرع محمدی حجم ۶۵۲ صفحہ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۶ء قیمت - سے ر
شرح قانون انتقال اراضی زرعی پنجاب ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء قیمت عگ ر
شرح قانون مالگذاری اراضی پنجاب۔ ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء سے
شرح قانون دخل رعیتانہ پنجاب۔ ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء۔ للعہ
شرح قانون وراثت ہند۔ ایکٹ نمبر ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء۔ قیمت سے ر
شرح قانون شہادت ہند۔ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۵ء۔ سے ر

مجموعہ کتب امتحان عرائض نویسی پنجاب یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء ونمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء ونمبر ۵ سنہ ۱۹۰۸ء معہ قواعد ونمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء ونمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء ونمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء وقواعد عرضی نویسان پنجاب۔ قیمت - - - سے ر
گنجینہ عرائض نویسی۔ حجم ۱۹۲ صفحہ قیمت - - - سے ر
گنجینہ وثیقہ نویسی۔ حجم ۵۴۴ صفحہ قیمت - - - للعہ ر
مجموعہ کتب امتحان امیدواران پٹوار نہر معہ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۳ء وغیرہ ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر کتب خانہ متعلقہ "القریش" امرتسر (پنجاب)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں ہرگز بدلتا ہے — نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سادات قریش کا قومی اصلاحی و تاریخی پندرہ روزہ

رسالہ القریش

النّاس تبع لقریش فی الخیر والشر

جو

بفرمان عالی نشان سلطان العلوم اعلیحضرت تاجدار دکن

ادام اللہ اقبالہ واجلالہ

مدارس محروسہ سرکار عالی کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے، فی پرچہ ۲ ، تاریخ اشاعت ہر ماہ کی یکم اور ۱۷، مقام اشاعت امرتسر

قومی زندگی کی اہم ضرورتیں

قانون الٰہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اُس کا ہر فرد قوم کی اصلاح و ترقی کے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو محسوس اور اُن سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یوں تو مسلمانانِ ہند کی قومی ضرورتیں جنکی تکمیل کی ذمہ داری علی قدر حیثیت ہم سب عائد ہوتی ہے بیشمار ہیں۔ مگر ان میں چند اصولی اور اہم ضرورتیں ایسی بھی ہیں جو باقی تمام ضروریات پر حاوی ہیں۔ ہمارے خیال میں ان اصولی ضرورتوں کی تحلیل مندرجہ ذیل عناصر میں کی جا سکتی ہے۔ ان عناصر کو بہ نیت اصلاح ہمیشہ ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھنے میں ہماری فلاح و نجات اور اُن سے روگردانی و بے اعتنائی میں قوم کی بربادی و ہلاکت ہے۔ اسلئے ہم تکمیل مقاصد اصلاح و ترقی کے لئے "القریش" کی ہر اشاعت میں ان کا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ بار بار نظر پڑنے سے ان کی اہمیت و ضرورت مسلمانوں کے دلنشین ہو جائے اور ان کے ذریعہ سے وہ اپنے لئے مناسب اصلاحی نظام العمل تجویز کر سکیں۔ قومی مرکزوں میں اگر کسی وجہ سے فرقہ بندی ہے۔ تو ہو۔ مگر قومی زندگی کی مندرجہ ذیل اصولی اور مشترک ضروریات کو فرقہ بندی کے جذبات کے تابع کرنا صریحًا قوم کو قعر ہلاکت میں دھکیلنا ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

۱۔ مذہب

اسلام ہماری قومیت کی روح اور ہماری سعادت دارین کا کفیل ہے۔ اُس سے روگردانی و بے اعتنائی موجب خسران و ہلاکت ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم سے مستفیض ہونے اور دین و دنیا کا تعلق سمجھنے کے لئے۔ قرآن حکیم کا عمیق مطالعہ اور اسوۂ حسنۂ نبی کریمؐ کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ اخلاق

جس قوم کا اخلاقی اصول عدم پر مبنی نہیں ہوتا جو افراط و تفریط کی طرف جھکتی اور دولت و ثروت اور قوت کا معتدل استعمال نہیں جانتی وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتی اور جلد فنا ہو جاتی ہے۔

۳۔ تعلیم

افراد قوم کو ہر قسم کے کارآمد علوم و فنون کی تعلیم دینا تمام ترقیات و کمال کا منبع و سرچشمہ ہے۔

۴۔ صحت جسم

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مریض اور کمزور قوم اس مکان کی مانند ہے جو ریت کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے۔

۵۔ معیشت

پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت قومی ترقی کے لئے ناگزیر ہیں۔

۶۔ نظم قومی

قومی ترقی کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنیوالی منظم انتظامی مشین کی سخت ضرورت ہے۔

۷۔ تحفظ حقوق

جبتک بیرونی حملوں سے کامل مدافعت کا انتظام نہ ہو اندرونی اصلاح و ترقی کی بہت کم امید ہے۔

۸۔ اشاعت اسلام

افراد قوم کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ قوم کی تقویت و ترقی کی کوشش کا نہایت ضروری جزو ہے۔

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "القریش" ہر انگریزی مہینے کی یکم اور ۱۶ تاریخ کو باحتیاط تمام پوسٹ کیا جاتا ہے۔ لہذا ۵ اور ۲۲ تاریخ تک اگر کسی بھائی کو موصول نہ ہو تو وہ دوسری اشاعت سے پہلے پہلے دفتر سے کر طلب کریں۔ ورنہ بعد کو پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی۔

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو ضروری ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈرس کی صحت کرا لیں۔ ورنہ عدم رسی کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔

(۴) بیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے۔

(۵) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ کئے جائیں گے۔

(۶) ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر منشائے خریداری و عدم خریداری سے مطلع نہ کرینگے، تو دوسری اشاعت کا پرچہ ان کی خدمت میں بصیغہ وی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی و قومی فرض ہوگا۔

(۸) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر اور تین روپے دو آنہ بذریعہ وی پی مقرر ہے۔ طلبا بشرط تصدیق ۸ر کی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں زر چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنا ہوگا۔

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوئے آنے چاہئیں۔

نیازمند مینیجر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ

دورِ جدید

رسالہ

القریش

ایڈیٹر
محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے

| جلد ۱۵ | ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۵ شوال سنہ ۱۳۴۷ ہجری | نمبر ۴ |

تہنیت دورِ جدید

(از جناب مولنا غلام غوث صاحب غلامی صدیقی)

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید
وظیفہ گر برسد مصرفش گل ست و نبید (شراب)

بہ سبزہ سرخیِ گل چوں شفق بہ چرخ بلند
بجوئے آب رواں چوں مذاب (گداختہ) سیم سفید

شجر ز شاخ بدست آچہ (تحفہ) تبزائے نثار
سمن خمیدہ ز صہبائے (شراب) عیش اندر عید

مداں بہار کہ معہود ہست ، بے گانہ
پئے قریش کند میمنت بدورِ جدید

بہارِ حسنِ (مفعول اول) امورِ قریش (مفعول ثانی) شد دو چند
فضائے کار فراخی گرفت و گشت سعید

گرفت رونق بازارِ کار از رونق
نمود ہمت او کار گاں بداں بزید

فتاد کیک (بشلوار افتادن) بشلوارِ (نہایت بیقراری) لوریاں زِ حسد
ہمن عنود راست کمندِ حمام (ہلاک) اندر جید (گردن)

مبارک است باحباب و ہم بہی خواہاں
کہ کام خاطر شاں جلوہ گر دو گشت پدید

بمقتضائے فتوت چنیں بود شایاں
کہ سعیِ جملہ فزونی کند برائے مزید

برائے رونق این کار دست خود بردار
غلامیا بدعا پیش کردگارِ وحید (یگانہ)

حِکمۃ موعِظۃ

حکایات

۱ خلیفہ یعقوب بن لیث ابتدا میں پیتل کا کام کیا کرتا تھا اس لئے اس کو صفار کہتے ہیں، آخر میں اس نے اپنا کام چھوڑ کر یہ خیال کیا کہ عمر گرانمایہ پیتل میں صرف کرنی انتہائی ذلت ہے پس عالی ہمتی کے وسیلہ سے کوئی ایسا کام کرنا چاہیے کہ اگر اس میں کامیابی ہوئی تو فہوالمراد، ورنہ راہِ طلب میں جان دینی خود بلند نامی کا باعث ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسی عالی ہمتی سے وہ بادشاہ ہو گیا،

۲ امام ابونصر قشیری کے روبرو حضرت بایزید بسطامی کا ذکر ہوا کہ آپ ایک روز فرما رہے تھے کہ میں خدا کی رحمت سے اس کا سائل بننا چاہتا تھا کہ تمام مخلوق کے گناہوں کو اس مغفرت سے ڈھانپ لے مگر مجھے شرم آئی کہ یہ ذرا سی اتنی بڑی سرکار سے کیا طلب کروں، ابونصر نے فرمایا کہ اسی عالی ہمتی کے باعث بایزید نے دین و دنیا میں فضیلت و برتری حاصل کی ہے،

بامت باز باش و باکبر بلنگ
کاں جا ہمہ دست و اینجا ہمہ ننگ

۳ خلیفہ مالک کے روبرو ایک روز انکا بیٹا کھیل رہا تھا اور ایک عقلمند غلام کا زیرک لڑکا سامنے کھڑا تھا مالک نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ دنیا میں تجھے کیا چیز پسند ہے اس نے کہا عمدہ گھوڑے، آلات حرب، لونڈی، غلام اور سامان سلطنت، پھر اس غلام کے لڑکے سے پوچھا اس نے جواب دیا صحبتی اَن اعتق رقیقاً اَو استرق بالاحسان حرّا یعنی میری آرزو یہ ہے کہ کسی غلام کو آزاد کروں اور آزاد کو اپنے احسانات کا بندہ بنا لوں، مالک نے کہا تو میرے بیٹے سے مجھے زیادہ عزیز ہے کیونکہ تیرے کلام سے عالی ہمتی کی بو آتی ہے۔ اسکے بعد یہ لڑکا بادشاہ ہو کر مالک کا بیٹا مشہور ہوا،

اشارات

چشمِ عبرت سے اس کا جلوہ دیکھ
رکھ زباں بند رنگ دنیا دیکھ

جلوہ ریزی سے اس کی ہے معمور
دل کا آئینۂ مصفّا دیکھ

دل ہے اپنا کہ ہے پری خانہ
اس میں ہر دم نیا تماشا دیکھ

صبحدم مضطرب ہے دریا "نبضِ خورشید" دیکھتا ہو نہیں

جا خلوتِ خاموش میں جلوت کے مزے لے
اور بقعۂ تاریک میں نورِ خدا دیکھ

"چاکِ صبح" کو "چاکِ گریباں" پہ ہے خیال
دامن میں ڈھونڈتا ہوں طلوعِ سحر کو میں،

(نواب احمد گلچیں)

پہلے ظرفِ نگاہ پیدا کر — پھر بقدرِ نگہ تقاضا کر
گفتگو چھوڑ کر نظر پیدا کر — ہوش کو رمز شناسِ ایما کر
شکوۂ شورشِ جہاں بیجا — کبھی اپنی طرف بھی دیکھا کر
ذرّہ کی کائنات دیکھتا جا — ذرّہ سے کائنات پیدا کر

ہے بہار اتحادِ خار و گل
دوست دشمن سے ربط پیدا کر

(حسرت)

ہدایات

احمد کی نے نزع کی حالت میں اپنے بیٹے عبد الصمد کو نصیحت کی اور کہا کہ اگر اس پر عمل کروگے تو دنیا میں خوش و خرم زندگی بسر کروگے، سنو!

"بیٹا! دنیا فانی ہے، ہر چیز مٹ جانے والی ہے خدا کی ذات کے سوا بقا کسی کو نہیں، جہاں تک ہو سکے نیکی کرو، یہ مرنے کے بعد انسان کا ساتھ دیگی، بیٹا قومی غیرت و حمیت کو کبھی ہاتھ سے نہ دینا، دنیا میں انہی دو چیزوں سے عزت ہے، مہمان کی خاطر کرو، سائل کو گھر سے خالی ہاتھ نہ جانے دو، وعدہ کرو تو پورا کرو، جن لوگوں کو پاس عہد نہیں وہ اپنی مجلسوں میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے، گناہ سے بچو اور خدا سے مدد مانگو، بیٹا تمہیں معلوم ہے کہ میں کوئی مالدار آدمی نہیں، میری کل جائداد جس کے تم مالک ہو کھجور کے چند درخت، ایک تلوار ایک نیزہ، چند بکریاں اور ایک گھوڑا ہے۔ یہ چیزیں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے کافی ہیں۔"

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نبشت است پند بر دیوار

ایجادات

ہوائی بائیسکل اگر روما کے ایک انجینیر ہل روسٹو کی ایجاد کامیاب ہوگئی تو ہوائی سائیکل پر سفر کرنے کو بہت مقبولیت حاصل ہو جائیگی، اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ایک ایسی بائیسکل بنائی ہے جو فضا میں پرواز کر سکتی ہے۔ انجن کے خراب ہونے کی صورت میں اس کی پرواز سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک لیور کو حرکت دی جائے جو ہینڈل کے ساتھ لگا ہوتا ہے، اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ سائیکل تین ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر سکتی ہے اور ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتی ہے اس کا مجموعی وزن ایک ہنڈرڈ ویٹ، قیمت تقریباً ۶۰ پونڈ ہوگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش امرتسر

بابتہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۵ شوال سنہ ۱۳۴۷ ہجری

بہی خواہانِ قوم سے اپیل

یا معشر القریش

لِلّٰہِ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

قریشیان ہند کے واحد قومی آرگن "القریش" کی تاریخ حیات میں ۶، رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۷ھ کا یوم سعید دنیائے صحافت میں ہمیشہ کے لئے یادگار زمانہ رہے گا، جبکہ تاریخ اور علم و ادب کا وہ علمی آفتاب جس کے لئے مدت مدید سے قوم قریش چشم براہ تھی، نرالی شان، نرالی سج دھج اور نرالی آب و تاب کے ساتھہ طلوع ہوا،

القریش کا نصب العین اور اس کی زندگی کا مقصد وحید صلاحی رنگ میں قومی خدمت اور تحفظ نسب ہے اور اسی غرض کی تکمیل کیلئے اس کی گذشتہ چودہ سالہ تمام ہمتیں، تمام طاقتیں اور تمام کوششیں بالاستقلال وقف کار رہی ہیں،

ناخدائے کشتئ قوم مولانا محمد علی صاحب رونق صدیقی کی علو ہمتی نے صحیح معنوں میں

قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع قوم کی
سامنے اس قوم کے جو نہا میسر رکھہ دیا

آپ کی مخلصانہ سرگرمیوں اور صادقانہ عرقریزیوں کے جو بہترین نتائج رونما اور مترتب ہوئے ان پر تبصرہ کی اس میں گنجائش نہیں، البتہ ان کا مختصر سا خاکہ فاضل اجل، شاعر بے بدل مولانا غلام غوث صاحب غلامی کے الفاظ میں مختصراً یہ ہے، کہ

کہ رست بس مہربانِ جلی	بریں کار رونق محمد علی
برآورد از سعی خود القریش	ثمر شد ز لطفِ صمد القریش
مضامیں کہ بودند در سینہ ہا	ازاں سینہ ہا شد گنجینہ ہم
اگر ایں رسالہ نگشتے عیاں	ہمہ راز ہا ماندے اندر نہاں

اقوام عالم اپنی اپنی مخصوص قومی ضروریات کا احساس کرتی ہوئی جس سرعت کے ساتھہ میدان ترقی میں گامزن اور معروف عمل ہیں وہ محتاج تشریح نہیں،

اس بات کو جانے دیجے کہ وہ ادنے ترین گروہ جن کو کل تک اپنے آبا و اجداد اور نسب تک کی خبر نہ تھی وہ بھی آج اس کی تلاش میں دربدر اور خاک بسر ہونے کے علاوہ خواہاں پرواز ہیں، بلکہ آپ زندہ اقوام کے زندہ کارناموں کو دیکھیے کہ "الفقیہہ" "المنیر" اور "کشمیری" اس لحاظ سے کس قدر خوش نصیب اخبارات میں سے ہیں کہ ان کے معاونین نہ صرف ان کی ضرورت اور اہمیت ہی کے قائل ہیں بلکہ ان کی خدمات کے عملاً اس طرح پر معترف ہیں کہ "الفقیہہ" کو سندھ کے ایک بزرگ نے ۳۷ خریداروں اور دس معاونین کی نقد قیمت ۵ سو روپیہ بذریعہ

منی آرڈر ارسال کی ،

"المنیر" کو اس کے ایک سو سے زیادہ خریداروں نے اس کی مالی مشکلات کو کم کرنے کے لئے دو دو سال کی قیمت سالانہ پیشگی عطا کر دی ،

"کشمیری" کو اس کے معاونین و ناظرین پانچ پانچ اور دس دس روپے ماہوار سالہا سال تک دیتے رہے اور بعض نے تو ایک ایک سو خریداروں سے نقد قیمتیں بھی دلائیں، حالانکہ یہ ہر سہ موقر اخبارات کسی گرم اور چٹ پٹی یا مصالح دار پالیسی کے حامی نہیں لیکن با ایں ہمہ جو قبولیت عامہ انہیں اپنے ناظرین میں حاصل ہے اس کی رو سے جہاں یہ ہر سہ اخبارات قابل مبارکباد ہیں، وہاں ان کے معاونین کی علو ہمتی ، عالی ہمتی اور معاملہ فہمی بھی قابل تحسین و تعریف ہے ،

القریش ایسے ثقہ اور متین رسالہ کے سرگرم معاونین میں سے حال میں قوم کے غمگسار اور مایۂ ناز فرزند ڈاکٹر **محبوب عالم** صاحب قریشی نے "فرزندانِ قریش سے خطاب" کے عنوان سے ایک لائحہ عمل ترتیب دیتے ہوئے قوم سے جو قومی مطالبہ کیا ہے وہ بذاتہ اس قابل ہے کہ قوم متحد الخیال اور متحد العمل ہو کر اس پر فوری اور مخصوص توجہ مبذول کرے اور حمیت قومی اور غیرت ملی کو کام میں لاتے ہوئے عملی طور پر دنیا کو اسباب کا ثبوت بہم پہونچا رہے ، کہ

اولوالعزمانِ دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں
سمندر پھاڑتے اور کوہ سے دریا بہاتے ہیں

پس اگر قریش باعزت زندگی بسر کرنے کے متمنی ہیں تو ہم اس پروگرام پر عملدرآمد کی انتہائی میعاد ایک سہ ماہی تجویز کرتے ہوئے اس بات پر ختم کرتے ہیں ، کہ

ہمیں کہنا تھا جو کچھ کہہ چکے اب دیکھنا یہ ہے
کہ ہوتا ہے ہماری آہِ سوزاں کا اثر کب تک ؟

خادم القوم
قاضی **نظیر حسین** فاروقی ہسٹو ری ریٹائرڈ ، گوجرانوالہ

نفسانیات کی بھینٹ

خدا مغفرت کرے مولوی الٰہی بخش صاحب پنشنر تحصیلدار ، آنریری مجسٹریٹ گوجرانوالہ سے ہمیں ذاتی تعارف حاصل تھا ، آپ اصلاحی امور میں گہری دلچسپی اور قومی معاملات میں خاص شغف و موانست رکھتے تھے ، بارہ پندرہ سال ہوئے آپ نے اپنی برادری کی اصلاح کیلئے "انجمن قریش" کے نام سے گوجرانوالہ میں ایک قومی مرکز کی طرح ڈالی (انجمن قریشیان پنجاب الگ باڈی ہے اور یہ الگ) عزیز و اقارب اور متوسلین کو شرکت کی دعوت دی ، اغراض و مقاصد کی کاپیاں طبع کرائیں اور دفتر وغیرہ کی ترتیب و تنظیم سے باقاعدہ ایک انجمن بنا دی جلسے ہوئے ، رودادیں چھپیں ، کچھ کام بھی ہوا ، چنانچہ ہمیں یاد ہے کہ مولوی صاحب نے بڑی عرقریزی و دماغ سوزی کے بعد رسم و رواج سے متعلق ایک دستور العمل مرتب کیا اور اپنے ممبرں سے خواہش کی کہ وہ غیر شرعی مراسم سے اجتناب اور شرعی اصولوں کی پابندی کی کوشش کریں ، اخوت و مروت محبت و مودت اخلق و حلم ، رواداری و وفا شعاری اور حسن عمل کا مجسمہ بن جائیں ،

مولوی صاحب کی زندگی تک تو اس انجمن کے حالات ہمیں تواتر کے ساتھ معلوم ہوتے رہے لیکن آپ کے انتقال کے بعد کبھی کبھی !

ہمیں توقع اور کامل توقع تھی کہ مرحوم کا خونِ جگر سے سینچا ہوا یہ پودا انکی دوامی یادگار ثابت ہوگا ، لیکن آج ہمیں یہ معلوم کرکے سخت رنج اور کمال اضطراب ہوا ، کہ مولانا مرحوم کی محنت و کاوش کا یہ نتیجہ بھی آخر تقدیر کی گردش میں آکر نفسانیات و ذاتیات کی نذر ہو رہا ہے ، اکثر ممبران جن میں صدر ، نائب صدر ، فنانشل سکرٹری اور جوائنٹ سکرٹری بھی شامل ہیں بطور احتجاج اس علیحدہ ہو گئے ہیں ، یہ ہے مسلمانوں کی امیدوں کا حشر ! آہ محترم مولانا کی روح کو کس قدر صدمہ ہوا ہوگا ،

کیا کارکنانِ انجمن انجمن کے حالات اور اس حقیقت کو روشنی میں لانے کی تکلیف کریں گے ؟

معمولی غلط فہمیوں کی وجہ سے قومی مفاد کو خطرہ میں ڈالنا قرین دانش نہیں ہے ، لہذا مناسب ہو کہ حالات کو درست راہ لانیکی بہت جلد کوشش کیجائے ،

یہاں تک لکھا جا چکا تھا کہ انجمن مذکور کی طرف سے ایک مراسلہ موصول ہوا جس میں یہ یقین دلانیکی کوشش کیگئی ہے ، کہ انجمن بدستور سابق اپنے فرائض بوجہ احسن انجام دے رہی ہے لیکن بعض خواہ مخواہ مخالفت اور رقابت کی وجہ سے اسے بدنام کرنیکی کوشش کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انجمن کے شیرازہ اور نظم و نسق میں ضرور نقص واقع ہوا ، اصلاحی مرکزوں کی ہیئت ترکیبی میں تزلزل ہمیشہ اس کی تباہی کا پیغام ثابت ہوا ہے

ص لہذا انجمن کا فرض ہے ، کہ اس خطرہ کے سد باب پر وہ بہت جلد متوجہ ہو ، اتفاق و رواداری بہترین تدبیر ہے اور اسی اصول پر دنیا جہاں قائم ہے ، اور اسی اصول پر کار پردازان انجمن کو کاربند ہونا چاہئیے ، امید ہو کہ القریش کی آئندہ

* اشاعت [illegible]

سوراج کا کامیاب نسخہ

پرچم آزادی اور علم سوراج لہرانے کے لئے باردولی کا میدان بارہا منتخب ہوا۔ حکومت خود اختیاری کے اعلان کی کئی تاریخیں مقرر ہوئیں۔ مگر کوئی ایک بات بھی تو راس نہ آئی۔ خارزار سیاست کے رہنما مہاتما گاندھی گھبرا گئے اور تکان محسوس کر کے ستانے کے لئے کنج عزلت میں جا بیٹھے۔ خیال تھا کہ اس اثنا میں آپ کوئی بہترین لائحہ عمل اور صحیح چارہ کار تلاش کریں گے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ

وہی قصہ مقاطعہ کا جو پہلے تھا وہ اب بھی ہے

فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے کاتنے اور بننے کی ہدایت تھی۔ اور اب کتے ہوئے اور بُنے ہوئے کو جلانے کی تلقین ہے۔ چنانچہ ۴ مارچ کو کلکتہ کی سٹرد ہانند پارک جسے باردولی کی قائم مقامی کا فخر حاصل ہوا ہے۔ ایک عظیم الشان جلسے کے سامنے بدیشی کپڑوں کی آتشین ہولی منانے کی رسم کا ہندوستان کے ہیرو گاندھی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے افتتاح کر دیا ہے۔

مہاتما جی کی رائے ہی نہیں بلکہ آپ کو یقین ہے۔ کہ "برطانوی مال کا مقاطعہ سوراج حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے" اور اس کے لئے آپ نے عوام سے التجا کی ہے کہ "وہ غیر ملکی پارچہ کو نذر آتش کر کے مقاطعہ کا فرض ادا کریں۔"

یہ اس تخلیہ کا نتیجہ ہے۔ کہ حصول سوراج کا صحیح نسخہ آپ کو ہاتھ آ گیا۔ اور وہ نسخہ دیا سلائی اور بدیشی کپڑا ہے۔ اگر فرزندان وطن ہی خواہان ملک اور طالبان سوراج دیا سلائی کا ایک ایک بکس ہاتھ میں لے لیں اور ہندوستان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کی ان تمام مارکیٹوں کو جن میں بدیشی کپڑا بھرا ہوا ہے ایک ایک کر کے دکھاتے چلے جائیں۔ تو دو ہی دن میں سب قصے طے ہو جائیں، ملک اپنا۔ حکومت اپنی، انگریزوں کی کیا مجال کہ اس افسوں کی تاب لا سکیں اور ہندوستان خالی کرنے پر مجبور نہ ہوں۔

نقصان مایہ شماتت ہمسایہ

مہاتما گاندھی کی حصول سوراج کیلئے یہ تجویز کہ "بدیشی کپڑے کا مقاطعہ کیا جائے اور اسے جلایا جائے" غلط اور ناقابل عمل ہے۔ بدیشی کپڑا محض اس خیال سے آگ کی نذر کر دینا کہ یہ بدیشی ہے۔ نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کا مصداق ہے اور اس پر جمہور عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہندوستان میں کروڑہا روپے کی تجارت بدیشی کپڑے کی ہے۔ اور وہ یکایک تباہ نہیں ہو سکتی۔ خرید کردہ کپڑا جلانا اور مفت ہاتھ آنا دونوں باتیں ناممکن۔ لہٰذا مہاتما گاندھی کی اس تجویز سے ایک عارضی ہنگامہ آرائی کے سوا کوئی مفید نتیجہ مرتب ہونے کی امید نہیں ہو سکتی۔ مہاتما جی پہلے ہندوستان میں کپڑے کے اس کثرت سے کارخانے جاری کرائیں۔ کہ ملک کو بدیشی کپڑے کی احتیاج نہ رہے اور پھر مقاطعہ بھی کر لیں۔ موجودہ حالات میں تو بدیشی مال کی ہر شعبہ زندگی میں ضرورت ہے اور مقاطعہ ایک خیال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

ملک کے سامنے ٹھوس اور معقول بات پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کہانیوں سے تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

قومی ترقی کا راز

ہندو بھائیوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ جب تک قومی انجمنوں، درسگاہوں اور اخباروں کو ہر ممکن ذریعہ سے مدد نہ دی جائیگی قوم کی ترقی دشوار ہے اسلئے وہ شادی بیاہ کے مواقع پر بھی قومی انسٹی ٹیوشنوں اور اخباروں کو نہیں بھولتے، حال میں لالہ چاندی مل رتن چند جین صراف انبالہ نے اپنے لڑکے کی شادی پر جین سبھاؤں، جین پاٹ سالاؤں اور جینی اخبارات کو ۷۰۰ روپے کی رقم عطا کی ہے، جینیوں کے ایک اخبار میں چھ شادیوں کا ذکر درج ہے اور ہر شادی پر کچھ نہ کچھ رقم قومی اخباروں اور قومی انجمنوں کے لئے نکال لی گئی ہے۔ مسلمانوں کو ان باتوں کی پرواہ نہیں، فضول و بیہودہ مراسم پر وہ دل کھول کر صرف کر دیتے ہیں لیکن قومی امور کی جانب توجہ نہیں ہوتی۔

ناخواندہ ہندو بھائی اپنے قومی جرائد کو محض اس خیال سے خریدتے ہیں کہ ایک قومی جریدہ کی امداد ہو لیکن پڑھے لکھے مسلمانوں کو اس بات کا بالکل احساس نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مفید صحیفے عدم توجہی و بے اتفاقی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ برادران قریش بھی اپنے ہاں کی تقاریب میں قومی امور کا خاص طور پر خیال رکھا کریں۔

پانچہزار روزانہ کا مطالبہ

ہندو برادری کو قومی امور میں مال و دولت تک لٹا دینے میں دریغ نہیں، ان کا جذبہ ایثار اس درجہ ترقی کر گیا ہے کہ قومی معاملات کیلئے ہزارہا روپے کا مطالبہ آنکھ کے ایک اشارہ میں وہ پورا کر دینے کی قدرت رکھتی ہیں۔ چنانچہ

گذشتہ دنوں مہاتما گاندھی کو جب دورہ سندھ کیلئے مدعو کیا گیا تو انھوں نے اس شرط پر وہاں جانا منظور کیا کہ "لالہ لاجپت رائے میموریل فنڈ کے لئے پانچہزار روپیہ روزانہ انھیں دیا جائے۔" ۲ فروری کو احمد آباد سے آپ سندھ روانہ ہوئے اور ۵ فروری کو سندھ سے دہلی گئے اس درمیان میں آپکے مطالبہ میں جو رقم جمع ہوئی اس کی تعداد ۲۶ ہزار ۶ سو باسٹھ روپے نو آنے گیارہ پائی تھی۔ کیا مسلمان، اس قسم

مراسلات

خطاب بہ مراسیان پنجاب

از قلم جادو رقم جناب منشی محمد حسین صاحب بسمل ورنیکلر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ

تعرض کا ہوا ہے اک جنوں تم کو — خیال ایسا بھی کرنا ہے زبوں تم کو
کہلانا ہے اب مراسیت کا پول ایسا — نہیں زیبا کوئی مطرب کرے دعوے
نہ چھپتی ہے مراسیت بناوٹ سے — نہ زنگی ہے رومی کب سجاوٹ سے
کہا صاحب گورنر نے جو ظاہر ہے — نہیں حاجت کریں ظاہر وہ باہر ہے
نہ کہائی ہے عرب کی تو ہوا تم نے — نہ اس خطہ کا پانی ہی پیا تم نے
نہ تاریخ اس کی دیتی ہے اجازت کچھ — نہ خال و خط ہی دیتے ہیں شہادت کچھ
نہ آتا ہے نظر تم میں جو ان کوئی ! — کہ دے ہمکو وہ تاریخی نشاں کوئی
جو واضح ہو جو قاطع ہو جو بارق ہو — جو لائح ہو جو ساطع ہو جو شارق ہو
کہیں پھر کس بنا پر ہم عرب تم کو — ہوا اس سے دور کی نسبت تعجب تمکو
یہ تو ہے صادق یہ کلام اب تو — ہوا ہے مینڈکی کو بھی زکام اب تو
تعجب ہے اگر الو کہ ضلصل ہوں — ہو دعویٰ زاغ کو بھی یہ کہ بلبل ہوں
کہے پیسہ کہ ہوں ہیل دماں میں بھی — کہے گیدڑ کہ ہوں شیر ژیاں میں بھی
کرے بوجہل یہ دعویٰ پیمبر ہوں — تعجب ہے کہے گوبر بھی عنبر ہوں
یہ پٹی تم کو شیطاں نے پڑائی ہے — اسی شاطر نے چال ایسی سکھائی ہے
صحابہ سے نسب اپنا ملاتے ہو، — عرب کی شان کو بٹہ لگاتے ہو
رسول پاک پر تہمت لگاتے ہو — نہیں سوچا؟ جہنم گھر بناتے ہو
ارے تم کام تو اپنے ذرا دیکھو، — جو میں کہدوں نہ ہونا پھر خفا دیکھو
ذرا کردار پر ڈالو نظر اپنی — ذرا گفتار پر ڈالو نظر اپنی
کہیں گاتے، کہیں باجا بجاتے ہو — کہیں ڈھولک کہیں چمٹا بجاتے ہو
کہیں چھن چھن سے محفل کو ہے گرمایا — کہیں نقلوں سے شیطاں کو بھی شرمایا
کہیں ہا کہیں ہو ہو لگائی ہے — قرشیت نہیں ہے یہ رہائی ہے
انہی افعال بد پر ادعائے نجابت کا — اسی شیخی پہ ہے دعویٰ قرابت کا
یہ عزت ہے؟ یہ خود داری یہ غیرت ہے؟ — ہیں تو اس قرشیت پہ حیرت ہے

خدارا خود ذرا انصاف سے کہنا — تہا سکان عرب کا کیا یہی گہنا
وہ عابد تھے نہ تھے اعمال یہ ان کے — وہ زاہد تھے نہ تھے افعال یہ انکے
وہ مسلم تھے، وہ مومن تھے نمازی تھے — وہ صابر تھے وہ شاکر تھے وہ غازی تھے
وہ عادل تھے، حاجی وہ تاجر تھے — مخیر تھے سپاہی تھے مہاجر تھے
بتاؤ ہے؟ کوئی ایسا نشاں تم میں — نہیں ایسی صفت کوئی عیاں تم میں
سراسر پھر حماقت ہے، ہے نادانی — سخن ایسا کہ آخر ہو پشیمانی
فلک حیراں تمہاری اس جہالت پر — مہ و انجم ہیں خنداں اس بطالت پر
ذرا بیٹھ دل میں خود ہی شرماؤ — ہے بہتر یہ کہ اس دعوے سے باز آؤ
دعا پر ختم کرتا ہوں کلام اپنا — خدا کا فضل یاور ہو مدام اپنا
مراد مستقیم ان کو دکھا یارب — رہ اسلام پر ان کو لگا یارب
سبھی راہ ہدیٰ پکڑیں بھلا ہوگا — معیں سب کا محمد مصطفیٰ ہوگا!
کہو سارے درود اس پر سلام اس پر — ملائک پڑھتے ہیں صلِ مدام اس پر
دعا میری گئی جب آسمانوں میں — فرشتوں نے کہا آمین زبانوں میں

منیر اپنا قلم اب تھام لے تو بھی
خدائے ذوالمنن کا نام لے تو بھی

ملہ مرادو ازٹاپوں - دیکھو ہو ڈرامہ - ملہ ویکھو رسالہ دوماں نامہ ماہ فروری ۱۹۲۹ء جلد ۱

امتیازِ نسل

(مراسلہ نگار ہی کے الفاظ میں)

صاحبان بصارت وبصیرت پر روشن ہے کہ اس دور آزادی میں ہر قوم اپنے مزعومہ معیار ترقی کے خیال میں منہمک اور سرگرم و کوشاں ہے، جو نہایت مبارک اور قابل رشک امر ہے، لیکن حقیقت سے انحراف اور تغیر نسل تو کسی مذہب و ملت میں بھی روا نہیں بلکہ اگر سچ پوچھیں تو حقیقت الامر کو چھپا کر دیدہ دانستہ اپنی قومیت تبدیل کرنا بالکل ہی ... ... کہلانے کے مترادف ہے (اعاذنا اللہ سبحانہ) پناہ بخدا،

رسالہ بلاغ "امرتسر نے جو اپنے آپ کو ایک اعلیٰ درجہ کا مبلغ خیال کرتا ہے گذشتہ اشاعت میں خوب حق تبلیغ ادا کیا یعنی اس میں کا ایک مضمون بعنوان

داستانِ پارینہ

ایک درد انگیز تاریخی واقعہ

۹۶۱ھ میں جبکہ سلطان نصیر الدین ہمایوں، مرزا عسکری و مرزا کامران کی سرکوبی کے بعد دوبارہ اورنگ نشین حکومت ہوا، ٹھٹھہ دار الریاست سندھ کے قصر فلک بوس سے ایک دردناک آواز آرہی ہے۔

"اے مظلوم و ستمزدوں پر شفقت فرمانے والے خدا! رحم، اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے، اے ناامیدوں کی امید بر لانے والے خدا! (ہچکی) ...... رحم ...... رحم! اے بے مونسوں کے مونس، اے غریبوں کے والی! رحم، رحم"

عین اس حالت میں ایک کنیز اس عالیشان ماتم کدہ میں داخل ہوئی اور نوحہ کناں سے مخاطب ہو کے بولی،

"بانو! اس وقت ایک عجیب واقعہ دیکھنے میں آیا،

بانو! بھرائی ہوئی آواز میں کیا؟

کنیز! محلسرا کے دروازہ پر ایک اندھا فقیر کھڑا رو رہا ہے،

بانو! کیوں؟ ... کون؟ کیا وہ بھی میری طرح مظلوم ہے؟ آخر رونے کی وجہ؟

کنیز! یہ تو معلوم نہیں، اتنا جانتی ہوں کہ اس نے پھاٹک پر سنتری سے پوچھا کہ مرزا شاہ حسین امیر سندھ کا یہی مکان ہے؟ اور جواب سے مطمئن ہو کر سنتری سے کہا کہ "مجھے چوچک بیگم ......

بانو! اری چوچک بیگم کیا، کہتی کیوں نہیں، رک کیوں گئی؟

کنیز! (جی کڑا کرکے)، ہاں تو اس نے کہا کہ مجھے چوچک بیگم کے پاس پہونچا دو،

بانو! (واللہ! یہ کیا اسرار ہے!) ہاں تو پھر کیا ہوا؟

کنیز! سنتری نے یہ سنتے ہی دھکے دیکر اسے دروازہ سے الگ کر دیا، مگر بانو! اندھا بھی کچھ ڈھیٹ ہے کہ جانے کا نام نہیں لیتا، دیوار سے لگا کھڑا ہے،

ہو نہ ہو اسمیں کوئی راز ہے، ورنہ کہاں ایک اندھا فقیر اور کہاں چوچک بیگم مرزا شاہ حسین والئے سندھ کی لاڈلی بیٹی!

بانو! (بڑی دیر کے بعد)، ابا جان کہاں ہیں؟

کنیز! جہاں پناہ ابھی دربار سے تشریف لائے ہیں، آرام فرما رہے ہیں،

بانو! اچھا تو خدمت عالی میں عرض کرو کہ چوچک باریابی کی اجازت چاہتی ہے

بہت اچھا، یہ کہہ کر کنیز ادب کے ساتھ اٹھکر چلی گئی اور دو ہی منٹ میں آکر بولی،

کنیز! حضور خود تشریف لاتے ہیں،

چوچک اور اسکی خواصیں یہ سنکر سنبھل کر با ادب کھڑی ہوگئیں، دروازہ کا پردہ اٹھا، شاہ حسین اندر داخل ہوئے، دونوں نے فرشی سلام کیا، شاہ حسین نے چوچک کے سر پر محبت و شفقت کا ہاتھ رکھا اور کہا، کیوں بیٹی! خیر ہے، کیا چاہتی ہو؟

اس فقرہ نے چوچک بیگم کو پھر آبدیدہ کر دیا، وہ غمگین آواز میں سہمی ہوئی بولی،

قبلہ عالم! موت کے سوا اب مجھے کیا تمنا ہو سکتی ہے، جہاں پناہ کی تکلیف کا باعث صرف یہ ہے کہ محل کے دروازہ پر جو اندھا فقیر رو رہا ہے، میں چاہتی ہوں کہ اس کے حالات معلوم کروں،

شاہ حسین! (لاپرواہی سے)، فقیروں کے حالات معلوم کرنے کا تمہیں کیوں کر خیال ہوا؟ کوئی محتاج ہوگا اسے توشہ خانہ سے کچھ دلا دیا جائے،

چوچک بیگم! نہیں ابا جان! اس کی خواہش ہی کچھ اور ہے،

شاہ حسین! (تعجب کے ساتھ)، وہ کیا؟

چوچک بیگم! اس نے پہرہ دار سے کہا تھا کہ مجھے ....

شاہ حسین! کہو، کہو، آخر کہتی کیوں نہیں؟

چوچک! (جھجک کر)، کہ مجھے چوچک کے پاس پہونچا دو،

شاہ حسین! (خشمگیں ہو کر کرخت آواز سے) تو کیا تمہارا یہ منشا ہے کہ اسے یہاں پہونچا دیا جائے؟

چوچک! (خوف سے گھبرا گئی اور نہایت عاجزی اور سماجت کے ساتھ بولی) قبلہ عالم مجھے اس سوال کی کبھی جرأت نہیں ہو سکتی میں نے صرف یہ خواہش کی ہے کہ اس کے حالات معلوم ہو جائیں،

شاہ حسین (کنیز سے)، اچھا اس فقیر کو خاص محل میں بلا لاؤ،

کنیز! (کچھ دیر کے بعد) جہاں پناہ! فقیر حاضر ہے،

فقیر کو دیکھتے ہی شاہ حسین چونک پڑا اور حسرت سے بولا، آہ نیرنگ عالم کا دردناک نمونہ .... انقلاب دنیا کا بھیانک منظر، کامران ... ستمزدہ کامران !!

ہا، میں کیا دیکھ رہا ہوں، میری نگاہیں کس غلطی کا شکار ہو رہی ہیں، کیا حقیقت میں یہی وہ کامران ہے جو تاجدار ہند سلطان ظہیرالدین بابر کا پیارا بیٹا تھا، وہی کامران جو کابل پنجاب کا حکمران تھا! وہی کامران جسے بڑے فخر کے ساتھ میں اپنی دامادی میں قبول کیا، ہائے، الغالب معتبر،

چوچک دیوار کی آڑ میں سب کچھ سن رہی تھی وہ بیتاب ہو گئی، شاہ حسین نہایت شفقت کے ساتھ کامران کا ہاتھ پکڑ کر چوچک بیگم کے محل میں داخل ہوتا ہے اور عین انتظار میں یہ صدا چوچک بیگم کے کانوں میں گونجتی ہے، "لو بیٹی اندھے فقیر کو پہچانو"

والد کی اس آواز اور جادو اثر فقرہ پر چوچک بیگم نہایت ضبط و استقلال سے کام لینا چاہتی تھی، مگر خدا جانے یہ فقرہ "لو بیٹی اندھے فقیر کو پہچانو" کس قدر دردناک تھا کہ سنتے ہی چوچک بیگم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی، انکی قوت گویائی سلب ہو گئی، لبوں پر سکوت طاری ہے، ادھر اندھا کامران سر جھکائے خاموش کھڑا ہے، شاہ حسین کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے وہ حیرت کا مجسمہ بن کے رہ گیا، کنیز و خواص سر جھکائے انگشت بدنداں تصویروں کی طرح بےحس و حرکت جہانک رہی ہیں آخر خاموشی کا طلسم ٹوٹا اور روتی ہوئی چوچک بیگم نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا،

قبلہ عالم اب الطاف خسروانہ میں کیا دیر ہے؟

"صبر صبر! میں بہت سوچ سمجھ کر کام کرونگا" یہ وہ فقرہ تھا جس نے شاہ حسین کی لبوں کی مہر سکوت کو توڑا، اس نے کہا،

کامران معتوب ہے، قہر سلطانی میں گرفتار ہے، اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے کئے کی سزا کو پہونچ چکا اور اب اسکی حالت قابل رحم ہے شہنشاہ نے علاوہ اور سخت سزاؤں کے اسکی آنکھیں تک نکلوالیں، تاہم کامران کو پناہ دینا ہماری تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے، شہنشاہ ہمایوں کبھی اسبات کو روانہ رکھیگا کہ اس کے جانی دشمن کو پناہ دینے والا اس کا دوست بنکر رہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے محل کا بچہ بچہ غضب سلطانی کا شکار ہو جائیگا،

کامران! میں خود یہ گوارا نہیں کرتا کہ محض ایک میری جان کی خاطر سینکڑوں بندگان خدا کو مصیبت میں پھنسایا جائے، میرا قصد حج بیت اللہ کا ہے اور ارادہ ہے کہ عمر کا باقی حصہ وہیں گذار دوں،

شاہ حسین! ہاں تو میں ایسی حالت میں تمہاری اتنی مدد ضرور کر سکتا ہوں کہ خفیہ طور پر تمہارا خرچ سفر اور منزل کے آرام کا بندوبست کر دوں،

کامران! میرے لئے یہی سب کچھ ہے،

چوچک بیگم! (گھبرا کر) اور میرے حق میں کیا ارشاد ہے؟

شاہ حسین! (تعجب سے) یعنی؟

چوچک بیگم! یعنی میں اپنے سرتاج اپنے رفیق حیات اپنے شریک زندگی سے جدا رہ کر کس امید پر جی سکتی ہوں،

شاہ حسین! افسوس! نہ یہ ممکن ہے کہ کامران کی خاطر جس نے اپنے کئے کی سزا پائی لاکھوں گردنوں کو تہ تیغ دیکھوں اور نہ یہ گوارا کہ بیٹی تمہاری طرف سے دل پر پتھر رکھ لوں شفقت پدری کے علاوہ میری شان ریاست بھی اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکتی کہ تم کو ایک نابینا اندھے کی ہمراہی میں کر دوں، کامران اب وہ کامران نہیں رہا، اول تو اس کی پناہ دہی ایک اژدہے کی پرورش سے کم نہیں جس سے ہر وقت جان کا خطرہ ہے اس کے علاوہ تمہاری خواہش کی تکمیل ریاست کی شان اور خاندانی شرافت میں ایک بدنما دھبہ لگانیوالی ہے نہیں نہیں میں یہ ہرگز منظور نہیں کر سکتا ہم کو کسی طرح اس کی ہمراہی کی اجازت نہ دونگا۔

چوچک بیگم! قبلہ عالم یہ کیا انصاف ہے، کامران جب بادشاہ تھا اسوقت تو آپ نے بڑی خوشی سے اسے اپنی دامادی کیلئے منتخب کیا اور آج جبکہ وہ مفلس ہے محتاج ہے اندھا ہے دنیا بھر کی مصیبتوں میں مبتلا ہے کوئی اس کے ٹوٹے ہوئے دل کو تسلی دینے والا نہیں آپ اس سے مجھے چھڑانا چاہتے ہیں، اسکے ساتھ میری ہمراہی موجب ننگ سمجھتے ہیں اف! دنیا سازی بھی کس قدر سوزناک پالیسی ہے،

شاہ حسین! بیٹی ہوش میں آؤ، تم اپنی طرف دیکھو، کیوں اپنی زندگی برباد کرنے پر آمادہ ہو،

چوچک بیگم! اگر اسی کا نام بربادی ہے تو ایسی بربادی پر ہزاروں عمر کا سامان راحت اپنے مجازی خدا کی ایک ادنیٰ خدمت کی خاطر قربان کرنے کو تیار ہوں، خدا کے بعد پرستش اور تعظیم کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو عورت کے لئے خاوند کی ذات جس کی فرمانبرداری عورت کو حیات ابدی اور مسرت روحانی سے لطف اندوز کرنیوالی ہے، میں نہیں سمجھتی کہ یہ کس ملک کا آئین وفاداری ہے کس قوم کا دستور مروت ہے اور کس مذہب کی انوکھی تعلیم؟ کہ بیوی کو خاوند کی خدمت سے الگ کر کے اسے سعادت اخروی سے محروم کیا جائے،

شان ریاست کا قیام حباب آسا ہے، گلستان عالم کی بہاریں عارضی ہیں، الغرض زندگی ناپائدار کی مسرتیں مستعار، حاصل اگر ہوئی بھی تو حاصل نہیں ہے کچھ

بے اعتبار چیز ہے دنیا کہیں جسے،

میرے رونگٹے تھرائے میں جب میں اسلام کی مقدس اور پاک تعلیم کے بانی، ہادی برحق آنحضرتؐ کے اس قول کو یاد کرتی ہوں، کہ "اگر میں انسان کو انسان کا سجدہ کرنا روا ہوتا

مراسیّت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر۴

خوشتر آں باشد کہ سِرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

چودھویں صدی ہجری کے پُر آشوب حادثاتِ زمانہ میں سے فتنۂ مراسیت بھی ایک عجوبۂ روزگار واقعہ ہے۔ گو تاریخی لحاظ سے اگرچہ مراسیت کی ادعائے قریشیت کی دھجیاں اُڑ چکیں۔ اور اُن قلوب کے لئے جو ازل سے ہی محروم البصیرت نہ ہوں اور اُن آنکھوں کے لئے جو پیدائشاً ہی مسلوب البصارت نہ ہو چکی ہوں ادعائے متذکرہ کے جزئی سے جزئی پہلو بھی بے نقاب ہو چکے لیکن تاریخ کے بحرِ ناپیدا کنار کی غواصی سے جس قدر انمول موتی دستیاب ہو سکیں۔ ان کے متعلق بخل سے کام لینا زیبا نہیں۔ اسلئے مراسیت کا تاریخی اعمالنامہ اس کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دینے کی بجائے اُسکے منہ کے سامنے رکھا جانا انسب ہے۔ تاکہ وہ تاریخ کے معجز نما آئینہ میں اپنی حقیقت۔ اصلیت اور شکل و شباہت کو بوجہ احسن شناخت کر سکے۔

بطور کلیہ تاریخ کی یہ ایک کھلی صداقت ہے کہ ہندو سوسائٹی کے دستورِ قدیم کے مطابق جہاں برہمن مقدس۔ راجپوت جنگجو اور فوجی۔ اور بنئے تجارت پیشہ جماعتیں تسلیم کی جاتی ہیں اور ان کو گوری نسل کی اولاد یعنی بکثیر کے آریہ کہا جاتا ہے وہاں حقیقت الحال یہ بھی ہے کہ "ادنےٰ اور غلامانہ قسم کی سیاہ چرڑا جماعتیں اُن لوگوں کا مظہر ہیں جن کو انھوں یعنی آریاؤں نے مطیع و منقاد کیا تھا"

The Lower and Servile dark-Skinned Classes represent The people They Subdued.[1]

آریاؤں کے داخلۂ ہندوستان کے سن وسال اور زمانہ کا صحت کے ساتھ معین کرنا ناممکن ہے۔ اور اسی طرح سے اُس زمانہ کی تعیین بھی بغایت مشکل ہے۔ جبکہ برہمن کشتری۔ ویش اور شودر کے نام سے ہندوازم میں چار ورن مقرر کئے گئے۔ البتہ اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ وحشی اور جنگلی قومیں جو چنڈال کے نام سے موسوم ہوئیں۔ آریوں کے ساتھ نہ ملیں اور مفتوح و مغلوب ہو کر غلامی کی حالت میں آگئیں اور سب سے نیچی ذات قرار پائیں۔ ان کو بستیوں کے اندر رہنے کی اجازت نہ تھی اور گاؤں کے باہر جھونپڑیاں ڈال کر رہا کرتے تھے۔

جوں جوں آریوں کی فتوحات بڑھتی گئیں۔ اور انھوں نے کالے کلوٹے اصلی باشندوں کو زیر اور مطیع کر لیا۔ تو پھر داس۔ دیتا۔ اسر۔ راکشس اور ملیچھ وغیرہ ان کے نام رکھ دیئے۔

زمانۂ حال میں بھی ہندوستان کے قدیمی باشندوں اور بکثیر بالائے آریاؤں کے درمیان سیاہ اور سفید۔ کالی اور گوری رنگت ہی مابہ الامتیاز رہے جو سد سکندری کا کام دے رہی ہے۔ چنانچہ۔ بھیل۔ گونڈ۔ سنتھال۔ سانسی۔ چمار۔ چوہڑے۔ ڈوم۔ میراثی اور چنگڑ وغیرہ اقوام تاریخی حقیقت اور کالی چمڑی کے لحاظ سے ہندوستان ہی کے قدیمی باشندے خیال کئے جاتے ہیں۔

ہندوازم کے زمانہ کی یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ برہمن کالا نہیں اور ڈوم گورا نہیں۔ دیکھو۔ تاریخ احوالِ ہند۔ لیکن عہد اسلام میں اس کے بالمقابل یوں مشہور ہوا کہ سید کالا نہیں اور میراثی[2] گورا نہیں۔ ماوراے ازیں بروئے گلاسری جلد دوم۔ ڈوم۔ چوہڑا۔ میراثی۔ ماچھی۔ جھیور اور چنگڑ جبکہ سب ایک ہی نسب سے ہیں۔ تو پھر میراثیانِ پنجاب کو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لینا چاہیئے کہ آیا بلحاظِ رنگ وروپ وہ ہندوستان قدیم کی کالی کلوٹی اقوام میں ہیں یا نہ؟ اگر ہیں۔ تو پھر کیا یہ اُن قدیم سیاہ چمڑا اقوام کا مظہر۔ نمائندہ۔ بقایا اور یادگار ہیں یا نہ؟ جن کو آریاؤں نے محکوم و مفتوح بنایا تھا۔ اور اگر یہ انھیں کا بقیہ ہیں۔ تو پھر اب صرف چار پانچ سال کے عرصہ سے ادعائے قریشیت کے پیرایہ میں نسب کے متعلق بنا چولا بدلنا چہ معنیٰ دارد؟

حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسد
پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی

یہ بھی دیکھئے کہ ہندوستانی سوسائٹی میں ڈوم کو جس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کا تذکرہ "پیپل آف انڈیا" (People of India) کے صفحہ ۱۳۴ میں یوں کیا گیا ہے۔

The Doms, among whom we find Scavengers, Vermin-eaters.

[2] مناسبت قائم رہی۔

[1] دیکھو ہسٹری آف دی پنجاب۔ مولفہ مسٹر محمد لطیف۔

executioners, basket-makers, musicians, and professional burglars, Probably represent the remnants of a Dravidian tribe crushed out of recognition by the invading Aryans and condemned to menial and degrading occupations. Dr. Grierson has thrown out the picturesque suggestion that they are the ancestors of the European gipsies, and that Rom or Romany is nothing more than a variant of Dum. in the ironical language of the proverbs the Dom figures as "the lord of death" because he provides the wood for the Hindu funeral pyre. He is ranked with Brahmans and goats as a creature useless in time of need. A common and peculiarly offensive form of abuse is to tell a man that he has eaten a Dom's leavings. A series of proverbs represent him as making friends with members of various castes and faring ill or well in the process. Thus the Kanjar steals his dog, and the Gujar loots his house. on the other hand the barber shaves him for nothing and the silly jolaha makes him a suit of clothes. His traditions associate him with donkeys. and it is said that if these animals could excrete sugar Doms would no longer be beggars. A Dom in a palanquin and a Brahman on foot, is a type of Society turned upside down. Nevertheless, out-cast as he is, the Dom occupies a place of his own in the fabric of Indian Society. At funerals he provides the wood and gets the corpse clothes as his perquisite.

* he makes the discordant music that accompanies a marriage procession, and baskets, winnowing-fans and wicker articles in General are the work of his hands.

ترجمہ- ڈوم- جن میں خاکروب[۱]- کرم خور[۲]- جلاد- ٹوکریاں بنانے والے- گویے اور پیشہ ور نقب زن پائے جاتے ہیں- بوجوہ اغلب اُس ڈراوڈ قوم کی یادگار کے مظہر ہیں- جو حملہ آور آریوں سے ناقابلِ شناخت طور پر کچلے گئے تھے اور ادنےٰ اور ذلیل پیشوں پر لگائے گئے"- "ڈاکٹر گریرسن نے ایک دلکش نظریہ پیش کیا ہے کہ وہ یورپین جپسیوں[۳] کے آبا و اجداد ہیں- اور روم یا رومانی مسخ شدہ ڈوم کے علاوہ نہیں ہے- (یعنے مسخ شدہ ڈوم ہی ہے)"- "ضرب المثل کی طنز آمیز اصطلاح میں ڈوم کو فرشتۂ موت کہا جاتا ہے- کیونکہ وہ ہندو چتا کے لئے لکڑیاں[۴] مہیا کرتا ہے- وہ بمنزلہ بکریوں اور برہمنوں کے ہیچ یعنی ایسی مخلوق جو ضرورت کے وقت نکمی ہو- کسی شخص کو یہ کہنا کہ اُسنے ڈوم کا پس خوردہ کھایا ہے- ایک عام اور عجیب دل آزار طرز کی گالی ہے"- "کئی ایک ضرب الامثلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف اقوام کے افراد سے دوستی پیدا کرتا ہے اور اس عمل میں سختی اور نرمی برداشت کرتا ہے- مثلاً کنجر اُس کا کتا چورا لیتا ہے- اور گجر اس کا گھر لوٹ لیتا ہے- دوسری طرف نائی مفت اُس کی حجامت بناتا ہے اور بیوقوف جولاہا اس کے لئے کپڑے بناتا ہے"- اُس کی روایات اُسکو گدھوں کا ساتھی قرار دیتی ہیں- اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ جانور یعنے گدھا لید کی بجائے کھانڈ کا فضلہ کرے- تو ڈوم کبھی بھی بھوکا نہ مرے"- "ڈوم پالکی میں- اور برہمن پیدل- سوسائٹی کا سرنگوں شدہ نمونہ ہے"- "باوجود مردود یا خارج شدہ ہونے کے جیسا کہ وہ ہے ہندوستانی سوسائٹی کے رگ و ریشہ میں ڈوم اپنی جگہ آپ[۵] ہی ہے"- "ماتمی تقریبات پر وہ لکڑی مہیا کرتا ہے اور مردہ کے کپڑے بطور اپنے حق الخدمت کے لیتا ہے- وہ شادی کے جلوس کے ساتھ اوٹ پٹانگ طور پر گاتا ہے اور ٹوکریاں غلہ اُڑانے کے پنکھے اور بننے کے اوزار عام طور پر اس کی دستکاری ہیں"-

اب از روئے واقعات نتیجہ صاف ہے کہ گلاسری جلد دوم کی متذکرہ فوق تاریخی شہادت نے باعتبار انکشاف حقیقت نسب "مراسیت کے ادعاء قرشیت" کی شاہ رگ پر خنجر آبدار رکھ دیا ہے لہذا اگر مراسیت بربنائے نفسانیت چندے مزید ضدیت پر اڑی رہی تو پھر مراسیت کو خود ہی سوچنا چاہئے کہ اگر پڑتال کی جائے تو دنیوی سود و زیاں کے لحاظ سے پھر کیا یہ نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا کہ ؎ رسوائے دہر گو ہوئے بیباکیوں سے تم + بارے طبیعتوں کو تو چالاک ہو گئی-

گوجرانوالہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء قاضی نظیر حسین فاروقی- مستوفی (ریٹائرڈ)

---

[۱] مہترچوہڑہ یا جاروب کش- [۲] کیڑے مکوڑے کھانے والے- [۳] جپسی انگریزی زبان کا لفظ ہے- جس کے معنی مرادف و مترادف مختلف الفاظ میں پائے جاتے ہیں مثلاً بروئے رایل ڈکشنری بمعنے کنجر- خانہ بدوش- بروئے گزیٹیر علاقہ کچھی- جپسی یا لوری- بروئے تاریخ بلوچستان لوری بمعنے ڈوم- بروئے گلاسری جلد اول اور بروئے ہسٹری آف دی پنجاب ڈوم یا میراثی- [۴] ڈوم کی مختلف لوازم ہیں منجملہ ازاں ایں ہم [۵] کیا ڈوم ایسا ہی برا ہو [۶] ہر سلسلے پہلا مول یا ہر دگلی جھیو-

"نزاعِ نسل" خاکسار کی نظر سے گذرا، جس میں ثالث بالخیر ہو کر مراثیت کی پرزور وکالت کیگئی ہے، کیوں نہ ہو

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

اگر شرعاً تو ان کے کسی مضمون کا جواب دینا تحصیل حاصل اور محض عبث ہے لیکن اگر خاموش بنشینم گناہ است، اس لئے مذہبی منطق کی بڑھتی ہوئی جرأت وجسارت کو روکنا اصولاً و اخلاقاً مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ناظرین کرام خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ جو فرقے حضور پرنور جناب سید المرسلین علیہ التحیہ والتسلیم کے اقوال وافعال پر نکتہ چینی کرنے سے نہ چوکے، ان کے قول و فعل کا کس حد تک اعتبار کیا جاسکتا ہے، پھر ترقی کیا اسی امر میں ہے کہ طوعاً وکرہاً اپنے انساب میں تبدیلی کیجائے، حاشا وکلا۔ یہ ترقی ہی نہیں اور نہ ہی کسی طرح جائز و روا ہے،

اس میں کلام نہیں کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے بزرگی کا انحصار تقویٰ پر ہے، چنانچہ صاحب تحریر "نزاع نسل" نے یہ آیت اپنے مضمون کی تصدیق وتائید میں بھی پیش کی ہے، صاحب ادراک حضرات خود تنقید فرماسکتے ہیں کہ مراثی قوم کہاں تک تقویٰ شعار ہے اور راقم "نزاع نسل" نے اس آیہ شریفہ کو ان کی وکالت میں کیوں پیش کیا ہے؟ شَتَّانَ بَیْنَھُمَا بعد المشرقین

کیا انکی یہ چپت انہی کے منہ پر نہیں؟

امابعد میرا روئے سخن حضرات مومنین فرمانبردار سید المرسلین علیہ التحیہ والتسلیم کی طرف ہے کیونکہ ایسے فرقہ ضالہ کے لوگ آپ کے کلام کی حیثیت کیا جان سکتے ہیں، جس کے علوِ شان کی تصدیق ذات کریم اپنے کلام معجز نظام میں یوں فرمارہی ہے، وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یعنے کلام حبیب خدا اپنی خواہش سے نہیں بلکہ وہ بھی اس وحی کے ذریعے ہے جو انکی طرف سے ڈالی جاتی ہے، بعض نااہل فرقے اپنے ہی منہ سے مدعی بنتے ہیں، لیکن مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

دعوئے بے دلیل قبول حسنہ نہیں

سنئے جناب سرور کائنات سید البشر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ اِنْ صَالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ یعنے میری اولاد کی تعظیم کرو، اگر صالح (نکوکار) ہوں تو اللہ کے واسطے اور بخلاف اس کے اگر طالح ہوں تو میرے واسطے، جس میں خاص امتیاز نسب اور نسل کا اشارۃً ارشاد ہے،

علاوہ ازیں حق قرابت کی حفاظت اور ترجیح میں کئی آیات صریحاً ناطق ہیں، مثلاً اِنِّیْ اَسْئَلُکُمْ مَوَدَّۃَ ذِی الْقُرْبٰی یعنے میں تم سے محبت صاحب قرابت کا سوال کرتا ہوں، چنانچہ قدرتاً بلا کراہت رشتہ ناطہ کا نفاذ اپنے ہی نسب خاندان سے ہوتا چلا آیا ہے، ماسوائے چند مستثنیات کے تقویٰ شعاری سے عزت نصیب ہی مگر شان مراثیت کے وکیل نے اس امر کو سوچے بغیر مراثیوں کی وکالت کرکے خواہ مخواہ اپنے آپ کو نشانہ ملامت بنالیا، اللہ جلشانہ اپنے حبیب پاک کی تابعداری کی سمجھ عطا فرمائے، کیونکہ فلاح دارین اور کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے، آمین یا رب العالمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ،

کمترین (مولوی) فتح محمد محبوبی، ہیڈ پنشن ٹیچر، چونڈہ ضلع امرتسر

انجمن قریش گوجرانوالہ سے متعلق

("انجمن قریشیان پنجاب" اور "انجمن قریش" دو جداگانہ مرکز ہیں)

(احباب کو مغالطہ نہ رہے)

آپ سے پوشیدہ نہیں کہ دس سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ گوجرانوالہ میں انجمن قریش کے نام سے ہمارے واجب التعظیم بزرگ قبلہ مولوی الٰہی بخش صاحب صدیقی پنشنر تحصیلدار نے ایک کمیٹی قائم کی اور اپنی قوم (برادری) کے منتشر افراد کی شیرازہ بندی کا عملی انتظام فرمایا، ہر پھول کے ساتھ کانٹے کا ہونا چونکہ لازمی ہے اس لئے اسی وقت ہی چند ایسے افراد پیدا ہوگئے، اور اپنی طرف سے انہوں نے اپنی ایسی کوششوں کے متعلق آج تک کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیا، جس سے ان کے مندرجہ بالا ارادوں اور خیالات کی توضیح نہ ہوتی ہو، بالآخر حال میں یہ نتیجہ مترتب ہوا کہ انجمن مذکورہ کے ان کارکنوں کی بیجا لیگیوں اور سینہ زوریوں سے مجبور ہو کر سب سے پہلے اس خاکسار کو انجمن مذکور کی صدارت اور ممبری سے مستعفی ہونے پر مجبور ہونا پڑا، مابعد درد دل رکھنے والے اور باخبر ممبروں اور عہدیداروں نے بھی بطور احتجاج اپنا اپنا استعفے ان ہی بے ضابطیوں کی بنا پر داخل کردیئے اور انجمن سے لاتعلقی اختیار کرلینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ دیکھا، چنانچہ مجھ سے علاوہ ۲۰ اراکین انجمن نے انجمن کی اصلاح کے تقاضا پر احتجاجاً استعفے داخل کردیئے ہیں، سردست قومی مصلحت کے لحاظ سے کسی زیادہ تفصیل میں جانا ضروری نہیں سمجھا جاتا، اگر ضرورت پیش آئی، تو ان بے ضابطیوں کے تمام ثبوت کنندہ حالات منظر عام میں لائے جاسکیں گے، یہ اطلاع ہماری باقاعدہ علیحدگی کا اعلان ہے،

تابعدار، غلام غوث صدیقی گورنمنٹ پنشنر (سابق پریزیڈنٹ انجمن مذکور)

۲۹/۳ لم

نسائیات

تیمارداری

خانہ داری عورتوں کا میدان عمل ہے اور تیمارداری خانہ داری کی ایک ایسی ضروری شاخ ہے کہ ہر بی بی کو اس کی ضرورت رہتی ہے یوں تو جب کسی گھر میں کوئی بیمار ہوتا ہے تو ایک دو آدمی مستقل طور سے اس کی خدمت اور تیمارداری کرنے لگتے ہیں۔ اور مریض کی دوا غذا اور آرام کا خیال رکھنا گویا بالکل ان کے ذمے ہو جاتا ہے۔ مگر اور باقی گھر والے اپنے کو بالکل اس کا پابند نہیں سمجھتے کہ ہمیں بھی بیمار کے ساتھ ہمدردی اور اس کے آرام کا خیال رکھنا ضروری ہے بلکہ اپنا ہر ایک کام اسی طرح آزادی اور بے پروائی سے کرتے ہیں جیسے سب کی تندرستی کی حالت میں کرنے کے عادی تھے۔ خواہ غل ہو یا اور کسی طرح کی تکلیف بیمار کو پہنچے۔ گویا بیماری میں اس سے زیادہ اور کسی بات کی ضرورت نہیں کہ دوا وقت پر دی جاوے۔ بیماری کی حالت میں قدرتی طور پر آدمی ہر وقت امن اور سکون چاہتا ہے۔ اور جب وہ میسر نہیں آتا اور آرام نہیں مل سکتا تو کمزوری میں غصہ آکر تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔ یہ [illegible] گھر والوں کا ہی فرض نہیں بلکہ جو لوگ عیادت کو آئیں ان کو بھی اس کا بہت خیال چاہیئے کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جو مریض کو ناگوار ہو۔ مریض کے پلنگ پر نہ بیٹھیں۔ زور زور سے نہ بولیں۔ ایسا کوئی تذکرہ نہ کریں جس میں کوئی بات رنج یا غصے کی ہو۔ بعض لوگ تو یہ اندھیر کرتے ہیں کہ مریض کے سامنے بیماری اور موت کے قصے لے بیٹھتے ہیں، کہ آجکل ہوا بڑی خراب ہے۔ فلاں شخص اس بیماری سے مرگئے۔ فلاں کا یہ حال ہے اور ادھر اُدھر کی بہتیری خبریں ایسی بیان کرتے ہیں، جو بیمار کے کمزور دل پر بُرا اثر کرتی ہیں۔ مریض سے کبھی کوئی رنج کی بات تو کہنی نہ چاہیئے۔ ہاں خوشی کی خبر ہو تو وہ ضرور کہیں لیکن اگر وہ کوئی ایسی خوشی ہو جس کی پہلے امید نہ ہو اور اس وقت ایک نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتی ہو۔ تو ٹال مٹول کر کے رفتہ رفتہ کہیں۔ جن لوگوں کی طبیعت اس قسم کی ہو کہ تھوڑی تکلیف میں گھبرا جاتے ہوں۔ ان کے لئے تو اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ بچوں کو بھی سمجھا سمجھا کر شور وغل سے روکنا چاہیئے۔ اگر انھیں کسی بات پر سزا دینی ہو تو بالکل الگ جا کر اس طرح دیں کہ مریض کو خبر نہ ہونے پائے۔ اگر گھر میں جانور ہوں تو ایسا انتظام کیا جائے کہ وہ مریض کے قریب نہ آنے پائیں۔ بلکہ اگر بیماری ایسی ہو کہ زیادہ عرصہ تک آرام کی ضرورت ہو تو بہتر ہے۔ کہ پریشان کرنے والے جانوروں کو کسی اور کے یہاں بھجوا دیا جائے۔ بیوقوف نوکر جو بات جلدی نہ سمجھتے ہوں ان کو بھی مریض کے پاس جانے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ مریض کا کام زیادہ تر خود ہی کرنا چاہیئے اور بہت آہستگی کے ساتھ کرنا چاہیئے کہ زیادہ آہٹ نہ ہو پلنگ نہ ہلے۔ پنکھا جھلنے کی ضرورت ہو تو وہ بھی سرہانے بیٹھ کر آہستہ آہستہ جھلنا چاہیئے۔ زور کی ہوا ناگوار ہوتی ہے اور طبیعت کو پریشان کرتی ہے۔ اگر کسی وقت کسی بر مریض کو غصہ آجائے تو جہاں تک بنے دھیان بٹانے کی کوشش کریں۔ ردّ و کد ہرگز نہ کریں۔ جس کسی پر غصہ آئے اس کو سامنے سے ہٹ جانا چاہیئے اور دوسروں کو اور قسم کی باتیں شروع کر کے خیال دوسری طرف کر دینا چاہیئے۔ رات کو روشنی ایسی جگہ رکھیں کہ نظر کے سامنے نہ رہے۔ اگر کسی ضرورت سے لالٹین سامنے لائیں بھی تو آڑ کر کے لائیں اور سوتے میں بھی اسکا خیال رکھیں بعض لوگوں کی نیند تندرستی میں بھی ایسی ہوتی ہے کہ منہ پر روشنی پڑتے ہی آنکھ کھل جاتی ہے جن لوگوں سے بات چیت کرنے میں مریض کو دلچسپی ہو انھیں یہ ایک ضروری کام سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ کہ جب تک ہو سکے پاس بیٹھ کر دل بہلائیں بشرطیکہ نیند کا وقت نہ ہو۔ ورنہ نقصان ہو کر تکلیف ہوگی۔ جن لوگوں سے مریض کو کچھ رنج ہو یا جس کے دیکھنے سے کوئی رنج کی بات یاد آئے انہیں ہرگز سامنے نہیں آنا چاہیئے۔ ہاں اگر خود اسے اس کی خواہش ہو کہ صلح ہو جائے تو جس وقت طبیعت بحال اور مزاج درست ہو ملاقات کرائیں اور گذری ہوئی باتوں کا کوئی ذکر نہ آنے دیں۔

تصحیح ضمیمہ نمبر ۸ میں ناظرین حسب ذیل الفاظ کی صحت کرلیں ،

صفحہ ۸ ، "سب ایک ، سب ایک" کی بجائے "سب ایک" یعنے دو دفعہ کی بجائے ایک دفعہ

صفحہ ۸ ، identical نہ کی بجائے identical نہ پڑھا جاوے۔

صفحہ ۹ ، ۱۱ [illegible] ،

مستقبل کے متعلق

کائنات ہستی جن خطرناک اور پر از ہیبت وادیوں سے گذر رہی ہے۔ ان کو دیکھ کر ہر شخص مستقبل کا اندازہ لگانے اور کوئی نہ کوئی پیشگوئی کر دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ آجکل ایسی پیشگوئیاں جن میں دنیا کے خاتمہ اور تباہی کا ذکر ہے کثرت کے ساتھ دیکھنے میں آتی ہیں۔ حال ہی میں اسی قسم کا جو پر لطف انکشاف مسیحی عالموں کی طرف سے ہو رہے ہیں وہ ناظرین القریش کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے (موہزا)

دو ماہ بعد قیامت ہوگی

گذشتہ دس سال ہوئے کہ آکسفال لندن میں حضرت مسیح کے دوبارہ دنیا میں نزول فرمانے کے متعلق ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں شریک ہونے والوں نے متفق طور پر پیشگوئی کی ہے۔ کہ دنیا کا خاتمہ عنقریب ہونے والا ہے۔ اگرچہ اس کے تفصیلی بیانات میں ضروری اختلاف ہے اور اس کے وقوع میں آنے کی صحیح تاریخ میں شک ہے۔ تاہم انھوں نے بیان کیا ہے کہ ۲ مئی ۱۹۲۹ء یا اپریل ۱۹۳۱ء میں تمام کارخانہ ہستی نابود ہو جائیگا۔ ان دو تاریخوں میں ایک کا صحیح ہونا یقینی اور لابدی ہے۔ ان پیشگوئی کرنیوالوں کا بیان ہے کہ دجال کی آمد کی ضرورت ہوگی جو نپولین کی شکل کا ہوگا۔ اول وہ شام کے میدان سلابیہ میں بطور بادشاہ قدم رکھے گا۔ پھر وہ فرانس کو فتح کریگا۔ اس کے بعد وہ ۹ سلطنتوں پر قابض ہوگا۔ اور اس زمانہ میں ایک کروڑ عیسائی تمام دنیا میں ہوں گے۔ منجملہ ان کے ۱۴ لاکھ ۴ ہزار عیسائی سنہ مذکور میں مرجائیں گے۔ اور ۸۵ لاکھ ۵۶ ہزار مسیحی کوہ سینا کے قریب ایک جنگل میں آکر آباد ہوں گے اور ساڑھے تین سال وہاں انتظار کریں گے اس کے بعد جو دیندار عیسائی ہوں گے وہ بھی ۱۴ لاکھ، ۴ ہزار والوں کی طرح رہ گرائے عالم بالا ہوں گے۔ باقی ہر مقام پر دجال کی حکومت ہوگی۔ انگلستان کے ہر قصبہ میں اس کے عمدہ بت نصب کئے جائیں گے۔ اور سب سے اس نپولین فقیر کی پرستش کرنے کے واسطے کہا جائیگا جو انکار کریگا قتل کیا جائیگا۔ اور جو اطاعت قبول کئے جائیں گے ان کی پیشانی اور داہنے بازو پر ۶۶۶ ڈاک دیا جائیگا یہ نمبر یونانی زبان میں نپولین کے اعداد کا شمار ہے۔ میدان کوہ سینا کی آرائشوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ وہاں کھانے پینے کا سامان فرشتے لائیں گے۔ اور تمام وقت عبادت میں صرف ہوگا۔ بہت کم ممبران پارلیمنٹ یہاں آئیں گے۔

رازِ فنا

کہا نسیم سے میں نے کہ اے سُبک رفتار — نہ چل ادائے تغافل دِکھا دکھا کے مجھے
مسافرانِ عدم کا پتہ نہیں معلوم — تجھے خبر ہو تو ممنوں کر بتا کے مجھے
مگر یہ سُن کے ہوا ہو گئی وہ مستِ خرام — پتہ بتانے کے بدلے ہوا بنا کے مجھے

کہا یہ غنچے سے میں نے کہ تو ہی جانِ بہار — ترے نثار بتا دے یہ مُسکرا کے مجھے
نہاں ہیں تیرے تبسم میں رنگ و بوئے عدم — بنا دے مست یہ خوشبو ذرا سُنگھا کے مجھے
کھلے تھے لب ابھی اُس کے کہ ہو گیا خاموش — اک آہ کھینچ کے چاکِ جگر دکھا کے مجھے

کیا جو برق سے میں نے سوالِ "رازِ فنا" — ادا سے دیکھ لیا اُس نے مُسکرا کے مجھے
وہ اضطراب مجسم بھی کچھ بتا نہ سکی — نظر سے چھپ گئی بس اک جھلک دکھا کے مجھے

وہ موجِ بحر وہ اسکی پُر اضطراب روش — عجیب یاس سے دیکھا تھا تلملا کے مجھے
کیا جو رازِ عدم کا سوال، چل نکلی — خرامِ عمرِ رواں کی روش دکھا کے مجھے

حبابِ بحر میں تھی ایک شانِ استغنا — وہ دیکھتا تھا تکبر سے سر اُٹھا کے مجھے
سوالِ شرحِ فنا اُس سے جب کیا میں نے — تو مِٹ گیا وہ ادائے فنا دکھا کے مجھے

زبانِ حال سے کہتی تھی شمع یوں سرِ بزم — جو دیکھنا ہو تو بس دیکھ لو بجھا کے مجھے
کہا جو میں نے کہ کچھ اور شرحِ رازِ نو کر — خموش ہو گئی دل کا دُھواں دکھا کے مجھے

غزل

(جناب فیروز وڈالوی کے قلم سے)

حریم سینہ را از آتش الفت مجلا کن — کلیم و طور و ایمن در فضائے دل مہیا کن
تباں را یک جفائے رشکِ لطفِ صد وفا باشد — برو در بتکدہ۔ رسم تبرا را تولا کن
مگر خواہی! لبِ گل گوہر خندہ فرو ریزد — تاثر بلبلِ شوریدہ در فریاد پیدا کن
ز خامش ماندنت چوں غنچہا خاموش و حیراند — لبِ نغمہ کشا و در چمن ہنگامہ برپا کن
تپ غم غنچہائے حسرت و امید را سوزشد — بیا یادِ طرب ویں گلشنِ ما را تماشا کن
بے خواراں مے کہنہ بجام نو ہمی بخشد — دلا با دستِ ساقی باز تجدیدِ تمنا کن
نسیم صبحدم گار بز گلزار معانی شد — نگاہ شب زدہ وقت است دامانِ نظر وا کن
نفس در سینہ ام تنگ است و سوزِ دلم برلب — خدارا ناخنِ وحشت کشودِ ایں معما کن

نگہ را حسنِ فطرت مخزنِ اعجاز بنماید
ببیں از نظرِ غائر مردہ دل را خود مسیحا کن

بزم قریش

اعتراف خدمات شیخ احمد الدین صاحب صدیقی گرداور قانونگوئے بیاس لکھتے ہیں کہ مولانا قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی نے "تحفظ نسب" میں مراسیت کے خلاف سال بھر سے قلمی جنگ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے' اور دلائل و براہین کے علاوہ سرکاری ریکارڈ اور معتبر تاریخی روایات سے مراسیت کی اصلیت پر روشنی ڈال کر عربیت اور قریشیت کو محفوظ کر لیا ہے۔ اور چونکہ ان کی یہ اہم خدمات قوم سے خراج تحسین حاصل کرنے کی زبردست سفارش کرتی ہیں لہذا میری رائے ہے کہ قاضی صاحب کی خدمات کے اعتراف میں قوم کی طرف سے "ہدیۂ تشکر" پیش کیا جائے۔ اور وہ "گولڈن میڈل" یا کسی خاص صورت میں ہو۔

تائید غیبی کسی تجویز کی اشاعت کے قبل ہی اگر کسی صورت میں اس کی تائید میں کوئی آواز بلند ہو تو اسے تائید غیبی سمجھا جائیگا۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ تجویز متذکرہ کو "تائید غیبی" حاصل ہوئی ہے۔ یعنی مولوی امیر علی صاحب منشی فاضل ٹیچر نارمل سکول اجنالہ کی رائے جو تجویز متذکرہ کی کلیتہً تائید ہے عین اسی وقت حاصل ہوئی جب کہ شیخ صاحب کی تجویز۔ اور جس تجویز کو قدرتی تائید حاصل ہو اس کی موزونیت میں شبہ غیر واجب' معاونین القریش اور اراکین "انجمن قریشیان پنجاب" اس بارہ میں اپنی اپنی رائے سے مشکور فرماویں۔

القریش کے معاون' قوم کے بہی خواہ قریشی محمد ایزد بخش صاحب جو گذشتہ دسمبر میں ڈیڑھ درجن معاونین کی بہم رسانی سے القریش کی امداد کر چکے ہیں بائیس روپے ماہوار کی ملازمت سے یکایک ایک سو چالیس روپے مشاہرہ کی آسامی پر ترقی کر گئے ہیں ہمدردان قوم کی ترقی صحیح معنوں میں قومی ترقی ہے۔ اس کامیابی کی ہم اپنے محترم بھائی کو مبارکباد دیتے ہیں۔

مولانا مولوی غلام غوث صاحب غلامی صدیقی گورنمنٹ پنشنر کی تجویز ہے کہ مراسیت سے متعلقہ اس تمام تاریخی مواد کو جو القریش میں گذشتہ سال سے شائع ہو رہا ہے۔ الگ کتابی شکل میں طبع کرا لیا جائے۔ اس کی ترتیب و تنظیم آپ کر چکے ہیں' حجم کم و بیش دو سو صفحات تک پہنچ جائیگا۔ احباب اگر ایک ایک روپیہ سے اعانت کر دیں تو اس کا بوجھ کسی فنڈ یا شخصیت پر پڑے بغیر کام نہایت خوبی سے ہو سکتا ہے۔ فرمایئے کیا رائے ہے؟

نقد و نظر

جہد للبقاء خواجہ کمال الدین صاحب نے تبلیغ و اشاعت مذہب میں اسلام کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ تحسین و ستائش کی حد سے بہت بلند اور ارفع و اعلیٰ ہیں۔ طباعت و مطبوعات' اور وعظ و نصائح کے ذریعہ سے آپ نے انگلستان میں دائرہ اسلام کو وسعت دینے میں جو کوشش کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا آپ کی سعی و جہد کا یہ سلسلہ جاری اور دمبدم رو بترقی ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ نے "جہد للبقا" نامی ایک کتاب شائع کی ہے جس میں "فیوضات سورہ فاتحہ" کا صراحت و وضاحت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہمیں ریویو کی غرض سے موصول ہوئی ہے۔ ہم نے اسے جستہ جستہ مقامات سے پڑھا ہے۔ اس میں قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ان چند ابتدائی اخلاق و اطوار کو لکھا گیا ہے جن پر عمل کرنے سے مردہ قومیں زندہ ہو سکتی ہیں۔ خواجہ صاحب کی یہ خدمت قابل قدر اور لائق ستائش ہے۔ خواجہ صاحب نے "جہد للبقاء" کی اشاعت سے بہت بڑی اسلامی خدمت کر کے سعادت ابدی حاصل کی ہے۔ جسے خدا دے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

خواجہ صاحب اس کتاب کو اسلامی سکولوں اور کالجوں میں مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ آپکی خواہش ہے کہ صاحب ثروت مسلمان اسے اصل لاگت پر خرید کر تقسیم کرائیں اور ثواب دارین میں شامل ہوں قیمت فی نسخہ چار آنہ مقرر ہے۔ ایک روپیہ میں پانچ دیئے جائینگے۔ پتہ ذیل سے طلب کیجئے۔ سکرٹری مسلم مشن ووکنگ' عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔

دعوت اسلام تبلیغ و اشاعت اسلام کا اہم فرض انجام دینے کیلئے ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر محمد یامین صاحب قریشی مالک ڈنٹل ہاؤس سکرٹری خلافت کمیٹی سکھر کی ادارت میں "دعوت اسلام" نامی ایک ماہوار رسالہ شائع ہوتا ہے۔ موجودہ حالات کا شدید اقتضا ہے کہ ایسے رسائل کی دل کھولکر مدد کیجاتی۔ "دعوت اسلام" کی امداد و اعانت کی جانب اہل سکھر کو خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے ہمیں امید ہے کہ رسالہ محترم مدیر کے ہاتھوں میں پھلے پھولیگا اور قوم کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ نمونہ کا پرچہ مندرجہ پتہ سے طلب کریں۔

اسلامی کیلنڈر اسلامک لٹریچر کمپنی لاہور نے ۱۹۲۹ء کے دو خوبصورت کیلنڈر ہمیں بغرض ریویو ارسال کئے ہیں۔ جو رنگین آرٹ پیپر پر طبع کئے گئے ہیں ایک میں شاہ پہلوی' نظام الملک آصف جاہ' ابن سعود' غازی امان اللہ خان۔ جامع مسجد دہلی صرف تاج محل آگرہ' مسجد اقصیٰ اور آیا صوفیہ کے اور دوسرا غازی پاشا اور پاشا کمال پاشا' شاہ ولی خاں' فاطمہ عادلہ' خالدہ خانم ادیب' اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے مکانوں سے مزین ہے۔ تیجے انگریزی جنتریوں کی رنگین تصویروں کی طرح بالکل دیدہ زیب ہیں۔ قیمت فی (دونوں) کیلنڈر ۲) ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ مینیجر دی اسلامک لٹریچر کمپنی نمبر ۱۳۱ لاہور سے منگوائیے۔

اسلامیات

افغانستان

ذرائع خبر رسانی اگرچہ کلیۃً مسدود ہیں، لیکن قرائن سے ثابت ہے کہ صورت حالات دمبدم نازک ہو رہی ہے، شاہ غازی نے حالات پر قابو پانے کیلئے جنرل نادر خاں کو قندھار طلب کیا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پشاور وغیرہ سے ہوتے ہوئے مشرقی افغانستان کے علاقہ کا مطالعہ شروع کر دیا، مسلمانان ہند کی دلی آرزو ہے کہ جنرل موصوف امانی عساکر کی اعانت میں حصہ لیں، وہ اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں، لیکن بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقرار زبانی جمع خرچ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، جنرل موصوف جو کہتے ہیں وہ کرینگے نہیں، جرگوں کے ذریعہ بادشاہ کے انتخاب کی تجویز، پشاور میں متعدد روز کے دریافت کرنے کے باوصف صحیح ارادہ کے اظہار سے انکار، پشاور سے اچانک اور غیر متوقع طور پر خوست کی جانب روانگی کا عمل میں آنا ایسی باتیں ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں عدم اطمینان کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں، علاوہ ازیں ایک جوابی تقریر میں آپ کا یہ کہنا، کہ

"مجھے قندھار جانے کے متعلق جو مشورہ دیا جاتا ہے، وہ مبنی بر دانش نہیں ہے۔ ذاتی طور پر مجھے ان خبروں کے سچا ہونیکے متعلق بھی شک ہے کہ غازی امان اللہ خاں نے قندھار میں پورا اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ میرا قندھار جانا مفید نہ ہوگا۔ اس موقع پر مناسب یہی ہے کہ خونریزی سے احتراز کیا جائے بچہ سقہ پر غلبہ حاصل کر لینا آسان نہیں ہے۔"

اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جنرل نادر خاں امان اللہ خاں کی حمایت نہیں کرینگے اور معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کی قسمت میں ہنوز فرق ہے، خدا شاہ غازی کا حامی و ناصر ہو، آمین!

تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ جنرل نادر خاں گرفتار کر لئے گئے، کابل میں ان کا مال و اسباب بچہ سقہ نے لوٹ لیا، ملائے شور بازار بھی پکڑے گئے، قبائل باہمی جنگ و جدل میں مصروف ہیں۔ ایک افراتفری بپا ہے اور بظاہر فوری حمد کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، کسی کی نیت پر حملہ نہیں کیا جا سکتا ممکن ہے کہ جنرل نادر خاں نے کسی مصلحت سے قندھار جانا مناسب نہیں سمجھا لیکن وہ اگر چلے جاتے تو شاید اصلاح حالات کی کوئی فوری تدبیر بن آتی، خدا فضل کرے،

ایران

جرمنی اخبار برلینر ٹیجبلیٹ کا نامہ نگار مقیم یروشلم رقمطراز ہے کہ "ٹرکی اور افغانستان کے بعد اب ایران نے بھی اصلاحات کے نفاذ کی طرف قدم بڑھایا ہے، معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ایران نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اصلاحات نافذ کر دیجائیں،

ایران میں اس وقت فارسی کا رواج ہے اور فارسی ہی ملکی زبان ہے لیکن رسم الخط عربی ہے، اب یہ کوشش کیجارہی ہے کہ عربی کی جگہ لاطینی رسم الخط ہو، یہ بھی طے پایا ہے کہ ایران میں مغربی طریقوں کو رائج کر کے عوام میں بیداری پیدا کی جائے، چنانچہ میونسپل کمیٹیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر جگہ سینما ہال کھولدیئے جائیں تاکہ اس سے اہل ایران سبق حاصل کر سکیں، اس وقت ایران میں سینماؤں کی تعداد بہت کم ہے ان سینماؤں سے اہل ایران کسی قسم کا سبق حاصل نہیں کر سکتے،

ایران میں بھی افغانستان کی طرح اصلاحات کی مخالفت کی جارہی ہے لیکن گورنمنٹ نے اس وقت تک تو مخالفت کی پروا نہیں کی اور نہ کریگی، اندیشہ ہے کہ افغانستان کیطرح یہاں بھی مخالفت کی آگ بھڑک نہ اٹھے، اس لئے گورنمنٹ کیطرف سے انسدادی تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں،

جرمن پریس کے بیان کے مطابق ۵ سو ملانے جلا وطن کر دئے گئے ہیں، گورنمنٹ نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ملک سے جہالت کا خاتمہ کرنے کیلئے ہر حصۂ ملک میں سکول جاری کر دئے جائیں اور تعلیم لازمی کر دی جائے، ان باتوں کے علاوہ ایران گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سسٹم میں بھی اصلاح کرنا چاہتی ہے، کیونکہ اس وقت ایران کا ذرائع رسل و رسائل نہایت ردی حالت میں ہیں،

ایران نے ٹرکی اور افغانستان کی طرح اصلاحات کے نفاذ کی طرف قدم اس لئے بڑھایا ہے کہ انکا ملک غیر ملکی غلبہ سے بچا ہوا ہے"

خدا معلوم ان لاطینی حروف میں کیا جادو اثر کشش جاذبیت ہے کہ سب کے سب قدیم رسم التحریر کو چھوڑ کر ادھر کھیچے چلے جارہے ہیں، اور مغربیت میں کیا برقی اثر ہے کہ اس سے تعشق نہ رکھنے والے جاہل مطلق سمجھے جاتے ہیں، اور تمام کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی، خدا خیر کرے، اور ایران کو چشم زخم سے بچائے، آمین!

اب معلوم ہوا ہے کہ نادر خاں کی گرفتاری کی خبر غلط ہے، گویا کوئی خبر بھی موثق نہیں آتی،

روز بازار الیکٹرک پریس واقع ہال بازار امرتسر میں باہتمام محمد علی رونق پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر القریش امرتسر سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ مدحیہ دعائیہ

در ستایش والا دودماں اعلیحضرت سلطان العلوم شہریار دکن ادام اللہ حشمتہ

از کلک گوہر سلک جناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل بالقابہ

مدح گوئی فخر ہے طبع رسا کے واسطے — دل دعا کیواسطے لب ہیں ثنا کیواسطے
گوہر معنی نکالے ہیں اسی مقصود سے — ارمغاں ہوں تا کسی بحرِ عطا کیواسطے
کون وہ بحرِ عطا، کانِ سخا، حاجت روا — جو خدا کا فضل ہے خلقِ خدا کیواسطے
میر عثمان علیخاں خسروِ ملکِ دکن — مایۂ ناز وطرب ارض و سما کیواسطے
کجکلاہی ہے اسی شاہِ فلک فر کیلئے — بادشاہی ہے اسی ظلِّ خدا کیواسطے
حبذا اے تاجدارِ ذی کرم دانا ہمم — ہے عطا تیرا تو ... تو ہی عطا کیواسطے
ملک کے حق میں ہیں ایسے تیرے الطافِ لطیف — بات جو گلشن میں ہے بادِ صبا کیواسطے
یہ تجھی کو ہمنے دیکھا یہ ترا ہی خلق ہے — کام تو کرتا ہے بندوں کا خدا کیواسطے
بعدِ حاتم ملگیا اے شاہ تیرا دستِ فیض — پھر ٹھکانا ہوگیا جود و سخا کیواسطے

اس قدر اوصاف ہیں ممکن نہیں جن کا شمار — سخت مشکل ہے مدحت سرا کیواسطے
گل سراپا گوش ہیں سننے کو تیری گفتگو — لب شگوفوں کے کھلے ہیں مرحبا کیواسطے
نام لیکر شاہ کا پاتے ہیں راحت دردمند — یہ دوا اکسیر ہی ہے شفا کے واسطے
اونچوں کو ہے تیری ذاتِ عالی سے رجوع — آسماں بھی جھک رہا ہے التجا کیواسطے
ہے یہی اک در جہاں ملتی ہے منہ مانگی مراد — ہے یہی اک گھر غریب بے نوا کیواسطے
یا خدا تیری عنایت سے رہے شام و سحر — فتح و نصرت آصفِ کشور کشا کیواسطے
چار دانگِ دہر میں ہو بول بالا شاہ کا — یاالٰہی چار یارِ باصفا کے واسطے

بہرِ عثمانؓ شاہِ عثماںؔ پر رہے رحمت تری
مشکلیں آساں ہوں مشکل کشا کیواسطے

حکمت و موعظہ

حکایات

۱ سلطان محمود بن سبکتگین نے جب ملک عراق لینے کا عزم مصمم کیا تو عبد اللہ نامی وزیر نے مشورہ دیا کہ آج خراسان ماوراء النہر اور تمام ہندوستان بندگانِ عالی کے قبضہ میں ہے اور ان کے آس پاس کے تمام ممالک پر بادشاہی پھریرا اڑ رہا ہے دیگر ممالک کی تسخیر بغیر ورت ہے، اچھی بھی جان کو خطرات میں ڈالنا مناسب نہیں معلوم ہوتا، چند روز توقف فرمائیے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے دوست اور خیرخواہان سرکار ہمیشہ شاہی الطاف کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمارے دشمن ہر وقت ہم سے خوف کرتے ہیں، اگر ہم اسی مقبوضہ ملک پر قناعت کر بیٹھیں تو ہمارے خیرخواہ انعامات سے محروم رہجائیں اور بدخواہوں کے دل سے قطعاً خوف کا مادہ جاتا رہے بلکہ دشمن خود ہمارے ملک کی فکر میں پڑجائیں، لہٰذا ہم کاہلی کو پسند نہیں کرتے، چنانچہ علو ہمتی کے باعث سلطان محمود نے چند روز میں تمام عراق فتح کر لیا اور یہ بھی اسکی عالی ہمتی تھی کہ ایسے دور دراز مقامات اور دشوار گذار راستوں کو عبور کرکے کروڑہا روپے کے زر و جواہر کے ساتھ واپس گیا، چنانچہ انہی فتوحات اور اولوالعزمیوں کے سبب خلفائے عباسیہ کے دربار سے اسے امین الملۃ یمین الدولہ کا خطاب ملا تھا۔

۲۔ سکندر جب روم سے لیکر تا انتہائے ہفت اقلیم تسخیر کرنے کی فکر میں ایکدن مشوش بیٹھا تھا۔ ارسطاطالیس نے کہا کہ خزانے معمور ہیں اور لشکر بھرپور، عملہ بر سرِ کار اور رعایا فرمانبردار پھر تشویش کا کیا سبب ہے؟ سکندر نے جواب دیا کہ مجھے اپنی عالی ہمتی کے سامنے عرصہ جہاں بہت تھوڑا نظر آتا ہے اس لئے تھوڑی چیز کے لئے نقل و حرکت کرتے شرم معلوم ہوتی ہے۔ ارسطاطالیس نے کہا، بیشک حضور کی ہمت عالی کے مقابل ہفت اقلیم کی کچھ حقیقت نہیں، اسلئے مملکتِ جہاں کیساتھ عرصۂ سعادت ابدی یعنی مملکتِ اخروی کو بھی تسخیر کرنا چاہیئے اس جہاں کو تیغ آبدار سے اور اس جہاں کو طاعتِ پروردگار سے حاصل کرنا دونوں جہاں کی سلطنت ..... ہے، اسکندر کو اس نکتہ سے تسلی ہوئی اور ارسطاطالیس کی تحسین کی۔ نتیجہ یہ کہ سکندر نے اپنی بلند ہمتی سے چند مدت میں ساری جہاں کو مسخر کرلیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۱۵ نمبر ۵

الفقیہ امرتسر

بابتہ ۲۔ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۱ شوال سنہ ۱۳۴۷ ہجری

اصلاحات جدیدہ پر ایک نظر

قرون اولیٰ میں اخلاق و اعمال اور تمدن و معاشرت کی اصلاح سے افرادی و جماعتی و قومی و ملکی ترقی وابستہ تھی لیکن عہد حاضر میں داڑھی منڈا کر حلیہ بدلنے اور مغربی طرز و طریق کا لباس پہنکر شکل و صورت کی قطع و برید میں ترقی سمجھی جاتی ہے اور اسی تبدیلی ہیئت کا نام "اصلاحات" رکھا گیا ہے،

پچاس ساٹھ سال قبل تک قدیم تاریخی روایات پر عمل کرنا موجب فلاح سمجھا جاتا تھا لیکن اب انہیں بوسیدہ اور بیکار سمجھ کر ترک کیا جا رہا ہے،

سر سید مرحوم کا قول ہے کہ

"وہ قومیں جن کی تاریخ یاد رکھنے کے قابل نہ تھی لیکن انہوں نے یاد رکھی وہ بام عروج پر پہونچ گئیں، اور جن کی تاریخ یاد رکھنے کے قابل تھی مگر انہوں نے اسے فراموش کر دیا وہ قعر مذلت میں گر گئیں اور ذلیل و رسوا ہو گئیں"

اس سے اس بات کی کھلی ہوئی شہادت ملتی ہے کہ اسلاف کے اصول سچے اور تلے ہوئے اصول تھے اور وہ بہت بڑی فہم و فراست سے قائم کئے گئے تھے اور اس قابل ہیں کہ ان پر کاربند رہنے سے دنیوی فلاح اور اخروی نجات حاصل ہو سکتی ہے،

زمانہ خواہ کچھ کہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ انسان کی دینی و دنیوی ترقی کا راز اسی عروۃ الوثقیٰ کی مستحکم گرفت میں مضمر ہے ہمارے سامنے اس حقیقت کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ اس صراط مستقیم سے منہ پھیر کر نئی لائن اختیار کرنیوالے منزل مقصود اور منصہ عروج پر پہونچنے سے پہلے ہی ذلت کدہ گمنامی میں گر گئے اور ایسے کہ پھر ابھرنے کی تاب نہ لا سکے،

ٹرکی جب تک تو اس عروۃ الوثقیٰ کا سہارا لئے رہا، ترقی و اقبال اس کے قدم چومتے رہے، وہ مسلمانان عالم کی آنکھ کا تارا بنا رہا، اس کا تاجدار خلیفۃ المسلمین کے معزز و مفتخر لقب سے ملقب رہا، کلمہ گویان رسولؐ اس پر جانیں قربان کر دینا سعادت ابدی سمجھتے رہے، لیکن جب اس نے کوئی نئی راہ اختیار کرنے کا قصد کیا، اس کے ہاتھ لرز گئے، عروۃ الوثقیٰ چھوٹ گیا، ید قدرت نے خلافت چھین لی، مسلمانان عالم کے دلوں میں وہ عقیدت نہ رہی، خانہ جنگیاں ہوئیں، سینکڑوں مصیبتوں اور ہزاروں بلاؤں سے دو چار ہونا پڑا، اور اب تک مختلف النوع سازشوں کے دبانے میں وہ وقت جو نظام ملکداری میں صرف کرنا چاہیئے تھا ضائع کیا جا رہا ہے اور نہ معلوم آخر نتیجہ کیا ہو،

افغانستان کا نئی راہ کی جانب رخ کرنا ہی تھا کہ اس کے قدم متزلزل ہو گئے، اور آج وہ ایک ایسی کشمکش میں مبتلا ہے، کہ اس کے انجام کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو سکتی، وہ اغیار کی دستبرد سے تو محفوظ ہے لیکن خانہ جنگی نے تباہی و بربادی کا نقشہ پیش کر دیا ہے، مسند شاہی قزاقوں اور رہزنوں کے قبضہ میں ہے، اور جور و ستم کا آماجگاہ،

اب ایران کے کجکلاہ نے "اصلاحات" کے نام سے روایات پارینہ کو خیرباد کہکر ترقی کے لئے پیش قدمی کی ہے، اخباری خبر ہے کہ اصلاحات کے مخالف پانچ سو ملاؤں کو آپ جلاوطن کر چکے ہیں اور یہ پہلی قسط ہے، خدا جانے اور کیا کچھ کرنا پڑے اور اس ترقی کے لئے تنزل کی کتنی منزلیں طے کرنی پڑیں، خدا خیر کرے،

بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخ کو فراموش کر دیا ہے، قدیم اسلامی اصولوں کو وہ ناقابل عمل سمجھ کر طاقِ نسیاں پر رکھ چکے ہیں، اور اندھی تقلید کے پیچھے تنزل و انحطاط کی طرف چلے جا رہے ہیں،

کہا جاتا ہے کہ داڑھی اور لباس میں اسلام نہیں، لیکن یہ غلط ہے، اسوۂ رسولؐ کو دیکھو صحابہ کرام رضؓ کی زندگی پر نظر ڈالو، جب تمہیں معلوم ہو کہ داڑھی اور لباس میں اسلام ہے یا نہیں،

مسلمانوں کو یاد رہنا چاہیئے کہ داڑھی منڈانے اور گال چھیلا کر نسوانیت پیدا کرنے اور لباس کی قطع و برید میں بھی اسلام نہیں، لہٰذا اگر وہ آفات و بلیات ارضی و سماوی سے محفوظ رہکر ترقی کرنا اور خداؐ و رسولؐ سے سرخرو رہکر نجات پانا چاہتے ہیں تو شعائر اسلام کو لائحہ عمل قرار دیں،

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر، خواہ ملال

انجمن قریش گوجرانوالہ میں افسوسناک بدنظمی

مولوی الٰہی بخش مرحوم کی قائم کردہ "انجمن قریش" گوجرانوالہ کے کارکنان کی سینہ زوری سے نظام انجمن میں افسوسناک تغیر رونما ہونیکی خبر معلوم ہوئی، تو "نفسانیت کی بھینٹ" کے عنوان سے ۱۷ مارچ کے القریش میں ہم نے ایک شذرہ سپرد قلم کرتے ہوئے کارپردازانِ انجمن کو مشورہ دیا کہ وہ حالات کو درراہ لانے کی جانب بہت جلد متوجہ ہوں، توقع تھی کہ وہ اس مشورہ کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے ان تمام شکایات کا ازالہ کر دینگے، جو ان کی غلط کاریوں سے پیدا ہوئیں اور جن کی وجہ سے بیک مشت بائیس ممبران احتجاجاً اس سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہوئے، قارئین کرام افسوس کے ساتھ سنیں گے کہ اس وقت تک اجارہ داراں انجمن کے رویہ میں سرمو کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ قومی باڈی کو وراثت تصور کرتے ہیں اور اصلاح حال کی جانب متوجہ ہونا خودداری کے خلاف سمجھتے ہیں، کوئی انجمن کسی واحد شخص یا کسی ایک پارٹی کی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ مجموعی صورت میں قوم اس کی مالک ہے اور اس کے حالات کو آئینی حق رکھتی ہے، قومی امور میں رخنہ اندازی قرین دانش نہیں، لہٰذا ہم کارکنان انجمن خصوصاً منشی محبوب الٰہی کی توجہ مکرر اس مسئلہ کی جانب دلاتے ہوئے خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی سب سے پہلی فرصت میں انجمن کی ان بے اصولیوں کے سدباب کیطرف رخ کریں، تاکہ انجمن کا وقار ضائع نہ ہو، اگر اس پر بھی کوئی عملی توجہ نہ دیگئی، تو ہم ان تمام مراسلات کو جو انجمن کے کارکنان کی بدمعاملگیوں کے متعلق ہمیں موصول ہو چکے ہیں، شائع کرنے پر مجبور ہونگے،

ناکام آرزو

جنرل نادر خاں نے یورپ سے واپس آتے ہوئے ہندوستان کے مختلف مقامات پر مسلمانوں کو یقین دلایا۔ کہ اپنی تمام کوششیں غازی امان اللہ خاں کے حق میں صرف کرینگے، اثناء میں آپ نے بعض افغانی قبائل سے بھی یہی وعدہ کیا، لیکن بعد میں آپکی نقل و حرکت اور آپ کے بھائیوں کی دوڑ دھوپ نے آپ کی پوزیشن مشتبہ کر دی،

آپ خوست میں گھومتے اور مشرقی افغانستان کی فضا کا مطالعہ کرتے رہے، اس اثنا میں مخالف و موافق قبائل سے بھی آپکو ملنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن آپ نے اپنی پوزیشن واضح کرنے کی جانب توجہ نہیں کی،

آپ کو اپنے اثر و رسوخ پر بھروسہ ہے اور اسی بھروسہ پر آپ نے بچہ سقہ کو خط لکھا ہے کہ

"تم نے اپنے تئیں کابل کا بادشاہ بن کر خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے، میں افغانستان کا بادشاہ منتخب کرنے کے لئے ایک کانفرنس منعقد کرنیوالا ہوں، بہتر ہے کہ تم اس میں میرا ہاتھ بٹاؤ، ورنہ میں تمہارے خلاف اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرونگا جو مجھے قبائل پر حاصل ہے۔"

اور یہی وہ بھروسہ ہے جس نے آپکو قندھار جانے سے باز رکھا،

جنرل موصوف بلا کسی جبر و اکراہ اور کشت و خون کے بچہ سقہ اور اس کے حواریوں سے تخت و تاج چھین لینے کی امید رکھتے ہیں، لیکن یہ غلط ہے، امانی عساکر تسخیر کابل کیلئے بڑھی آ رہی ہیں اور بچہ سقہ مقابلہ کیلئے تیار، بس دو چار دن ہی میں میدان کارزار گرم ہوا چاہتا ہے، لہٰذا جنرل صاحب کی یہ تمنا پوری ہوتی دکھائی نہیں دیتی،

ملک و قوم کو کشت و خون سے بچانے اور ڈاکوؤں سے تاج و تخت واپس لینے، اور شورش و فتن کو دبا کر امن و امان قائم کرنے کی تمنا تھی تو چاہیئے تھا۔ کہ جنرل موصوف غازی امان اللہ خاں کو اپنے ارادوں سے واقف کر دیتے اور خوست وغیرہ سے ہو کر قندھار پہنچکر مجلس مشاورت میں اپنے عمل کیلئے کوئی کلیہ مقرر کر لیتے، اب بھی وقت ہے جنرل موصوف اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور صدق و یقین کے ساتھ غازی موصوف کی حمایت کا اعلان کر دیں، تاکہ حقیقتاً سعی و جہد سے ملک مراد قریب تر لے آئے۔

ورنہ یک شور لشکر کوہ را پراگندگی آرزو ہا بنوہ را

اور اگر یہ نہیں تو قوم و ملک کو خونریزی سے محفوظ رکھنے کی تمنا ناکام آرزو ہے

حکومت کشمیر کی بے پروائی

سر البین بینرجی نے ریاست جموں و کشمیر کی وزارت خارجہ و سیاسیہ کے منصب سے سبکدوش ہوکر پریس ایسوسی ایٹڈ کو جو بیان دیا ہے وہ حکومت کشمیر کی سرد مہری و بے پروائی اور رعایا کی بے بسی و کس مپرسی کی دردانگیز داستان ہے، آپ کے بیان کے بعض فقرات حسب ذیل ہیں،

اس ریاست کی آبادی ان بے شمار بدنصیب مسلمانوں پر مشتمل ہے جو بالکل ان پڑھ ہیں اور جو غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہیں، عملی حیثیت سے ان پر عین اسی طرح حکومت کی جا رہی ہے جس طرح لاٹھی سے ہانکے جانیوالے جانوروں پر کی جاتی ہے، راجا اور پرجا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، عوض معروض کا موزون موقع رعایا کو نصیب نہیں، حکام کو عوام کی شکایات یا مطالبات کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں، صنعت و تجارت میں امتیاز حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں، ریاست میں رائے عامہ نام کو بھی نہیں، عملی طور پر اس مملکت کے طول و عرض میں کسی اخبار کا وجود نہیں پایا جاتا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کو یہ موقع نصیب نہیں ہوتا کہ وہ اپنی رعایا کی خوشگوار نکتہ چینی سے مطلع ہو سکے، لوگوں پر زمین تنگ ہو گئی ہے، اور جاڑے کے موسم میں انہیں کوئی پناہ نہیں ملتی۔ اور وہ تلاش روزگار میں ترک وطن پر مجبور ہوتے ہیں، کشمیر کے صناع کاریگری کے لحاظ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں، لیکن بدقسمتی سے انکی حالت دن بدن خراب ہو رہی ہے"

دربار کشمیر کی انتہائی بے پرواہی اور رعایائے کشمیر کی انتہائی بے بسی پر وہ متعصب اور فرقہ وارانہ جرائد غور و تعمق کی نظر ڈالیں، جنہوں نے اسلامی ریاستوں اور مسلمان فرمانرواؤں کو خواہ مخواہ کوسنا اپنا شعار بنا رکھا ہے، خدا انہیں دیدۂ بینا عطا کرے،

پٹواریوں کے حقوق پامال کرنے کی کوشش

زمانہ کے دار و گیر سے ہر وہ شخص جو لعبید حیات موجود ہے، ضروریات زندگی کی گوناگوں پریشانیوں اور جانگسل مصیبتوں سے نجات پانے کیلئے ساعی ہے، القریش جماعتی حیثیت سے تن و توش کی فکر میں ترقی کے نام اس قدر دوڑ دھوپ جاری ہے کہ شاہراہ الٹی پڑی ہے، آج کوئی فرقہ اور کوئی گروہ ایسا نہیں جو حریفوں کو پچھاڑ کر آگے نکل جانیکی کوشش نہ کرتا ہو،

رواداری کے اس دور میں برسوں کا سویا ہوا فرقہ پٹوار بھی بیدار ہوا، آنکھیں کھلیں اور ٹہرنے کی آواز پاکر ترقی کی راہ پر چلنے والوں کے ساتھ ہو لینے کے لئے آمادہ ہو گیا پچھلے دنوں اس نے بھی زاد راہ تیار کی اور کمر ہمت چست کری۔ لیکن مراسیوں کی ترشیت (right margin:) و اخلاق کی اصلاح سے قبل ترشیت کی بانگ بے ہنگام سے شور ترقی پیدا کر سکتے ہیں تو پٹواریوں کے جائز مطالبات پر یہ عتاب کیوں ؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ پٹواریوں کا نمائندہ اخبار "پٹوار گزٹ" اس پر کیا نوٹس لیتا ہے ،

کا ڈھول پیٹنے والی "چودرتی" کو انکی یہ تیاری ایک آنکھ نہ بھائی، اس نے انکی راہ میں خار دار کانٹے بچھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور بلا قدر زہر حکابی سے کام لیا ہے کہ گویا مدیر "چودرتی" کو فرقہ پٹوار سے ذاتی عناد ہے،

چونکہ القریش کے ناظرین میں بہت سے پٹواری صاحبان بھی ہیں، اس لئے ہم مدیر "چودرتی" کے اس "شذرہ" کو جو اس نے انکے متعلق ۲۹ مارچ کی اشاعت میں "اذکار و معارف" کے تحت درج کیا ہے انکی واقفیت کیلئے بلفظہ نقل کرتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں انکے حقوق کو کس طرح پامال کرنیکی کوشش کیگئی ہے، لکھا ہے کہ

"مطالبات کی بھی حد ہونی چاہیئے، صدر استقبالیہ کمیٹی پنجاب کانفرنس پٹواریان مال نے اپنے خطبۂ صدارت میں سے ضمن نقل و حرکت میں یہ گلہ ہے کہ شہریوں کی رشتہ داریاں چونکہ شہروں میں ہوتی ہیں، اسلئے انکا خرچ ہے۔ آمد و رفت کوئی نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ ہماریاں رشتہ داریاں دور دراز ہوتی ہیں اسلئے ہمیں بہت خرچ کرنا پڑتا ہے، اس سے مراد تو یہ ہے کہ جہاں حکومت دیگر سہولتیں بہم پہونچانیکی ذمہ دار ہے ایک ادھیکمہ بنائے جو پٹواریان مال کی رشتہ داری کا ٹھیکہ لے اور وہ رشتہ داریاں اس علاقہ میں ہوں جہاں وہ ملازمت کر رہے ہیں اور اگر حکومت ایسا نہیں کر سکتی تو ایک الاونس نیا بنائے جس کا نام رشتہ داری الاونس رکھا جائے، اور جب کبھی کسی پٹواری نے اپنے رشتہ دار سے ملنا ہو اسے تنخواہ میں سے کچھ نہ خرچ کرنا پڑے،

ہم اس کے مخالف نہیں کہ وہ کیوں حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں واقعی پٹواریوں کی تنخواہ بہت قلیل ہے مگر رشوت ان کا گھر پورا کرتی جاتی ہے، اور تنخواہ کے معقول ہو جانے پر ممکن ہے کہ رشوت ستانی کا انسداد بھی ہو سکے مگر صدر صاحب کی یہ حجت کہ دیہاتوں میں سبزی اور دال کپڑا مہنگا ملتا ہے بالکل غلط ہے، سبزی اور دال پٹواری مول نہیں لیتی، زمینداروں سے تعلق ہے۔ سبزی دیہات میں پیدا ہوتی ہے نہ کہ شہر کے محلوں میں اسلئے وہ مولی گاجر کدو شلغم وغیرہ مفت حاصل کر لیتے ہیں، چنے، ماش، مسور وغیرہ کی کاشت دیہات میں ہوتی ہے، بعض کیمو قع پر پٹواری اپنا بجرہ لیکے بیٹھتے ہیں اور اگر نہ ملے تو بنجر کو قابل کاشت لکھ دیتے ہیں، رہا گھی۔ شہروں میں خالص نہیں ملتا بلکہ بناسپتی ملتا ہے اور وہ بھی آدھ سیر، جو خالص شہر میں دس چھٹانک ملتا ہے اور پٹواریوں کو ۱۲ چھٹانک مل سکتا ہے۔

رہا سوال کپڑے کا .... کپاس پٹواریوں کو بہ نسبت دوسرے کے سستی ملسکتی ہے، وہ گھر کا بنا ہوا کیوں نہیں پہنتے، جو بہت سستا پڑیگا۔ اسوقت محکمہ مال میں ۔ ہزار پٹواری ہیں۔ اگر فی پٹواری کے گھر کے ممبران کی اوسط پانچ نفوس کیجائے تو پچاس ہزار نفوس بنتی ہے اور اگر فی ممبر ۲ روپے ماہوار کپڑے کا خرچ شمار کیا جائے تو حکومت کو ایک لاکھ روپے کا نقصان ہوگا (left margin:) اس حساب سے ۱۲ لاکھ سالانہ حکومت کو نقصان ہوگا" مراسی جب زمینداروں سے محروم ہیں اور پٹواریوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ تو ہم حیران ہیں کہ انہیں پٹواریوں کے مطالبۂ حقوق پر کیوں درد اٹھا۔ اور انہیں کہنے کا حق کیونکر پیدا ہوا۔ اگر مراسی اعمال

مراثیت کی تاریخی حقیقت

(ضمیمہ نمبر ۵)

کوئے دلدار میں کچھ ایسی کشش ہے ناصح
لاکھ چاہیں نہ وہاں جائیں مگر جاتے ہیں

اہل یورپ نے تحقیق و تجسس کے جو اصول وضع کئے ہیں، لاریب وہ بہت بڑی حد تک قابل تعریف ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ محققین یورپ جو رطب ویابس ہمارے سامنے رکھدیں، ہم آنکھیں بند کئے ہوئے بلاچون وچرا اسے قبول کرتے جائیں بلکہ ہمارا فرض ایسے موقعہ پر یہ ہونا چاہیئے کہ جہاں کہیں انکی غلط روایات، بے بنیاد قیاسات اور متعصبانہ بیانات پائیں، انکی قلعی کہولدیں، اور اگر یورپین مصنفین کی کوئی جد وجہد علمی تحقیق کے پردہ میں بانئے اسلام (فداہ ابی وامی) کی ذات مقدس کے خلاف ہو جس سے حضورؐ کے نسب مطہر کو (عیاذاً باللہ) آماجگاہِ اعتراض بنایا جاسکتا ہو تو ایسی صورت میں سکوت وخاموشی مجرمانہ تغافل ہے، اس لئے ہم ڈنکے کی چوٹ علی الاعلان کہتے ہیں کہ جن یورپین مصنفین نے عربی لٹریچر سے پورے طور پر ماہر نہ ہونیکی وجہ سے لفظ ارث کی بنا پر "میراثی" کو عربی زبان کا لفظ قرار دینے کی بجائے اسے عربی نام سے تعبیر کیا، ہم انکی ایسی اجتہادی غلطی کو ان کی قلت معلومات پر مبنی خیال کرتے ہیں، کیونکہ میراثی کی وجہ تسمیہ تقسیم میراث نہیں ہے، بلکہ ہندی الاصل اقوام کے دستور قدیمہ کے مطابق جسطرح برہمنوں نائیوں اور چوہڑوں کی وراثت میں اپنے اپنے ججمانوں کے چند گہرانے خدمتگذاری کیلئے معین ہوتے ہیں، اسی طرح میراثیوں کی ورثہ میں بھی چند گہرانے زمینداروں کے مشخص ہیں جکی بنا پر ان کو عرف عام میں میراثی یا مراسی کہا جاتا ہے لیکن وجہ تسمیہ کی حقیقت پر غور کرتے ہوئے خیال کیا جاسکتا ہے کہ قبول اسلام کے بعد ان کے مشاغل کے لحاظ سے عین ممکن ہے کہ انہیں "میرعاصی" پکارا گیا، پھر غلط العام میں بگمان غالب رفتہ رفتہ مراسی ہوگیا اور خیال کیا جاتا ہے کہ علمی اختراع کی پیخ سے س مبدل بہ ث ہوکر میراثی بن گیا،

لیکن اب اگر مراسی حرف س سے نعل در آتش ہوتے اور حرف ث ہی کو استخوانِ پشت تصور کرتے ہوں، تو ضلع ملتان کے جغرافیہ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں مراسی س سے لکہا ہوا دیکھ لیں،

بہرکیف مراسی س سے ہو یا ث سے، بلحاظ مدعا ومعانی یکساں، اب باقی رہا مراسیوں کے ادعائے قرشیت کا سوال، اس میں کچھ شک نہیں کہ انہوں نے اپنی اخلاقی ترقی سے پیشتر نسبی ترقی کیطرف عاجلانہ قدم اٹھایا لیکن گلاسری جلد دوم نے یہ کہکر کہ ڈوم، چوہڑا، میراثی، ماچھی، جھیوہ اور چنگڑ سب ایک ہی نسب سے ہیں، میدانِ قرشیت کے ان کے پاؤں نہ جمنے دیئے، اور چاروں شانے چت گرادیا، جس کے روسے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سمبڑیال کے مراسی اور اس کے چند رفقائے کار نے اگر اس نسبی حقیقت سے جس کا بہانڈا گلاسری جلد دوم کے حوالہ نے چوراہے میں ہی پہوڑ دیا اگر واقف وآگاہ ہونیکے باوجود ادعائے قرشیت جدیدہ کے لئے منہ کہولا تو کیا یہ مبنی بر شرارت نہ تہا؟ اور اگر شرارتاً نہیں بلکہ تاریخی ناواقفیت کے روسے بربناء جہالت تہا تو کیا اب وہ اور اس کے حواری ادعائے متذکرہ فوق سے بازگشت پر آمادہ ہیں؟

مراثیت نہیں چھپتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

تاریخ بتلاتی ہے کہ ڈوم قبول اسلام کے بعد ڈوم مراسی کہلایا لیکن اگر ان کے درمیان باریک خط امتیاز بھی کہینچا جائے تو بھی ڈوم اور میراثی نہ صرف باعتبار نسب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں بلکہ تاریخی ریکارڈ کی روسے بھی ڈوم اور میراثی باہم مترادف الفاظ ہیں، لہذا ان ڈوم مزاج مراسیوں کو جو مردانہ کی ربابیت کا سہارا لیتے اور انکی ڈومیت ومراسیت پر فخر وناز کا اظہار کرتے ہیں ذرا غور سے سن لینا چاہیئے،

There too he[1] was joined by an old acquaintance, Mardana the Dum, an itinerant musician, who accompanied his improvised hymns on his rabab or harp.

ترجمہ:- اس جگہ پر باوانانک کا ایک پرانا آشنا مردانہ ڈوم آملا۔ وہ ایک آوارہ گرد یا خانہ بدوش مطرب یعنی گویا تہا۔ جو باوانانک کے فی البدیہہ بھجنوں کو اپنے رباب یا چنگ پر گایا کرتا تہا۔ دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۶۷۷

اگرچہ مردانہ کی حیثیت، حالت، پیشہ اور قومیت کا پتہ آوارہ گرد یا خانہ بدوش ڈوم اور رباب یا چنگ ہی کے الفاظ سے مل سکتا ہے لیکن ہسٹری آف دی پنجاب مولفہ مولوی محمد لطیف کے صفحہ ۲۴۳ میں یوں بھی مذکور ہے، کہ

[1] مراد از باوانانک،

His Companion in his travels were Mardana The family Mirasi, a or Musician, a skilful performer on The rubab or harp.

ترجمہ:۔ اس کے (بابا نانک کے) سفروں میں اس کے ساتھیوں میں سے مردانہ بھی تھا، جو اس کا گھریلو میراثی یا گویا تھا۔ اور رباب یا چنگ کے بجانے میں ماہر تھا،

اب یہ ہر دو مسلمہ نظائر اسبات کا تاریخی ثبوت بہم پہونچاتے ہیں کہ وہی مردانہ ڈوم اور وہی مردانہ میراثی۔ کہو مراسیو! کیسی کہی؟

اس موقعہ پر ہمیں بے چارے مراسیوں سے بدرجہ غائت ہمدردی ہے۔ اور وہ اس لئے کہ کاش ادعائے قریشیت کا راگ الاپنے سے پہلے اگر وہ تھوڑی سی تیزی سے کام لیتے تو دنیوی زندگی کے شعبہ میں ترقی اور اصلاح حال کی غرض سے چھیڑی وقت میں داخلہ اور بین مبنی خاندان کی شاخ میں گھسنے کے لئے ہاتھ پایا اور گھبرا گیا

پہانک ان کے لئے موجود اور کھلا تھا جس پران کا قدیمی اور آبائی حق شفعہ بھی تھا دیکھو گزیٹری ڈسٹرکٹ روپڑ مطبوعہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۷-۱۶ و ۹)

موجودہ صورت میں قریشیت کی وادی پر خار میں بادیہ پیمائی کرنے سے انکے لئے بجز اس کے اور کیا نتیجہ مترتب ہوا کہ مراسیت کے ادعائے قریشیت کی کشتی گرداب بلا میں پھنس گئی اور اس امر کا مصداق بن گئی کہ

کشتی ضعیف زلی درمیان بحر
نکوں ڈبکوں میکند گاہ اس طرف گاہ اسطرف

نوشتہ
قاضی نظیر حسین فاروقی
مستوفی (ریٹائرڈ)
گوجرانوالہ، ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء

بھول گئے

تلاش سیم و طلا میں خدا کو بھول گئے، | دلہن کے عشق میں ماتا پتا کو بھول گئے
دئے تمیز نے رنگت کے اس قدر چکر | کہ دور گردش ارض و سما کو بھول گئے
پڑھے خیال جو ہیگل ڈارون وسپنسر کے | بہشت و دوزخ و روز جزا کو بھول گئے
ملی جو یورپی تہذیب نو کی آزادی | تو ایشیا کی پرانی حیا کو بھول گئے
پڑھا کتاب میں جب ذکر ہومر و گیٹی | تو والمیکی شیریں نوا کو بھول گئے
ملا ہے جب سے پتہ فیض کارنیگی کا | ہریشچندر کے جود و سخا کو بھول گئے
بھری ہے کوٹ کی پتلون کی ہوا سر میں | بسر کبھی ہیں ہوتی قبا کو بھول گئے
چڑھا نگاہ پہ جب وقت بوٹ ڈاسن کا | سلیم شاہ کی ہم کفش پا کو بھول گئے
جہاز میں ہو گئے روشن جو لیمپ بجلی کے | تو ہم چراغ کی دھندلی ضیا کو بھول گئے
چلے جو برق کے پنکھے پڑی جو برف نظر | تو آب سرد کو ٹھنڈی ہوا کو بھول گئے
نظر میں جچ گئی صورت مسان یورپ کی | بتان ہند کے حسن و ادا کو بھول گئے
پڑیں جو کان میں اونچی سریں پیانو کی | تو جلترنگ کی مدہم صدا کو بھول گئے
جو ساتھ فیر کا ریوالور نظر آیا | تو بھیم سین کی خونی گدا کو بھول گئے
لگائے باغ میں جب پیکر رز اور ڈیزی | گل گلاب و سمن موتیا کو بھول گئے
لگا [illegible] فلک جو پیرس کا | تو جونپور کے عطر حنا کو بھول گئے

فلک

کیا ہوا؟

چھائی ہوئی ہے زیست کے چہرے پہ مُردنی | الطاف خضر و چشمۂ حیواں کو کیا ہوا؟
وہ جوہری رہے نہ وہ گوہر نظر فریب | بازار مصر و یوسف کنعاں کو کیا ہوا
گونجی ہوئی ہے چرخ میں بلقیس کی صدا | اڑتا نہیں ہے مرغ سلیماں کو کیا ہوا
صحن حرم میں گرم ہوئی بزم آزری | کاشانۂ خلیل کے درباں کو کیا ہوا
شان جلال حمزہ و حیدر کدھر گئی | روح نیاز بوذر و سلماں کو کیا ہوا
پھر ابر سامری سے برستی ہیں اژدہے | یارو عصائے موسیٰ عمراں کو کیا ہوا
باطل دکھا رہا ہے بہت گاؤ زوریاں | میدان حق کے رستم دستاں کو کیا ہوا
اب آستان کفر پہ ہیں سجدہ ریزیاں | حیراں ہوں کہ مرد مسلماں کو کیا ہوا
ناخن سے اپنے چھیڑ رہا ہے کوئی نگار | اس کی پھڑک رہی ہے رگ جاں کو کیا ہوا

اے جوش اڑال روح پہ گہری نظر خموش
کیا پوچھتا ہے گردش دوراں کو کیا ہوا

جوش ملیح آبادی

پند پیر دانا

ناداں! بنا تو اپنی حالت اچھی | اچھوں کی ہوا کرتی ہے صحبت اچھی
کڑوی ہوتی ہیں ان کی باتیں لیکن | ہوتی ہے بزرگوں کی نصیحت اچھی

آوجر

اسوۂ حسنہ

شہنشاہِ دو عالم کا فقر و فاقہ

جب فتوحات کے متعلق پیش گوئیوں کی آیات نازل ہوئیں، تو طبعاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کے دل میں یہ خیال آسکتا تھا کہ جب اس قدر فتوحات ہونگے اور بیشمار مال غنیمت ہاتھ آئیگا، اور قیصر و کسریٰ کے خزائن مدینہ منورہ میں آ جائیں گے تو ہمکو بھی بڑا مال و دولت ملیگا اور بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر کرینگے، لیکن برخلاف اس کے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے واسطے کچھ جمع کرنا اور مال و دولت سے دل لگانا گناہ سمجھتے تھے، اسی بنا پر ازواج مطہرات کا دل بھی پہلے سے ہی اس قسم کے خیالات سے پاک کر دیا گیا۔ اور صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر فقر و فاقہ میں سادہ زندگی بسر کرنا اور آستانۂ نبوت میں رہنا انہوں نے منظور کیا۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت رسول اکرمؐ کی ازواج مطہرات کے دنیا یا آخرت کو پسند کرنیکا اختیار دیا تو آنحضرتؐ پہلے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں مگر تم اپنے ماں باپ کے مشورہ کے بغیر جواب میں جلدی نہ کرنا، اسکے بعد مجھے آپ نے یہ آیات سنائیں، میں نے عرض کیا کہ میں تو اللہ اور اسکے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں، ایک دوسری روایت میں اس قدر اور بھی زیادہ ہے کہ اسکے بعد آپکی سب ازواج مطہرات نے بھی ایسا ہی کیا،

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہؓ نے اپنے والد ماجد حضرت عمر خطاب رضؓ سے کہا کہ دیار و امصار سے مال غنیمت آیا کرے تو اس لباس سے بہتر لباس زیب تن فرمایا کیجیے اور اس طعام سے عمدہ طعام پکوایا کیجیے اور اپنے رفقاء و جلساء کے ساتھ تناول فرمایا کیجیے، حضرت فاروق اعظم رضؓ نے اس کا جو کچھ جواب دیا وہ نہایت غور و تعمق سے پڑھنے کے قابل ہے، اور اس کا ماحصل یہ ہے،

اے حفصہ شوہر کا حال جو رہے زیادہ کوئی نہیں جانتا، تم حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حال خوب جانتی ہو، تمہیں خدا کی قسم ہے بیان تو کرو کہ آنحضرتؐ کو کئی برس نبوت میں گذرے، کہ آپ اور آپکے اہل بیت جب صبح کو سیر ہو کر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے اور جب رات کو آسودہ ہو کر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمہیں قسم ہے خدا کی تم جانتی ہو کہ فتح خیبر کے دن تک کسی برس آپکو پیٹ بھر خرمے نہیں ملے، اور تمہیں قسم ہے خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایکدن خوان میں آپکے سامنے کھانا رکھا گیا، آپکو یہ امر ایسا غیر مستحسن معلوم ہوا کہ آپکے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا حتی کہ آپکے ارشاد کے بموجب الا نفیا کے مطابق کھانا زمین پر رکھدیا گیا اور تمہیں خدا کی قسم ہے کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ سوتے تو کمبلی کی دو تہیں کرکے اسپر سوتے، ایکدن چار تہ کرکے کمبلی بچھائی گئی تو وہ ذرا زیادہ نرم ہو گئی، دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے نماز شب سے مجھے باز رکھا جسطرح بچھایا کرتے تھے اسیطرح دو تہیں کرکے بچھایا کرو، اور تمہیں قسم ہے خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دھونے میں مصروف ہوتے کہ اتنے بلالؓ اذان کہدیتے، جب تک وہ کپڑا خشک نہ ہو جاتا آپ باہر نہ نکل سکتے، کیونکہ آپکے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہ ہوتا تھا۔ اور تمہیں خدا کی قسم تم جانتی ہو کہ قبیلہ بنی ظفر کی ایک عورت آپکا تہ بند اور چادر بنتی تھی، اور دونوں کپڑے بنے ہوئے تھے اس نے ایک ہی آپ کے پاس بھیجدیا۔ آپ اسی کو باندھے اور اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے کہ آگے کیطرف گرہ لگی ہوئی تھی اور پشت مبارک پر بھی اس کو ڈالے ہوئے تھے، اس کے سوا آپکے پاس کوئی دوسرا کپڑا موجود نہ تھا، حضرت بی بی حفصہؓ نے فرمایا کہ ہاں میں یہ سب حالات جانتی ہوں کہ حرف بحرف صحیح ہیں، پھر حضرت عمرؓ اور بی بی حفصہؓ دونوں اتنا روئے کہ بیہوش ہو گئے، بالآخر حضرت فاروق اعظم رضؓ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل بسے ہیں، میں اگر انکی راہ پر چلونگا تو انکے پاس پہونچونگا۔ والا خدا مجھے اور ہی راہ لیجائیگا۔ مجھے چاہیے کہ میں بھی انہی کی طرح سادہ زندگی فقر و فاقہ میں صعوبت کیساتھ بسر کر دوں تاکہ انکے ساتھ راحت جاوید پاؤں،

غور کرو اسلام کے مقدس فرمانروا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کیسی سادہ زندگی فقر و فاقہ میں صعوبت کے ساتھ بسر کرتے تھے، کیا مالک قلاع و خزائن ہو کر انکا اس قسم کی زندگی بسر کرنا بخالت کی راہ سے تھا؟ حاشا و کلا، آپ تو بخالت کو ارذل الرذائل جانتے تھے، کیونکہ آپ کو معلوم تھا۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے بخل کے متعلق وعید شدید فرمائی ہے،

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس تھے۔ جو چیز کوئی مانگتا تھا وہی اس کو عطا فرماتے تھے، ایک شخص نے آپ سے سوال کیا۔ تو اتنی بھیڑ بکریاں اس کو دیدیں کہ وہ پہاڑوں کے درمیان میں بھر جائیں، وہ شخص اپنی قوم میں جب واپس گیا تو سب کو مشرف باسلام ہونیکی ترغیب دلائی اور بیان کیا کہ حضرت محمدؐ اس شخص کیطرح عنایت فرماتے ہیں جو فاقہ سے نہ ڈرتا ہو، آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا جس کا جواب آپ نے

نفع ہی رہا ہو،

ایک دفعہ آپکی خدمت میں نوے ہزار درہم آئے، آپ نے انکو بورئے پر رکھدیا پہران کو تقسیم کرنا شروع کیا اور کسی سائل کو آپ نے محروم نہیں پھیرا۔ حتی کہ کل تقسیم فرما دئے، ایک شخص نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ اسوقت میرے پاس کچھ موجود نہیں، مگر تجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہ کسی شخص سے میرے نام پر قرض لے لے۔ جب ہمارے پاس کچھ آئیگا ہم ادا کر دینگے۔ الغرض آپ کے جود و سخا کی داستان بے پایان ہے، پہر بجالت سے جو روحانی نجاست ہے آپکا مطہر و منزکی وجود باجود کیونکر آلودہ ہوسکتا تھا؟ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپکا فقر و فاقہ میں صعوبت کے ساتھ سادہ زندگی بسر کرنا بخالت کی راہ سے نہ تھا، بلکہ اسکی وجہ موجہ ایثار، مروت اور جود و سخا تھی، آپ بھوکے رہکر بھوکوں کو کھلاتے تھے، آپ سیدھے سادے کپڑے سے ستر جسم پر قناعت فرما کر ننگوں کو پہناتے تھے، جو کچھ آپکے پاس آتا تھا قوم کے واسطے وقف تھا، آپ بادشاہ تھے، مگر خود فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے تھے، تاکہ قوم میں کوئی فقیر نظر نہ آئے، آپ ابنائے جنس کو راحت پہونچانے کے لئے مصیبت اٹھاتے تھے، آپ مساکین کی دستگیری فرمانے کے لئے خود مسکنت میں رہنا بنظر استحسان دیکھتے تھے، وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون وللہ درمن قال ؎

چو مرداں ببر رنج و راحت رسان ؎ نورالدین

بزم قریش

(۱) محترم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی مکھی، دو سے صاحب فراش ہیں، نقاہت و کمزوری کیوجہسے ڈاکٹری مشورہ ہے کہ آپ کامل آرام کریں، لہذا آپ نے ایک گرامی نامہ کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ آپ تاحصول صحت مطالعہ اور دماغی محنت سے قطعی پرہیز کیوجہ سے "مراسیت کی تاریخی حقیقت" کو جاری نہیں رکھ سکتے، احباب مطلع رہیں،

(۲) قاضی صاحب نے مراسیت کی اصلیت پر روشنی ڈالنے اور انکی ادعائے قریشیت کی دھجیاں بکھیرنے میں حد سے زیادہ محنت اور بہت بڑی قومی خدمت کی ہے اور یہی آپکی تکلیف کا باعث ہوا۔ ناظرین و قارئین کرام القریش سے درخواست ہے کہ وہ قاضی صاحب کے لئے عاجلاً صحت کی خلوص قلب سے دعا کریں،

(۳) قاضی صاحب کی خدمات کے اعتراف میں قوم کی طرف سے ہدیہ تشکر پیش کرنے کی تجویز کی تائید میں ہر نیک اور مفید قومی تجویز میں پیش پیش رہنے والے احباب کے تائیدی خطوط موصول ہوگئے ہیں، ڈاکٹر محبوب عالم صاحب لدھیانہ سے تجویز کی پرزور الفاظ میں تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب کی خدمت میں قوم کیطرف سے سنہری تمغہ پیش کیا جائے اور اس پر "مراسی فرعون کا قریشی موسیٰ" کندہ ہو،

قریشی محمد ایزد بخش صاحب فاروقی کراچی نے آپکی خدمات کی تعریف و ستائش کرتے ہوئے تجویز کی تائید میں سنہری تمغہ کے لئے اپنی طرف سے پانچ روپے ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، جزاہم اللہ، یہ ہے احساس اور حب قومی کا جذبہ، دیگر باقی خطوط انشاء اللہ آئندہ درج ہونگے،

(۴) مولوی غلام غوث صاحب غلامی کی اس تجویز کو کہ مراسیت سے متعلقہ مواد کو کتابی شکل میں لایا جائے، احباب نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا، ڈاکٹر محبوب عالم صاحب نے اس تجویز کی بھی زبردست تائید کی اور قریشی محمد ایزد بخش صاحب نے اس کے لئے بھی پانچ روپے کے ایثار کا وعدہ کیا۔ جزاک اللہ احسن الجزا، باقی احباب متوجہ ہوں،

(۵) القریش کی موجودہ ترتیب کو بے حد پسند کیا جارہا ہے، تعریفی خطوط کثرت سے موصول ہوئے ہیں، لیکن صحیح تعریف یہ ہے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے فراخدلی سے کام لیکر کارپردازان القریش کی حوصلہ افزائی کیجائے، دو، دو خریداران کی بہم رسانی کچھ مشکل نہیں، افسوس کہ بعض احباب اس اہم ضرورت کا احساس تک نہیں کرتے اور ہماری اپیلوں کو بیدردی سے ٹھکرائے جاتے ہیں، جن احباب نے وسعت اشاعت میں اعانت فرمائی ہم انکا بصد دل شکریہ ادا کرتے ہیں، اسمائے گرامی آئندہ درج کرینگے،

(۶) "انجمن قریش" گوجرانوالہ کی بدنظمیوں سے متعلق بیشتر مراسلات دفتر میں آچکے ہیں، بیرونجات کی برادری نے بھی کارکنان انجمن کی خودپسندی پر اظہار افسوس کیا ہے کارکنان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اصلاح حال کی جلد کوشش کریں،

بعض احباب کو انجمن قریش اور گوجرانوالہ کے نام پر غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم پہلے بھی ذکر کرچکے کہ انجمن قریشیان پنجاب کی حیثیت بالکل اس سے جداگانہ ہے، اور اب پہر اس کا اعادہ کرتے ہیں،

(۷) گذشتہ اشاعت میں قریشی محمد ایزد بخش صاحب کی ترقی کے ذکر میں انکی موجودہ تنخواہ ۱۴۰ روپے کی بجائے ۲۲ لکھی گئی تھی، آپ انشاءاللہ تعالیٰ ۱۴۰ کی پوسٹ پر یکم اپریل سے جائینگے آپ کی موعودہ ماہانہ امداد دو روپے چار آنہ کا منی آرڈر شکریہ کیساتھ موصول ہوا۔ جزاک

مُراسلات

مراسیوں کے لایعنی سوالات

ادب و انشا کا بھونڈا نمونہ "مراسیوں کی چودرتی" کبھی کبھی دیکھنے کا مجھے بھی اتفاق ہو جاتا ہے، اگرچہ اس پولندۂ خرافات اور رطب و یابس کی پوٹ کے کارکنان کی کور ذوقی اور اس کے مدیر کی کوتاہ علمی اس بات کی داعی نہیں کہ اسے مطالعہ میں لایا جائے اور اس کی "اردوئے مناگو بکھی تک بندیوں" اور لایعنی فقرات کو پڑھ کر اپنی آنکھوں علم کی صریح توہین دیکھی جائے، مگر تفنن و تفریح کے طور پر کبھی اسے دیکھ بھی لیتا ہوں،

اس "چودرتی" کی ۸ اور ۱۶ مارچ کی مشترکہ اشاعت اس وقت میرے سامنے ہے، اس میں اگرچہ اپنی آبائی عادت اور جبلت کے مطابق بہت سی بیہودہ طرازی کی گئی ہے، لیکن بعض باتیں خصوصاً چند بے سروپا سوالات جو محترم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی اور مولٰنا محمد علی صاحب رونق سے متعلق ہیں دیکھ کر ان گم کردگانِ ہوش و حواس پر مجھے بیساختہ ہنسی آئی، کوئی ان بھلے لوگوں سے پوچھے، کہ کیا ان سوالات کے پردہ میں مراسیت کی سند قریشیت مستور ہے، جیسے یوں دیوانہ وار ڈھونڈنے کی کوشش ہو رہی ہے، ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کیا بچائیگا اور کب تک؟

قاضی صاحب سے متعلق ایک سوال ہے، کہ

"کیا آپ کلات میں تحصیلدار تھے؟ اور کیا یہ صحیح ہے، کہ آپ موقوف کئے گئے"؟

قاضی صاحب تو ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ ریٹائرڈ "مستوفی" لکھتے ہیں، اور "مستوفی" کے لغوی معنی "اکوامنٹنٹ جنرل" ہیں، پھر نہیں ان سے یہ دریافت کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی، کہ آپ تحصیلدار تھے، بفرض محال وہ تحصیلدار تھے اور پھر یہ بھی مان لیا جائے کہ وہ موقوف ہو گئے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا، کہ برکت علی ابن بخشی سمبڑیالی "قریشی" ہے؟ اور اس سوال کا نسبی اور تاریخی بحث سے کیا واسطہ؟

اسی طرح کا ایک بے محل سوال حضرت مولانا رونق صاحب سے متعلق ہے،

دریافت کیا گیا ہے، کہ

"کیا یہ سچ ہے کہ انجمن قریشیان ہند امرتسر نے آپ کو نکال دیا ہے"؟

میاں اگر تمہیں "انجمن قریشیان ہند" کے عدم وجود کی خبر نہیں، تو اس سوال سے فائدہ؟ دو منٹ کیلئے اگر یوں بھی سمجھ لیا جائے، تو بھلا اس سے یہ نتیجہ کیونکر اخذ کر لیا جائیگا۔ کہ مراسی قریشی ہیں؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

کسی دوسری جگہ اسی اشاعت میں پیر غلام غوث صاحب کی خط و کتابت کا ذکر اور اظہار ندامت کرتے ہوئے اقبال جرم کرنے کے ساتھ محترم مدیر القریش کے متعلق لکھا گیا ہے کہ "ایڈیٹر رسالہ القریش امرتسر اس سے (مدیر چودرتی سے) بھی بڑا مجرم ہے جو انکی طرف سے (غلام غوث صاحب کیطرف سے) خواہ مخواہ مضامین شائع کرتا رہا، یہ ایڈیٹر صاحب کی ایمانداری کا انکشاف ہے"!

ان سطور کے راقم کی عقل و خرد اس لئے قابل ملامت ہے کہ اس نے جس بات کا اسے علم نہ تھا اس میں بیوجہ ٹانگ اڑانے کی کوشش کی ہے اور محترم مدیر القریش کو خواہ مخواہ اپنے جرم میں برابر کا شریک کر لیا ہے، اسے معلوم ہونا چاہئیے کہ گوجرانوالہ میں غلام غوث نامی دو شخص ہیں اور دونوں گورمنٹ پنشنر، ایک صاحب تو گڑھا کمراہی میں اقامت پذیر ہیں اور وہ غلام ی تخلص کرتے ہیں اور انہی کے مضامین آپ کے جگر کی نشتر بن کر عرصہ قرطاس میں آتے رہے اور آتے رہینگے، اور دوسرے دروازہ کھیالی میں مسکن گزیں ہیں اور وہ انجمن قریش کے صدر تھے اور یہی ہیں جن سے مراسیت عذر خواہ ہے،

داناؤں کا قول ہے کہ "پہلے تولو اور پھر بولو"۔ لہٰذا پہلے معلومات حاصل کرو اور پھر کسی کے منہ آلینا،

ایمانداری کا فیصلہ تو اس حقیقت کے بعد ہو سکتا ہے۔ اں اب کہو کس کی ایمانداری کا انکشاف؟

تک بندی مراسیوں کو ترکہ میں آئی ہے، لہٰذا شاعری کی ٹانگ وہ جسطرح جی چاہے توڑتے رہیں، ہم ان کے اس حق میں دخیل ہونیکا حق نہیں، ہاں اسی اشاعت میں کا ایک شعر شاعران رنگیں بیاں کی ضیافت طبع کیلئے نقل کئے دیتا ہوں، وہو ہذا۔

بیٹھیوں سے کہدو کوئی ہمیں سے اصاب کی کیا خبر ہا تم اپنی ہستی سے بیخبر ہو ہم ہی ہیں

[illegible]

انجمن حمایت اسلام لاہور کا چوالیسواں ۴۴ سالانہ اجلاس

اپیل

بخدمت جمیع برادران اسلام

انجمن حمایت اسلام لاہور گذشتہ چتالیس سال سے مسلمانوں کی دینی، مذہبی، اور قومی خدمات انجام دے رہی ہے اس کی ابتدا نہایت عاجزانہ تھی لیکن عاجزوں کے اخلاص کو خدائے قدوس نے شرف قبول بخشا اور جو چیز ۱۸۸۴ء میں ذرہ بے مقدار تھی، آج محض خدا کے لطف و کرم سے اسلامی ہند کے ہر گوشہ میں آفتاب بنکر چمک رہی ہے، ابتدا میں انجمن کی کل کائنات صرف لڑکیوں کے چند مدارس تھے۔ مگر وہ ایک اعلیٰ درجہ کے کالج کی ذمہ دار ہے۔ جو ہندوستان بھر کی منتخب روزگار درسگاہوں میں شان امتیازی رکھتا ہے، اسکے علاوہ وہ چار ہائی سکول، دو مڈل سکول، ایک مڈل و چھ زنانہ پرائمری مدارس کی کفیل ہے جس سے قوم کے ہزاروں بچے مستفید ہو رہے ہیں، مردانہ اور زنانہ یتیم خانے انجمن کی خصوصیات میں سے ہیں جنمیں اسوقت ۲۰۰ یتیم لڑکے اور لڑکیاں پرورش اور تعلیم و تربیت پا رہی ہیں، ان بچوں کے لئے حرفت اور دستکاری کے کارخانے بھی قائم ہیں تاکہ بڑے ہو کر وہ اپنی معاش آپ پیدا کر سکیں، اور قوم کیلئے بار نہ ہوں، یتیم لڑکیوں کو امور خانہ داری کی تعلیم دیکر سگھڑ اور سلیقہ شعار بنا کر معزز گھرانوں میں بیاہا جاتا ہے۔ تالیف طبع کا شعبہ ہر حیثیت سے روز افزوں ترقی پر ہے، یہ صیغہ اگر ایک طرف مسلمان بچوں کے لئے موزوں نصاب تعلیم مہیا کرتا ہے تو دوسری جانب انجمن کیلئے معقول مالی منفعت کا موجب بھی ہے، گذشتہ چند برسوں سے انجمن نے اطبا اور اساتذہ کی جماعتیں بھی کھولدی ہیں جس سے یہ مقصود ہے کہ نونہالان قوم روحانی و اخلاقی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ دنیاوی اعتبار سے بھی خودداری اور عزت کی زندگی بسر کر سکیں یونانی اور انگریزی شفاخانے انجمن کی سرگرمیوں میں ایک قیمتی اضافہ ہیں جس سے انجمن کے سٹاف۔ طلبا۔ طالبات کے علاوہ مسلمان پبلک بھی فائدہ اٹھا رہی ہے، اشاعت اسلام کے کام میں خاص دلچسپی سے کام لیا جا رہا ہے۔

انجمن کی روز افزوں ضرورتوں اور سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے سابقہ عمارات بالکل ناکافی ثابت ہوئیں اور اس سلسلہ کو ایک بڑی حد تک وسیع کرنا پڑا۔ ۱۹۱۵ء تک کالج کیلئے صرف ایک ... انجمن کی اپنی عمارت میں تھا۔ ۱۹۲۶ء میں ایک لاکھ سترہ ہزار روپیہ کے صرف سے ... اپنی عمارتیں مہیا کی گئیں۔ زنانہ مڈل سکول کیلئے تقریباً ... سے ایک اور مکان بنایا گیا۔ گذشتہ دو سالوں میں ۲ لاکھ ۳۵ ہزار ... سے کالج کی زمین اور عمارت کو وسعت دیگئی۔ انجنیرنگ کی تعلیم کے لئے اسلامیہ کالج سے ملحقہ جماعتوں کے کھولنے کا بھی انتظام کر دیا گیا۔

انجمن کی ضروریات کیساتھ اس کے اخراجات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے ۱۹۲۷ء میں خرچ ۶ لاکھ روپیہ اور ۱۹۲۸ء میں بھی اسی قدر رقم صرف ہوئی اور سال آئندہ میں بھی کم و بیش اسی قدر خرچ کا اندازہ کیا گیا ہے۔ خرچ میں روز افزوں اضافہ انجمن کی سرگرم اور کامیاب زندگی کی ایک زبردست دلیل ہے، ادائے فرائض میں جو کامیابی انجمن کو نصیب ہوئی، اس کیلئے وہ قوم کی اعانت و دستگیری کی رہین منت ہے اور اس کی ضروریات میں جو اضافہ تقاضائے وقت کے لحاظ سے کیا جا رہا ہے ان کی تکمیل بھی قوم کی فیاضی پر موقوف ہے اس لئے ہم نہایت ادب اور پوری قوت کے ساتھ جمیع برادران اسلام کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی مرکزی قومی انجمن کے متعلق اپنے فرض کو محسوس کریں اور آئندہ سالانہ اجلاس کے موقعہ پر جو ۱۲-۱۳-۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء کو منعقد ہوگا کم از کم ۲ لاکھ روپیہ فراہم کر دیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ فراہمی سرمایہ اور انجمن کے اغراض و مقاصد کی توسیع و اشاعت کے لئے آپ کا ہر ایک قدم قومی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں مدد دے سکتا ہے اور ہر ایک پیسہ جو آپکی سعی سے خزانہ انجمن میں داخل ہوگا۔ قوم کے ارتقا اور قومی مقاصد کی تکمیل کو نزدیک تر لا سکتا ہے

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہماری اپیل خدا کے فضل اور آپ کی دستگیری سے انجمن کے لئے ایک بہر پور فصل لائیگی۔ آمین! الملتمس، میاں سر محمد شفیع، شیخ سر عبدالقادر، ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال، خان بہادر شیخ امیر علی، خان بہادر شیخ انعام علی۔ مولوی فضل الدین۔

دیکھئے

میراثیوں کے عیب نہ زنہار دیکھئے
یہ ذکر جانے دیجئے سرکار دیکھئے

کل تک ذلیلوں اور کمینوں میں تھے شریک
ہیں قریشیت کے آج دعویدار دیکھئے

وہ وہ اٹھی ہیں خلقتے کہ مٹ گیا ہے دل
ان طبلچیوں کی شوخیٔ رفتار دیکھئے

دیتے ہیں بات بات پہ ہمکو وہ گالیاں
میراثی ڈوم و بھانڈ کی گفتار دیکھئے

دعویٰ ہے قریشیت کا رہ بھی کسکو؟ آپکو؟
منہ سے نہ بولیں ہیں وہ دیوار دیکھئے

میراثیوں کی قریشیت کا پول کھل گیا
اب اور کوئی دوسرا بازار دیکھئے

رونق، غلامی، قاضی اور دہلوی سے سرفروش
ہیں آج میری قوم کے سردار دیکھئے

محبوب القریش کے دور جدید میں
میراثیوں کی موت کے آثار دیکھئے

۱ مدیر القریش ۲ غلام غوث غلامی ۳ قاضی نظیر حسین ۴ مولوی عبدالحق دہلوی، محبوب عالم قریشی از لدھیانہ

اخبار و حوادث

گرفتاریاں و تلاشیاں

ملک معظم کے خلاف بغاوت کے الزام میں ہندوستان کے طول و عرض میں ۲۰ سو خانہ تلاشیاں اور زائد از تیس گرفتاریاں عمل میں آئیں مقدمہ میرٹھ میں سماعت ہوگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملزموں نے ہندوستان میں ایسی انجمنیں اور یونینیں منظم کی ہیں، جن کا مقصد موجودہ حکومت کو تباہ کرنا اور اس کی بجائے بالشویک روس کی نوعیت کی حکومت قائم کرنا ہے،

جنرل نادر خاں کے ارادے

جنرل نادر خاں اس وقت تک تو گو مگو حالت میں رہے اور باوجود کئی ارادہ کے اظہار کے مطالبہ کے انہوں نے کسی کو اپنے سینہ کے راز سے آگاہ نہ کیا، لیکن آپ نے دبی زبان میں تخت و تاج کابل کی خواہش کا اظہار کر دیا ہے، آپ کا طرز بیان عجیب ہے، حاجیوں سے آپ نے کہا کہ

"سب سے پہلے آپ تاج و تخت امان اللہ خاں کو پیش کریں، اگر وہ آپ کو منظور نہ ہو، تو میں ان کے شہزادے یا بھائی کے لئے سفارش کرونگا۔ اور اگر قبائل انہیں بھی منظور نہ کریں تو میں خود حاضر ہوں"

"تاج و تخت پیش کریں اور اگر وہ منظور نہ ہو" اور "پھر میں حاضر ہوں" عجیب الفاظ ہیں، یہ افتراق و تشتت اور خونریزی کے اسباب پیدا کرنے کے ارادے ہیں، یا جنگ و جدل سے بچنے بچانے کے اور کیا یہ اس قسم کی باتوں کا وقت ہے؟

شہریار غازی کی ہر دلعزیزی

غازی امان اللہ خان کے اثر و اقتدار اور ہر دلعزیزی کا یہ عالم ہے کہ ہمندوں نے حکام کو اطلاع دی ہے کہ اگر افغانستان میں بادشاہ کا انتخاب عمل میں آنے والا ہے تو ہمارے ڈیڑھ لاکھ ووٹ شاہ امان اللہ کے حق میں ہیں، اور اگر بادشاہت کا فیصلہ تلوار سے ہونیوالا ہے تو ہم ڈیڑھ لاکھ آدمی شاہ غازی کے لئے کٹ مرنیکو تیار ہیں،

نصرت اولین

ایک اطلاع مظہر ہے کہ امان اللہی عساکر عید سے پہلے غزنی پہونچ گئے تھے، بچہ سقہ نے انکی پیشقدمی روکنے کے لئے ایک ہزار آدمیوں کا دستہ بھیجا۔ جسے درک کے میدان میں حوصلہ شکن شکست ہوئی اور ایک ہزار میں سے صرف چار سو بغیر ہتھیار جانیں سلامت لیکر کابل پہونچے، باقی چھ سو کا کوئی سراغ نہیں ملتا، امانی عساکر کی یہ نصرت اولین ہے تفصیل کا انتظار ہے،

دار الخواتین کا پہلا اجلاس

پی، بی، ان برانچ سکول امرتسر کے احاطہ میں دار الخواتین کا پہلا عظیم الشان اجلاس زیر صدارت بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد شریف ایم بی بی ایس منعقد ہوا اور چند مفید قراردادیں پاس کی گئیں،

پہلی قرارداد میں تمام بہنوں سے درخواست کیگئی کہ وہ طبقہ نسواں کی گری ہوئی حالت کا احساس کرتے ہوئے انکی بہتری کے لئے منظم کوشش کریں، دوسری میں اسلامی پردہ کی حمایت اور اسے ترک کرنیوالوں کی مذمت کیگئی، تیسری میں صیغہ تعلیم سے درخواست کیگئی کہ وہ مدارس نسواں کے نصاب سے غیر ضروری مضامین خارج کر دے اور حفظان صحت، بچوں کی تعلیم و تربیت اور انکی نگہداشت سے متعلق ضروری اسباق اور امور خانہ داری کے متعلق مضامین داخل کرے، چوتھی میں حکومت پنجاب، صیغہ تعلیم اور مقامی بلدیہ سے خواہش کیگئی کہ وہ طبقہ نسواں کیلئے زیادہ سے زیادہ اسامیاں [illegible] اور محلہ وار سکول جاری کرے، اس قسم کی چند اور قراردادیں منظور ہوئیں،

عیسائیت سے نفرت

جنرل لیوڈنڈ ارف اور انکی بیوی نے بہت بڑے پیمانہ پر ایک تبلیغی مشن مرتب کیا ہے، وہ عنقریب جرمنی کے طول و عرض میں دورہ کریں گے، اور اہل جرمنی کو دعوت دینگے کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اصنام پرستی کیطرف رجوع کریں، ان کا خیال ہے کہ ہمارے آبائی مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھا گیا ہے اور ہماری قوم اخلاق اور خدا پرستی سے بہت دور جا پڑی ہے، گویا ان کے نزدیک اصنام پرستی خدا سے ملنے کی سیدھی راہ ہے،

امان اللہ فنڈ کی مخالفت

روزنامہ سیاست میں علامہ سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ امان اللہ خاں کوئی نادار مفلس آدمی نہیں، ایک ملک کا بادشاہ ہے، اس کے پاس کافی روپیہ ہے، لہذا امان اللہ فنڈ کی ضرورت نہیں، ہندوستان کے مسلمان خود سقیم الحال ہیں، انہیں ایسے فنڈوں سے تباہ نہ کیا جائے،

شادی کا رواج تباہ ہونیوالا ہے

ریاست دہلی لکھتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اس وقت مردوں اور عورتوں کے تعلقات کا جو رنگ ہے اس کو دیکھتے ہوئے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شادی کا رواج فنا ہونیوالا ہے؟ یہ سوال اس لئے اور بھی زیادہ اہم ہو گیا ہے کہ اب یورپ کے ذمہ دار لوگ طرح طرح کی تجویزیں پیش کرنے لگے ہیں، جن کے ذریعے سے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کے تعلقات کو معاشرتی طور پر جائز ٹھیرانے اور ایسے لوگوں کی اولاد کو قانوناً تسلیم کرانے کی کوششیں شروع ہو گئی ہیں، دیکھیں نتائج کیا ہوں،

معلومات

برطانوی ہند کے اندر ۱۹۲۸ء میں ۲۰۳ ہڑتالیں ہوئیں، انمیں ۵ لاکھ ۶ ہزار ۸ سو آدمیوں نے حصہ لیا، سال گذشتہ میں ۱۲۹ ہڑتالیں ہوئیں اور ہڑتالیوں کی تعداد ایک لاکھ ۱۲ ہزار ۶ سو ۵۵ تھی، سال بھر کی ہڑتالوں میں ۳۱۶۴۷۴۰۴ ایام کا نقصان ہوا۔ گذشتہ ۵ برس میں بھی اتنا ہی نقصان ہوا تھا۔ سال گذشتہ میں ایسے دنوں کی تعداد ۲۰۱۹۹۷۰ تھی، صرف سوت کا کارخانہ واقعہ بمبئی کا حصہ ان دنوں میں ۲۲۳۴۷۶۲۰ تھا۔ علاوہ ازیں ٹاٹا آئرن ورکس جمشید پور، ایسٹ انڈین ریلوے، ساؤتھ انڈین ریلوے اور نورتھ گلوسٹر جوٹ مل بنگال کی ہڑتالیں بھی طویل عرصہ تک جاری رہیں، جملہ ہڑتالوں میں سے ایک تہائی ہڑتالوں میں مزدوروں کے مطالبات تسلیم کئے گئے،

انگلستان میں ۳۰ نفوس کے لئے ایک موٹر کے تناسب سے موٹریں چل رہی ہیں اور ۱۱ آدمیوں کے لئے ایک لائسنس کے حساب سے لائسنس دیئے گئے ہیں

ایک عربی اخبار نے فلسطین کے جرائم کے اعداد و شمار پیش کرکے بتایا ہے۔ کہ انگریزی حکمداری کے ساتھ ہی ان میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ فلسطین کے جیلخانے میں سال گذشتہ میں ۲۴۵۱ قیدی تھے، لیکن ۱۹۲۸ء میں انکی تعداد ۴۵۰۴ ۱۹ تھی، نابالغ جرائم پیشہ قیدیوں کی تعداد جنہیں اصلاحی قیدخانہ میں رکھا گیا ۲۷ تک پہونچ چکی ہے، سال گذشتہ میں ۵ آدمیوں کو پھانسی، ۲۰ کو قید دوام، ۱۰۶ کو ۵ سال کی اور ۳۴۲ کو ۲ سے ۵ سال تک کی قید کی سزا ہوئی، (مدینہ)

قابل قدر علمی ذخیرہ

القریش "نبی نمبر" اس میں شروع سے آخیر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات وفضائل پر نہتی مضامین لکھے گئے ہیں۔ نعت، شذرات، فضیلت ماہ ربیع الاول، ولادت آنحضرت، پیغمبروں میں آپ کی تاریخی فضیلت، ایک چڑیا کا ذوق دیدار، آپ کا سب سے بڑا معجزہ، آپ کے فرامین، صبر وشکر، حضور صلعم اور حصین ابن سلام، رسول کریم نے کیا کیا اور کب چاہا، گستاخی کی سزا۔ وغیرہ تمام مضامین دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ کاغذ طباعت وکتابت دیدہ زیب، سرورق رنگین۔ روضۃ النبی کے فوٹو سے مزین قیمت صرف چار آنے۔

"صدیق نمبر" یہ خاص نمبر خاص الخاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا جو سیدنا عبداللہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے فضائل واخلاق اور ایثار ولطف کا وہ جامع الاوصاف مجموعہ ہے جس سے نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح وتکمیل۔ زہد وتقویٰ، عصمت وعفاف، احسان، کرم، حلم وعفو، عزم وثبات، ایثار ولطف اور غیرت واستغنا کا سبق ملتا ہے قیمت چار آنے۔

القریش "نظام نمبر" اس میں دولت آصفیہ کی مختصر تاریخ اور دکن کے موجودہ فرمانروا ہز اگزالٹڈ ہائینس اعلیحضرت سر میر عثمان خاں بہادر انارالله برہانہ کے فضائل شہریاری پر ایک مبسوط تاریخ لکھی گئی ہے۔ اس میں دولت آصفیہ اور سرکار انگریزی کے تعلقات اور دوستی کی ابتدا اور حملہ کرناٹک یعنی ۱۷۶۵ء کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام جستہ جستہ تاریخی حالات نہایت خوبی کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ نظام نمبر کا "مقدمہ" نہایت عرقریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ لکھا گیا ہے اور گوناگوں معلومات سے پر ہے۔ ہوا خواہان دولت آصفیہ کے لئے یہ ایک لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت۔ عاشق فی نسخہ ۸ر

پیام امین یہ لاجواب کتاب صدہا انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ہندوستانی اور چینی کتابوں کا انتخاب ہے۔ قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب کے خیالات کیا ہیں؟ کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلیٰ دماغ کیا رائے رکھتا ہے؟ دنیا کی کس کس زبان میں کلام پاک کا ترجمہ ہوچکا ہے۔ یہ ترجمے کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئے۔ قرآن کریم کی مجلدات دنیا میں کن کن ذرائع سے اور کیونکر پھیلیں؟ ان سوالات کا صحیح اور محقق جواب صرف "پیام امین" ہی کے اوراق دے سکتے ہیں۔ ان میں ستر کے قریب دنیا کے نامور مورخوں مصنفوں اور نامور لوگوں نے قرآن کریم کی عظمت وصداقت کی زبردست شہادت دی ہے۔

ملک کے نکتہ ور اکابرین مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند، خواجہ حسن نظامی، علامہ راشد الخیری۔ مولانا داؤد دہلوی، مولانا یعقوب خان وغیرہم نے اس کو بے حد پسند کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ اس کتاب نے لامذہبیت کے فتنے مٹا دیئے ہیں اور عہد حاضر کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے۔ "پیام امین" کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کا دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے اور قرآن کریم کی صداقت وعظمت پر یہ بہترین کتاب قرار دیگئی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ لیکن ناظرین القریش کے لئے ۱۲ر پہلا ایڈیشن ختم، دوسرا تیار۔

سیرۃ العباس حضور پرنور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات عربی کی معتبر کتابوں کا انتخاب بزبان اردو۔ قیمت عمر

مدار اعظم حضرت سید بدیع الدین قطب مدار کے مفصل حالات، آپ کے خاص خلفا کے اور خاندان چشتیہ، قلندریہ ونقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جن کو نسبت مداریہ حاصل ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

مامون اعظم یعنی خلیفہ مامون الرشید اعظم عباسی کی سوانح عمری مصنفہ مولانا امام الدین عباسی رام نگری۔ قیمت ۸ر

رباعیات حافظ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شیرازی رح کی رباعیات مع ترجمہ وشرح اور سوانح عمری قیمت ۶ر

الحریت فی الاسلام اسلامی حریت ومساوات وجمہوریت اور دیگر اہم مسائل پر زبردست بحث۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی معرکۃ الآرا تصنیف قیمت ۱۲ر

دعوت عمل نہایت ضروری اور قابل دید رسالہ۔ مصنفہ مولانا آزاد قیمت ۸ر

خطاب بہ اقبال مولوی سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق مدیر معاون روزنامہ سیاست لاہور کا دلپذیر فارسی کلام جس میں علامہ اقبال کے فلسفہ اشک ریزی پر نئے پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ عجیب لطیفہ کتابت۔ طباعت دیدہ زیب قیمت صرف ۳ر

حقیقۃ السیادت اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قریش کا خاندانی لقب سید ہے اور اس میں یہ ہے سادات بنی ہاشم کا لقب سید وشریف ہے۔ جو لوگ سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں غلطی پر ہیں۔ اسلئے ہر قریشی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ لقب سید ضرور لکھیں۔ کتاب قابل دید اور فتوی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۳ر

حقیقۃ السیادت الہاشمیہ ایک اعتراض کا زبردست، معقول ومنقول جواب، سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت، اور یہ کہ آل علی، آل عباس آل جعفر آل عقیل سب سادات ہیں اور شریف وسید کے لقب سے آنحضرت کے زمانہ سے اب تک ملقب ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

دنیائے اسلام و عیسائیت } عیسائیت کس طرح ایک ہزار سال سے اسلام کو نیچا دکھانے میں مصروف ہے اور اسلام کو کیونکر بہ حیثیت سی کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی پوری کیفیت اس نادر تالیف میں ملیگی۔ قیمت صرف ۶ ر

مجموعہ کلام شبلی } مولانا شبلی کے اردو کلام کا مجموعہ جس کا ایک ایک شعر ان کی قادر الکلامی اور اعلیٰ ذوق شاعری کا نمونہ ہے اس میں مثنوی، مسدس، قومی و سیاسی نظمیں، غزلیات اور قطعات غرضیکہ ہر زمانہ اور ہر صنف کا کلام موجود ہے۔ قیمت ۱۰ ر

وجدانی نشتر } (سوز و گداز) اہل اللہ کیلئے راز و نیاز۔ سوز و ساز سلوک و اضطراب حال و قال اور وجد و وصال کا ایک لازوال روحانی خزانہ۔ قیمت فی جلد عہ ر

اذکار الشیعہ } مصنفہ مولوی حافظ تاج الدین صاحب حنفی پنجابی نظم کا بہترین نمونہ۔ ضخیم کتاب ہے۔ قیمت ۸ ر فی نسخہ۔

الفاروق } خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانحعمری۔ اسلامی فتوحات اور تاریخ اسلامی کا شاندار منظر مولانا شبلی مرحوم کی نہایت مقبول تصنیف۔ قیمت عہ

مسدس حالی } مولانا الطاف حسین صاحب حالی کی مشہور اور مقبول مسدس۔ قیمت ۱۲ ر

قال اللہ } حقوق العباد۔ روزانہ کاروبار۔ دنیوی طرز معاشرت کے متعلق قرآنی احکام مع اردو ترجمہ۔ قیمت ۵ ر

قال الرسول } حدیث نبویہ کا ضروری اور کارآمد خلاصہ اور لب لباب مع اردو ترجمہ و تشریح کے۔ قیمت ۴ ر

ازواج النبی } حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی مفصل و مکمل سوانحعمریاں۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قیمت عہ ر

بنات الرسول } حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی مکمل و مفصل سوانحعمریاں۔ لکھائی چھپائی نظر فریب۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قیمت ۵ ر

حمائل شریف جیبی مترجم } ترجمہ اردو بامحاورہ از شاہ عبد القادرؒ برحاشیہ مختصر فوائد لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ مجلد چرمی قیمت صرف عہ

حمائل شریف جیبی بلا ترجمہ } جیبی سائز پر واضح اور خوشخط اعلیٰ کاغذ پر عمدہ چھپائی سے مزین ہے قیمت مجلد ۴ ر

فہرست کتب قانونی

مجموعہ ضابطہ فوجداری } یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء جو سنہ ۱۹۲۸ء تک کی ترمیمات اور اصلاحات کی ساتھ مکمل ہے قیمت فی جلد عہ

مجموعہ قوانین تعزیرات ہند } یعنے ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۸ء معہ ترمیمات و اصلاحات مطابق ترجمہ گورنمنٹ قیمت فی جلد عہ

قانون شہادت ہند } یعنے ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۹ء و جملہ اصلاحات و ترمیمات کے ساتھ۔ قیمت فی جلد ۱۲ ر

مجموعہ ضابطہ دیوانی یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۸ء قیمت - - - - ۶ ر

شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی مطبوعہ سنہ ۱۹۲۷ء۔ قیمت فی جلد .. عہ ۲ ر

شرح قانون جواز وقف علی الاولاد۔ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۹۱۳ء قیمت عہ ر

شرح قانون ہنڈیات نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۸۱ء۔ قیمت - - - سے ر

شرح قانون رجسٹری ہند۔ ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۰۸ء - - - ۶ سے ر

شرح قانون میعاد سماعت ہند۔ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء - - ۱۲ عہ

شرح قانون سود ناواجب۔ نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۸ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۳ء قیمت عہ

شرح قانون تعزیرات ہند۔ ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء - - ۱۲ عہ

شرح قانون نابالغان نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۴ء - - - للعہ ۸ ر

شرح قانون انتقال جائداد۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء قیمت عہ ر

شرح قانون شرع محمدی حجم ۶۵۲ صفحہ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۶ء قیمت - ۶ سے ر

شرح قانون انتقال اراضی زرعی پنجاب ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء قیمت عہ ر

شرح قانون مالگذاری اراضی پنجاب۔ ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء سے ر

شرح قانون دخل رعیتانہ پنجاب۔ ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء۔ للعہ

شرح قانون وراثت ہند۔ ایکٹ نمبر ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء۔ قیمت سے ر

شرح قانون شہادت ہند۔ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۵ء۔ سے ر

مجموعہ کتب امتحان عرائض نویسی پنجاب یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء و نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء و نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۸ء معہ قواعد و نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء و نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء و نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء و قواعد عرضی نویسان پنجاب۔ قیمت - - - سے ر

گنجینہ عرائض نویسی۔ حجم ۱۹۲ صفحہ قیمت - - - - - ۶ سے ر

گنجینہ وثیقہ نویسی۔ حجم ۴۴۵ صفحہ قیمت - - - - - للعہ

مجموعہ کتب امتحان امیدواران پٹواری ... ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء و دیگر

ملنے کا پتہ:- مینیجر کتب خانہ متعلقہ "القریش" امرتسر (پنجاب)

۷۸۶ ھو الکامل یا معین

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں ہرگز بدلتا ہے ... نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سادات قریش کا قومی اصلاحی و تاریخی پندرہ روزہ

رسالہ

القریش

الناس تبع لقریش فی الخیر والشر

جو

بفرمان عالی نشان سلطان العلوم اعلیحضرت تاجدار دکن

ادام اللہ اقبالہ واجلالہ

مدارس محروسہ سرکار عالی کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے، فی پرچہ ۲؍ تاریخ اشاعت ہر ماہ کی یکم اور ۱۷، مقام اشاعت امرتسر

قومی زندگی کی اہم ضرورتیں

قانون الٰہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اس کا ہر فرد قوم کی اصلاح و ترقی کے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو محسوس اور اُن سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یوں تو مسلمانانِ ہند کی قومی ضرورتیں جن کی تکمیل کی ذمہ داری علی قدر حیثیت ہم سب پر عاید ہوتی ہے بیشمار ہیں۔ مگر ان میں چند اصولی اور اہم ضرورتیں ایسی بھی ہیں جو باقی تمام ضروریات پر حاوی ہیں۔ ہمارے خیال میں ان اصولی ضرورتوں کی تحلیل مندرجۂ ذیل عناصر میں کی جاسکتی ہے۔ ان عناصر کو بہ نیت اصلاح ہمیشہ ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھنے میں ہماری فلاح و نجات اور اُن سے روگردانی و بے اعتنائی میں قوم کی بربادی و ہلاکت ہے۔ اسلئے ہم تکمیل مقاصد اصلاح و ترقی کے لئے "القریش" کی ہر اشاعت میں ان کا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ بار بار نظر پڑنے سے ان کی اہمیت بضرورت مسلمانوں کے دلنشین ہو جائے اور ان کے ذریعہ سے وہ اپنے لئے مناسب اصلاحی نظام العمل تجویز کرسکیں۔ قومی مرکزوں میں اگر کسی وجہ سے فرقہ بندی ہے۔ تو ہو۔ مگر قومی زندگی کی مندرجۂ ذیل اصولی اور مشترک ضروریات کو فرقہ بندی کے جذبات کے تابع کرنا صریحاً قوم کو قعرِ ہلاکت میں دھکیلنا ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

۱۔ مذہب

اسلام ہماری قومیت کی روح اور ہماری سعادت دارین کا کفیل ہے۔ اُس سے روگردانی و بے اعتنائی موجب خسران و ہلاکت ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم سے مستفیض ہونے اور دین و دنیا کا تعلق سمجھنے کے لئے۔ قرآن حکیم کا عمیق مطالعہ اور اسوۂ حسنہ نبی کریمؐ کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ اخلاق

جس قوم کا اخلاق اصول عدم پر مبنی نہیں ہوتا جو افراط و تفریط کی طرف جھکتی اور دوست و دشمن اور قوت کا معتدل استعمال نہیں جانتی وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتی اور جلد فنا ہو جاتی ہے۔

۳۔ تعلیم

افرادِ قوم کو ہر قسم کے کارآمد علوم و فنون کی تعلیم دینا تمام ترقیات و کمال کا منبع و سرچشمہ ہے۔

۴۔ صحت جسم

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مریض اور کمزور قوم اس مکان کی مانند ہے جو ریت کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے۔

۵۔ معیشت

پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ تجارت، زراعت، اور صنعت و حرفت قومی ترقی کے لئے ناگزیر ہیں۔

۶۔ نظم قومی

قومی ترقی کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنیوالی متدین انتظامی مشین کی سخت ضرورت ہے۔

۷۔ تحفظ حقوق

جبتک بیرونی حملوں سے کامل مدافعت کا انتظام نہ ہو اندرونی اصلاح و ترقی کی بہت کم امید ہے۔

۸۔ اشاعت اسلام

افرادِ قوم کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ قوم کی تقویت و ترقی کی کوشش کا نہایت ضروری جزو ہے۔

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "القریش" ہر انگریزی مہینے کی یکم اور ۱۶ تاریخ کو باحتیاط تمام پوسٹ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ۵ اور ۲۲ تاریخ تک اگر کسی بھائی کو موصول نہ ہو تو وہ دوسری اشاعت سے پہلے پہلے دفتر سے طلب کرلیں۔ ورنہ بعد میں پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی۔

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو ضروری ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کرکے اپنے ایڈریس کی صحت کرالیں۔ ورنہ عدم رسی کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔

(۴) بیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے۔

(۵) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ کئے جائیں گے۔

(۶) ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر منشائے خریداری و عدم خریداری سے مطلع نہ کرینگے۔ تو دوسری اشاعت کا پرچہ ان کی خدمت میں بصیغۂ وی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی و قومی فرض ہوگا۔

(۸) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر اور تین روپے دو آنہ بذریعہ وی پی مقرر ہے۔ طلبا بشرط تصدیق ۸ کی رعایت لے سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں زرِ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنا ہوگا۔

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوئے آنے چاہئیں۔

نیازمند مینیجر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ

دورِ جدید

رسالہ

القریش

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے

جلد ۱۵ | ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۷ھ | نمبر ۶

شانِ رسولؐ

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی)

جب خدائے دوجہاں ہو خود ثنا خوانِ رسولؐ
کر سکے کیا بندۂ عاصی بیانِ شانِ رسولؐ

تا ابد زندہ رہے گا اس سے گلزارِ جہاں
ریگِ صحرا پر جو برسا ابرِ فیضانِ رسولؐ

ذکر تھا بزمِ سلاطین میں یہی روزِ الست
فخرِ شاہانِ زمانہ ہیں غلامانِ رسولؐ

لوحِ عالم سے بھی مٹ جائے اگر نقشِ بہار
ہو خزاں ناآشنا پھر بھی گلستانِ رسولؐ

ہے عروسِ رحمتِ حق اسکے پردے میں نہاں
ہاتھ سے اپنے نہ دے ہرگز تو دامانِ رسولؐ

گو نکلتا تھا زبانِ پاک سے اس کی مگر
حکم ہے اللہ کا ہر ایک فرمانِ رسولؐ

ہے وہ کمبلی کا اک گوشہ ہی سکین اصل میں
مامنِ ہر دو جہاں شاکر ہی دامانِ رسولؐ

حکمت و موعظت

حکائت

خلیفہ ہشام ابن عبد الملک جب مدینہ منورہ میں پہونچا۔ تو اس نے حکم دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ تمام صحابہ انتقال فرما گئے ہیں، کہا کہ تابعین میں سے کسی کو میرے پاس لاؤ، حضرت طاؤس کو اس کے پاس لے گئے انہوں نے اندر جاکر جوتا اتارا اور کہا السلام علیک یا ہشام! ہشام سخت غضبناک ہوا اور اس نے قتل کرڈالنے کا عزم بالجزم کرلیا، لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یہ حرم رسول اللہ ہے اور یہ شخص اکابر علماء میں سے ہے، اس ارادہ سے باز آ، اس نے پوچھا اے طاؤس! تم نے یہ کیا دلیری و گستاخی کی؟ فرمایا، میں نے کیا کیا؟ اس لئے وہ اور بھی برافروختہ ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے چار بے ادبیاں کیں۔

(۱) جوتا لب فرش اتارا، یاد رہے کہ خلیفہ ہشام کے نزدیک یہ امر معیوب تھا۔ بلکہ اس کے سامنے موزہ اور جوتا پہنے ہوئے بیٹھنا چاہیئے تھا۔

(۲) مجھے امیر المومنین نہ کہا، (۳) میرا نام لیکر پکارا۔ میری کنیت نہ کہی۔ اسبات کو بھی عرب بنظر استحسان نہیں دیکھتے،

(۴) میرے سامنے بلا اجازت بیٹھ گئے، اور میرے ہاتھ کو بوسہ نہ دیا۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں باتوں کا یہ جواب دیا۔

(۱) تیرے سامنے جوتا اتارنیکا سبب یہ ہے کہ میں ہر روز پانچ بار اس رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے جوتا اتار کر ہی جاتا ہوں اور وہ اس حرکت پر کبھی مجھ سے خفا نہیں ہوتا،

(۲) تجھے امیر المومنین اس واسطے نہیں کہا کہ تیری امارت پر سب لوگ راضی نہیں ہیں، اسی بنا پر میں قول الزور سے محترز و مجتنب رہا۔

(۳) تجھے نام لیکر پکارا اور کنیت سے نہیں پکارا اس کی وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو نام لیکر پکارا ہے، جیسے یا داؤد یا عیسیٰ یا یحییٰ یا موسیٰ اور اپنے دشمنوں کو کنیت سے یاد فرمایا ہے، جیسے تبت یدا ابی لہب۔

(۴) تیرے ہاتھ کو بوسہ نہ دینے کا سبب یہ ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا ہے کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہیں، مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے، تیرے سامنے جو بلا اجازت بیٹھا اس کا سبب یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے تو اسے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود تو بیٹھا ہو اور بندگان خدا اس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں، ہشام کو یہ باتیں بے حد پسند آئیں، کہا مجھے نصیحت فرمائے، فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ دوزخ میں پہاڑ کے برابر سانپ اور اونٹ کے برابر بچھو ہیں، وہ سب ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہیں، جو رعایا پر عدل نکرے یہ فرمایا اور اٹھ کر چلے گئے :-

یہ تھے علمائے کرام کے عقیدے اور یہ تھی ان کے دلوں میں امرائے عظام کی قدر، وہ اللہ احکم الحاکمین کے سوا کسی کو حاکم نہ سمجھتے تھے، مگر آج؟ زمانہ سب کچھ بتا رہا ہے :- **نورالدین عفی عنہ** :-

پند بر دیوار

بہ ذوق کرنما پہ اور اطمینان پیدا کر ۔۔ یہی سامان بہتر ہے یہی سامان پیدا کر
بنا انسان تو انسانیت کی شان پیدا کر ۔۔ کوئی تدبیر حق بینی کی او نادان پیدا کر
یہ دنیا چند روزہ ہے نہ ہو دل بستگی اس سے ۔۔ ملے راحت ہمیشہ جس سے وہ سامان پیدا کر
جو بڑھ کر گھٹ بھی جائے ایسے بڑھنے کا نتیجہ کیا ۔۔ تنزل کا گمان جس پر نہ ہو وہ شان پیدا کر
اگر ہی اے شمع پر پروانہ جیسے کرکے جلتا ہے ۔۔ یہی ہمت مری دلمیں تیرے قربان پیدا کر
حقیقت میں جو تیرا اور تو جس کا ہے دیوانہ ۔۔ محبت تو اسی کے ساتھ تا امکان پیدا کر
یہی اک راستہ محبوب ہے راہ حقیقت کا ۔۔ نہ ہو ارمان پیدا دلمیں وہ ارمان پیدا کر

محبوب

دے حسن بیاں کو جوش عمل خود اپنی تحقیر نکر ۔۔ بے سود یہ تیرا رونا ہے لا حاصل تو تقریر نکر
کیوں بندوں سے تو ڈرتا ہے کیوں غیروں کا دم بھرتا ہے ۔۔ اللہ کے گھر میں اسے غافل اب بتخانہ تعمیر نکر
تقدیر ہے تیرے قبضے میں تو حسن عمل کا بندہ بن ۔۔ تدبیر سے کوہ کو کاہ بنا بے حرمتی تقدیر نکر
معلوم نہیں کل کیا ہوگا ہم ہونگے یا دنیا ہوگی ۔۔ جو کرنا ہو کر ڈال ابھی اہم کام کوئی تاخیر نہ کر
لے نام خدا، کر خوف خدا، چل راہ خدا دے بہر خدا ۔۔ دنیائے دنی میں اے غافل بیخوف مکان تعمیر نکر
شمشیر عمل کی سختی سے پیغام نجات ظلم کو دے ۔۔ تاثیر عمل سے آگ لگا خودداری کی تحقیر نہ کر
ہمت جو بلند ہے بدل ہو تو دل اللہ کا بندہ بن ۔۔ کر خدمت خلق شمیم حزیں مخلوق کا دل دلگیر نکر

شمیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش امرتسر
۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء

آل انڈیا مسلم لیڈران کی راہبری

سمجھا یا جا رہا ہے مشعل تعلیم قرآن کو

اسلامی جرائد اور عامۃ المسلمین سے اپیل

(راستی موجب رضائے خداست)

دین اسلام فرزندان توحید کو محبت و مودت، اخوت و مروت، اتحاد و یگانگت اور اخلاق و رواداری کی تعلیم دیتا ہے، قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے بردباری حلم و بردباری اور صلح کی تاکید اکید فرمائی ہے، انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم لیکن بیسویں صدی عیسوی کے مسلمانوں میں یہ اوصاف عنقا ہیں اور وہ ان تمام باتوں کو شان خودداری کے خلاف سمجھتے ہیں،

مسلمانوں کا افتراق و انشقاق باہمی اب ضرب المثل ہے وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی فروگذاشت پر آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جانے کے خوگر اور انتقام کیلئے عقل و خرد کو بالائے طاق رکھ کر اوچھے ہتھیار دل پر آزمانا انکی عادت ثانیہ ہو گئی ہے، تحمل و برداشت اور درگذر سے وہ ناآشنائے محض ہیں اور صبر و سکون سے ان کے دل خالی ہو چکے ہیں، مدعیان لیڈری اور دعویداران رہنمائی تو ان اوصاف میں عوام کالانعام سے دو ہاتھ آگے اور نمایاں نظر آتے ہیں، وہ تو تو میں میں کی حد سے نکلکر دھینگا مشتی کے میدان میں پہونچ گئے ہیں، گالی گلوچ ان کا فخر اور دشنام طرازی و استہزا ان کا طرۂ امتیاز بن گیا ہے، اختلاف آراء پر ایک دوسرے کی عزت کا لاگو ہو جاتا ہے اور اسی میں وہ خدمت خلق اللہ اور رضائے حق کا راز پنہاں سمجھتا ہے۔

دشمنان اسلام انہیں خانہ جنگی میں مصروف پاکر ان کے گھر لوٹ رہے ہیں اور ان پر اس بیدردی سے ہاتھ صاف کر رہے ہیں کہ الامان والحفیظ!

فتنۂ ارتداد کی تیغ آبدار فرزندان توحید کے جگر پارہ پارہ کر رہی ہے اور مسلمان اور ان کے نام نہاد لیڈر ہیں، کہ ذاتی مخاصمتوں کی الجھنوں سے ہی اتنی فرصت نہیں پاتے کہ وہ مخالفین کے دست تطاول اور انکی غارتگرانہ چالوں کیطرف متوجہ ہو سکیں،

ان حریت نواز مسلم لیڈروں کی قومی و ملی خدمات کا جائزہ لیا جائیگا تو گزشتہ کارگذاری سرتاپا "نہرو رانی"۔ "نوراتی"۔ اور "شفیع زئی" وغیرہم دل آزار الفاظ اور طعن و تشنیع سے پر نظر آئے گا۔ اور ایسے واقعات ملیں گے جو تعلیم اسلام کے سرتا سر خلاف اور احکام الٰہی کے ازبس منافی ہوں، مگر بخلاف اس کے ہندو لیڈران کی خدمات قابل رشک ہیں انہوں نے اپنی مساعی جمیلہ اور حسن کارکردگی سے اپنی قوم کو زیربار احسان کرنے کے علاوہ اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ انکے کارہائے نمایاں پر سر فخر و مباہات بلند کر سکے،

"بھارت ہندو شدھی سبھا" کے سکرٹری سوامی چدانند جی مہاراج نے سبھا کے ۲۲ اپریل کے اجلاس منعقدہ دہلی میں بیان کیا کہ

> "ایک سال کے اندر اندر ۱۹۲۵ء میں سات ہزار کے قریب صرف مسلمانوں کی شدھیاں عمل میں آئیں، دوسو کے قریب ہندو عورتوں اور دوسو کے قریب معصوم بچوں کو "غیروں" کے پنجہ سے چھڑایا گیا، ۲۰ شاخیں ملک کے تقریباً ہر حصہ میں کام کر رہی ہیں اور سبھا کے ماتحت اس وقت ۶۰ تنخواہ دار اپدیشک شدھی پرچار اور شدھی کا کام کر رہے ہیں"

کیا آل انڈیا مسلم لیڈران اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں؟ کیا سات ہزار کلمہ گویان کے طوفان ارتداد میں بہ جانیکی انہیں خبر نہیں؟ گر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیوں ادہر توجہ نہیں دیگئی؟ کیا ہمارے "آقا" اور "مولانا" صاحبان اپنی ملی خدمات کی کوئی تفصیل پیش کر سکتے ہیں، جو انہیں مسلمانوں کی سات ہزار جماعت کو ارتداد کے سیلاب سے بچانے میں مانع ہوئی۔ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں،

ہم ان خودساختہ "آقاؤں" اور خانہ ساز "مولاناؤں" کو بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہجو گوئی، مضحکہ خیزی، لومۃ ولائم اور طعن و تشنیع میں قومی ترقی کا راز مستور نہیں، ان باتوں میں دستگاہ حاصل کرنے کی کوشش بیسود ہے، قوم و ملت کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اگر آپ متحد و متفق ہوکر کوئی خدمت انجام دینے کی توفیق نہیں رکھتے، تو مسلمانوں کی غریب قوم کو دھڑہ بندی اور پارٹی فیلنگ کی تباہ کن گہرائیوں میں گرانیکی کوشش نہ کیجیے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دیجیے، کارساز مطلق خود کوئی انتظام کر دیگا۔

اسلام نرغہ میں ہے اور مسلمان گوناگوں مصائب آلام میں مبتلا۔ لہذا اقتضائے وقت یہ ہے کہ ہمارے محترم لیڈر اور مقتدر رہنما آقا ظفر علی خاں ہوں یا سر محمد شفیع مولانا شوکت علی ہوں یا ڈاکٹر عالم، مولوی محمد علی ہوں یا مسٹر جناح، حضرت آزاد ہوں یا

مفتی کفایت اللہ ، زید ہو یا بکر نزاکت وقت کو پہچانیں اور خدا کے نام پر، ملت و قوم کے نام پر اپنی لیڈری و رہنمائی کے نام پر مسلمانوں کی پریشانیوں کو کم کرنے کے لئے متفقہ مساعی سے کام لیں اور اپنے دلوں کو اختلافات کی آلائشوں سے پاک و صاف کر دیں، کہ ذریعہ دانش بھی یہی ہے اور تعلیم اسلام بھی یہی، ورنہ ہم سمجھیں گے کہ نام و نمود اور جلب منفعت کی خاطر

سمجھایا جا رہا ہے مشغلِ تعلیم قرآں کو

ہم معزز معاصرین اور عامۃ المسلمین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ قائدین کی موجودہ روش کے خلاف شدید احتجاج کریں اور اس وقت تک آرام نہ لیں۔ جب تک کہ وہ باہمی اتحاد و اتفاق سے کام لینے کے لئے قربت کی سطح پر نہ آجائیں ؎

نہرو رپورٹ کا فتنہ

ملکی مفاد و سیاست حاضرہ کے لحاظ سے نہرو رپورٹ اچھی ہو یا بری مگر مسلمانوں کیلئے وہ ایک محشر خیز فتنہ سے کم نہیں، اسکی گوناگوں برکات کی یہ پہلی قسط ہے کہ مسلمانوں کے افتراق و تشتت میں گونہ اضافہ ہوا۔ وہ من حیث القوم منزل مقصود سے بہت دور جا پڑے اور قومی و ملی مقاصد کو یکسر فراموش کر کے نہرو رپورٹ کے جواز و عدم جواز پر اڑ گئے اور "ٹوڈی" و "نہروانی" بنکر زور آزمائی پر اتر آئے،

مسلمانوں کا غالب حصہ نہرو رپورٹ کا مخالف ہے، وہ اسے مسلمانوں کے سیاسی و قومی مفاد کے خلاف سمجھتا ہے، لیکن دوسرا گروہ اسے ہر طرح جائز، واجب العمل قرار دیتا ہوا اس کی تائید و حمایت پر مصر ہے،

اس قومی خلفشار، و تصفیہ نامرضیہ کو حل کرنیکے لئے مختلف تاریخوں میں مختلف مقامات پر کئی ایک اجلاس منعقد ہوئے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ آخر ۳۰ مارچ کو دہلی کے مقام پر لیگ کا اجلاس ہوا۔ خیال تھا کہ معاملہ بطریق احسن طے ہو جائیگا اور مسلمانوں کے قلوب کد و کاوش سے پاک و صاف ہو کر ملی خدمات کیلئے یکسو ہو جائینگے، لیکن یہاں جو واقعات پیش آئے وہ حد درجہ الم‌ناک ہیں۔ ڈاکٹر محمود سکرٹری جناح لیگ کا بیان ہے کہ انہیں خود کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہوا شیخ محمد صادق ایم ایل سی اور بعض دیگر معززین بھی کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہونچے لیکن حامیانِ نہرو رپورٹ ببانگ دہل کہے جاتے ہیں کہ "نہرو رپورٹ پاس ہوگئی" وہ احرار کی شاندار فتح و کامرانی کے شادیانے بجا رہے ہیں، لیکن یہ نہیں جانتے۔ کہ اس سے نفرت و عداوت باہمی کے جذبات اور مشتعل ہونگے اور یہ شادیانے آخر قوم کی تباہی کا پیغام ثابت ہو کے رہینگے۔

کاش مسلمان اپنی اندرونی اصلاح کی جانب متوجہ ہوتے اور یہ زور آزمائی اسلام کو اغیار کی دستبرد سے بچانے اور قوائے ملیہ کی تنظیم و ترتیب کیلئے ہوتی۔ وہ ذاتیات کی ناپاک اور بے نتیجہ قضیوں میں الجھ کر قوم کو قعر مذلت میں گرا رہے ہیں اور نہرو رپورٹ ہی کو صحیفہ آسمانی سمجھ کر اسمیں اپنی دینی و دنیوی فلاح خیال کرتے ہیں، انہیں یاد رہنا چاہئیے کہ جو قوم اپنے گھر کی حالت درست کرنیکی اہلیت نہیں رکھتی وہ آزادی اور حکومت خود اختیاری کے کبھی قابل نہیں ہوسکتی۔ مسلمان اس ٹائپ کے لیڈروں کی رہنمائی میں جو احکام الٰہی کو پس پشت رکھکر منازل ترقی طے کرنیکے آرزومند ہوں کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

قوم اور حکومت سے دھوکہ

ہمیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ امرتسر کے کسی ناصر نامی شخص نے "آل انڈیا قریش کمیونٹی" کے نام سے چند اشخاص کی فہرست حکومت کی خدمت میں بھیجتے ہوئے اسے یقین دلایا ہے کہ "مندرجہ فہرست اصحاب تاج کے وفادار ہیں"

"آل انڈیا قریش کمیونٹی" ایک غیر مانوس نام ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس نام سے امرتسر میں قریشیانِ ہند کی کوئی قومی باڈی نہیں، اگر اس کا مفہوم "انجمن قریشیانِ ہند" سمجھا جائے تو یہ اس لئے قرین قیاس نہیں کہ وہ مدتوں سے جسد بے حرکت اور مفلوج ہے، اس کا شیرازہ اور نظام ترکیبی منتشر ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا کہ اب اسکی یاد بھی دلوں سے محو ہو چکی ہے،

باقی رہے جناب ناصر، آپکی شخصیت سے نہ ہم واقف اور نہ آپکے نام نامی اور ذات خاص سے امرتسر کے وہ قریشی حضرات آشنا جنہیں انجمن مذکور کے روح رواں ہونیکا فخر حاصل رہا ہے

ہم حیران ہیں کہ ناصر صاحب کو ہندوستان کے قریشیان کی نمائندگی کا حق کسطرح حاصل ہوا اور انہیں یہ کیونکر علم ہوا کہ ہندوستان کے سترہ لاکھ قریشیوں میں سے صرف مندرجہ فہرست اصحاب ہی تاج کے وفادار ہیں اور باقی تمام غیر وفادار اور باغی،

انجمن قریشیان ہند جب تک کام کرتی رہی، اس نے اپنے نصب العین اور مسلک سے سرمو تجاوز نہیں کیا۔ انجمن قریشیان پنجاب گوجرانوالہ آئین و قوانین کے ماتحت امن و سکون سے کام کر رہی ہے، لاچھووال، ملتان، کوہ مری، جہلم، جالندھر اور دیگر مقامات کی قریشی انجمنیں بھی اسی طرح امن و اطمینان ہی سے فرائض انجام دے رہی ہیں اور نہ ہی حکومت کو ان کے طریق کار پر کبھی کسی قسم کا شبہ ہوا ہے، پھر وجہ معلوم نہیں کہ ناصر صاحب کو چند مخصوص حضرات کی فہرست مرتب کر کے اظہار وفاداری کی کیا ضرورت پیش آئی، ناصر صاحب کو قریشیانِ ہند کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں، وہ اپنے خاندان کی نمائندگی میں جو جی چاہے کریں مگر "آل انڈیا قریش کمیونٹی" کے نام پر قوم اور حکومت کو دھوکہ دینے کے وہ کسیطرح مجاز نہیں ہیں، لہذا ہم جناب ناصر کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ایک ایسے نام پر جو ہندوستان بھر کے لئے محیط ہونے کا اظہار کرتا ہو گنتی کے چند احباب کی نمائندگی کرنے میں احتیاط رکھیں، اور انہیں یاد رہے کہ حکومت بھی اس قسم کی فرضی کاروائیوں کو مدنظر...

ننگِ صحافت "پریس"

اخلاق و اعمال کی اصلاح ، قومی و ملی حقوق کی نگہداشت اور سوسائٹی کے عروج و ارتقا کا ایک ذریعہ صحافت بھی بھی ہے ، قوموں کا بننا بگڑنا ، ملکوں کا کمال و زوال ایک بڑی حد تک صحافت سے وابستہ سمجھا جاتا تھا ، لیکن عہد حاضر کی صحیفہ نگاری کو بعض خود غرض اور فتنہ پرداز نفوس کی طبعی سفاہت اور جبلی بدطینتی نے ایک لعنت بنا دیا ہے ، ہر بدمعاش حرف شناسی سے ذریعہ معاش سمجھتا ہے ، اکثر اخبار محض نفس پرستی ، حلب زر ، اور ذاتی اغراض کی تکمیل کیلئے جاری کیے جاتے ہیں ، تنور شکم کا ایندھن مہیا کرنیکے لئے صحیفہ نگاری کی آڑ میں ایسی ایسی سفیہانہ کارروائیاں کی جاتی ہیں کہ شرافت دنجابت پناہ مانگتی ہے ،

ان ہی ناپاک اغراض کو پورا کرنے کیلئے لاہور سے "پریس" نامی ایک اخبار کسی کھمن سنگھ کی ادارت میں جاری ہے اور اس نے اسے دامن حرص و آز پر کرنے آلہ کار بنا رکھا ہے ،

پچھلے سال دربار بہاولپور نے "پریس" کے مدیر شہیر کی گداگری پر رحم کھا کر اسے پانسو روپے کی رقم عطا کی ، اس پر طمع ولالچ کے اس مجسمے کے دندان حرص و آز تیز ہو گئے ، چنانچہ گذشتہ عید کی تقریب پر اپنی تمناؤں کے ساتھ وہ پھر بہاولپور پہونچا لیکن ایسے اسی نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا اور ایک حبہ تک نہ ملا - جس سے اس کے جذبات وحشت میں قدرتاً ایک اشتعال پیدا ہوا اور لاہور پہونچتے ہی اس نے والئے ریاست کے خلاف زہریلا پراپیگنڈا شروع کر دیا اور ساتھ ہی وائسرائے ہند کو ایک کھلی چٹھی لکھ کر اپنی احسان ناشناسی اور سفلہ پنی کا ثبوت دیا ، اور ایک چٹھی میجر شمس الدین پرائیوٹ سکرٹری بہاولپور کو لکھی کہ وہ اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جائیں اور وہ اس لئے کہ انہوں نے بکمال ہوشمندی اس ننگ صحافت کے دندان آز کھٹے کر دئے تھے

یہ ہیں وہ نام نہاد اخبار نویس ، جو صحافت کی شرافت کیلئے بٹہ ثابت ہو رہے ہیں ، خدا ان بد نام کنندہ نکو نامے چند کی ابلہ فریبیوں سے محفوظ رکھے اور انہیں ہدایت دے ،

پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی

ٹکسٹ بک کمیٹی کی کتابوں کی طباعت کے اجارہ کا قرعہ فال سالہا سال سے مسرز گلاب سنگھ اینڈ سنز کے نام پڑتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "مسرز گلاب سنگھ اینڈ سنز" ٹکسٹ بک کمیٹی کی ذاتی فرم ہے ، اس کی کیا وجہ ہے اور کیوں کسی دوسرے پریس کو کمیٹی کے کام سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل نہیں ، کمیٹی کے پاس اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دوسرا مطبع اتنے بڑے اہم کام کی انجام دہی کی مقدرت نہیں رکھتا ، لیکن ایکے امیدواران اجارہ کی درخواستیں گذرنے پر یہ عذر لنگ بھی ٹوٹ گیا ۔ "فیروز پرنٹنگ ورکس" لاہور نے درخواست کے ساتھ کمیٹی کی تمام شرائط کو تسلیم کر کے سابقہ مالکٹی سے ڈیوڑھی رقم داخل کر دی - مطبع کا معائنہ ہونے پر گورنمنٹ پرنٹنگ ایکسپرٹ نے بھی پریس کے کام کی تعریف کی اور کہا کہ یہ اس کام کو نہایت آسانی سے پورا کر سکتا ہے

لیکن اراکین کمیٹی کی بے نیازی دیکھیئے کہ اس نے اس پر بھی اپنے قدیمی مسلک کو ہی بحال رکھا اور اسی پرانے محبوب اجارہ دار کے حق میں فیصلہ دیدیا ۔ کیا انصاف اسی کو کہتے ہیں ؟ حقیقت یہ ہے کہ کمیٹی کا نظام ترکیبی ہی درست نہیں اور جب تک اسکی تجدید نہ ہو غیر جنبہ داری و انصاف کی توقع محال ہے ، کیا ارباب حل وعقد تجدید نظام کیلئے کوئی کارروائی عمل میں لا کر کچھ زحمت گوارا کریں گے ؟

بلدیہ امرتسر میں بدنظمی

بلدیہ امرتسر کی انتظامی حالت بہر نوع افسوسناک ہے ، غبن اور رشوت ستانی کی گرم بازاری حد سے بڑھ گئی ہے ، اراکین بلدیہ کے سامنے کئی سال سے انسدادی تدابیر پر غور کرنے کیلئے یہ مسئلہ پیش ہو رہا ہے لیکن تعجب ہے کہ وہ اب تک کوئی صحیح چارہ کار تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ، اراکین بلدیہ اسباب وعلل کی ٹوہ کرتے کرتے تھک کے رہ گئے ہیں اور اپنی بے بسی کے اظہار پر مجبور ، چنانچہ ۱۹ مارچ کے اجلاس میں اس راز کا انکشاف ہوا کہ موجودہ عملہ کچھ ایسا زبردست واقع ہوا ہے کہ وہ ممبران کی چیخ وپکار کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتا ۔ جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب کسی کے خلاف کوئی شکایت ہوتی ہے تو ممبران ہی اس کی حمایت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ ایسا رتبہ ہے کہ بلدیہ کی انتظامی حالت کبھی اور کسی طرح بھی سدھر نہیں سکتی ،

شہر کی صفائی پر ۳ لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم صرف کی جاتی ہے ، ہیلتھ افسر کا سٹاف ضرورت سے بہت زیادہ ہے ، لیکن صفائی کی حالت اسقدر ردی ہے کہ اہالیان شہر چیخ رہے ہیں ہیلتھ افسر اور اس کے سٹاف کا صرف یہ کام نہیں ہے کہ وہ گھوڑی پر سوار ہو کر حاکمانہ ٹھاٹھ میں چند بڑے بڑے بازاروں کی گشت کر لیا کریں ، وہ اہل شہر کے خادم ہیں اور جو خدمت ان کے سپرد ہے اسے انجام دینا ان کا لابدی فرض ہے ، اراکین بلدیہ اگر ذرا حوصلہ اور ہمت سے کام لیں تو نہایت آسانی کے ساتھ ان لوگوں کو ان کے فرائض کی انجام پر مجبور کر دیا جا سکتا ہے - اور رشوت وغبن کی شکایات کا بھی ازالہ ہو سکتا ہے ، کیا اہل شہر اپنے [illegible] سے کوئی امید کر سکتے ہیں ؟

آیندہ مردم شماری اور مراسیان پنجاب

مرزا گورنر پنجاب کا صاف صاف کھلا کھلا اور صحیح صحیح جواب بھی مراسیوں کے خبط قریشیت کو کم نہ کر سکا ۔ دنیا کی لعنت و ملامت اور تاریخی حقیقت پر بھی غیر باپ کا بیٹا بننے سے وہ باز نہ آئے ، رسول اکرم کے نسب اطہر کو بٹہ لگانے کیلئے انکی ناپاک کوششیں جاری ورہی ہیں ، چنانچہ انکی جمعیت کیطرف سے کسی امام الدین جلالپوری نے ایک اعلان کے ذریعہ مراسیوں کو مطلع کیا ہے کہ وہ آیندہ مردم شماری میں اپنی قوم "مراسی" کی بجائے "قریشی" لکھوائیں ، اور اس شرمناک مراسیانہ طریق عمل سے قریش کی شرافت وعظمت کو اختلاط کا دھبہ لگائیں ، انجمن قریشیان پنجاب کا فرض ہے کہ وہ انکے اس ناپاک ارادہ سے خاص رزولیوشن کے ذریعہ حکومت کو مطلع کرتے ہوئے اس کی خواہش کرے کہ وہ مردم شماری کے موقع پر مردم شماری سے متعلقہ سٹاف کو بذریعہ خاص سرکلر ہدایت کرے کہ مراسیوں کی قومیت کے اندراج میں وہ خاص احتیاط سے کام لے ۔

داستانِ پارینہ

عدلِ جہانگیری

بہن کے ہاتھوں بھائی کو سزائے قتل

شاہدرہ کے مشرق کیطرف آصف جاہ کی قبر ہے، آصف جاہ نورجہاں کے بھائی اور ممتاز محل کے باپ تھے، جہانگیر کے دربار میں انکی بڑی قدر تھی، بادشاہ نے ان کو لاہور کا صوبہ دار مقرر کیا تھا، اس کے متعلق ایک کہانی مشہور ہے،

آصف جاہ جس وقت لاہور کا صوبہ دار تھا، اس وقت اس کے محل کے پاس ہی ایک بوڑھا مسلمان ولی محمد رہتا تھا، اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی، بڑھاپے میں اس پر خدا کی مہربانی ہوئی اور ایک فقیر کی دعا سے اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اسکی خوشی کی کوئی حد نہ رہی، قسم قسم کے ناچ تماشے ہونے لگے،

آصفجاہ آدھی رات تک ناچ رنگ دیکھنے کے بعد ابھی سویا تھا، کہ اس خوشی کی دھوم دھام سے اس کی آنکھ کھل گئی، فوراً کہا، کوئی ہے؟ اس بے ادب بوڑھے بد تمیز کو جلدی پکڑ لاؤ، منہ سے بات نکلتے ہی حکم کی تعمیل ہوئی، بوڑھا بوڑھی پکڑے آئے، نواب نے غصہ کے لہجہ میں کہا، اتنی رات گئے تم نے شور کیوں مچایا، تم جہنم کی سیر کرنا چاہتے ہو؟

بوڑھے آدمی ولی محمد نے دست بستہ عرض کی، خداوند بڑھاپے میں میں نے اولاد پائی ہے اس لئے اس رات کو خوشی منائی گئی، دوہائی حضور کی میرا قصور معاف ہو، نواب نے ہنس کر کہا، ہاں اس بوڑھے کو لڑکا پیدا کرنیکی اس قدر خوشی ہے، اچھا اب اس خوشی کا خاتمہ ہو، اس نے اپنے نوکر سے کہا کہ جا اس لڑکے کو یہاں جلدی اٹھا لا۔ حکم ہوتے ہی نوکر لڑکے کو لے آیا، نواب نے سنجیدگی سے حکم دیا،

سنو! شیطان جس لڑکے کیلئے تو نے اتنی خوشی کا سامان کیا اس لڑکے کو بہشت جانے کا سامان کر، ایسا ہونے سے خوشی کی انتہا نہ رہیگی، اس بچے کو ابھی تک گناہ نے چھوا تک نہیں، ابھی وقت اسکی جان لینے سے یہ سیدھا بہشت کو جائیگا، اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے،

اس سخت اور دل ہلا دینے والے حکم کو سنکر سب لوگ حیران ہو گئے، بوڑھے اور بوڑھی نے خوفزدہ ہو کر آنسو پونچھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر رقت بھری آواز سے کہا، خداوند آپ خدا کے قائمقام اور رعایا کے ماں باپ ہیں، اس بندہ کا قصور معاف کرو،

آصف جاہ نے کہا، میں رعایا کا ماں باپ ہوں، اسی واسطے میں اس بچے کو بہشت بھیجنے کی کوشش کر رہا ہوں، سنا ہے، ہندؤں میں برہمنوں کی ایک کہانی مشہور ہے، کہ ایک مہمان کے بھیک مانگنے پر ایک رانی نے اپنے بیٹے کو کاٹ ڈالا تھا، رانی نے اپنے بیٹے کے دونو ہاتھوں سے پکڑ لیا اور راجہ نے تلوار سے اس کا سر کاٹا، ایک مہمان کی یہ تواضع ہو سکتی ہے کیا ایک نواب کے حکم سے ایسا نہیں ہو سکتا،

بوڑھے اور بوڑھی نے ہزار کوشش سے بچے کی امان جان مانگی، مگر سنگدل نواب نے ایک نہ سنی، آخر وہ بوڑھا اور بوڑھی اپنے ہاتھوں سے اپنے لختِ جگر کا سر کاٹنے پر مجبور کئے گئے

ان دونوں بدنصیبوں نے اپنی تمام جائداد بیچکر رستہ کا خرچ اکٹھا کیا اور آگرہ کا رخ کیا۔ وہاں جا کر انہوں نے شہنشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر فریاد کی، اسمیں شک نہیں، کہ شہنشاہ جہانگیر بڑے رعایا پرور تھے، انہوں نے اپنی آرامگاہ کے دروازے پر ایک گھڑیال لگا رکھا تھا، اسکی زنجیر محل کے نیچے لٹکتی رہتی تھی، اگر کسی کو عرضی پیش کرنی ہوتی، تو زنجیر کو ہلا دیتا، اس کی آواز سے بادشاہ کو خبر ہو جاتی، اسی طرح ان دونوں نے بھی کیا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر کئے گئے،

تمام حالات سنکر بادشاہ نے ساون بھادوں کے برسنے والے بادل کا روپ اختیار کیا، ان کا جلال دیکھکر نورجہاں نے سامنے آنے کا حوصلہ نہ کیا، بادشاہ نے اسی وقت لاہور جانے کا ارادہ ظاہر کیا، سینکڑوں نوکر دوڑے اور سب سامان تیار کر لیا گیا، دوسرے دن بادشاہ نے لاہور کو کوچ کیا، بوڑھا بوڑھی بھی ساتھ ہی لے لئے،

نواب آصفجاہ بادشاہ کی آمد آمد سنکر خوفزدہ ہو گئے مگر اس سے بادشاہ کے آنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوئی، بادشاہ نے لاہور پہنچکر دوسرے دن قلعہ لاہور میں ایک بڑا دربار کیا ..... اس دربار میں گرد و نواح میں تمام رئیس مدعو کئے گئے، لاہور کی رعایا کثیر تعداد میں حاضر تھی، دربار آراستہ ہو چکنے پر جہانگیر معہ نورجہاں بیگم دربار میں رونق افروز ہوئے، وہ دونو بوڑھا بوڑھی بادشاہ کے اشارہ سے دربار میں چھپے ہوئے تھے جس وقت درباریوں میں ملاقات ہو چکی، تو بادشاہ نے فرمایا، کہ مجھے ایک عجیب مقدمہ کا فیصلہ کرنا ہے، لہذا غور سے سنو، اس خداوند ذوالجلال نے تم لوگوں کو حکومت دی ہے اور انتظام کا بوجھ میرے ذمہ ڈال دیا ہے، میں اپنے سکھ سے سکھی نہیں، بلکہ

تم لوگوں کے آرام سے مجھے آرام ہوتا ہے جس طرح اس خدا نے اپنی ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے اسیطرح میں نے اپنے منصف اور لائق بھائی آصف جاہ پر لاہور کی حکومت کی ذمہ داری ڈال رکھی ہے۔ اس واسطے اس دربار کو قید رکھتا کوئی ظلم نہیں ہوا یہ لائق اور اصلی افسر آصف جاہ ہی کہیں کہ حاکم اپنے سکھ کو قربان کرکے رعایا کو سکھ دینے کا حکم قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟

آصف جاہ نے دوزانو ہوکر عرض کی،

جہاں پناہ! ضرورت ہونے پر تو حاکم کو اپنی جان دیکر بھی رعایا کو سکھی کرنا چاہیئے،

بادشاہ نے مسکرا کر کہا، کہ اچھا اچھا یہی اچھے حاکموں کی پہچان ہے۔ اگر حاکم اپنے آرام کی نیند میں خلل پڑنے پر کسی معصوم بچے کی جان لے تو کیا وہ حاکم خدا کی حکم عدولی نہیں کرتا،

یک بیک بادشاہ کی یہ بات سن کر آصف جاہ کانپ اٹھے اور آنکھیں نیچی کرکے بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ میرے امرا اور معززین آپ نے دیکھا، کہ میرا بھائی آصف جاہ رعایا کے آرام کا خواہشمند ہے، رعایا پر ظلم کی بات سنکر ہی وہ زمین پر بیٹھ گیا ہے، میں کسی اور ظلم کی تشریح کرکے اس کے دل کو دکھی نہیں کرنا چاہتا، میرے پاس اس کی بہن نورجہاں بیگم بیٹھی ہے۔ میں انہی سے پوچھتا ہوں کہ ایسے ظلم کی کیا سزا ہوسکتی ہے،

نورجہاں بیگم نے کہا۔ کہ جہاں پناہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ابھی اس ظلم کی مزید تفصیل نہیں دیگئی،

بادشاہ نے فرمایا، حاکم کے محل کے پاس ایک شخص کے گھر رات کو بیٹا پیدا ہونے پر خوشی منائی جارہی تھی کیونکہ آخری عمر میں ان کے لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اس سے حاکم کے آرام اور نیند میں خلل پڑا۔ اور اس قصور پر اس نے بڈھے اور بڑھی کو اپنے نوزائیدہ بچہ کو قتل کرنے پر مجبور کیا،

یہ سنکر تمام ناظرین کانپ اٹھے، لاہور کے واقعہ سے جو لوگ ناواقف نہیں تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ آصف جاہ کی موت نزدیک ہے، پھر بادشاہ نے کیفیت آواز میں کہا، بیگم صاحبہ کہو تو سہی، اس حاکم کو کیا سزا ملنی چاہیئے، نورجہاں بیگم کی دونوں آنکھیں غصہ سے سرخ ہوگئیں، سرخ اور نازک ہونٹ بار بار کانپنے لگے، اور اس نے چلا کر کہا، اس ظالم کا قتل کیا جانا مناسب ہے،

اس سے بادشاہ کی آواز اور بھی کرخت اور پر رعب ہوگئی "او ظالم بدمعاش حاکم کی شکل اختیار کرکے جلاد کا کام کرتا ہے، جو جان سے پیارے بچے کو مارنے کے لئے خود والدین مجبور کرتا ہے، اس کی جان لینے کی ذمہ داری بھی کسی اس کے عزیز کے ذمہ ہونا چاہیئے"

نورجہاں نے غصہ میں بھری ہوئی آواز میں کہا، اگر وہ کوئی میرا عزیز بھی ہوتا تو میں اپنے ہاتھ سے اس کا سر اتار دیتی، بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے، ان کی چہرے پر عجیب قسم کا جلال آگیا، انہوں نے اونچی آواز سے کہا، تب ایسا ہی ہو، بادشاہ نے اس بڑھی کو دربار میں حاضر ہونے کا اشارہ کیا،

حاضر ہونے پر انہیں بالکل سچے حالات بیان کرنے کا ارشاد ہوا، اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بڑھی کا گلا رک گیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہ نکلی، حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آصف جاہ قربانی کے بکرے کیطرح کانپنے لگا، بادشاہ کے حکم سے شہادتوں کی کمی نہ تھی، الزام ثابت ہوچکنے کے بعد بادشاہ نے نورجہاں کیطرف دیکھ کر کہا بیگم تم نے اپنے منہ سے کہا کہ اپنے ہاتھ سے ایسے ظالم عزیز کا سر اتار دونگی، دربار میں سناٹا چھا گیا، کتنے ہی امیر امرا و رؤسا نے نواب آصف جاہ کی جان کی امان مانگی، اس بڑھے بڑھی نے بھی جان بخشی کی سفارش کی، انہوں نے کہا شہنشاہ نے جو سزا تجویز کی ہے وہ مناسب ہے اس سے ہماری تسلی ہوئی، مگر ان کی جان لینے سے ہمارا بیٹا واپس نہیں آسکتا، بادشاہ کے قدموں پر گر کر آصف جاہ نے اپنی جان کی امان مانگی۔ لوگوں کو یقین ہوچلا۔ کہ اب جان بخشی ہو جائیگی،

عین اس وقت بجلی کیطرح نورجہاں مسند سے نیچے اتر آئی اور اس نے بادشاہ سے کہا، جہاں پناہ آپ اپنی تلوار مجھے دیجیے کہ میں آپکے حکم کی تعمیل کروں گی۔ جو آدمی ایک معصوم بچے کی جان لیتے وقت ذرا بھی متاثر نہیں ہوتا، جو سنگدل ماں کے ہاتھ سے اس کے لخت جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کراتا ہے وہ ظالم اور پاپی اس وقت جان کی امان کے لئے دوسروں کے پاؤں پر کتے کی طرح لیٹتا ہے،

مرزا غیاث الدین کا فرزند اور نورجہاں کا بھائی ایسا سنگدل اور نامرد نہیں ہوسکتا یہ شخص میرا بھائی بنتا ہے مگر یہ میرا بھائی آصف جاہ نہیں ہوسکتا، بادشاہ نے تلوار دیدی اور نورجہاں کے نازک ہاتھوں نے تلوار کے ایک وار میں آصفجاہ کا سر تن سے جدا کردیا۔ اسی آصف جاہ کا مقبرہ شاہدرہ کے پاس موجود ہے، (ماخوذ)

تصحیح

القریش مطبوعہ ۲ اپریل میں ناظرین کرام حسب ذیل اغلاط کی تصحیح فرما لیں،

صفحہ ۲ کالم اول میں سواریوں سے متعلقہ نوٹ کی چوتھی سطر میں "القریش" کی بجائے "انفرادی"۔

صفحہ ۹ کالم ۲، چوتھی سطر میں میدان "قرشیت" کے کی بجائے "میدان قرشیت میں" ہونا چاہیئے۔

داناؤں کی نادانیاں

انسان آرام و آلام، ہم غم و ہم الم اور حسرت و مسرت کا ایک مجسمہ ہے جسکی زندگی کو مختلف حیرتناک مناظر کا مرقع کہنا چاہیئے، مشاہیر عالم بھی اس بات میں مستثنیٰ نہیں ہیں، بلکہ دنیا کے نامور لوگوں کی مختلف خصوصیات مزاج ایک دلچسپ مگر عبرت خیز مطالعہ ہے جس نے بڑے بڑے دماغی محققین کی توجہ اپنی طرف جذب کر لی ہے تحقیق و تجسس نے عجیب و غریب واقعات کا انکشاف کیا ہے،

یورپ کے وہ لوگ جنہوں نے مختلف علوم و فنوں میں کمال حاصل کر کے دنیا میں خراج تحسین وصول کیا، اکثر اوقات اسطرح آلودہ خرابات نظر آتے ہیں، جیساکہ عوام کالانعام ایسے لوگوں کے اجزائے حواس کا شیرازہ منتشر ہو جانا اور پھر ان سے طرح طرح کی جنوں انگیز حرکات کا ارتکاب ہونا انسانی عقل کو غرق تحیر بنا دینے والی باتیں ہیں،

دانتے اپنے آپکو خدا کی عنایات کا خاص مستحق سمجھتا ہوا اپنے ملک کو حقارت سے دیکھتا!

ارسطو کو جب پھولوں کے تاج سے سرفراز کیا گیا تو وہ پھولا نہ سمایا، اس سے اس قسم کی حرکتیں سرزد ہوئیں، جیسے کوئی آسیب زدہ ہوتا ہے، ملٹن شعر لکھتے وقت اپنے سر کو آرام کرسی پر لٹا دیتا تھا، اس کا خیال تھا کہ سردی قوت متخیلہ کو آزادانہ نشو و نما کیلئے مانع ہے اور موسم سرما شعر گوئی کیلئے ایک غیر موزوں موسم ہے،

کارل لوجو دگولڈسمتھ طالبعلمی کے زمانہ کے بعد بھی جبکہ وہ ہر طرح سے لائق و فائق ہو گیا۔ بعض اوقات خفیف الحرکات ثابت ہوا، رسٹف ڈی لابرائن کمینعق لکھا ہے کہ چار سال کی عمر میں پڑھنا لکھنا سیکھ چکا، گیارہ سال میں اس نے نوجوان لڑکیوں کو ورغلانا شروع کیا۔ اور چودھویں سال میں اس نے ایک نظم اپنی سب سے پہلی بارہ (۱۲) دوشیزہ دلرباؤں کیلئے لکھی،

اطالیا کے پسبو گیوانی نے لحافوں میں ملفوف رہ کر الہامی کیفیت حاصل کی، وہ گرمیوں میں نصف درجن اور سردیوں میں اس سے زیادہ لحافوں میں اپنے آپکو لپیٹ کر عمدہ گیت لکھ سکتا تھا،

گیٹے کو ہمیشہ وطن سے نفرت رہی،

شریڈن ایک نہایت ہی بے اصول میخوار اور پہلے درجہ کا فضول خرچ شخص تھا۔

آسٹریا کا موزارٹ سمجھتا تھا کہ علم موسیقی اسے خودبخود خواب کے ذریعے حاصل ہوا اسے اہل اطالیہ کے ہاتھوں ہر لمحہ زہر دئے جانے کا وہم دامنگیر رہا۔

رابرٹ برنز ایک غیر معمولی قوت مدرکہ اور ناقابل تسخیر غیظ و غضب کا انسان تھا، کثرت شرابنوشی اس کی جوانمرگی کا باعث ہوئی،

جرمن شاعر شیلر جس نے سوٹزرلینڈ اور وہاں کے باشندوں کے حالات ایک مکمل صورت میں لکھے ہیں، باوجودیکہ وہ کبھی وہاں گیا اور نہ ان لوگوں سے ملا، لکھتے وقت اپنے پاؤں برف پر رکھ لیتا تھا،

فرانس کا مشہور انشا پرداز اور سیاسی مدبر شاہ توبری آنگ حد درجہ کا حاسد شخص گذرا ہے، کسی کی تعریف سنتا وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ تمام باتوں سے متنفر اور ہمیشہ شک و شبہ میں مبتلا رہا۔ زندگی کی دشواریوں سے ایک دفعہ ایسا مغلوب ہوا کہ خودکشی کر کے مر گیا!

جرمنی کے نامور شاعر بیتھوون کی بدحالی اور توہمات اس درجہ بڑھ گئے کہ ایکدفعہ اس کو آوارہ اور اوباشانہ حالت میں بغیر ٹوپی اور کوٹ کے گرفتار کیا گیا،

لارڈ بائرن کا غرور، عیش پرستی، سرکش طبعیت، افسردہ خیالات، اور اپنی معصروں سے کمینہ مشہور صفات ہیں،

سوٹزرلینڈ کا مصور کوئن میں بجد شرابنوش تھا، اس کی مصوری کے کام اکثر مضحکہ خیز ہوتے تھے، کہانیاں وحشت ناک اور گیت غلط، ہفت آہنگ آوازوں کا مجموعہ تھے، مگر موسم اول بہار کے متعلق اس کا دماغ اس درجہ سریع الحس واقع ہوا تھا، کہ اسے مجسم مقیاس الہوا کہنا چاہیئے،

فرانس کے نکتہ سنج شاعر لوڈ بے لیر کی سرمستیاں ملاحظہ ہوں، آپ شیشے ٹوٹنے کی آواز سے مسرور ہوتے تھے اور اس حظ سے لطف اٹھانیکی خاطر اپنے مکان پر چڑھ کر دوکانوں کی کھڑکیاں توڑنا آپ کا شغل خاص تھا۔ اس شخص کو ہر مہینے اپنے مکان بدلتے رہنے کا جنون تھا، کوئی کام شروع کرنیوقت وہ ان باتوں کا مطالعہ کرتا جن کا اس کام میں کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ قدرت کے سچے پیرو ہونے کے خیال سے اپنے کو سبز رنگتا سرما میں گرمیوں کا اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس پہنتا تھا۔ اپنے کو نمایاں حیثیت میں ظاہر کرنے کے خیال سے مہذب و مقتدر مجلسوں میں شراب پی کر جاتا۔ مکروہ اور بالکل عجیب الخلقت عورتوں سے محبت ظاہر کرتا تھا۔ اسے اپنے پیشرو اور معصروں سے سخت نفرت تھی،

ٹامس لاڈ کی متلون مزاجیاں مجنونانہ حد تک پہونچی ہوئی تھیں، وہ اپنی خوراک

میں بے معنی اشیا کو ملاتا تہا۔ تاکہ (بزعم خود) ہر چیز کی خاصیت کا فائدہ حاصل کرے، مثلاً کوئلہ مصفی ہونے کے خیال سے، پتھر مختلف دھاتوں کا مخزن ہونیکے خیال سے وغیرہ وغیرہ چنانچہ کوئلہ، کاغذ، تمباکو، سنگریزے اور ریت وغیرہ اشیا اس کی خوراک کے بل میں شامل ہوتی تہیں،

علم تعمیر و نقاشی کا ماہر مائیکل انجلو کمزور دل بد مزاج اور شکوک طبیعت تہا۔ اکثر اعصابی اور دردِ سر میں مبتلا رہتا۔ اس کے خطوط بیہودہ اور تقریر بےمعنی ہوتی تہی،

پولینڈ کا ہر دلعزیز نغمہ سرا شاعر فریڈریک شوپنک اپنے مبہم خیالات میں نرالا گذرا ہے، اس نے اکثر اوقات عالمِ تصور میں محسوس کیا کہ وہ مرگیا ہے، مرتے وقت اسکی وصیت تہی کہ مجہے سفید نکٹائی، بالپوش اور مختصر پاجامے سمیت دفن کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا،

ڈاکٹر جانسن کی نیرنگیاں بوزول نے نہایت خوبی کے ساتہ بیان کی ہیں، سونٹ جونیتھن المعروف سونٹ ڈین بڑے آدمیوں کے آگے اپنی خود نمائی اور تمکنت ظاہر کرنے کا عادی تہا۔ مذہبی شاعر تہا، خفیہ طور پر اس کی شادی ایک ڈیوک زادی مینی پولی سٹڈ سے ہوئی تہی جس کے علیحدہ ہو جانے سے اس نے نہایت ہی بیہودہ طنز آمیز نظم لکہی۔ یہ شخص اپنی خانگی زندگی میں وحشی اور لچر ثابت ہوا۔

خواجہ سلام الدین

بزمِ قریش

۱ - ناظرین القریش بالخصوص ان حضرات کو جنہوں نے ہمدردِ قوم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی کی علالت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حال پرسی کے خطوط ارسال فرمائے ہیں مژدہ مبارک ہو کہ وہ اب بفضلہ روبصحت ہیں، مرض کا دورہ رک گیا ہے، نقاہت و کمزوری باقی ہے، دعا کریں کہ شافیٔ مطلق شفائے عاجل و کامل عطا کرے،

۲ - "اعتراف خدمات" کے سلسلہ میں بہی خواہان قوم اور حساس برادران قریش کے مزید خطوط موصول ہوئے ہیں، ان میں شیخ احمد الدین صاحب صدیقی محرک نے "تمغہ" کی تجویز کو پسند فرماتے ہوئے پانچ روپے اور قریشی محمد رمضان صاحب صدیقی نے دو روپے ارسال کرنیکا وعدہ فرمایا ہے،

کرمی قاضی شاہ ولی صاحب صدیقی وکیل بکودر لکہتے ہیں، کہ مخدومی قاضی نظیر حسین صاحب نے سال بہر کی قلیل مدت میں جو قومی خدمات انجام دی ہیں، وہ واجب الاعتراف ہیں اور اس قابل نہیں کہ انکی عزت و عظمت کو ایک لمحہ کیلئے بہی دل سے نکالدیا جائے، لہذا میں ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کی تجویز پسند کرتا ہوا اسکی تائید کرتا ہوں"

قریشی محمد چراغ صاحب صدیقی شیخوپورہ سے لکہتے ہیں کہ تجویز مبارک ہو لہذا میں تائید مزید کرتا ہوں

دیگر خطوط آئندہ درج ہونگے،

۳ - مولوی غلام غوث صاحب غلامی کی تجویز پسندیدگی کا اظہار ہو رہا ہے، چند ایک خطوط اور آئے ہیں، قریشی محمد رمضان اور محمد چراغ صاحبان نے چندہ مجوزہ ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، خطوط کا خلاصہ بشرط ضرورت آئندہ درج کیا جائیگا۔ جو احباب اس وقت تک خاموش میں متوجہ ہوں، تاکہ مراسیوں سے متعلقہ مواد جلد از جلد کتابی شکل میں لایا جاسکے،

۴ - قریشی محمد ایزد بخش صاحب کراچی سے لکہتے ہیں کہ "القریش کے اخراجات بندہ روزہ ہونے کیوجہ سے دوگونہ ہو گئے ہیں، لہذا اسکی توسیع اشاعت میں احباب فراخدلی سے کام لینے کے علاوہ ایک رزرو فنڈ کہولدیں اور اس کا نام "آنہ فنڈ" ہو، آپ لکہتے ہیں کہ جہاں دیگر ضروریات پر اتنے خرچ کئے جاتے ہیں، وہاں ہر خریدار اور ناظر القریش اپنے گہر کے ہر فرد کے حساب سے ایک آنہ ماہوار اس فنڈ کے لئے وقف کردے تو کوئی مشکل نہیں"

۵ - جن برادران گرامی نے توسیع اشاعت میں امداد فرمائی، ان کے اسماء بشکریہ درج ذیل ہیں، امید ہے کہ دیگر بہائی بہی اپنا اپنا فرض محسوس کرینگے اور توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ہمارے شکر و امتنان کا موجب ہونگے،

(۱) پیر عبدالستار صاحب گرداور، بتوسل شیخ غلام حسین صاحب شاکر
(۲) مولوی حرمت علی صاحب ہیڈ پرشین ٹیچر، خود
(۳) چودہری حاکم علی صاحب، بتوسل ڈاکٹر ایم محی الدین صاحب،
(۴) مولوی انوار الحق صاحب ہیڈ ماسٹر، پیر غلام غوث صاحب پنشنر
(۵) بابو محمد حسن صاحب قریشی سٹورکیپر، حکیم مولانا عبدالخالق صاحب
(۶) قریشی احمد حسین صاحب ڈرائنگ ماسٹر، مولوی فتح محمد صاحب اختر مجوبی

۶ - قریشی محمد امین صاحب کلرک ریلوے ہیڈ آفس کراچی کے نام کا القریش عدم پتہ ہو کر دفتر میں واپس آگیا ہے، آپکی میعاد خریداری چونکہ ہنوز باقی ہے اس لئے اخبار کا جاری رکہنا ...... ضروری ہے، لہذا کوئی صاحب ان کے جدید پتہ سے مطلع فرماکر مشکور کریں، کرمی قریشی محمد ایزد بخش صاحب بہی توجہ فرمائیں؛

مراسیت کی تاریخی حقیقت

(ضمیمہ نمبر ۲)

مر کے چھٹ جائے تو چھٹ جائے تمہارا کوچہ
یہی گھر ہے یہی در ہے یہی مسکن میرا

مراسیوں کی تاریخی ناواقفیت اور جہالت کے لحاظ سے اگرچہ ان کے ادعائے قریشیت کی موجودہ کیفیت بعینہٖ اس امر کے مصداق ہے کہ

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

لیکن گذشتہ ایک ربع صدی سے قریشیان پنجاب کو تحفظ نسب کے متعلق اگر کسی ایک حد تک بھی کچھ چھٹکارا نصیب ہوا۔ تو معاً دوسری طرف سے ایک اور حیلے کی تکلیف کا سامنا پیش آگیا۔ اور اس قسم کے ابتلا و آزمائش کی گھڑیاں اس سرعت رفتار سے سامنے آتی گئیں کہ متحیر ہو کر بساختہ کہنا پڑا کہ ماھذا؟ ماھذا؟ یہ کیا؟ یہ کیا؟ چنانچہ منجملہ ان مراسیت کے ادعائے قریشیت کا فتنہ بر قریشی النسب کے لئے جس قدر ذہنی اذیت اور روحانی کلفت کا موجب ہوا ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ سرزمین ہندوستان کا ذرہ ذرہ تاریخی لحاظ سے اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ڈوم مراسی باعتبار نسب ہندوستان قدیم ہی کی پیداوار ہیں۔ لیکن بیسویں صدی عیسوی میں زمانہ سفلہ پروری کی نیرنگیوں کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے کہ

کل جو ٹکڑے مانگتے تھے جابجا
آج رشک شاہزادہ ہو گئے

اگر ہندوستان قدیم کی قدیمی اقوام کی فہرست اس بات کی مظہر ہے کہ برہمن اور نائی بھی ہندوستان ہی کی قدیمہ اور دیرینہ اقوام میں سے ہیں۔ اور بعض مناسبتوں کے لحاظ سے ہندی نژاد اقوام کی سوسائٹی میں برہمن اور نائی کو عموماً اور ڈوم کو خصوصاً جس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جو کچھ خیال کیا جاتا ہے اس کا نقشہ پیپل آف انڈیا کے (People of India) ضمیمہ نمبر ۲ کے صفحہ ۱۵ میں کھینچا گیا ہے۔

Dom (Scavenger)

The Dom is the Lord of death - - - - -
Doms, Brahmans, goats - no good in time of need. Carts, boats, and Doms - all three run crooked. A Dom is a bad servant and a fiddle-bow a bad weapon. A Dom met a barber. one beat his drum. The other held up his mirror (demanding their fees) .. .. - Kanjars are gipsies and professional thieves and are said to be fond of dogs. A Dom his father and a Dom his grandfather, yet he boasts of his noble birth. (After Conversion to Islam). Behind your back, the Dom is a King. encourage a Dom's wife and she will bring her whole family and sing out of tune. if donkeys could excrete sugar. Doms would not be beggars. A Dom in palanquin and a Brahman on foot. (Society upside down) .. .. .. The fisherman Dom has seven wives and never a bed for one .. .. ..

At the Dom's wedding the Dom may call the tune

ترجمہ:-

ڈوم یعنی خاکروب۔ "ڈوم موت کا فرشتہ ہے"...... "ڈوم، براہمن اور بکری ضرورت کے وقت نکمے ہوتے ہیں"۔ "چھکڑے، کشتیاں اور ڈوم تینوں ٹیڑھا[1] چلتے ہیں"۔ "ڈوم برا خدمت گار ہے اور کنگ برا ہتھیار ہے"۔ ڈوم نائی کو ملا ایک نے اپنا ڈھول بجایا۔ دوسرے نے اپنا شیشہ دکھلایا (گویا ہر ایک نے اپنے اپنے لاگ کا مطالبہ کیا) ...... کنجر جپسی[2] اور پیشہ ور چور ہیں اور کتوں کے شوقین کہے جاتے ہیں "باپ ڈوم اور ڈوم ہی دادا میاں کہیں میں شرفا زادہ (حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد)"۔ "تمہاری پیٹھ پیچھے ڈوم ایک بادشاہ ہے"۔ ڈومنی کو ذرا جرأت دلاؤ اور وہ اپنا تمام کنبہ لے آئیگی۔ اور بےسُرے گائیگی۔ اگر گدھے کھانڈ

---

[1] پنجابی زبان کی ضرب المثل ہے کہ ناویاں ڈوماں ڈنگے راہ
[2] انگریزی زبان کا لفظ ہے یعنی کنجر، خانہ بدوش، دیکھو رائل ڈکشنری۔

کا فیصلہ کریں تو ڈوم کبھی گدا اگر نہوں " ڈوم پالکی میں اور برہمن پیدل " سوسائٹی نگروں
..... ماہی گیر ڈوم کی سات بیویاں ہوتی ہیں اور بستر ہ ایک کیلئے بھی نہیں ہوتا .... ..
ڈوم کی شادی پر ڈوم خود ہی گاتا ہے[سلہ]۔ یہ ہے ڈوم کی دنیوی زندگی کی حالت عمومی
کا ایک فوٹو۔ لیکن ہم تاریخی تجسس کے دوران میں تاریخی تحقیقات کی غرض سے اسباب
کے اظہار پہ مجبور ہیں کہ ڈوم مراسی کی سوشیل پوزیشن کا تذکرہ ہندو کاسٹس اینڈ سکیٹس
(Hindu Castes and Sects) مطبوعہ ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۲۱۷ میں یوں
کیا گیا ہے۔ بیان کریں، لکھا ہے کہ

The Criminal tribes of Behar are the following:- (1) Dom (2) Bind.

The following are the Criminal tribes of the Upper Gangetic Doab - Gujjar, Jat, Sansi, Marasi, Mehtar, Meo, Bahelya, Haibora.

ترجمہ:- بہار کی جرائم پیشہ اقوام مندرجہ ذیل ہیں (۱) ڈوم (۲) بینڈ
شمالی دوآب گنگا کی جرائم پیشہ اقوام حسب ذیل ہیں، گوجر، جاٹ، سانسی، مراسی
مہتر، میو، بہیلیا، ہیبورا۔

Marasi. One of the Criminal tribes of Upper India.

ترجمہ۔ مراسی شمالی ہندوستان کی جرائم پیشہ اقوام میں سے ایک ہے۔ دیکھو ہندو کاسٹس اینڈ سکیٹس، صفحہ ۵۹۴۔

باری النظر میں یہ ایک عجیب مطابقت ہے، کہ بلحاظ پیشہ مسخرہ خوانی جہاں مراسی اور سانسی ایک ہی سٹیج پر رکھے گئے ہیں اور باعتبار نسل[سلہ] جہاں ڈوم، چوہڑا یعنی مہتر اور مراسی ایک ہی نسب سے ہیں، وہاں جرائم پیشہ ہونیکے لحاظ سے بھی علاقہ بہار اور شمالی ہندوستان میں ڈوم، سانسی، مراسی اور مہتر ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے کئے گئے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ باعتبار نسب یہ کفو[سلہ]، باعتبار پیشہ[سلہ] یہ سوسائٹی، اور باعتبار کرتوت یہ کیفیت، اور پھر بایں ہمہ ادعائے قرشیت؟

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن

لیکن بھلا ہو ان مورخین اور ان مصنفین کا جن کی محنتوں کے نتیجہ نے نفت[?] عالم میں مراسیت کے ادعائے قرشیت کی دھجیاں بکھیر دیں، اور تاریخ نے ان کے ادعائے باطل کو بلحاظ اس کی لغویت کے تحت الثریٰ کی گہرائیوں میں پھینک دیا۔ اس لئے اب یہ بتلانا ضروری نہیں، کہ ملک کی انتظامی مصلحتوں کے لحاظ سے قانوناً اور اخلاقاً حکومت کے نزدیک جرائم پیشہ اقوام کو کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور کس قدر کڑی نگرانی کے ساتھ ایسی اقوام کی بود و باش اور نقل و حرکت کمیتیں تاڑ رکھی جاتی ہے اور سوسائٹی میں جرائم پیشہ اقوام کو کس حقارت و نفرت سے دیکھا جاتا اور اخلاقاً کس قدر رذیل و ذلیل خیال کیا جاتا ہے۔ بس ایسے مراسی خود ہی سوچ لیں، کہ یہ تاریخی حقیقت سوسائٹی کی غیر شستہ جماعتوں کی فہرست سے نہیں کیوں خارج اور مردود قرار دیتی ہے؟ اور یہ بھی اندازہ کرلیں کہ بایں چنیں حالات قبائی ادعائے قرشیت کہاں تک ان کے قامت ناساز پر راست آسکتی ہے؟

بت چھوٹے بس اب سر نصاں آئیے
نکالا ہی رہے گا میری جاں کب تلک

گوجرانوالہ
یکم اپریل ۱۹۲۹ء

قاضی نظر حسین فاروقی
مستوفی ریٹائرڈ

نقد و نظر

المعالج حجاج نمبر:- طب یونانی اور ڈاکٹری و ویدک طریق علاج کے مفاد و مضار بیان کرنے، حفظان صحت کے اصولوں سے عامۃ الناس کو واقف کرنے اور مجرب اور آزمودہ نسخوں کی اشاعت کیلئے "المعالج" حکیم علم الدین صاحب بہاگو والیہ کی ادارت میں امرتسر سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ اس کی بارہویں جلد کا دسواں و گیارھواں نمبر جو "رفیق حجاج" کے نام سے ۸۰ صفحوں پر شائع کیا گیا ہے اسوقت ہمارے سامنے ہے جس میں محترم مدیر نے حجاج کی سہولت و فائدہ کیلئے بحری و بری اور تغیرات آب و ہوا سے پیدا ہونیوالی امراض کا تفصیلی ذکر اور انکا صحیح علاج درج کیا ہے۔ اس نمبر کیلئے جن مضامین کی ضرورت تھی حکیم صاحب نے وہ بہم پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اخیر میں فریضہ حج اور ادعیہ ماثورہ کا ضمیمہ بھی دیا گیا ہے تاکہ علم الابدان کے ساتھ علم الادیان شامل ہو جانے سے یہ نمبر ہمہ صفت موصوف ہو جائے۔ حجاج کیلئے یہ ایک کام کی چیز ہے۔ قیمت فی پرچہ آٹھ آنہ۔ المعالج کی سالانہ قیمت ۲ روپیہ مقرر ہے۔ منیجر صاحب رسالہ "المعالج" امرتسر سے طلب کریں۔

[سلہ] پنجابی میں یہ مثل مشہور ہے کہ ڈوماں دے گھر دیا، جو نیال کرے تو کیں گا۔

Gujjar

Origin

مُراسلات

مراسیّت پر قرشیّت کا ملمّع

فی زمانہ اکثر ہندی نژاد اقوام عربی نژاد بننے کی کوشش میں ہیں، از انجملہ کسی نے تو صرف ہندی الاصل سے عربی النسل بننے پر ہی اکتفا کیا اور کوئی مزید براں قرشیت میں بھی داخل ہو کر "لعنۃ اللہ علےٰ داخل النسب و لعنۃ اللہ علی خارج النسب" و "کما قال سعد ابن وقاص من ادعی الی غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام" کے مصداق بن گئے مگر مراسی قوم نے علاوہ ہندیت سے عربیت اور مجہول النسب مراسیت سے قرشیت میں داخل ہونیکے صحیح النسب قریشی الاصل قوم کو مخلوط النسل بنا دُنی قریشی کہکر منہ چڑانے اور بذات خود مراسیت کا چولا اتار قرشیت کا جبہ پہن عربی النسل قریشی بننے کی ناکام کوششیں جاری کر رکھی ہیں، مگر سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں پر کہ خوشبو نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے' جس کمتعلق ناظرین کو صحیفہ القریش سے اچھی طرح واضح ہو چکا ہے اور مخدومنا قاضی نذیر حسین صاحب فاروقی گوجرانوالہ نے مراسیت کی مصنوعی قرشیت کے وہ تار و پود بکھیر کر رکھدیے ہیں کہ اگر کوئی شریف اور عقلمند قوم ہوتی تو اس دعوی سے توبۃ النصوح کر کے شرافت کا ثبوت دیتی لیکن ان کا ڈھیٹ پن ملاحظہ ہو کہ مرض جنون خیز اور بڑھ رہا ہے، قرشیت کا سودا دماغ کو مختل کر رہا ہے، حالانکہ صوبہ کے حاکم اعلیٰ کی بارگاہ سے اسے دھتکار مل چکی ہے، مگر یہ ہیں کہ اسی پھٹکار کی منجدھار میں بہی جا رہی ہے، چنانچہ موگا میں اس قوم کے بیس پچیس گھر موجود ہیں اور ان کے سرکردہ ممبران کی تعداد چالیس پچاس کے قریب ہے، حال میں مسمی غلام علی نامی ایک شخص نے موگہ میں آکر انکی ایک انجمن قائم کی اور اسے صدر جمعیتہ لاہور کی شاخ بنا دیا۔ موگا کی انجمن کا پریسیڈنٹ حسین بخش ولد نانک مراسی مقرر ہوا ہے اور اس نے اپنی بساط کے مطابق لاہور کی جمعیتہ کے لئے چندہ بھی دیا ہے ؎

پہلے تھے ہم ڈوم مراسی پھر بنے نقال   بھیڑ چال قریشی بنگئے دیکھو یہ افعال

مراسی قوم کے افعال کو قرشیت سے دور کا واسطہ تو درکنار عربیت سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ افسوس کہ یہ قوم اپنے آپ کو سرور کائنات فخر موجودات سرکار دو عالم شہنشاہ کون و مکان خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمجد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے جب دیگر اقوام کو یہ علم ہوگا کہ مسلمانوں کے رسولؐ بھی قریشی تھے اور مراسی بھی قریشی ہیں تو ان کے دلوں میں سرور دو عالم کی نسب کو کس نظر سے دیکھیں گے، قریش کی عزت و عظمت کی "لایلٰف قریش" مظہر ہے اور میراثی کے افعال گانا بجانا اور غیر مسلم اقوام کی سیوا کیا کوئی نسبت ہو سکتی ہے؟ کس برتے پر یہ بے حجابی؟

یہ جرأت و جسارت سراسر داخل گستاخی و سوء ادبی ہے اور صحیح النسب عربی النسل قریشی الاصل قوم کے لئے خواب غفلت سے جگانے کیلئے ایک تازیانہ ہے، لہذا برادران قریش کا فرض ہے کہ وہ بیدار ہوں، نسب و ناموس کے تحفظ کیلئے غفلت کی آنکھیں کھولدیں۔ اپنی آواز کو بلند اور موثر بنانے کیلئے "القریش" کے خریدار بنیں اور اپنے حلقہ اثر و احباب کو خریداری و معاونت کی سلک میں منسلک کرنیکی از بس سعی کریں، تاکہ چندہ روزہ سے ہفتہ وار ہو کر قوم کی بیش از بیش خدمات انجام دینے کے قابل ہو سکے، ایک اجلاس منعقد کریں اور اپنی ضروریات اور قومی تنظیم پر غور کر کے اس قسم کے حوادث سے محفوظ رہنے کیلئے کوئی لائحہ عمل تجویز کریں، وما علینا الا البلاغ،

(علی احمد فریدی چشتی قادری نقشبندی از موگا)

—— (۰:۰) ——

انجمن قریش گوجرانوالہ

؎ یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو، مراسیوں کے قرشیت کا راگ الاپنے سے قدیم قریشیوں میں بیداری کے آثار ہویدا ہو رہے ہیں قدیم قریشی بڑے ناانصاف ہونگے اگر مراسیوں کی اس کرمفرمائی پر ان کا دلی شکریہ ادا نہ کریں گے،

انجمن قریشیان پنجاب کا قیام عمل میں آیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس گئی گذری حالت میں بھی نونہالان قریش اپنے آبا کے ناموس کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہو سکتے ہیں لیکن جہاں کام کے آدمی ہوتے ہیں وہاں نام کے آدمی بھی ہوتے ہیں جہاں گل ہوتا ہے وہاں خار بھی ہوتے ہیں جہاں مور ہوتا ہے وہاں مار بھی ہوتے ہیں جہاں نور کی شعاع چمکتی ہے وہاں ظلمت کے انبار بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح گوجرانوالہ کی "انجمن قریش" کے ارکان میں جو بعض فروعی اختلافات، ذاتی مناقشات اور شخصی تنازعات کیوجہ سے سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آہ

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے   اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس وقت قوم قریش نزع کے عالم میں ہے اور ناموس قریش خطرہ میں ہے دشمن کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان میں آ کھڑا ہے لہذا اقتضائے وقت یہ ہے کہ قوم میں اتحاد ہو اتفاق ہو اور یگانگت ہو، مجھے انجمن قریش کے ارکان سے ذاتی تعارف حاصل نہیں لیکن اس کے باوجود ایک قومی خادم کی حیثیت سے مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اپنے قومی بھائیوں کو مخاطب کر سکے ہیں تمام اراکین انجمن مذکور سے عموماً اور عہدیداروں سے خصوصاً برادرانہ نیاز مندانہ اور عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ تمام بے ضابطگیوں اور بے راہ رویوں کو چھوڑ دیں اور صحیح معنوں میں برادری کی تنظیم کریں ورنہ ایسی انجمن کا جلد جلد خاتمہ کر دیں جو بجائے فائدہ کے نقصان رساں ثابت ہو رہی ہے، ان سطور کے سپرد قلم کرنے سے میرا مقصد بجز اصلاح کے کچھ نہیں میں امید کرتا کہ میری مخلصانہ دستدعا انجمن کے کارکنوں پر ضرور اثر انداز

کوائف دکن

شہریارِ دکن کے ابرِ کرم کی فیض باریاں

اعلیٰحضرت شہریارِ دکن نے مدراس کی سیاحت کے دوران میں دیگر خیراتی عطیات کے علاوہ گورنر مدراس کی مقرر کردہ کمیٹی کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو گرانقدر عطیات دیئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

انجمن موئٹ روڈ مدراس	۲۰۰۰ روپیہ	لاٹ پادری مدراس پانچ یتیم خانوں کیلئے	۱۷۰۰ روپیہ
راماکرشن مشن سٹوڈنٹس ہوم میلاپور	۱۵۰۰ "	میلاپور کے بشپ کو عیسائی	
فری سنی مین ڈسپنسری	۱۵۰۰ "	لڑکوں اور لڑکیوں کے دو	
محمڈن ایجوکیشنل ایسوسی ایشن جنوبی ہند	۱۵۰۰ "	یتیم خانوں اور عیسائیوں کے	۱۳۰۰ "
سیوا سدن	۱۵۰۰ "	بورڈنگ ہوم کے لئے	
فرینڈز ان سیڈ سوسائٹی	۱۰۰۰ "	سوئنگیر لولٹر ی ورکن ہوم اویار	۷۵۰ "
انڈین ریڈ کراس سوسائٹی چیاپوری	۱۰۰۰ "	ہریجن کا سکول واقعہ میلاپور	۷۵۰ "
انجمن اسلامیہ	۱۰۰۰ "	مسلم ہائی سکول مدراس	۷۵۰ "
کرسچن ایہی ہسپتال	۱۰۰۰ "	گیارہ دیگر اداری سجاب فی ادارہ	۵۰۰ "
یونانی دارالشفا	۱۰۰۰ "	چار اور اداری سجاب فی ادارہ	۲۲۵ "

جامعہ عثمانیہ کا جلسہ تقسیم اسناد

۲۵ مارچ کو حیدرآباد دکن، ٹاؤن ہال میں مہاراجہ سر کشن پرشاد چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی کی زیر صدارت یونیورسٹی مذکور کا جلسہ ہوا۔ بہت ادبا، معزز عہدیداروں اور عوام کی موجودگی میں ۳۶۲ امیدواروں کو اسناد دی گئیں۔

کوکب خسروی کا ورود میسور

ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام کی سپیشل ٹرین مع خدم وحشم ۴ اپریل کی صبح کو بنگلور سے میسور پہونچی۔ بنگلور میں اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطانہ چار روز تک قیام فرما رہے۔ یہاں اسٹیشن سے سپیشل ٹرین میں میسور روانہ ہوئے۔ میسور کے سٹیشن پر ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب میسور، دیوان ریاست تمام اعلیٰ حکام اور روسا اور شہر نے استقبال کیا۔ ہز اگزالٹڈ ہائی نس مع مہاراجہ میسور ریاست کی عالی شان بگھی میں سٹیشن سے محل کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں لوگوں کا بے حد ہجوم تھا جو حضور نظام کو دیکھ کر خوشی میں چیرز لگاتے رہے۔ جب سواری بادبہادر چوک میں پہونچی تو وہاں صدر بلدیہ نے حضور نظام اور شاہی مہمانوں کو پھولوں کی نذر گذرانی۔ ۶ اپریل بنگلور واپس ہوکر اسی روز حضور نظام جانب حیدرآباد مراجعت فرما ہوگئے۔

قدر افزائی

خسرو دکن ادام اللہ حشمتہ نے ایک فرمان کے ذریعے عثمان الدولہ ایڈی کانگ کو ان کی خدمات کے صلہ میں "ملٹری سکرٹری ٹو دی نظام آف حیدرآباد" کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔

راستے بیجیانہ سابق مشیر قانونی و معتمد وضع قوانین کو ان کی حسن خدمات کے صلہ میں ایکہزار روپیہ ماہوار کا وظیفہ دیا جانا منظور فرمایا۔

شاہانہ عطیہ

سکول آف ٹراپیکل میڈیشن کلکتہ کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو ایکہزار پونڈ کا گرانقدر شاہانہ عطیہ مرحمت فرمایا گیا۔

سبکدوشی

نواب معین جنگ بہادر اول تعلقدار متعینہ سپیشل ڈیوٹی کو بعطائے وظیفہ پانسو روپے انکی خدمات سے سبکدوش کیا گیا۔

لائحہ عقیدت عثمانیہ

سرمۂ چشم ماہمہ خاک رہ رضائے تو — اے کہ بود حیات بخش خندۂ دلکشائے تو
چشمۂ جاں نواز کاں آب حیات نام داشت — جرعۂ فیض عام بود از یم جانفزائے تو
جام جم است قلب تو حاجت ہیچ عرض نیست — مظہر حال ماہمہ جام جہاں نمائے تو
دعوئے خسروی کند کوس سکندری زند — ہر کہ بفرق او بود تلجے ز کفش پائے تو
در طلب وفائے تو جان و دلم فدائے تو — آبروئے جبینِ من، خاک درسرائے تو
نام تو حرز جانِ من ذکر تو راحِ روحِ من — ایکہ بود وظیفہ ام، صبح و مسا دعائے تو
دادگرا قبول کن پیش کند بصد ادب — نقد سخن برائے نذر خیر سخن سرائے تو

محمد خیر اللہ خیر (ورنگل)

اخبار و حوادث

مس میو کی نئی شرارت مس میو جس نے پچھلے سال بھی ایک تصنیف میں ہندوستان کی تہذیب و تمدن پر دل آزار حملے کئے تھے حال میں ایک اور شرارت انگیز کتاب "خدا کے غلام" شائع کی ہے اور اس میں ہندؤں کی تہذیب، معاشرت اور مذہب پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے اس نے ہندؤں کی بچہ کشی، گاؤ پرستی، بدکاری اور ہندوؤں کی مقدس زناکاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہندو تہذیب سرتاپا خرابی و وجہ انفعال ہے اور کہ ہندو رجائی فنا ہونیوالی قوم ہے"!

مہاتما گاندھی اور بدیشی کپڑا آپ نے کلکتہ میں ایک تقریر کے دوران میں کہا "کہ مجھے امید تھی کہ وہ آگ جو مزرا پور میں لگائی گئی تھی اس وقت تک نہ بجھیگی۔ جب تک کہ بدیشی کپڑے کا ایک انچ بھی ہندوستان کے کسی گوشہ میں باقی ہے۔ میرے نزدیک بدیشی کپڑوں کی ملکیت ایک قومی گناہ معصیت ہے۔ جب تک ہم بدیشی کپڑوں کے استعمال کو ترک نہ کریں گے سوراج کا خیال خواب پریشان سے کم نہیں، وہم!

ٹرکی کا نیا قانون تازہ اطلاعات مظہر ہیں، کہ ٹرکی کی مجلس ملیہ جمہوریہ میں عنقریب ایک مسودہ قانون پیش کیا جائیگا جس کی رو سے ترکی خواتین بھی میونسپل انتخاب میں شریک ہو سکیں گی۔

شدھی سبھا کے کارکن ہندو شدھی سبھا کے عہدیداروں میں آنریبل سر راجہ رامپال سنگھ کے سی آئی۔ ای، راجہ ادھیراج سرنا ہرسنگھ جی کے سی آئی ای۔ مہاراشٹر پرنس ڈاکٹر موسنجے۔ راج کنور کمار موہنجے سنگھ ایم۔ ایل۔ اے وغیرہ بڑے بڑے لوگ ہیں جو پولیٹیکل لیڈر بھی ہیں اور مذہبی پرچارک بھی۔ "پرتاپ" کے ایک بیان سے معلوم ہوا ہے کہ سوامی دیانند اور مہاتما گاندھی بھی شدھی کے اوتار ہیں،

عالمگیر جنگ کا خطرہ بعض خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روس برطانیہ ایران اور امریکہ جنگی تیاریوں میں معروف ہیں اور اس سے یقین کیا جاتا ہے کہ عالمگیر جنگ شروع ہو جائے۔ کہا جاتا ہے کہ فوجی نقل وحرکت جاری ہے،

بے پر کی افغانستان کے متعلق صحیح اطلاع تو شاذ کوئی آتی ہو، آج کی خبروں کی کل تردید ہو جاتی ہے اور بعض اوقات خبر کے ساتھ ہی تردید بھی کر دی جاتی ہے، البتہ بے پر کی بہت اڑ رہی ہیں، "بچہ سقہ مرگیا ہے" "وہ کوہ دامن کیطرف بھاگ گیا ہے" "ملائے شور بازار نے بذہ کانفرنس کی شرکت کیلئے جاتے ہوئے ہوائی جہاز سے گر کر جان دیدی" "غازی امان اللہ خاں نے قندہار میں نیا مفتی و قاضی مقرر کیا ہے تاکہ مقدمات شریعت کے مطابق فیصلہ ہوں" شاہ غازی نے دانشری ہندؤ کا مجرم قرار دیدیا" "علی احمد جان قندہار میں پھانسی دیدئے گئے" وغیرہ

شہریار کابل کا انتخاب معتبر اخبار راوی ہیں کہ اوائل مارچ میں تاجدار کابل کے انتخاب پر غور کرنے کیلئے کابل میں ممتاز سرداروں کا ایک جرگہ منعقد ہوا تھا اور اس میں روسی اور ترکی وزرا بھی شریک تھے۔ کہا جاتا ہے کہ غازی امان اللہ کے بھائی امیر عنایت اللہ خاں کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن فیصلہ کچھ نہیں ہوا اور نہ ہی ان حالات میں جبکہ امان اللہی عساکر کی یلغار کا تسلسل جاری ہے اور بچہ سقہ از خود کسی کے حق میں دستبردار ہونیکو تیار ہو کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے

فوج ظفر موج کی یلغار پریس ایسوسی ایٹڈ کی اطلاعات اور بعض دیگر معتبر خبروں سے ثابت ہے کہ امان اللہی فوج ظفر موج شجاعت و بسالت کے ساتھ کابل کی جانب بڑھی جا رہی ہے۔ یلغار جاری ہے۔ بچہ سقہ کو اتنا نقصان ہو رہا ہے کہ وہ اب بیقرار ہے۔ اس کی فوج کے کئی دستے معہ کپتان سوار امانی عساکر میں جاملے ہیں چند ہوا باز بھی ہوائی جہازوں کو گھوم گھما کر اسے دہوکہ دیکر شاہ غازی کے جھنڈے تلے چلے گئے ہیں،

تیراہ کی خانہ جنگی سنیوں اور شیعوں کی خانہ جنگی نے تیراہ کو محشرستان بنا رکھا ہے شنواری اعلحضرت غازی کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں ؛

جنرل نادر خان کی نقل و حرکت تاج و تخت کی ہوس اور حکمرانی کی تمنا میں آپ افغانی ناموس اور کابلی تخت و تاج کی عزت سے بھی بیگانہ ہو گئے ہیں۔ مشرقی افغانستان خوست اور جدران وغیرہ میں آپ نے اپنے مقاصد کو پورا کرنیکی بہتری کوشش کی لیکن کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ خوست کی خانہ جنگی کو روکنے میں آپ بے اثر ثابت ہوئے تو خودکشی پر آمادہ ہو گئے۔ اب سنا ہے کہ آپ گردیز چلے گئے ہیں اور چند ہزار اہل قبائل کا لشکر جمع کرکے کابل کیجانب مارچ کرنیوالے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپکی یہ دوڑ دھوپ امان اللہی عساکر کی راہ میں روڑے اٹکانیکے لئے ہے کہاں خونریزی سے احتراز و اجتناب کی باتیں اور کہاں خون آشامی کیلئے یہ بیقراری!

نہرو رپورٹ بجبر منوانیکی کوشش ہندو مہاسبھا کی سبجکٹ کمیٹی منعقدہ سورت نے نہرو رپورٹ سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "ہندو مہاسبھا نہرو رپورٹ سے متعلقہ مسلمانوں کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کرتی۔ مگر چونکہ دہلی مسلم کانفرنس منعقدہ ماہ دسمبر نے رپورٹ کو مسترد کر دیا ہے اسلئے ہندو مہاسبھا پھر اپنی پرانی پوزیشن کا اعلان کرتی ہے، اور ہندؤں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ایسے کانسٹی ٹیوشن کی حمایت کرے جو ہندو مہاسبھا کے م

اختصارات

اخبارات میں ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سکھوں میں کیس دسر کے بال کٹانے کی تحریک شروع ہوگئی ہے۔ اس تحریک کو فروغ دینے کے لئے ایک اخبار کا اجرا عمل میں آنے والا ہے۔

رسوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" کے مصنف راجپال کو لاہور میں ۶ اپریل کو کسی نے چھرے سے ہلاک کر ڈالا۔

۸ اپریل کو اسمبلی کے اجلاس میں یکے بعد دیگرے دو بم پھٹے۔ اکثر حاضرین زخمی ہوئے۔ ملزمین گرفتار ہیں۔

مدنا پور بنگال میں ہولناک طوفان سے سخت نقصان ہوا۔

جنرل نادر خاں کے متعلق ایک خبر ہے کہ وہ شاہ امان اللہ خاں غازی کی فوج کے ساتھ جا ملنے کے لئے گردیز سے روانہ ہوگئے ہیں۔

آریہ سماج ذات پات سملن نے فیصلہ کیا ہے کہ شادی بیاہ میں ذات پات کی تمیز اڑا دی جائے۔ آئندہ شادیاں بلا لحاظ ذات کرنے کے لئے تعلیم یافتہ ہوسکتے۔

قندھار کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ قبیلہ درانی نے بچہ سقہ کی فوجوں کو محاصرہ میں لیکر بچہ سقہ کو قلعہ بند کرلیا ہے اور اس کی چار ہزار بندوقیں اپنے قبضہ میں لیلی ہیں۔

ہدیۂ تبریک

امرتسر کے رئیس ہمارے کرمفرما میاں حسام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ میونسپل کمشنر کو سال نو کے خطابات میں "**خان صاحب**" کا خطاب ہوا۔ اس اعزاز پر ہم میاں صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

فرحیات

پیرمرد! میاں صاحبزادے کیوں رو رہے ہو؟ **لڑکا**، مجھے ابا نے مارا ہے۔

پیرمرد! ابا نے کیوں مارا تھا؟ **لڑکا**، اس لئے کہ میں رو رہا تھا۔

پہلی سہیلی! اللہ! بہن تمہاری شادی ہوگئی، کہو تمہارے شوہر کس طبیعت کے آدمی ہیں؟

دوسری ٫٫! نہایت کشادہ دل، بلند خیال اور دریا دل۔

پہلی! تو پھر تو بہن تم مفلس ہی رہو گی۔

معلومات

وزیر داخلہ و وزیر رفاہ عامہ پرشیا (جرمنی) نے مشترکہ طور پر ایک گشتی چٹھی شائع کی ہے جس میں پرشیا کے محکمہ پولیس کیلئے خواتین کی بھرتی کا اعلان کیا ہے۔ ۲۵ سالہ امیدوار لی جائینگی۔

امریکہ نے سال گذشتہ ۴ ہزار طیارے بنائے۔ امریکہ میں ۱۲ ہزار میل پر ہوائی جہازوں کے ذریعے ڈاک کا انتظام ہوچکا ہے۔

ایک ڈاکٹر کا بیان ہے کہ تین سال کی عمر کے بعد انسان کو دن کے وقت سونے کی ضرورت نہیں ہر انسان کے لئے ۸ یا ۹ گھنٹے روزانہ کی نیند کافی خیال کی گئی ہے۔

جزائر غرب الہند کے ایک جزیرہ "سینٹ ٹومس" نامی کا دارالسلطنت سمندر کے نیچے غرقاب ہوگیا تھا اب فوٹوگرافر اس شہر کی عکسی تصاویر اتار رہے ہیں۔ شہر کے آثار ساحل پر سطح بحر سے نیچے نظر آتے ہیں اس شہر کا نام "جیمز ٹاؤن" تھا۔ جو ۲۰ اپریل ۱۸۸۰ء کے ایک بھونچال سے غرق ہو گیا تھا۔ اس کی آبادی کا تخمینہ ۴ ہزار تھا۔

پیرس کی ایک کمپنی نے طلاق کے خطرے کے بیمے شروع کرکے ایک نئی بدعت شروع کردی ہے۔ شوہر اور بیوی اپنی محبت کا بیمہ کرسکتے ہیں۔ اگر طلاق واقع ہوجائے تو ججوں کے فیصلہ کے مطابق موعودہ رقم ادا کردی جاتی ہے۔

ونڈمیئر پیرس کے گرجا میں تین آدمی ۶۵ سال تک گاتے رہے۔ ایک شخص کی مدت ملازمت ۶۰ سال دوسرے کی ۵۰ سال اور تیسرے کی ۴۰ سال ہے۔

نرخنامہ اشتہارات القریش

القریش مدارس عربیہ کالجوں میں کثرت کے ساتھ سرکاری طور پر خریدا جاتا ہے۔ رؤسائے عظام اور امرائے کرام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے سترہ لاکھ سادات قریش کا واحد قومی ارگن ہے اس لئے اشتہار کا بہترین ذریعہ ہے:

اسپیس	ایک بار	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	سال بھر
¼ صفحہ	۳ روپے	۸ روپے	۱۷ روپے	۳۲ روپے	۶۰ روپے
½ ٫٫	۶ ٫٫	۱۲ ٫٫	۳۲ ٫٫	۶۰ ٫٫	۱۱۰ ٫٫
پورا صفحہ	۱۲ ٫٫	۲۴ ٫٫	۶۰ ٫٫	۱۱۰ ٫٫	۲۰۰ ٫٫

نوٹ: مخش اور خلاف قانون اشتہارات کسی اجرت پر بھی نہ لئے جائیں گے۔ اجرت بہرحال مضمون کے ساتھ پیشگی لی جائیگی۔ ادھار کا کوئی حساب نہیں۔ مجوزہ نرخ نامہ میں کوئی رعایت نہیں ہوسکتی۔ ۶ ماہ یا سال بھر کے لئے مستقل اشتہار کے متعلق پر اس اور صد فی صدی رعایت دیجاسکتی ہے۔ مینیجر "القریش"

روزنامہ "زلزلہ" مفت

اخبار بین حضرات کو معلوم ہو چکا ہے، کہ میرے اخبار زلزلہ کے تین مضامین پر مقدمہ چلا، اور چھ چھ ماہ کی مجھے سزا ہو گئی، اس میں شک نہیں ہے کہ اس قید فرنگ نے میرا ۲۱ پونڈ وزن کم کر دیا، مگر میرا ولولہ اور جوش بفضلہ تعالیٰ کم نہیں ہوا، بقول شخصے کہ جس قدر پرندہ ہلکا ہوتا ہے، اتنا ہی زیادہ بلند پرواز ہوتا ہے، علیٰ ہذا میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ؎

زبان کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں
میرے خیال کو بیڑی پہنا نہیں سکتے

زلزلہ کا دور اول کا پرچہ دو پیسہ میں فروخت ہوا کرتا تھا، اور وہی بعض دن دو پیسہ والا پرچہ چار چار آنہ میں فروخت ہوتا تھا، مگر آئندہ اس کی قیمت چار پیسہ فی پرچہ ہوگی، اور جو اصحاب ہمارے پانچ پوسٹر روزانہ اپنے شہر کی عمدہ گذرگاہوں پر چسپاں کرنے کا حلفیہ وعدہ لکھ کر روانہ کریں گے، ان کو اخبار مفت ملا کریگا، مشتہرین اصحاب ہم سے خط و کتابت کریں، اور ہماری جدید اسکیم سے فائدہ اٹھائیں کہ اشتہار کے واسطے بہت تھوڑی سی جگہ رکھی گئی ہے، نمونہ کا پرچہ مفت

نیازمند، ڈاکٹر سید شفیع احمد، پی، ایچ، ڈی، ایڈیٹر اخبار زلزلہ چاندنی چوک دہلی

ڈوا کسیر

تریاقِ اوجاع، وجع المفاصل، عرق النسا، نقرس اور تمام بارد درد وں کا شرطیہ علاج مجرب اور آزمودہ قیمت ۴ خوراک ایک روپیہ

اکسیر بواسیر، پرانی، نئی، خونی، بادی، کیلئے یکساں مفید اپنا اثر بجلی کی طرح دکھاتی ہے، قیمت ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار

ڈاکٹر حکیم سید نذیر احمد سند یافتہ مقام فتو بھیلہ ڈاکخانہ راہ دیوالی مسلمانان امرتسر (پنجاب)

شاہی منجن

کا استعمال دانتوں کی ہر مرض سے بچاتا ہے، اور صاف و پاکیزہ رکھتا ہے، یہ منجن بازاری منجنوں سے بدرجہا بہتر و بےمثل ہے ... جوں سندات موجود ہیں، قیمت صرف ایک روپیہ ایک شیشی ۶ ماہ کیلئے کافی ہے

حمد چراغ چوک بکرواناں حویلی خواجہ غلام صادق امرتسر (پنجاب)

حب جواہر ہیرا

یہ گولیاں جواہرات اور قیمتی ادویات سے تیار کی جاتی ہیں، اعضائے رئیسہ و شریفہ بے انتہا قوت بخشتی ہیں، قوت باہ پیدا کرنے میں عجیب و غریب دماغی محنت کرنے والوں اور شوقین طبع اصحاب کے لئے نادر تحفہ، ان سے بہتر مقوی دوسری دوا نہیں ہو سکتی، ہر موسم میں کھا سکتے ہیں، بڑھاپا دور ہو سکتا ہے، قیمت ۴۸ گولیاں صہ ۲۰ عہ اس کی سینکڑوں شہادتیں اور تصدیقیں موجود ہیں، ترکیب استعمال نہایت آسان تجربہ کیجئے،

ملنے کا پتہ:۔

ناظم شفاخانہ حکیم محمود علی خاں ماہر فرائش خانہ دہلی

خضاب رشیدی

سب سے اچھا بالکل بےضرر اور شہرۂ آفاق ہے۔ اسکو راجہ، نواب اور غریب یکساں استعمال کرتے ہیں، جلد کو داغ نہیں دیتا، بال سیاہ قدرتی کے مانند ہو جاتے ہیں، لگانے کے لئے کسی اہتمام اور تکلیف کی ضرورت نہیں، قیمت فی بکس صرف ۸ علاوہ محصولڈاک فی درجن ساڑھے چار روپے ملنے کا پتہ:۔

مینجر کارخانہ نور البصر احمد منزل گوجرات (پنجاب)

عملیات کے معجزے

سربستہ حرف عالم الغیب خدائے عزوجل ہے، لیکن داد الٰہی سے کچکول فقیر میں سب کچھ ہے، ماہرانِ علم و عمل کے کمالات اور قواعد استخراج و تطبیق اکثر تیر بہدف ہوا کرتے ہیں، طالبانِ مقصود دامن مراد پُر اور فیوض روحانی و جسمانی حاصل کرنے کیلئے آئیں، اور فقیر کے ۵۰ سالہ تجربہ سے فائدہ اٹھائیں، ہمارا دعوے ہے، کہ جملہ امراض روحانی و جسمانی عملیات سے دور ہو سکتی ہے، بے اولادوں کے بےچراغ گھر فرزند نرینہ سے روشن و منور ہو سکتے ہیں، ہمارا معمول ہے، محبت و تسخیر قلوب اور غائب کو حاضر کرنے کیلئے بے خطا عمل، مجرب اور بارہا تجربہ شدہ فرد لمند و حاجتمند متوجہ ہوں، دریافت طلب امور کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے، خط و کتابت کے لئے یہ پتہ کافی ہے

سائیں اللہ بخش منجم و جفار ماہر سنیاس امرتسر (پنجاب)

روز بازار الیکٹرک پریس واقع ہال بازار امرتسر میں باہتمام محمد علی رونق پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر الفریش امرتسر سے شائع ہوا

حکمت وموعظت

معاملات میں احسان محمد بن المنکدرؒ ایک بزرگ دکاندار تھے ان کے پاس کپڑے کے کئی تھان تھے، کسی کی قیمت دس دینار تھی اور کسی کی پانچ، انکی غیبت میں ان کے شاگرد نے پانچ دینار والا ایک تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو بیچدیا۔ جب آپ دکان پر تشریف لائے اور معلوم ہوا تو معاً اس اعرابی کی تلاش میں نکلے اور تمام دن ڈھونڈتے پھرے۔ جب وہ ملا تو اس سے کہا کہ وہ تھان جو تم نے میری دکان سے میری غیر حاضری میں میرے شاگرد سے خریدا ہے وہ پانچ دینار سے زیادہ کا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے تو بخوشی دس دینار کو خریدا ہے، حضرت محمد بن المنکدرؒ نے فرمایا کہ جس امر کو میں اپنے واسطے پسند نہیں کرتا اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ یا فسخ بیع کرو، یا پانچ دینار واپس لیلو، یا میرے ساتھ چلو کہ اس سے بہتر تھان دوں، بالآخر اعرابی نے پانچ دینار واپس لے لئے، پھر کسی نے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کون تھے، اس نے کہا۔ کہ محمد بن المنکدر۔ اعرابی کہنے لگا کہ سبحان اللہ! یہ وہ مرد ہے کہ جب بارش نہ ہو اور ہم میدان میں نماز استسقا کو جائیں کہ نزول باران رحمت کی دعا مانگیں تو اس کا نام لینے سے مینہ برسنے لگے اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَان، اِنَّ رَحمَتَ اللّٰہِ قَرِیبٌ مِّنَ المُحسِنِین

خاموشی اور ترقی زمین کی روئیدگیاں خاموشی سے ہوتی ہیں کلیاں رات کے سناٹے میں کھلتی ہیں۔ مینہ آسمان سے اکثر خاموشی کے ساتھ برستا ہے اور بادل جو گرجتا ہے وہ کم برستا ہے۔ کہتے ہیں زمین اپنے محور اور سورج کے گرد چکر لگاتی ہے۔ اسکی گردش میں اگر آواز ہوتی تو ہمارے کان بہرے ہو جاتے۔ پتھر خاموشی کے ساتھ مضبوط ہوتا اور بڑھتا ہے، انسان کا حیوانی جسم چپ چاپ نشو ونما پاتا ہے اور روح میں تو گویا آواز ہی نہیں، دنیا کے پیشوا زیادہ تر خاموش رہنے والے انسان تھے، قدرت نے انسان کو دیگر آلہ ائے حواس دو دو عطا کئے ہیں زبان ایک دی ہے آواز نہ ہوا میں ہے نہ پانی میں۔ ہوا میں سرسراہٹ درخت پیدا کرتے ہیں، اور دریا میں شور نشیب فراز کی وجہ سے ہوتا ہے، خدا کی اعلیٰ ہستی بھی خاموشی کے ساتھ ملتی ہے اور ملنے کے بعد تو گویا دائمی خاموشی ہو ہی جاتی ہے امام غزالیؒ فرماتے ہیں ؎

گفتم ملا کہ چندیں بر خویشتن بہ پیچی　　با یک طبیب محرم ایں راز درمیاں نہ
گفتا کہ ہم طبیبے فرمودہ است با من　　گر مہر یار داری صد مہر بر زباں نہ

اغیار کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے مسلمان کہتے ہیں کہ تلوار سے شور و پکار، آہ و بکا اور فتنہ و فساد برپا ہو کر خاموشی کا خون ہو جاتا ہے، اسلام شور سے نہیں خاموشی سے پھیلا ہے۔ م

مساوات اسلامی

غلام کا درجہ اسلام میں

حضور رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تھے، تاہم آپؐ نے عام مسلمانوں حتیٰ کہ غلاموں سے اپنے لئے کبھی کوئی زیادہ امتیاز نہیں چاہا۔ ایک سفر میں کھانا پکانے کے لئے صحابہ نے کام تقسیم کر لئے، باوجودیکہ آپکے غلام بھی ہمراہ تھے، مگر جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت خود حضور سرور کائنات نے اپنے ذمہ لی،

ایکبار ایک صحابی انحضرت صلعم کو "آقا" کے لفظ سے مخاطب کیا تو آپنے فرمایا۔ کہ مجھ کو آقا نہ کہو، آقا تو ایک ہی ہے یعنی خدا تعالےٰ،

ابومسعود انصاریؓ راوی ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ ناگہاں اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی، ابومسعود یاد رکھو کہ جسقدر طاقتور حاکم تم اس پر ہو۔ اس سے زیادہ حاکم خدا تم پر ہے"۔ ابومسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے پھر کر دیکھا تو انحضرتؐ تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسی وقت خدا کیلئے اسکو آزاد کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اسے آزاد نہ کرتے تو آگ میں پڑتے،

حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق روایت ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ دیکھا کہ آدمی سوار ہے اور اس کا غلام اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ آپؓ نے فرمایا "اسے پیچھے بٹھا لو۔ کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے اور اس کی روح بھی تمہاری روح کی طرح ہے"۔

حضرت عثمان رضؓ کے متعلق روایت ہے۔ کہ آپ نے ایک غلام کی نافرمانی کیوجہ سے اس کا کان مروڑا۔ پھر اپنے فعل سے توبہ کی اور اسی غلام کو کہا کہ تو بھی اسیطرح میرا کان مروڑ۔ مگر اس نے انکار کیا آپ نے اصرار کیا تو اس نے آہستہ آہستہ کان مروڑنا شروع کیا۔ آپ نے کہا زور سے مروڑ، کیونکہ میں قیامت کے دن کی سزا برداشت نہیں کر سکتا۔ غلام نے جواب دیا۔ حضور! جس دن سے آپ ڈرتے ہیں، اسی دن سے میں بھی ڈرتا ہوں،

حضرت علی رضؓ کا قول ہے کہ میں شرمندہ ہوتا ہوں۔ جب میں ایسے آدمی کو غلام بنا کر رکھتا ہوں کہ جو کہتا ہے۔ کہ اللہ میرا رب ہے،

جلد ۱۵ — نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش امرتسر

۲ مئی ۱۹۲۹ء مطابق ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ

قریشیت پر اعدا کے حملوں کے اسباب و علل

ہماری بے پرواہیوں کے عواقب و نتائج

ہم آپ اپنے ہاتھوں ہی برباد ہو گئے

مستند تاریخی شہادت اور انگریز محققین کی گہری تحقیق اس بات کا بدیہی ثبوت بہم پہنچاتی ہے کہ میراثی، ڈوم، جولاہا، ماچھی، جھیور، چنگڑ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور ایک ہی نسب و نسل سے تعلق رکھتے ہیں انہیں عربیت سے کوئی واسطہ نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آج یہ قریشیت کے مدعی ہیں؟

ہندوستان خصوصاً پنجاب میں "ایکٹ انتقال اراضی" کے نفاذ نے بعض قوموں کو "اعوذ باللہ من غضب دخیل النسب ولعنۃ اللہ علی خارج النسب" کے مصداق بنا کر نسب تبدیل کرنے پر مجبور کیا اور جن کو نوعی ہوا و ہوس نے "من ادعی الی غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام" کے لئے تیار کیا اور جنہیں غیر باپ کا بیٹا بننے کی ضرورت محسوس ہوئی، وہ راجپوت، مغل اور پٹھان وغیرہ اقوام میں مدغم ہونے کیلئے کیوں تیار نہ ہوئے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہم خود تحفظ نسب ناموں سے غافل ہو گئے، قومی سود و زیاں کا احساس تک نہ رہا اور غفلت و بے پروائی کی گہری نیند میں اس قدر مدہوش ہو گئے کہ زمانہ کے پیہم تازیانے بھی ہمیں بیدار نہ کر سکے۔ "اٹھو، بڑھو اور اپنے ذاتی و خاندانی وقار کو قائم رکھو" کی ناک شگاف صدائیں بھی ہمیں خواب گراں سے چونکا نہ سکیں۔ اقوام عالم نے ہمیں مردہ تصور کر لیا اور مسند قریشیت پر قابض و متصرف ہونے کے لئے یورش کر دی اور جب اس میں کوئی مزاحمت نہ ہوئی تو اعلان کر دیا کہ ہم قریشی ہیں اور قریشی بھی قریشی الاصل۔

ہر کہ از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

ہم مراثیوں اور قصابوں کو ان کے ادعائے باطلہ کی وجہ سے کوستے ہیں لیکن اپنے اعمال کا جائزہ نہیں لیتے۔ ضرورت اور شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنے حالات پر ایک گہری نظر ڈال کر خود کو بھی اپنی غفلت شعاریوں پر کوسیں اور ان سہل انگاریوں پر جن کی وجہ سے ان ہندی نژاد اور افعال و کردار کے لحاظ سے ذلیل ترین اقوام کو دعویٰ قریشیت کی جرأت و جسارت ہوئی اپنے آپ کو بھی ملامت کریں۔

قومی صلاح و فلاح اور قومی عروج و ارتقا افراد قوم کی متفقہ سعی و جہد اور متحدہ مساعی پر موقوف ہے، کوئی قوم کوئی فرقہ اور کوئی گروہ اپنا وقار قائم رکھنے اور مدارج ترقی طے کرنے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے جملہ افراد من حیث القوم اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ اقوام عالم کی ترقی کے اسباب و علل پر غور کیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ جو قومیں منصۂ اقبال پر جلوہ گر ہوئیں، وہ سب اسی اصول کی رہین منت

ہیں اور جو اس رشتۂ اساسی سے بے پروا رہیں، وہ اوج عروج سے ظلمتکدۂ گمنامی میں گریں اور بے نام و نشاں ہو کر صفحۂ عالم سے مٹ گئیں،

اب دیکھنا یہ ہے کہ فرزندانِ قریش کا اس ہیچ میں کیا عمل رہا۔ انہوں نے اس عروۃ الوثقیٰ کو مضبوط پکڑنے میں اپنے فرائض کا کس قدر احساس کیا؟ اس مسئلہ پر نداگہری توجہ اور خاص تدبّر و تفکر کی ضرورت ہے،

"انجمن قریشیان ہند" امرتسر کا وجود ۱۹۱۱ء میں کتم عدم سے عالم شہود میں آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اطراف و اکناف عالم میں ترقی ترقی کا شور کانوں کان سنائی نہ دیتا تھا اور ہر قوم کیلئے شاہراہ کھلی تھی اور موجودہ خطرات حائل نہ تھے، بہی خواہانِ قوم اور کارکنانِ انجمن قوم کو ہم آہنگ کرکے اتحاد و یگانگت کی سطح پر لانے کیلئے ۱۶ سال تک ساعی و کوشاں رہے مگر نتیجہ؟ ان کے گلے پڑ گئے اور مایوس ہو کر بیٹھ گئے، انجمن کا نام چراغ سحری بنا رہا اور آخر بے کسی کی تاب نہ لا کر ۱۹۲۷ء میں ہمیشہ کیلئے مٹ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون،

"انجمن صدیقیانِ امروہہ" کے بانی مولانا اسرار الحق صاحب صدیقی نے قوم کو خوابِ نوشیں سے بیدار کرنے کیلئے انتہائی کوششیں کیں مگر قوم کے کان پر جوں تک نہ رینگی، اور آخر انہیں خاموش ہونا پڑا،

لائلپور وال، کوہ مری۔ ملتان، جہلم اور جالندھر وغیرہ میں قومی مرکز قائم ہوئے اور وہ سب کے سب قوم کی بے التفاتی و سرد مہری کا شکار ہو رہے ہیں،

مولانا سید فرید احمد صاحب عباسی نے "ندوۃ القریش" کا لائحہ عمل تجویز کیا زائد از ایکہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کیں، دورہ کی تکالیف کی بھی پروا نہ کی مگر کسی مردِ خدا نے لبیک نہ کہا،

"انجمن قریشیان پنجاب" گوجرانوالہ کو قائم ہوئے تیسرا سال ہے، کام اور انتظام کے لحاظ سے یہ ایک بہترین انجمن ہے، کارکن حسن خلوص، ایثار اور نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں اس کی مثال، باید و شاید! لیکن قوم کی بے اعتنائی کے وہی شاکی ہیں القریش میں جس قدر اپیلیں کیگئیں وہ سب کی سب صدا بصحرا ثابت ہوئیں،

جس قوم کی یہ حالت اور جس کی غیرت و حمیت کا یہ عالم ہو کہ وہ مراسیوں اور بیگڑوں کے دست تطاول سے اپنا خاندان محفوظ نہ رکھ سکتی ہو کیا اُسے کوئی حق ہے کہ وہ دنیا میں زندہ رہے اور کیا وہ بتا سکتی ہے۔ کہ مراسی اور ڈوم کیوں ان کے گھر پر تابعزا تصرف نہ ہوں؟

کہنا پڑا مجھے یہ الزام سہہ گو
وہ ماجرا کہ لائق شرح و بیاں نہیں

امرائے قریش امارت کے نشہ میں سرشار اور قومی سود و بہبود سے بے نیاز ہیں، وہ اپنی ہستی بالاتر سمجھتے ہیں اور غریب بھائیوں سے ملکر کام کرنے میں اپنی ہتک خیال کرتے ہیں، وہ کسی کے درد میں تڑپ کر اپنے آرام میں خلل نہیں ڈالنا چاہتے، متوسط الحال مقتدر نہیں رکھتے کہ پیٹ کے دھندوں سے فرصت پاکر قومی امور میں وقت صرف کریں۔ اور نہ اتنی گنجائش کہ نقد و زر سے کسی قومی مرکز کو مالا مال کر دیں، مقاصد کی تکمیل ہو تو کیونکر ناموس محفوظ رہے تو کس طرح اور یہ فاقہ مستیاں دور ہوں تو کیسے؟

خدا حافظ ہے اس کشتی کا یہ منجدھار میں آئی

زندہ قوموں کے کارنامے

عہد حاضر کی بیدار بخت اور زندہ اقوام میں کشمیری برادری کو خاص درجہ حاصل ہے، ان کے دو قومی ہفتہ وار اخبار نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہیں، دو ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں، ان کی قومی مادرِ "کشمیری کانفرنس" کی خدمات لائق صد ہزار تحسین اور قابل تعریف ہیں، کانفرنس نے گذشتہ ۲ سال میں کم و بیش اکتیس ہزار روپیہ صرف تعلیم پر خرچ کیا ہے اور ۱۱۳ طلباء کو تعلیم کے اعلیٰ مدارج پر پہونچانے میں مدد دی ہے،

ذیل کے اعداد و شمار سے کشمیری کانفرنس کی حسن خدمات اور کشمیری برادری کا قومی احساس ظاہر ہے، کاش "قریش" کو بھی خدا دل دیتا اور وہ بھی قومی امور پر کچھ توجہ دینے کے قابل ہوتے اور اپنی زندگی ہی میں مردوں میں شمار نہ ہوتے،

۲ وکیل۔ ۴ انجینئر۔ ۱۸ گریجوایٹ۔ ۱ ایم۔ اے۔ ۶۶ انڈر گریجوایٹ ۳ سب اسسٹنٹ سرجن، ۳ وٹرنری اسسٹنٹ، ۷ بی۔ ٹی ٹرینڈ ٹیچرز، ۱ رینجر، ۱ اگریکلچرل اسسٹنٹ، ۱ اسسٹنٹ سرجن، ۲ سگنیلر، ۱ طبیہ کالج، ۳ آرٹسٹ ۲۸-۲۹ء کے لئے تین ہزار روپیہ کے وظائف ۳۱ طالبعلموں کو دیئے گئے جو حسب ذیل شعبوں میں تعلیم پا رہے ہیں،

۲ اسسٹنٹ سرجن کلاس، ۲ سب اسسٹنٹ سرجن کلاس، ۳ وکالت، ۳ ایم۔ اے، ۱ اینگلو عربک کالج دہلی، ۲ اسلامیہ ہائی سکول،

علاوہ ازیں کانفرنس نے مسلمانانِ کشمیر کے حقوق کی نگہداشت میں قابل قدر خدمات انجام دیں، اب وہ کشمیری مسلمانانِ پنجاب کیلئے حصول املاک کی کوشش کر رہی ہے جسمیں کامیابی کی امید کیجاتی ہے،

ایک قومی انجمن کی یہ خدمات اور ایک قوم کا قومی امور میں اس قدر شغف و انہماک قابل ستائش ہی نہیں بلکہ لائق رشک ہے،

اپریل کے آخری عشرہ میں کانفرنس مذکور کا تیرھواں سالانہ اجلاس ہونیوالا تھا، جسے کامیاب بنانے کے لئے قوم کا ہر فرد اپنے اپنے اقتدار کے موافق کوشاں نظر آتا تھا، اور قومی ضروریات کیلئے علیٰ قدر حیثیت زر و سیم نچھاور کر رہا تھا۔ چنانچہ کانفرنس کا ایک وفد امرتسر سے ایک ہی دن میں ایک ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم چندہ میں لیگیا۔ کیا قریشی حضرات اپنے کشمیری بھائیوں کے طرز عمل سے کچھ سبق لیں گے ؟

شہریار دکن کے ابرِ کرم کی فیض باریاں

سلطان العلوم اعلیٰحضرت ہز اگزالٹڈ ہائی نس فرمانروائے دکن ادام اللہ اقبالہا و اجلالہ کی شاہانہ داد و دہش تعریف و ستایش کی حد سے بہت بلند ہے، آپ نے پچھلے دنوں مدراس کے سفر میں ایک لاکھ روپے کے گرانقدر شاہی عطیہ سے جس قدر قومی و تعلیمی اداروں کی سرپرستی فرمائی۔ اسکی تفصیل القریش کی گذشتہ اشاعت میں ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں، اب معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور والا دودماں نے ایک کروڑ روپے کا بیش بہا عطیہ ملکی صنعت کو فروغ دینے کے لئے انڈسٹریل فنڈ میں دیا ہے جس کا انتظام ایک بورڈ کی نگرانی میں رہیگا۔ جو باب حکومت کے تین ارکان پر مشتمل ہوگا، یہ سرمایہ ریاست کے اندر ملکی صنعتوں، حرفتی تجارب اور اقتصادی و صنعتی تحقیقات پر صرف کیا جائیگا، ریاست کے اندر صنعتی تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان طلباء کو بھی وظائف دئے جائیں گے،

جہاں پناہ کی مملکت کے محکمہ تعلیم نے حال ہی میں دو خواتین کے نام حصول تعلیم کے لئے دو وظائف منظور کئے ہیں جو انگلستان جاکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرینگی،

اعلیٰحضرت کی ذات ستودہ صفات تشنگان علم و عمل کیلئے موتیوں کا بھرا ہوا سمندر ہے۔ جہاں ہر حاجتمند کی حاجت براری ہوتی اور بلاتفریق مذہب و ملت ہر امیدوار کا دامن گوہر مقصود سے پر ہوتا ہے، دنیا میں روپیہ پیسہ سے کوئی چیز عزیز نہیں۔ لیکن خسرو دکن ہیں کہ آپ کے ابر کرم کی فیض باریوں کا تواتر جاری و ساری ہے اور ہمیشہ لاکھوں اور کروڑوں کی شکل میں کشت امید کو سرسبز کر رہا ہے، ہماری دعا ہے کہ

رہے سر پر رعایا کے تیرا سایہ ہما پایہ
رہے سر پر تیرے شاہا ہمیشہ ظلِّ رحمانی
(رونق)

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اختیاری امور میں انسان کو خدائے برتر و توانا نے مختار کل ہونے کا شرف بخشا ہے اور ہر شخص کو حق دیا ہے کہ وہ قومی معاملات زیر بحث سے متعلق بے رو و رعایت اور بیخوف و خطر صاف صاف اپنی رائے کا اظہار کرے اور کسی سے مرعوب نہ ہو، عہد نبوی سے تبع تابعین اور زمانہ مابعد تک اسی اصول پر عمل رہا اور تبادلہ خیالات سے دنیا کے مذہبی و سیاسی معاملات طے ہوتے رہے۔ لیکن انقلاب دہر کے ساتھ آج اس زرین اصول میں بھی ایک تبدیلی اور ایک افسوسناک تغیر واقع ہوگیا ہے، ہر شخص کو یہ تمنا ہوگئی ہے کہ اسے دنیا کا افضل ترین انسان تسلیم کیا جائے اس کی شخصیت بیمثل ہو، مخلوق کے سر اس کی فضیلت و برتری کے سامنے جھکیں اور دنیا میں کسی کو اس کی رائے کی تردید کی جرأت نہ ہو،

بدقسمتی سے بیسویں صدی عیسوی کے مسلمانوں میں اس کینڈے کے بہت سے لوگ پیدا ہوگئے ہیں، جو اپنی بات کو منوانے کے لئے احکام آلہٰی اور فرامین نبوی کو پس پشت کرکے اپنے مسلمان بھائیوں کی ذلت و رسوائی کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مد مقابل کی تحقیر کے لئے مذموم ترین طریقے اختیار کرنے سے بھی نہیں چوکتے، وہ اپنی ضد اور ہٹ پر قائم رہنے کے لئے لومۃ و لائم، طعن و تشنیع، مذاق و استہزا اور بعض اوقات دشنام طرازی کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ خواہ اس سے تعلیم اسلام کی تذلیل ہی کیوں نہ ہو،

مولانا محمد علی اور مولانا ظفر علی خاں کے مابین کسی ورثہ کی تقسیم پر جھگڑا نہیں، کسی مشترکہ تجارتی فرم کے حصص کی بحث نہیں، لیڈری کی رقابت ہو تو الگ بات ہے ورنہ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اول الذکر نہرو رپورٹ کو مسلمانوں کے مفاد کے منافی خیال کرتے ہیں اور ثانی الذکر ازبس مفید، صرف رائے کا اختلاف ہے اور اسی اختلاف پر مولانا ظفر علیخاں مولانا محمد علی کو شدنی و ناشدنی طریق پر ذلیل و رسوا کر رہے ہیں، انہیں بدنام کرنے کیلئے انکے اخبار کے سنڈے ایڈیشن کے صفحہ اولین پر مولوی محمد یعقوب وائس پریذیڈنٹ اسمبلی کی دعوت چا کے ذکر کے ساتھ ایک فوٹو شائع کیا گیا اور دلسرائے کے خوان کرم کی ریزہ چینی کا بے محل طعنہ دیا گیا، تذلیل و تحقیر کے لئے ان پر کئی قسم کے بہتان باندھے گئے اور وہ سب کچھ کیا گیا جو ان کے حیطۂ اقتدار میں تھا،

ہم نہ مولانا محمد علی کے غاشیہ برداروں میں ہیں اور نہ مولانا ظفر علی خاں کے حاشیہ نشینوں میں اور نہ جنبہ داری کو پسند کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ تعلیم کے مطابق ہو رہا ہے ؟ اور کیا ایک مسلم کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ ذرا ذرا سی بات اور معمولی معمولی اختلافات پر اپنے مسلمان بھائیوں کی تخریب و بے عزتی کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا جائے، پھر کیا ایسے لوگ مسلمانوں کی رہنمائی کا حق رکھتے ہیں ؟

بقیہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ظاہر ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ، مسلمان حقیقی معنوں میں اس وقت مسلمان ہوتا ہے۔ کہ مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ و مامون رہے۔ فتدبروا یا اولی الالباب

پوچھتے ہو کیا مسلمانوں کا حال ۔۔۔ منتشر اجزا سب ان کے ہوگئے
معتصم کب ہیں یہ حبل اللہ کے ۔۔۔ دیکھو تو جھاڑو سے تنکے ہوگئے
(اکبر)

شاہنامۂ اسلام کا ایک ورق

ولادت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

یہ کس کی جستجو میں مہرِ عالمتاب پھرتا تھا
ازل کے روز سے بیتاب تھا بیخواب پھرتا تھا

یہ کس کی آرزو میں چاند نے سختی سہی برسوں
زمیں پر چاندنی برباد و آوارہ رہی برسوں

یہ کس کے شوق میں پتھرا گئیں آنکھیں ستاروں کی
زمیں کو تکتے تکتے آ گئیں آنکھیں ستاروں کی

کروڑوں رنگتیں کس کیلئے ایام نے بدلیں
پیاپے کروٹیں کس دھن میں صبح و شام نے بدلیں

یہ کس کے واسطے مٹی نے سیکھا گلفشاں ہونا
گوارا کر لیا پھولوں نے پامالِ خزاں ہونا

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر
یہ ساری کاہشیں تھیں ایک صبحِ عید کی خاطر

مشیت تھی کہ یہ سب کچھ تہِ افلاک ہونا تھا
کہ سب کچھ ایکدن نذرِ شہِ لولاک ہونا تھا

خلیل اللہ نے جس کیلئے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقتِ ذبح جس کی التجائیں کیں

جو بن کر روشنی پھر دیدۂ یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حسن کے نیرنگ میں پایا

کلیم اللہ کا دل روشن ہوا جس ضوفشانی سے
وہ جس کی آرزو ظاہر کی جوابِ لن ترانی سے

وہ جس کے نام سے داؤدؑ نے نغمہ سرائی کی
سلیمانؑ نے طلب جس کی شاہی میں گدائی کی

دلِ یحییٰؑ میں ارماں رہ گئی جس کی زیارت کے
لبِ عیسیٰؑ پہ آئے وعظ جس کی شانِ رحمت کے

وہ دن آیا کہ پورے ہو گئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کر دیئے ہر بات کے وعدے

مرادیں بھر کے دامن میں مناجاتِ زبور آئی
امیدوں کی سحر پڑھتی ہوئی آیاتِ نور آئی

نظر آئی بالآخر معنیِ انجیل کی صورت
ودیعت ہو گئی انسان کو تکمیل کی صورت

اندھیری رات کی پردے سے کی حق نے سحر پیدا
ہوا پھر بصیرت کحلِ مازاغ البصر پیدا

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارھویں تاریخ مہینے کی

ازل سے رنگ جس کی دھوم تھی وہ آج کی شب تھی
جو قسمت کیلئے مقسوم تھی وہ آج کی شب تھی

مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی
ارادے ہی میں جو مرقوم تھی وہ آج کی شب تھی

نئے سر سے فلک نے آج بختِ نوجواں پایا
خزاں دیدہ زمیں پر دائمی رنگِ بہار آیا

ادھر سطحِ فلک پر چاند تارے رقص کرتے تھے
ادھر روئے زمیں کے نقش نیچے سے سنورتے تھے

سمندر موتیوں کو دامنوں میں بھر کے بیٹھے تھے
جبل لعل و جواہر کو مہیا کر کے بیٹھے تھے

زمرد وادیوں میں سبزہ بن کر ہر طرف بکھرا
ہوئی بارانِ رحمت ہر شجر کا رنگ رخ نکھرا

ہوائیں پے بہ پے اک سرمدی پیغام لائی تھیں
کوئی مژدہ تھا جو ہر گوش گل میں کہہ سنائی تھیں

ہنسے جاتے تھے کھلتے جا رہے تھے پھول گلشن میں
گلے پھولوں سے ملتے جا رہے تھے پھول گلشن میں

تبسم ہی تبسم تھے نظارے لالہ زاروں کے
ترنم ہی ترنم تھے کنارے جوئباروں کے

جہاں میں جشنِ صبحِ عید کا سامان ہوتا تھا
ادھر شیطان تنہا اپنی ناکامی پہ روتا تھا

نظر آئیں جو مستحکم فطرتِ کامل کی بنیادیں
دھڑک کر زلزلے سے ہل گئیں باطل کی بنیادیں

ستون کعبے میں قائم ہو گئے جب دینِ بیضا کے
گرے غش کھا کے چودہ کنگرے ایوانِ کسریٰ کے

سر فاراں پہ لہرانے لگا جب نور کا جھنڈا
ہوا اک آہ بھر کر فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا

ندا آئی دریچے کھول دو ایوانِ قدرت کے
نظارے خود کریگی آج قدرت شانِ قدرت کے

ہوئی فوج ملائک جمع زیرِ چرخ مینائی
سجائی بڑھ کے اسرافیل نے بزمِ کیف تنہائی

یکایک ہو گئی ساری فضا تمثالِ آئینہ
نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ

خدا کی شان رحمت کے فرشتے صف بصف آئے
پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف آئے

ہوا عرشِ معلّٰی سے نزولِ رحمتِ باری
تو استقبال کو اٹھی حرم کی چار دیواری

سحابِ نور آکر چھا گیا مکے کی بستی پر
ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

صدا ہاتف نے دی اے ساکنانِ خطۂ ہستی
ہوئی جاتی ہے پھر آباد یہ اجڑی ہوئی بستی

مبارکباد ہے انکے لئے جو ظلم سہتے ہیں
کہیں جن کو اماں ملتی نہیں برباد رہتے ہیں

مبارکباد بیواؤں کی حسرت ناک آہوں کو
اثر بخشا گیا نالوں کو فریادوں کو آہوں کو

ضعیفوں بیکسوں آفت نصیبوں کو مبارک ہو
یتیموں کو غلاموں کو غریبوں کو مبارک ہو

مبارک ٹھوکریں کھا کھا کے پیہم گرنے والوں کو
مبارک دشتِ غربت میں بھٹکتے پھرنے والوں کو

خبر جا کر سنا دو شش جہت کے زیردستوں کو
زبردستی کی جرأت اب نہ ہوگی خود پرستوں کو

معین وقت آیا زورِ باطل گھٹ گیا آخر
اندھیرا مٹ گیا ظلمت کا بادل چھٹ گیا آخر

مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آ پہنچا
نجاتِ دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا

مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لے آئے

بصد انداز رعنائی بغایت حسن زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

ابو الاثر حفیظ جالندھری

کتاب کئی ہزار شعر پر مشتمل ہے۔ ابھی طبع نہیں ہوئی۔ لیکن قبولیت عامہ حاصل ہو چکی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئیے کہ اسے خریدنے کیلئے تیار رہے۔

اعتذار۔ اخبار کی کاپیاں ۲۹ تاریخ کو پریس میں پہنچا دی گئی تھیں۔ صرف ایک کاپی چھپنی باقی تھی۔ کہ یکایک پریس کی موٹر خراب ہو گئی۔ اس لئے اخبار تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ (منیجر)

بصائر و عبر

مذہبی دلآزاری کے عواقب و نتایج

"راجپال" نے رسوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" کی نشر و اشاعت سے نہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا، بلکہ خرمن امن عامہ پر ایک سُلگتی ہوئی چنگاری ڈال کر شر و فتن کی آگ بھڑکا دی، ہندو مسلمانوں کو انگاروں پر لوٹنا پڑا، گوناگوں مصائب آلام اور رنج و غم سہنے پڑے، خود "راجپال" کو طرح طرح کی تکالیف کا سامنا ہوا اور لعنت و ملامت کا نشانہ بننا پڑا۔ وہ ہمیشہ کے لئے اپنی آزادی کھو بیٹھا اسے ایک خطرہ محسوس ہونے لگا اور پولیس کی حفاظت کے لئے مجبور ہوا، اور آخر دو سال بعد ۶ اپریل کو اس کا افسوس ناک طریق پر خاتمہ ہو گیا۔ اس کی شر انگیز اور دل آزار روش سے نہ تو اس کی قوم کو کوئی فائدہ پہونچا اور نہ خود اس کیلئے کوئی نیک نتیجہ مترتب ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ "اس جرم کی پاداش میں کسی مسلمان نے مذہبی جنون میں اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا" اگر یہ صحیح ہے تو کہنا پڑے گا۔ کہ غیر مذاہب کی دل آزاری ہی کے یہ عواقب و نتایج ہیں۔

اسلام نے اسی بنا پر اپنے پیرؤں کو حکم دیا ہے کہ اظہار امر حق اور تبلیغ اشاعۃ اسلام میں بھی وہ تہذیب و متانت کا پورا خیال رکھیں، اور کوئی بات ایسی نہ کریں جس سے کسی کی مذہبی دل آزاری کا کوئی پہلو نکلتا ہو، "وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ" جو لوگ خدا کے سوا دوسرے معبودوں کی پرستش کرتے ہیں انکو برا نہ کہو کہ یہ لوگ بیاد نادانی ناحق خدا کو برا بھلا کہہ بیٹھیں گے، کیسی اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے۔ قرآن مجید میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنا کوئی حکم بجبر نہیں منواتا۔ بلکہ اپنے ہر امر و نہی کے ساتھ دلائل براہین بھی پیش کرتا ہے یہاں "لا تسبوا" کی دلیل بیان فرمائی ہے، فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم یعنے اگر تم کسی کے معبود کو برا بھلا کہو گے تو وہ بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار،

بے اتفاقی اور جلد بازی

مسٹر سانڈرس کو احاطہ کچہری ہی میں پستول کا نشانہ بنا دیا گیا اور ازاں بعد قتل عام کی دھمکیاں دی گئیں، والسرائے کی سپیشل کو تباہ کرنے کیلئے ڈیرہ دون ریلوے لائن کے شہتیروں کو آگ لگا دی گئی، ایوان اسمبلی میں بم بازی اور پستولوں کے فائروں سے خون آشامی کا منظر پیدا کر دیا گیا۔ شملہ میں ایک یورپین کی قبر منہدم کر کے تابوت کی بیحرمتی کی گئی،

بمبئی کے فرقہ وارانہ فساد میں ہندو مسلم تباہ ہوئے، سیر اسیر میں مذہبی دیوانگی کی جنگ میں طرفین کے کئی آدمی مجروح ہوئے، رہتک میں مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ ہو رہا ہے غریب مسلمان اور ڈوں کے کئی بچے اور عورتیں ان کے وطن دوست بھائی اٹھا لے گئے، اذاں اور باجے پر جدال و قتال کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ قتل راجپال کو ہندو مسلم سوال بنا کر دنیائے اسلام کو گالیاں دی جاتی ہیں، "راجپال" کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اس نے مسلمانوں کی دل آزاری میں کمال کر دیا۔ "راجپال شہیدی فنڈ" اس لئے کھولا جاتا ہے کہ مسلم آزاری کا سلسلہ ختم نہ ہو،

انگریزوں اور عمال حکومت سے وہ سلوک اور ہندو مسلم تعلقات کی یہ حالت اور پھر تمنا ہے حکومت خود اختیاری کی، سوراج کی اور آزادی کی،

این خیال است محال است و جنوں

کشمیر بلڈنگ مکلوڈ روڈ لاہور کی تلاشی پر ۹ بم ایک چھ خانہ گولیوں سے بھرا ہوا ریوالور، ایک پستول، ۸۰ گولیاں۔ کیمیاوی اشیا کی بہت بڑی تعداد۔ آتشگیر مادہ کی کافی مقدار اور بم سازی کے کئی اوزار برآمد ہوئے،

مختلف مقامات سے "موجودہ حکومت کا تختہ الٹ دو" "پرانے نظام کو جڑ سے اکھیڑ دو" اور ہمجوستم باغیانہ لٹریچر پکڑا گیا۔ بہت سی خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کردہ و ناکردہ گناہ مورد الزام ہوئے حکومت کو ذاتی اختیارات سے اپنی وجوہ کے ایک اور قانون پاس کرانا پڑا، ممکن ہے۔ اسی سلسلہ میں پہلی زبانیں اکارت جائیں، غلامی کی زنجیریں اور مضبوط ہوں اور آئندہ کوئی امید باقی نہ رہے، اور "اے تیرہ صبح تو برمن بلا شدی" کے مصداق یہ جلد بازیاں مزید مصائب و آلام کا موجب ہوں،

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

نیرنگئے روزگار سے سبق لو،

شہزادہ عبد القادر سلطان عبد الحمید خاں مرحوم کے فرزند ہیں۔ ان کی اہلیہ کا نام حمیدہ خانم ہے کبھی وہ باسفورس کے کنارے عیش محلوں میں عیش کرتے تھے اور آج یہ دن ہے کہ وہ بڈاپسٹ کی ایک کمپنی میں سارنگی بجا کر اپنا پیٹ پالتے ہیں یہ روزگار کی نیرنگی ہے جس کو ہم ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جن کو خدا نے دولت و ثروت دی ہے ان کو اسے غنیمت جاننا چاہیئے اور عیش و غفلت و نخوت میں خدا کی ناشکر گذاری کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے،

مجھے باور نہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو بھی بنا دیتا ہے مگس رانی

مراسیت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۲

میں کہاں سنگِ درِ یار سے ٹل جاؤنگا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

یونتو بہ لحاظ حقیقت تاریخی مراسیت کو قرشیت سے کوئی نسبت ہی نہیں اور بلحاظ نسب مراسیت اور قرشیت کے درمیان بعد المشرقین ہے اور باعتبار اصلیت چہ نسبت خاک را با عالم پاک ، لیکن محض اس بنا پر کہ دروغ گو را تا بخانہ اش باید رسانید ۔ اصولاً امور مابہ النزاع تنقیح طلب یہ ہیں کہ (۱) آیا جناب حضرت عکاشہ رضؓ قریشی النسب ہیں ؟ اور کہ (۲) مراسیانِ پنجاب انکی نسل سے ہوسکتے ہیں ؟ پس چاہیئے تو یہ تھا کہ ادعائے قرشیت کا سرغنہ اور علمبردار مراسی امور متذکرۃ الصدر سے متعلق کوئی مستند تاریخی اور دستاویزی ثبوت پیش کرتا لیکن پایا جاتا ہے کہ اسمیں بلحاظ علمی تہی دستی کے وہ اور اس کے چند حواری ایسے ادعائے باطل کی موت کا راز مضمر پاتے ہیں ۔ اس لئے اس محور کے نزدیک تک نہیں پھٹکتے اور ادہر ادہر کی لغویات میں اوروں کی تضیع اوقات کا موجب بنتے ہیں ۔

مراسیت کے ادعائے قرشیت کا ہوائی قلعہ تاریخ کے توپخانہ کی قلمی گولہ باری کی تاب نہیں لاسکتا ۔ کیونکہ

ریز بھی تیر ہے ایسا کہ نشانہ پہ لگے
وقت پڑنے پہ لچک جائے وہ تلوار نہیں

اس لئے مراسی ہماری توجہ کو بیہودہ اور لایعنی امور کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں ، تاکہ تاریخی حقیقت کے انکشاف کا اصلی مقصد فوت ہوسکے ۔ لیکن

یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

مراسیوں کی ژاژ خائی کی تردید میں وقت کا ضائع کرنا انکی لغویت کو اہمیت دینے کے امکانات بہم پہونچانا ہے ۔ اس لئے کچھ تو اس لحاظ سے ناقابلِ التفات سمجھتا ہوں اور زیادہ تر اس لئے کہ چونکہ مراسیت کا ادعائے قرشیت دراصل جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک پر بالواسطہ نازیبا ، ناروا اور ناپاک حملہ ہے ، جس کے دفعیہ کی کوشش میں پوری توجہ اور پوری مصروفیت کے ساتھ قلمی جہاد فی سبیل اللہ کے کام میں مصروف ہوں اس لئے تاوقتیکہ یہ مقصدِ عظمیٰ پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ لے اور فارغ نہ ہوسکوں اس وقت تک مراسیت کی بحریت کیطرف توجہ دینے کیلئے فی الحال کوئی وقت نہیں نکال سکتا ۔

جن گم کردگانِ بحرِ اخلاق کا آبائی پیشہ ہجو گوئی ہو اور جن آوارگانِ قرشیت ضلالت کی جبلی خصلت بیہودہ طرازی ہو ، ان سے بدزبانی کے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے ، بلکہ اگر اس کے برعکس ہوتا تو موجبِ حیرت و استعجاب ہوسکتا ۔

قریش کے واحد قومی نقارہ "القریش" کی پرہیبت گرج پشاور سے راس کماری اور رنگون سے قلاتِ بلوچی تک چار دانگِ ہند کے کونے کونے تک پہونچ گئی کہ میراثی جو مراسی اور چنگڑ کا ہم نسب ہے ، ہندی النسل ہے ہندی الاصل اقوام کا پشتینی لاگی ہے اور سرے سے تاریخ عرب اور عربیت سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ۔ اس لئے ادعائے قرشیت جدید تاریخی لحاظ سے محض باطل ، محض لغو ، محض بیہودہ اور محض بے بنیاد ، پس ایسی صورت میں اگر مراسیوں کی آنکھ میں اس بنا پر رسالار قافلۂ قریش مولانا محمد علی صاحب رونق صدیقی کی ذاتِ گرامی کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے تو موجب حیرت کیوں ؟

گل است سعدی و در چشمِ دشمناں خار است

اگرچہ مولانا کی ذات تعریف و توصیف کی حدود سے نہ صرف بالاتر بلکہ مستغنیٰ ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ آپ ہندوستان کے اٹھارہ لاکھ سادات قریش کے قومی ترجمانِ حقیقت ہیں ۔ اگر (مرحوم و مغفور) انجمن قریشیانِ ہند جیسی بیسیوں انجمنیں ہر سال عالم وجود میں آئیں اور آپ کو اپنے سر اور آنکھوں پر بصد منت بٹھلانا چاہیں تو بھی آپکی شان کم سے اعلیٰ ہے ۔ (حسن ظن ، من آنم کہ من دانم ۔ ایڈیٹر) (دارفع)

عاشق روئے محمدؐ کو تو سمجھا کیا ہے ؟

میراثی چونکہ ہندی نژاد اقوام کے پشتینی لاگی ہیں ، اور مختلف مقامات میں مختلف تقاریب پر ان کے مختلف لوازم ہیں اور تاریخ نے انکی اصلی نسلی اور نسبی حقیقت کو روز روشن کیطرح آشکارا کر دیا ہے ۔ اور وہ اس طرح کہ ڈوم (چوہڑا) میراثی ، ماچھی ، جھیور اور چنگڑ سب ایک ہی جڑ ، ایک ہی بنیاد ، ایک ہی نسل ، ایک ہی اصل اور ایک ہی نسب سے ہیں اس لئے اب انکی نسبی تحقیق کے متعلق مزید تحقیقات کو فی الحال ملتوی رکھتے ہوئے ہم ان کے لاگیانہ فرائض اور کمیانہ لوازم کی تفصیلات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ، جو وہ ہندی الاصل اقوام کی خدمتگزاری سے متعلق نسلاً بعد نسلٍ سرانجام دیتے چلے آتے ہیں ۔

مراسیو ! ذرا غور سے سننا ۔ گوڑگاؤں کی میو قوم میں منگنی کے موقعہ پر اگر لڑکا حسب منشا ہو تو ضیافت کی جاتی ہے اور لڑکا[1] ۔ اس کے باپ[2] ۔ بھائی[3] ، پھوپھی[4] اور اس کے میراثی[5] اور نائی[6] کو ایک ایک روپیہ دیا جاتا ہے ۔

---

۱ و ۲ و ۳ بلحاظ قرابت اور ۵ و ۶ بحیثیت لاگی ،

If they find the boy to their liking, they are feasted, after giving a rupee each to the boy, his father, brother, father's sister and his Mirasi and barber.

دیکھو گلاسری آف ٹرائبس اینڈ کاسٹس جلد اول صفحہ ۸۰۴،

سیالکوٹ میں منگنی کے متعلق جو خاص رسومات ادا کی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سیالکوٹ میں ایک میراثی، حجام یا ایک برہمن بھی "پترہیتے" یا لڑکے کے باپ کے ہاں بھیجا جاتا ہے اور جب وہ اس کے گھر پہنچتا ہے تو مکان کے اندر داخل ہونے سے پیشتر دہلیز پر تیل گرایا جاتا ہے، اس تقریب کو تیل ڈالنا کہتے ہیں، "پترہیتا" (لڑکے والے) کے لاگی بھی جمع ہوتے ہیں اور "دہیتیا" (لڑکی والے) کے لاگی کو ایک تھالی میں تھوڑی سی شکر دیجاتی ہے، جسمیں سے وہ ایک شرذرتقلیل منہ میں ڈال لیتا ہے اس رسم کو "منہ جٹھلاونا" کہا جاتا ہے۔

Thus in Sialkot, a Mirasi, barber, or even a Brahman, is sent to the "Putrelā" or boy's father and when he reaches his house a little oil is dropped on the threshold before he enters it. This observance is called "Tel-dalna". The Putrelā's lagis also assemble, and the "Dhelā's lagi" is given some sugar in a plate, from which he takes a little in his mouth. This observance is called "Munh juthlawna"....

دیکھو گلاسری جلد اول، صفحہ ۸۰۵

یہ متذکرہ بالا روئیداد اسباب کی مظہر ہے کہ ہندی النسل اقوام کے رشتے ناطوں کے اہتمام کے متذکرہ لوازم اگر میراسیوں کے لئے وجہ ترشبت ہو سکتے ہوں تو وہی لوازم ناعیوں اور برہمنوں کے لئے کیوں دلیل ترشیت نہیں ہو سکتے؟ جبکہ وہ بھی فن اہتمام کے رو سے ان لوازم میں برابر کے ماہر، برابر کے حصہ دار اور برابر کے شریک کار ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا۔

گوجرانوالہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء } قاضی نظیر حسین فاروقی، رٹیٹرڈ مستوفی

نقد و نظر

علی گڈھ میگزین علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کا یہ علمی و ادبی دو ماہی رسالہ مولانا انیس الدین احمد صاحب رضوی، ایم - اے (علیگ) کی ادارت میں قابل تعریف اہتمام و انصرام کے ساتھ شائع ہوتا ہے جنوری فروری ۲۹ء کا رسالہ اس وقت ہمارے سامنے ہے جو بڑی تقطیع کے ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت پاکیزہ اور دیدہ زیب، کاغذ ولایتی چکنا، سفید اور مضبوط، مضامین کا معیار بلند اور لائق ستائش، فسانے مفید اور نتیجہ خیز، اس اشاعت میں سلطان ٹیپو کی عکسی تصویر اور آپکے منظوم حالات نہایت دلکش پیرایہ میں درج کئے گئے ہیں۔ رسالہ ہر نوع پسندیدہ ہے اور ملک کے بہترین رسائل میں شمار ہوتا ہے، علمدوست احباب کو ایسے رسائل کی فراخدلی سے سرپرستی کرنی چاہیئے قیمت سرورق پر درج نہیں، پتہ بالا سے طلب فرمائیے،

دعوتِ اسلام تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا یہ ماہوار رسالہ ڈاکٹر محمد یامین صاحب قریشی کی ادارت میں سکھر (سندھ) سے شائع ہوتا ہے، القریش میں کئی دفعہ پہلے بھی اسکی خدمات کا ذکر آچکا ہے، ۱۵ اپریل کا "دعوتِ اسلام" "افغانستان نمبر" کے نام سے شائع ہوا ہے جسمیں بچہ سقہ کی ملازمت اور قزاقی کے حالات بھی دیئے گئے ہیں اور سلاطین افاغنہ کی سوانحعمریاں اور تصاویر بھی شائع کیگئی ہیں، مندرجہ بالا پتہ سے طلب کریں،

العزم یہ ایک ہفتہ وار اسلامی اخبار ہے، جو منشی اسرار احمد صاحب آزاد کی ادیٹری میں حال ہی میں کرنال سے جاری ہوا ہے، اگرچہ کرنال کی آب و ہوا ایسے جرائد کیلئے موزوں نہیں اور وہاں کے مسلمانوں میں علمی شغف کا فقدان کارفرما ہے۔ لیکن آزاد صاحب کی ہمت اور مستقل مزاجی سے یہ اخبار بپابندی وقت نکل رہا ہے، پہلی جلد کا چھٹا نمبر اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ جو محنت و عرق ریزی سے ترتیب دیا گیا ہے، سیاسی امور اور عمومی حالات پر نقد و تبصرہ اور قابلیت سے بحث کی جاتی ہے، ہم اپنے نئے معصر کا خیر مقدم کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کی توفیق دے۔ قیمت سالانہ ۲ روپے، پتہ مندرجہ سے منگائیے؛

جن معاونین القریش کا سال ختم اپریل ماہ اپریل میں ختم ہوا۔ ۱۷ مئی کا اخبار انکی خدمتیں بصیغہ وی پی ہوگا۔ واپس کرنے والے اصحاب قبل از وقت پہلے اطلاع دیدیں
منیجر

بزم قریش

(۱) ناظرین کرام یہ سنکر مسرور ہونگے، کہ محترم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی اب بخیریت تمام ہیں، الحمد للہ!

(۲) پچھلے دنوں القریش کے مربی قوم کے بہی خواہ مخدومی مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی علیل تھے اور اسی وجہ سے آپ قومی امور میں حسب معمول حصہ نہ لے سکے، ناظرین یہ سنکر خوش ہونگے کہ اب وہ بخیریت ہیں اور قومی امور میں بیش از بیش حصہ لینے کے قابل ہوگئے ہیں۔ خدائے تبارک و تعالیٰ ان دردمندان قوم کو اپنے حفظ امن میں رکھے، آمین!

(۳) مولوی محمد سید عالم صاحب بی اے، ایل تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "جن اصحاب نے فخر قوم قاضی نظیر حسین صاحب قبلہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے تمغہ کی تجویز و تائید فرمائی ہے، میں انکی قدردانی و حوصلہ افزائی کا دل سے مداح ہوں اور تجویز کی تائید مزید میں مبلغ پانچ روپے ارسال کرتا ہوں، قبول فرمائیے"

اسی سلسلہ میں مولوی محمد امیر علی صاحب فاروقی مولوی فاضل ایک روپیہ ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ہدیہ کی قلت سے شرمندہ ہوں، امید ہے کہ یہ اکائی دہائیوں میں شمار کی جائیگی"

بابو عبدالغنی صاحب سٹینو گرافر لکھتے ہیں کہ "قاضی صاحب ممدوح کی وہ خدمات جو انہوں نے مراثیوں کے دعویٰ قرشیت کی تردید میں انجام دی ہیں، بہت ستائش کی مستحق ہیں، مجھے خوشی ہوئی ہے کہ قوم نے ازراہ قدردانی آپ کے لئے تمغہ کی تجویز کی ہے"

(۴) تمغہ کے الفاظ کے متعلق ہنوز قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کی رائے ہے کہ "مراثی فرعوں کا ترشیہ موسیٰ قاضی نظیر حسین فاروقی" لکھا جائے، مولوی محمد سید عالم صاحب بی اے، ایل چاہتے ہیں کہ "فخر قوم قاضی نظیر حسین فاروقی" لکھا جائے۔ شیخ احمد دین صاحب صدیقی محرک تجویز لکھتے ہیں۔ "حافظ نسب رسول" موزوں ہوگا۔ مولوی امیر علی صاحب مولوی فاضل کی تجویز ہے۔ کہ تمغہ کے ساتھ "قومی خطاب" بھی دیا جائے۔ مختلف رائیں ہیں۔ ضرورت ہے کہ الفاظ تجویز کرلئے جائیں اور رائے دیجائے کہ تمغہ بہترین صورت میں کہاں تیار ہوسکتا ہے۔

(۵) "مراثیت کی اصلیت" سے متعلقہ مرتبہ مولوی غلام غوث صاحب غلامی کی اشاعت کے لئے مولوی محمد سید عالم صاحب بی اے، ایل پانچ روپے کا عطیہ بھیجنے کا وعدہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس کا کتابی شکل میں آنا ضروری ہے تاکہ ابدالآباد تک مراثیوں کی شر انگیزی کیلئے کا حربہ موجود رہے، تمام اصحاب کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت میں صدق دل سے کوشاں ہوں اور مناسب حصہ لیں"

مولوی امیر علی صاحب فاروقی لکھتے ہیں۔ کہ "اتنی بڑی ضخیم کتاب کی طباعت کے اخراجات سے آپ پر جو بار پڑیگا وہ سخت تکلیف دہ ہوگا۔ قوم کا تغافل پہلے ہی افسوسناک اور حد سے بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے زیادہ تکلیف آپ کو کیوں دی جائے۔ کتاب کی طباعت کی ضرورت ہے بشرطیکہ قوم مدد کرے اور آپ کے ذمے کوئی بوجھ نہ ہو"

(۶) قریشی محمد ایزد بخش صاحب کی تجویز "آنہ فنڈ" کے متعلق قاضی نظیر حسین صاحب لکھتے ہیں کہ "میں اس تجویز کو لبیک کہتا ہوں اور اس پر عملدرآمد کے لئے خدا سے استقامت چاہتا ہوں" الخ

مولوی امیر علی صاحب فاروقی مولوی فاضل تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مولوی محمد ایزد بخش صاحب کی تجویز "آنہ فنڈ" سے اتفاق ہے، مبارک ہے۔ جس طرح بھی القریش کی مدد ہو سکے کرنی چاہیئے" (باقی خطوط آئندہ درج ہونگے)

(۷) برادران قریش یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ قریشی محمد ایزد بخش صاحب نے اپنی نئی اسامی اسسٹنٹ انسپکٹری کا یکم اپریل سے چارج لے لیا ہے، اس خوشی میں آپ نے القریش کو ایک ایسے معاون دیئے ہیں۔ جو اپنے اثر و رسوخ اور قومی درد کے لحاظ (قریشی محمد غوث شاہ صاحب ملتان) سے خاطر خواہ امداد دینے کی اہلیت رکھتے ہیں، ہم اپنے بھائی کو ان کی ترقی پر دل سے مبارکباد دیتے ہیں"

(۸) ہمارے قدیم کرمفرما مولانا نامی کوہ سوار نظامی دکنی کے ایک خط سے یہ معلوم ہوکر کمال ملال ہوا کہ ان کی اہلیہ محترمہ ایک طویل علالت کے بعد ۷ شوال کو تین ننھے بچے چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون، ہمیں اس صدمہ میں نامی صاحب سے دلی ہمدردی ہے، ناظرین القریش سے استدعا ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں،

(۹) خاتمہ سال خریداری کی وجہ سے ۱۷۔ اپریل کو جس قدر وی پی کئے گئے۔ ان میں سے پچاس فی صدی انکاری ہوکر واپس آگئے، گویا بہترین ترتیب و تنظیم کا قومی اخبار ان زندہ دلان قوم کے نزدیک سہ روزہ ہونے کی صورت میں بھی تین روپے سالانہ میں مہنگا ہے، انا للہ،

مُراسلات

انجمن قریش گوجرانوالہ

جو اصحاب اس کی گذشتہ یازدہ سالہ سوانح حیات سے واقف ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس کے انتظام کی اندرونی سطح کبھی بھی ہموار نہیں رہی ہے۔

اک نہ اک عارضہ رہا اس کو
تھم گئے دست، تو بخار آیا

اس وقت بعض موجودہ قابضان انجمن میں دھڑبندی، سینہ زوری اور بے ضابطگی کے مرض میں مبتلا ہیں، وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل انوکھا ہے۔

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ انجمن کے قواعد وضوابط کے لحاظ سے ابتدا ہی میں ہر داخل ہونیوالے ممبر کی قومیت قابل اطمینان طریق پر معلوم کر لیجاتی ہے اور باضابطہ تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ان کی رو سے کہا جاسکتا ہے کہ انجمن کا مخفی طور پر یہ ایک گُر ہے۔ کہ جتنا عرصہ کوئی ممبر انجمن کے قابو یافتہ کارکنان کی پیچیدہ ریشہ دوانیوں اور اندرونی جوڑ توڑ کی پالیسی سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ اور کورانہ تقلید کا شکار رہتا ہے، اس وقت تک تو بارگاہ انجمن میں اس کی قومیت صحیح محفوظ اور قابل تسلیم رہتی ہے مگر جونہی کہ وہ کسی گرگ باراں دیدہ کے ہتھکنڈوں سے واقف ہوا۔ جیکا چوکنا ہوا۔ اور بیجا بلاگیوں کی مجبوری سے مجبور ہوکر علیحدگی اختیار کر لینے پر آمادہ ہوا۔ تو جھٹ بعض عاملان انجمن کے استبدادیت کی دو دھاری بے پناہ تلوار نیام سے باہر آگئی اور ایک ہی وار میں اپنا کام کرگئی، چنانچہ اس امر واقعہ کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ حال میں جو تیس ممبران محض ناقابل برداشت بیجا بلاگیوں کے باعث مستعفی ہوئے اور انجمن نے ان کے استعفے منظور کئے، ان کے متعلق ڈاکٹر سراج الدین صاحب مراسیوں کے اخبار میں بیان کرتے ہیں، کہ "وہ انجمن سے نکالدئے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ قریشی نہیں" ہم یہ پوچھنا تو نہیں چاہتے کہ ڈاکٹر صاحب کو دائرہ مراسیت کا سہارا ڈھونڈنے کی کیا ضرورت پیش آئی، اگر وہ اپنے آپ کو قریش خیال کرتے ہیں۔ تو کیا ان کا اپنا قومی رسالہ القریش امرتسر موجود نہیں،

قطع نظر اس کے ہم کمال صداقت اور نیک نیتی کے ساتھ ڈاکٹر محبوب الٰہی صاحب سکرٹری انجمن قریش سے استفسار کرنا چاہتے ہیں، کہ مہربانی کرکے امورات ذیل کے دیانتدارانہ جوابات سے جلدتر بذریعہ القریش امرتسر آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ کوئی مزید غلط فہمی پیدا نہ ہوسکے اور سابقہ غلط بیانی کی تردید کا موجب ہو،

(۱)، کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ سال سنہ ۱۹۱۲ء سے پیشتر آپکے آباؤ اجداد کی قومیت کیا لکھی جاتی رہی،

(۲)، کیا یہ صحیح ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے تبدیل قومیت کے لئے کوئی ضابطہ کی چارہ جوئی کی تھی ؟ اگر کی تھی تو کیا قریشیت کیلئے ہی تھی یا چگونہ ؟

(۳)، اگر جواب مثبت میں ہے تو سند قریشیت کب ملی،

(۴)، کیا آپ بتلاسکتے ہیں کہ حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا کوئی شجرہ نسب کب طبع ہوا اور کس نے مرتب کیا۔ ؟

(۵)، کیا اس شجرہ میں ڈاکٹر سراج الدین صاحب اور انکے آباؤ اجداد کے نام مذکور ہیں یا نہ ؟

(۶)، کیا اسی شجرہ نسب میں اکثر حالیہ مستعفی ممبران اور ان کے بزرگان کے اسماء مندرج ہیں یا نہ ؟

(۷)، اگر ہیں اور بقول ڈاکٹر صاحب وہ قریشی نہیں تو کیا وہ شجرہ نسب درست کہا جا سکتا ہے یا غلط ؟

(۸)، اگر احیاناً غلط ہے تو پھر کیا آپ اور ڈاکٹر سراجدین صاحب اپنا کوئی جداگانہ اور مستند شجرہ نسب منظر عام پر لاسکتے ہیں ؟

(۹)، کیا آپ بتلائیں گے کہ مستعفی اشخاص کب سے کب تک آپ کی انجمن کے رکن رہے ؟

(۱۰)، کیا آپ فرمائیں گے کہ ان کے استعفے منظور کئے گئے ہیں ؛ یا ان کے نام خارج کئے گئے ہیں۔؟

(۱۱)، کیا آپ بتلائیں گے کہ ان کے مستعفی ہونے کے ساتھ ہی ان کی قریشیت کس طرح منقطع ہوگئی، ؟

یار زندہ صحبت باقی

راقم

میں ہوں آپ کا خیر اندیش

۴/۲۹ ۱۶ } محمد سعید عالم بی، اے، ایل فاروقی از گوجرانوالہ

اخبار و حوادث

ہٹلر کمیٹی کی رپورٹ | ہندوستانی ریاستوں سے متعلقہ بٹلر کمیٹی کی رپورٹ شائع ہو گئی۔ والیان ریاست نے اس بات کی بہتری کوشش کی کہ انکے تعلقات براہ راست ملک معظم سے وابستہ رہیں۔ لیکن بٹلر کمیٹی نے اس بات کی پروا نہیں کی۔ مدبرین ملک کمیٹی کے اس فیصلہ پر عدم پسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں،

قانون تحفظ عامہ | حکومت اسے حفظ امن کی ضمانت سمجھتی، پبلک اسے ملکی مفاد کے خلاف خیال کرتی ہے۔ کونسل میں یہ مسودہ دو تین دفعہ پیش ہوا لیکن پاس نہ ہو سکا۔ آخر وائسرائے نے اپنے ذاتی اختیارات سے اسے پاس کر دیا۔ جس پر اظہار ناراضگی ہو رہا ہے،

قانون انسداد سٹہ | ملک میں قحط سالی کی بڑی وجہ سٹہ ہے۔ یہ مرض اس قدر عالمگیر ہو گیا ہے کہ اچھے بھلے لوگ اس میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ملک کو پریشان کر رہے ہیں، پنجاب کونسل نے اس کے خلاف قانون منظور کیا ہے گورنر کی مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے، اب گورنر جنرل کے دستخطوں کی کسر ہے اور اس کے نافذ ہو جائیگا۔ اگر قانون مذکور سے محنت و دیانت سے کام لیا گیا تو سٹہ کی لعنت ملک سے بہت جلد دور ہو جائیگی،

تباہ کن قحط | پیکن سے ۱۹ اپریل کی خبر ہے کہ چین میں قحط اس انتہا تک پہونچ گیا ہے کہ فاقہ کش لوگوں نے اپنے بچے کھا لئے ہیں۔ ۸۰ فیصدی لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں،

علمائے سرحد افغانستان میں | سرحد کے چند اولوالعزم علماء نے حکومت سے افغانستان جانے کیلئے پروانہ راہداری کی درخواست کی جو مسترد کر دی گئی۔ لیکن علماء کرام نے اسباب کی پروا نہ کرتے ہوئے سفر اختیار کر لیا۔ چنانچہ علاقہ مہمند میں پہونچ گئے ہیں جہاں ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا ہے، وہ علمائے افغانستان سے غازی امان اللہ سے متعلقہ تکفیر کی بحث اور اس کی تردید کریں گے،

مدیر "طاقت" پر مقدمہ | نواب بھوپال کے خلاف منافرت انگیز مضامین کی اشاعت کے الزام میں مدیر اخبار "طاقت" کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔ دو تین دفعہ عدالت میں مقدمہ پیش ہو چکا ہے، یہ اخبار خواجہ حسن نظامی صاحب کی سرپرستی میں نکلتا ہے
نواب صاحب خیرپور کے خلاف بھی بعض اخبارات نے اسی قسم کے مضامین کی اشاعت کی معلوم نہیں مدیران اخبار بلاتحقیق کیوں اس قسم کے مضامین کی اشاعت ضروری سمجھتے ہیں،

وبائے ہیضہ | پنجاب کے مختلف مقامات سے وبائے ہیضہ کے پھیلنے کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ کے محکمہ حفظان صحت کا فرض ہے کہ وہ انسدادی تدابیر صفائی وغیرہ شروع کر دے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں انتہائی احتیاط ملحوظ رکھیں،

ایک فتوے کی بنا پر مقدمہ | ملتان میں ایک شخص مسمی احمد الدین نے مولانا محمد حافظ صاحب قدیر آبادی کے خلاف مسٹر اسکاٹ کی عدالت میں زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند ایک مضمون استغاثہ دائر کیا ہے۔ کہ مولانا نے فتویٰ دیا ہے کہ راگ کی مجلس میں شیطان رہتا ہے۔ جو راگ سننے والوں کے حصہ اسفل میں انگشت داخل کر دیتا ہے اور وہ ناچنے لگتے ہیں۔ مستغیث کا بیان ہے کہ اس فتوے سے بسلسلہ سماع بزرگان دین کی بیحرمتی ہوئی ہے،

صغر سنی کی شادی کا انجام | بمبئی ۲۴ اپریل "میں نے بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اب میں اپنے والدین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں اپنی منشا کے مطابق محفوظ ترین طریقہ اختیار کرتا ہوں۔ یہ خواہش صغر سنی کی شادی کیخلاف ہر پیار جوان میں پائی جاتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری بیوی کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت مل جائیگی" اس مضمون کا ایک مکتوب ایک ۱۶ سالہ طالب علم کی جیب سے برآمد ہوا جس نے دوشنبہ کی رات کو ریل گاڑی کے سامنے گر کر خودکشی کر لی تھی۔

قتل پر جہاں کا مقدمہ | پولیس کی تفتیش کی کارروائی کے بعد مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ گواہان کے بیانات میں ڈاکٹر نے بیان کیا کہ مقتول کے جسم پر کئی زخم تھے۔ ملزم ارتکاب قتل سے انکار کرتا ہے۔ عدالت نے مقدمہ سیشن سپرد کر دیا ہے۔

افغانستان | پشاور۔ ہفتہ گذشتہ میں کوئی قابل ذکر تغیر رونما نہیں ہوا۔ جنرل نادر خاں شاہ غازی کے زیر فرمان ایک جرار لشکر کے ساتھ کابل پر حملہ کرنے والا ہے۔ افواہ ہے کہ حبیب اللہ نے جنرل نادر خاں کی بیوی بچوں کو قید کر لیا ہے۔ جنرل نادر خاں کی ہمشیرہ کو دیدی تھی۔ بچہ سقہ کو گولی کا نشانہ بنایا۔ گولی ران میں سے نکل گئی۔ بچہ سقہ نازک حالت میں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ جانبر نہ ہو سکے گا۔

شہنشاہ معظم شاہ جارج پنجم بالقابہ نے ایک اعلان میں اپنی صحت یابی پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے رعایا کے جذبہ وفاداری و محبت کا اعتراف کیا ہے۔

اسمبلی کے حادثہ بم کے ملزمان کا چالان ہو گیا ہے۔ کارروائی ۷ مئی کو شروع ہوگی،

بمبئی میں مسجد کے سامنے باجا بجانے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ طرفین کے دس آدمی

تصحیح

القریش مطبوعہ ۱۷ اپریل میں حسب ذیل اغلاط رہ گئی ہیں، ناظرین درست کریں

صفحہ ۳ سطر ۲ "دعہ جلیشانہ" کے آگے "محض ہر برداشت اور حلم" پڑھا جائے۔ اور اسی کالم میں آخری سطر سے پہلی سطر میں "تیغ آبدار" کے آگے "فرزندان توحید" پڑھا جائے۔

صفحہ ۴ سطر ۹ "قربت" کے آگے "و اصطفا" پڑھا جائے۔

صفحہ ۱۰ "Dom's wife" کی بجائے "Domni" پڑھا جائے۔

نمونہ طلب کرنیوالے

احباب جب وعدہ خریداری یا عدم خریداری کے متعلق دفتر کو اطلاع دیدیا کریں۔ ان کی خاموشی بداعتمادی کی وجہ بنتی ہے اور یہ کسی طرح درست نہیں۔ منیجر

"مسلم راجپوت"

ایک بلند پایہ ہفتہ وار اسلامی اخبار جس میں علمی۔ تجارتی۔ صنعتی۔ قومی۔ سیاسی مضامین کے علاوہ واقعات عالم پر ہر ہفتہ مدلل اور دلکش انداز میں تبصرہ کیا جاتا ہے۔ تاریخی جواہر ریزے۔ دلآویز افسانے اور تصویریں اس کی خاص خصوصیتیں ہیں۔ قیمت صرف چار روپے سالانہ پیشگی نمونہ ار کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

"جہاں نما"

علمی۔ تربیتی ادبی رسائل کی شان کے ساتھ ماہ مئی سے ماہوار شائع ہوگا ہے۔ دلفریب اور دلچسپ مضامین نظم و نثر۔ کارٹون۔ تصاویر۔ علمی کاغذ کتابت وغیرہ ایک لاجواب رسالہ ہوگا قیمت سالانہ ۲ نمونہ ۴، رہیں ہر خریدار کو تین عمدہ کتابیں مفت۔ دونوں کی یکجائی قیمت ۶ سالانہ

پتہ:- منیجر مسلم راجپوت امرتسر (پنجاب)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ

القریش

دورِ جدید

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

جلد ۱۵ | امرتسر ۲ جون سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۳ ذی الحج سنہ ۱۳۴۷ ہجری | نمبر ۸

پیغامِ عمل

از حضرت رسا جالندھری

عشق کی آگ میں جل، سوختہ ساماں ہو جا
صبح سے پہلے دھواں بن کے پریشاں ہو جا

سینکڑوں رنگ ہیں مستور تری فطرت میں
ہے اگر ذوقِ نظر خود ہی گلستاں ہو جا

عرصۂ کون و مکاں کا ہے تقاضا تجھ سے
شوقِ وسعت ہے تو ذرے سے بیاباں ہو جا

مور بے مایہ نہ بن، عالمِ آزادی میں !!
زورِ پرواز سے ہمدوشِ سلیماں ہو جا

رازِ سربستہ چھپا رکھے گا کب تک دل میں
بوئے گل بن کے گلستاں میں پریشاں ہو جا

نورِ حق پردۂ ظلمت میں کہیں چھپتا ہے
دل ہو روشن تو چراغِ تہِ داماں ہو جا

منضبط کر دے پراگندہ جماعت کا نظام
ناظمِ شیرازۂ اوراقِ پریشاں ہو جا

خاک کے ذروں کو سنا دے وحدت کا پیام
چرخِ توحید پہ خورشیدِ درخشاں ہو جا

مختصر یہ ہے کہ پھیلا دے جہاں میں اسلام
اور خود بھی ہمہ تن جوشِ مسلماں ہو جا

حکمت و موعظت

خلقِ عظیم

فخرِ موجودات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و حلم

مسجدِ نبوی میں تھے اک روز پیغمبرؐ مقیم — حضرت فاروقؓ پہلو میں انکے جاگزین
اک یہودی غیظ میں کہتا ہوا کچھ پیچ و تاب — داخلِ مسجد ہوا اور منہ سے بولا یوں لعین
اے محمدؐ! قرض میرا کب ادا ہو گا بتا؟ — شرم تمکو اپنی عادت پر مگر آئی نہیں
تم اکیلے ہی نہیں واقع ہوئے کچھ نادہند — بلکہ سب کے سب بنی ہاشم کو دیکھا ہے یونہیں
دیکھ کر اس بے ادب کو ہوتا بدکلام — دونوں آنکھوں میں عمرؓ کی خون اتر آیا وہیں
[illegible] کر اٹھے اور کہا او بدزباں کچھ شرم کر — تیغ خوں آشام سے کر دونگا پیوندِ زمیں
[illegible] غضبناک انکو دیکھا یوں رسول اللہؐ نے — بڑھ کے بازو سے پکڑ کر پاس بٹھلایا وہیں
[illegible] ہو کر یوں لبیں بولے نبیؐ — اے عمرؓ میں تیری اس حرکت پر ہرگز خوش نہیں

[illegible] دونوں کی — حیثیت اور آبرو پر ایک سی رکھتے نظر
[illegible] آپ پھر لیتے ذرا — اور ثالث بنکے دیتے فیصلہ اے معتبر
[illegible] ایک [illegible] کے لئے — اس قدر ہم ترش رو ہوں اور ایسے تلخ تر
[illegible] شکر خلاق اے عزیز — شکر خالق سے وہ ہوگا بہرہ ور کیونکر بشر
[illegible] — پر نہیں لازم تھا ہمکو خامشی سے لب بسر

سن کے یہ گفتار قدس آثار چپکے ہو رہے — اور پشیمانی سے جھکے کچھ ہو گئے حضرت عمرؓ

پھر یہودی کو بعزت پاس حضرتؐ نے بٹھا — قرض اس کا درہم و دینار سب واپس کیا
ازرہِ منت گذاری بلکہ درہم چند اور — اس کو زائد دیدیئے اور بڑھکے احساں کر دیا
تھا وہ پگھلا جا رہا یہ حسنِ سیرت دیکھ کر — انتہا جب ہو چکی مسرور سا کچھ ہو گیا
دشمنِ دیں سنگ خارا تھا کبھی جو سر بسر — دیکھیئے اعجاز ہے اک لمحہ بھر میں موم تھا
نقد و زر سب پھینک کے قدموں پہ حضرتؐ کے گرا — اور بولا بخش دیں بہرِ خدا میری خطا
کر دیا گندہ ذہن مجھکو مری تقصیر نے — اپنی سفاکی کے باعث میں ہوا ہرزہ سرا
آج تک میں واقعی تھا بحرِ ظلمت میں غریق — اور تھا تاریکیوں میں کفر کی اب تک گھرا
زنگ خوردہ آئینہ دل کو میرے کیجیے جلا — اے نبیؐ اے مصطفٰےؐ اے چشمۂ نورِ ہدا
ہو گئی تھی مقبول دربارِ نبوت ہو گئی — التجا اس شخص کی سبحان ربِ ذی العلٰی
آ گیا اسلام کے روشن ترین مسلک پہ تو — وہ یہودی کفر کا اک عہد میں شیدا جو تھا
دیکھیئے اخلاق کی تلوار کی یہ مار ہے — تیغِ ہندی سامنے اس کے بھلا کیونکر گیا

درسِ عبرت اے مسیحا کار دو ذرا سوچو کچھ
تیغ سے اسلام پھیلا کیا یہ کہنا ہے روا

(ماخوذ)

قوتِ فیصلہ

[illegible] تین برس کے عرصہ میں اپنی کل جائداد عیاشی اور فضول خرچی [illegible] بالکل محتاج ہو گیا جو دوست ایسے وقت میں کب کام آتے ہیں غمخواہی [illegible] سے نفرت کرنے لگے جب وہ نہایت ہی محتاج ہو گیا تو اپنی آئندہ کی ذلت اور [illegible] جان کیسی پیاری ہوتی ہے۔ اس نے جان دینے کا ارادہ کیا [illegible] اپنے کو نیچے گرا دو ہنوز خودکشی کا مصمم ارادہ کر کے [illegible] سے کل بستیاں جو ایکدن خاص اسی کی تھیں نظر [illegible] میں ڈوب گیا اور خیال کی بڑی بڑی لہروں میں [illegible] سہارا دیا ہمت اور استقلال نے جو بازو پکڑے تو ساحل مقصود نظر آنے لگا۔ خوشی کے مارے اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ میں پھر اپنی کل جائداد کا مالک ہونگا یہ کہکر نیچے اتر آیا اور چند مزدوروں کو کوئلہ اٹھاتے دیکھ کر فوراً خود بھی ان کا شریک ہو گیا۔ جو کچھ مزدوری ملی اس میں سے تھوڑا تو خرچ کیا اور باقی رکھ چھوڑا۔ اسی طرح سے برابر محنت کرتا رہا یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں اتنی حیثیت ہو گئی کہ اس نے ایک چھوٹی سی تجارت شروع کر دی اور بڑی کفایت شعاری اور محنت سے سوداگری کرتا رہا تھوڑے عرصہ میں بڑا مالدار ہو گیا۔ جان فاسٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں بارہا اس شخص کی حالت کو دیکھتا رہا۔ اس نے اپنی کل جائداد خرید لی اور چھ لاکھ روپے نقد چھوڑ کر مر گیا بے شک اس شخص میں فیصلہ کرنے کی قوت تھی۔ اپنی باتوں کو وہ پہلے خوب سوچ رہا تھا اور پھر فیصلہ کے

۲ جون ۲۹ء — جلد ۵ نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش

عہدِ عثمانی کی برکتیں

مملکتِ دکن کی ترقی و خوشحالی

اعلحضرت شہریار دکن اور آپ کی حکومت کے خلاف بعض ہندو جرائد آئے دن زہر چکانی کیا کرتے ہیں، حالانکہ اعلحضرت کو اپنی ہندو رعایا کی فلاح و بہبود کا بے حد خیال رہتا ہے اور آپ ہر موقع پر ہندوؤں سے شفقت و رواداری کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ مملکت دکن میں ہندوؤں کو اپنے مذہبی رسوم کی ادائیگی سے ہرگز روکا نہیں جاتا۔ بلکہ ان کیلئے ہمیشہ ضروری سہولتیں بہم پہونچائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو رعایا بھی آپکی تہ دل سے جاں نثار اور وفادار ہے، یہ صرف چند بیرونی مفسدہ پردازوں کی شرارت ہے جو آئے دن ہندو اخباروں کے صفحات پر جلوہ گر ہوتی رہتی ہے۔

اعلحضرت نے حال ہی میں ایک فرمان صادر فرمایا ہے جسمیں اپنی رعایا کے تمام تیوہاروں اور جلوسوں پر مہر جواز ثبت کر دی ہے اور اعلان کیا ہے کہ مملکت دکن کا ہر فرد مذہبی آزادی سے استفادہ کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دوسروں کے ذاتی حقوق اور آزادی مذہب پر اثر انداز نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی اعلحضرت نے اپنی رعایا کو متنبہ کیا ہے کہ جس حرکت سے دوسروں کے احساساتِ مذہبی کو صدمہ پہونچے اور جس سے امن عامہ کے خلل پذیر ہو جانیکا احتمال ہو وہ حرکت ہرگز کسی مذہبی تیوہار یا جلوس کا جزو تسلیم نہیں کیا جائیگی۔ آخر میں اعلحضرت فرماتے ہیں۔ کہ میری حکومت کسی قوم کے قدیم مذہبی مراسم و عبادات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ جب تک ان مراسم میں کوئی نئی چیز داخل نہ کیجائے اگر کسی قوم کے نزدیک کوئی نئی چیز داخل کرنا ضروری ہو تو اسے چاہیئے کہ حکومت کی منظوری حاصل کرے تاکہ قیام امن عامہ کے مصالح کے پیش نظر اس نئی چیز کے متعلق حکم صادر کیا جا سکے اعلحضرت کے اس فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کے نزدیک ہندو مسلمان یا کسی عیسائی رعایا کے تمام حقوق مساوی ہیں۔ مملکت میں مسلمانوں کے مذہبی تیوہاروں کیلئے کوئی امتیازی سلوک تجویز نہیں کیا گیا۔ بلکہ تمام قوموں کے لئے ایک ہی مشترکہ اعلان صادر فرمایا گیا ہے اگر رواداری اور وسیع الخیالی کے اس شاندار مظاہرہ کے بعد بھی بعض لوگ اعلحضرت کے خلاف برابر زہر اگلتے رہیں تو ظاہر ہے کہ یہ انکی انتہائی شقاوت اور بدبختی کی دلیل ہوگی،

چند سال سے مملکت میں اعلحضرت کے زیر حکومت تعلیم کا صیغہ اچھی خاصی ترقی کر رہا ہے۔ وہ طلبہ جن کی عمر سکول میں پڑھنے کی ہے ۱۹ لاکھ کے قریب ہیں۔ جن میں ڈھائی لاکھ آج کل زیر تعلیم ہیں۔ ریاست کے سرکاری مدارس میں ابتدائی تعلیم مفت دیجاتی ہے، ریاست ہر سال تقریباً ۷۰ لاکھ روپیہ تعلیم پر صرف کرتی ہے جسمیں سے ۲۳ لاکھ ابتدائی تعلیم پر صرف ہوتا ہے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طالب العلم پر دس روپے گیارہ آنے صرف کئے جا رہے ہیں،

ہمیں یہ سنکر بیحد مسرت ہوئی کہ انجمن ترقی حیدرآباد دکن نے ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ دس سال کے اندر اندر ساری ریاست میں ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ یہ لائحہ عمل اعلحضرت شہریار دکن کی حکومت کو بھیجدیا گیا ہے۔

انجمن مذکور نے لکھا ہے کہ آجکل دس روپے گیارہ آنے فی طالب العلم صرف کئے جا رہے ہیں اگر اس خرچ کو سترہ روپے فی کس تک بڑھا دیا جائے اور اس اضافہ مصارف کو پیدا کرنے کی یہ تدبیر اختیار کی جائیں کہ ایک خاص قسم کا انکم ٹیکس عائد کیا جائے۔ بلدیہ حیدرآباد کچھ مالی مدد دیدے۔ انعامداروں جاگیرداروں اور امرائے پائیگاہ سے خاص ٹیکس وصول کیا جائے چونکہ دکن کے لوگ علی العموم لڑکوں کی لازمی تعلیم کے حامی ہیں اس لئے امید ہے کہ کسی قسم کی دقت پیش نہ آئیگی۔ رہا لڑکیوں کی جبری تعلیم کا مسئلہ تو اسے بتدریج حل کرنیکی کوشش

پردہ کی مخالفت کی علت غائی

ہندوؤں میں پردہ کا رواج نہیں مسلمان ابتدائے آفرینش سے پردہ کے پابند ہیں اور یہی تعلیم اسلام ہے۔ لیکن دور حاضر کے بعض مسلمان بھی پردہ کے دشمن ہو گئے ہیں اور ہندوؤں کی اس چال کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جو وہ پردہ کے دستور قدیم کو اڑا دینے کے لئے آزادی کی آڑ میں چل رہے ہیں۔ ان کی حالت بعینہ اس لومڑی کی سی ہے جس کی دُم شکاری کے جال میں پھنس کے رہ گئی تھی اور وہ اپنے اس عیب کو مٹانے کیلئے حیلہ، جعلسازی، افسوں اور مکر و فریب سے اپنی قوم کو دم کٹا دینے کی دعوت دیتی تھی جس طرح ایک کوزپشت قوم کی قوم ہی کو کوزپشت، اور ایک لنگڑا دنیا و جہاں کے انسانوں کو لنگڑا دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے اسی طرح ہندو قوم کے بعض افراد بجائے اس کے کہ پردہ کے محاسن سے بہرہ ور ہونے کی کوشش کرتے مسلمانوں کو بھی بے پردہ دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہر جائز و ناجائز عمل میں لا رہے ہیں،

گذشتہ دنوں پردہ کے محاسن و معائب پر بحث کرنے کیلئے ڈی۔اے۔وی کالج لاہور میں ایک جلسہ ہوا۔ کچھ خواتین بھی شامل تھیں۔ مقررین نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مخالف و موافق تقریریں کیں لیکن دیوان چمن لال نے جو حاضرات میں سے کسی کے حسن و جمال کی وجہ سے خیرہ ہو کر ہوش و خرد کو جواب دے چکے تھے اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھ سکے اور ان کی زبان سے بے ساختہ وہ باتیں نکل گئیں۔ جن کی بنا پر وہ پردہ کے دشمن ہیں۔ انہوں نے یہ کہتے ہوئے کہ "کیوں ان کو ایک خوبصورت چہرے کو دیکھنے کی خوشی سے محروم کر دیا جائے۔" ایک خاص عورت کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ

"وہ یقیناً سٹیج کے بدصورت مردوں کی طرف دیکھنے پر اس حسین و جمیل عورت کے دیدار کو ترجیح دینگے۔"

مجسمہ غیرت خاتون کو دیوان چمن لال کی یہ حرکت سخت ناگوار معلوم ہوئی اور وہ احتجاجاً دو اور نوجوان لڑکیوں کو ساتھ لیکر صدر صاحبہ کو چٹ دیکر ہال اٹھ کر چلی گئی۔

ظاہر ہے کہ دیوان چمن لال اور ہمخیال لوگ کیوں پردہ کے مخالف ہیں، آزادی وطن ایک بہانہ ہے ورنہ مقصود تو محض آنکھیں تاپنا اور حسین و جمیل خواتین کے بے نقاب چہروں کی خوشہ چینی کرنا ہے۔

اگر دیوان چمن لال ایسے لوگ سر اجلاس علی الاعلان ایک خاتون کے حسن و جمال کی پسندیدگی کا اظہار ان دل آزار اور بیباک الفاظ میں کر سکتے ہیں تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ آوارہ مزاج لوگ کیا کچھ نہ کر گذریں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ پردہ کی مخالفت بے حیائی کی کھلی ہوئی دعوت ہے۔ مسلمانوں کو اس سے ہر چند بچنے کی کوشش کرنا چاہیے، اور اس آزادی سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیئے جو عورتوں کو بے حجاب کرنے سے حاصل ہونیوالی ہو۔

کفر از کعبہ

مسلمانوں کے تنزل و انحطاط کے اسباب و علل پر غور کرنے والا ہر مدبر ان کی ظاہری حالت ہی سے اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے کہ یہ ساری بدبختیاں احکام تعلیم اسلام سے روگردانی کی وجہ سے ہیں۔ عوام کالانعام کا تو کیا ذکر خود وہ لوگ جو اپنے آپ کو عاملان شرع مبین کے زمرہ میں پیش پیش سمجھتے ہیں قانون الٰہی سے بے پروا ہو کر طلب زر کے بندے بن کے رہ گئے ہیں اور چند سنہری و روپہلی اغراض کی خاطر دین و ایمان کو خیرباد کہدینے میں باک نہیں کرتے۔ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ مولوی کہلائیں اور جہلا کے سے کام کریں۔ رہنما خود گم کردہ راہ ہوں تو قافلہ کا خدا حافظ،

کو خویشتن گم است کرا رہبری کند

اس نوع کے ایک مولوی صاحب کا دو ہزار روپے کی مالیت کا مقدمہ پچھلے دنوں سید ذوالفقار الدین سب جج امرتسر کی عدالت میں پیش ہوا جس میں آپ نے اپنی صاحبزادی کو للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون، وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا (النساء) کو جھٹلانے کے لئے اپنی طرف سے بطور گواہ طلب کرایا تاکہ وہ اس امر کی شہادت دے کہ ہم مولوی تو ضرور ہیں مگر شرع محمدی کے پابند نہیں ہیں۔ بلکہ قانون اسلام پر خاندانی رواج کو ترجیح دیتے ہیں۔ لوگوں نے مولوی صاحب کو بہتیرا سمجھایا کہ لڑکی کا عدالت میں آنا معیوب ہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور لڑکی نے عدالت میں اس طریق سے شہادت دی جو اکثر لوگوں کے نزدیک معیوب تھا، یکے نقص شد دو شد، سچ ہے،

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شرانگیز مردم شوی شررود

وہ ہستیاں جو خلق خدا کی دل آزاری ہی کے لئے معرض وجود میں آئی ہیں۔ اپنی شرانگیزیوں سے نہیں چوکتیں اور اپنے ناپاک فرض کی انجام دہی کیلئے کوئی نہ کوئی حیلہ تلاش کر ہی لیتی ہیں، چنانچہ شجاع آباد کے ایک مفتن نے "شہیدوں کا پوتھا" کے نام سے مسلم آزاری بھجنوں کا ایک چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے۔ ان بھجنوں میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنیکی جدید کوشش کی گئی ہے، شردھانند، لیکھرام اور راجپال کا نام لے لیکر ہندوؤں کو تشدد پر ابھارا گیا ہے اور اسلام قرآن مکہ معظمہ اور خود آنحضرت صلعم کی شان میں نہایت دل آزار اور ناپاک الفاظ لکھے گئے ہیں۔ یہ بھجن محض فتنہ انگیزی کیلئے ترتیب دئے گئے ہیں۔ کیا ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کی کوئی امید ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مسلم لیڈران کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر غور کرنا چاہیئے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ بلاتوقف اس فتنہ کو ضبط کرلے اور ناشر کو عبرت انگیز سزا دیکر شرانگیزی کی اس رو کا سد باب کر دے،

ہمنوائی پر شکریہ

القریش کی کسی گذشتہ اشاعت میں بعض اسلامی جرائد کی تو تو ، میں میں اور بعض مسلم لیڈروں کی مسلم کش روش سے متاثر ہوکر "آل انڈیا مسلم لیڈران کی بے راہروی" کے عنوان سے ایک افتتاحیہ سپرد قلم کرتے ہوئے ہم نے نکیل مدیران جرائد اور عامۃ المسلمین سے اپیل کی تھی کہ وہ ایسے نام نہاد اور مطلب پرست لیڈروں ، خود ساختہ آقاؤں اور خانہ ساز مولاناؤں کی دستبرد سے مسلمانوں کو بچانیکی کوشش کریں ۔ جو نفسانیت پرتی مفاد قربان کررہے ہیں ، تعلیم اسلام کے خلاف ہجو گوئی ، استہزا اور طعن وتشنیع کو طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں ،

خوشی کا مقام ہے کہ ہماری یہ اپیل قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھی گئی ، بیس مقتدر اسلامی جرائد نے اس اپیل کو من وعن نقل کیا ۔ نوٹ لکھے اور اسی قسم کے مضامین کی اشاعت کی ، اور کئی ایک واعظین نے مختلف مقامات پر مجالس وعظ میں اسے سامعین کے سامنے پیش کرکے خود پسند ، بے راہرو رہنماؤں کی کجروی سے مسلمانوں کو مطلع کیا اس طریق سے ہماری آواز کم وبیش ایک لاکھ مسلمانوں تک پہونچانے میں ہماری مدد کیگئی اور ناواقف و سادہ لوح مسلمانوں کو ان فریب کاریوں پر غور کرنے کا موقع دیا گیا ۔ اسلامی جرائد اگر متفق اللسان ہوکر قوم کو اس کے نیک وبد سے آگاہ کرنے کا تہیہ کرلیں ۔ تو وہ بہاںت آسانی کے ساتھ اس قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رہکر اپنے مفاد ومضار پر غور کرنے کی فرصت پاسکتی ہے ۔ ہم ان معاصرین وواعظین کرام کا جنہوں نے ہماری ہمنوائی فرمائی دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں ،

زر خرید معاون

ایک مقامی معاصر نے "دس لاکھ روپے کی رشوت" کے عنوان سے ایک عجیب راز کا انکشاف کیا ہے ، وہ لکھتے ہیں ، کہ "حامیان نہرو رپورٹ کیطرف سے لاہور کی ایک مشہور بیرسٹر کو ۱۳ ہزار روپے کی رقم اس لئے دیگئی ہے ، کہ وہ نہرو رپورٹ کی حمایت کیلئے ایک روزانہ اخبار جاری کریں ۔ ایک اسلامی روزنامہ کو چارسو روپے ماہوار محض اس غرض سے دیاجاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو نہرو رپورٹ کا حامی بنائے ، اسمبلی اور کونسلوں میں ایسے مسلمانوں کے بھیجنے کی کوشش کیجارہی ہے جو نہرو رپورٹ کی حمایت کریں ۔ چنانچہ حلقہ دہلی کیطرف سے ڈاکٹر انصاری اور مولانا ابوالکلام آزاد کا نام لیا جارہا ہے ، اسمبلی کے انتخاب پر سات ہزار روپیہ صرف ہوگا جو نہرو رپورٹ فنڈ سے ادا کیا جائیگا ، بعض مسلمانوں کو ماہوار تنخواہیں دیکر مساجد اور دیگر مجالس میں نہرو رپورٹ کی تائید میں آواز بلند کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے "

معاصر مذکور لکھتا ہے کہ "نہرو رپورٹ کے پراپگنڈا کیلئے دس لاکھ روپیہ جمع کیا گیا ہے جس میں سے پانچ لاکھ روپے کا زیادہ تر حصہ مسلمان اخبار نویسوں ، لیکچراروں اور دیگر لیڈروں کو دیا جائیگا " اگر یہ صحیح ہے اور بقول معاصر مذکور بعض اسلامی جرائد اور مسلم لیڈروں کو ان رقوم کے عوض خرید لیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے ایک کھلی ہوئی غداری کی جارہی ہے اور اس میں مخالفین کو زر خرید معاونین کی اعانت حاصل ہے ، لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے حالات آپ غور کریں اور ایسے نام نہاد لیڈروں اور اخبار نویسوں کے چکموں میں نہ آئیں جو چند ٹکلیوں پر اپنا ایمان واسلام فروخت کرچکے ہیں ،

نہرو رپورٹ مسلمانوں کے لئے ایک فتنہ ہے اور اس فتنے سے بچنے کیلئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے ۔ وہ ایسے اخبارات کی اعانت ومطالعہ کو ترک کردیں جو نہرو رپورٹ کے حامی ہوں اور ایسے واعظین کے خطبات سننے سے احتراز کریں جو اس فتنے کے مؤید ہوں ،

زندہ باد حضرت کشفی زندہ باد

مولانا کشفی شاہ نظامی ان دردمندان اسلام میں سے ہیں جنہیں فلاح قوم اور اصلاح مسلمین کا سچا عشق ہے ، آپ کا نام نامی کسی تعریف وتعارف کا محتاج نہیں ۔ آپ کی قومی وملی خدمات سے دنیائے اسلام خوب واقف ہے ،

اسلامی حقوق کے تحفظ کے لئے گذشتہ سال دہلی سے ایک انگریزی اخبار کی اجرا کی ضرورت محسوس ہوئی تو سات ہزار روپے کے گرانقدر عطیہ سے آپ نے اس اہم ضرورت کو پورا کردیا ۔ پچھلے دنوں ایک مسلم خاتون کو قرضخواہوں کے تقاضہ کیوجہ سے ارتداد کا خطرہ پیدا ہوا تو ایک سو روپے کی رقم آپ نے امداد عطا کردی ، تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے آپ نے بیسیوں ٹریکٹ اور رسالے طبع کرکے مفت تقسیم کئے ، تبلیغی انجمنوں کو مالی ضرورت پیش آئی تو آپ کا دست اعانت بروئے کار آیا ۔ اب معلوم ہوا ہے ۔ کہ آپ نے انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کو ایکہزار روپے کی گرانقدر رقم مرحمت فرماکر اسکی مالی مشکلات کا بڑی حد تک سدباب کردیا ہے ۔ "القریش" کو بھی آپ نے بارہا اعانت مالی

قریشیان پنجاب میں بڑے بڑے جاگیردار ، مالدار اور صاحب ثروت افراد موجود ہیں لیکن جناب کشفی کا سا فیاض وحساس دل شاید کسی ایک ہی کو نصیب نہیں ، ورنہ قوم قریش کے سامنے ہر وقت اپنی موت وحیات کا نقشہ پیش نہ رہتا ۔ کاش جناب کشفی ایسے ایک دو زندہ دلان قریش پیدا ہوجاتے اور قوم مرض الموت سے بچ نکلتی ،

ہماری دعا ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ حضرت کشفی کے عزم واستقلال میں برکت دے اور بیش از بیش قومی واسلامی خدمات کی توفیق عطا کرے ۔ آمین !

ایک اہم ضرورت

قریشیان پنجاب بیشتر ایسی ہستیاں موجود ہیں ۔ جنکے ایک اشارہ پر قوم کی نحوست دور ہوسکتی ہے لیکن وہ ادہر متوجہ نہیں ہوتے اسلئے ضرورت ہے کہ کم ازکم ایک ہزار ایسے حضرات کو قوم کے اصلاحی امور پر متوجہ کیا جائے ۔ لہٰذا احباب ہمیں ایسے حضرات کے نام وپتہ کی مکمل فہرستیں بھیجدیں تاکہ مطبوعہ اپیل "القریش" انکی خدمتیں بھیجے جائیں !!

عذر : میں اپنی ان مصروفیات کیوجہ سے جن کا ذکر کسی دوسری جگہ کیا گیا ہے ۔ احباب کے خطوط کا جواب نہیں دے سکا ۔ امید ہے کہ مجبوری کے لئے مجھے معذور سمجھا جائیگا ۔ (قریشی)

بزمِ قریش

(۱) مکرمی قریشی محمد ایزد بخش صاحب فاروقی اسسٹنٹ انسپکٹر نے پانچ روپے طباعتِ کتاب کیلئے، پانچ روپے "تمغہ فنڈ" چار روپے القریش ماہانہ فنڈ اور ایک روپیہ "آنہ فنڈ" میں کل پندرہ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر مشکور فرمایا۔ متفرق خط و کتابت کیلئے ایک روپیہ کے ٹکٹ علاوہ ازیں۔ توسیعِ اشاعت میں آپ کی مساعی قابلِ ستائش ہیں، تاہم غیر مستطیع قریشی برادران کے نام آپ نے اپنی گرہ سے القریش جاری کرنے کا وعدہ فرما کر ہمت افزائی کی

قومی اجلاس کے انعقاد پر بعض احباب زور دے رہے ہیں، آپ نے بھی اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اجلاس کے اخراجات میں پانچ روپے کی امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر اسی ذوق و شوق سے احباب قوم کے اصلاحی امور پر متوجہ ہوں تو برسوں کا کام دنوں میں انجام پا سکتا ہے۔ خدا ہمیں توفیق دے۔ آمین!

(۲) مولوی غلام غوث صاحب فلاحی نے کتاب کی ترتیب میں محنت شاقہ برداشت کرنے علاوہ ایک روپیہ طباعت فنڈ میں ارسال فرمایا۔

(۳) انجمن قریشیان پنجاب نے اپنی یکم مئی کے غیر معمولی اجلاس میں ذیل کی قرارداد باتفاق رائے منظور کی،

"انجمن قریشیان پنجاب گوجرانوالہ کا یہ اجلاس قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی رئیس مستونی ملتان کی ان خدمات جلیلہ کو جو انہوں نے مراسیوں کے دعوے قریشیت کی معتبر تاریخی روایات و مستند کتب سیر کے حوالوں سے تردید کرنے میں انجام دی ہیں قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا شیخ احمد الدین صاحب صدیقی کی اس تحریک کا جو انہوں نے بذریعہ القریش مطبوعہ ۷ مارچ ۱۹۲۹ء پیش کی ہے بزور تائید کرتا ہے قاضی صاحب موصوف نے تحفظ نسب ناموس قریش کے لئے انتہائی مساعی سے کام لیا ہے۔ لہٰذا اعتراف خدمات کے طور پر قوم کی طرف سے انہیں تمغہ پیش کئے جانے کی تجویز کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور معزز محرک کے احساس کی تعریف کرتا ہے۔"

محرک! مولوی محمد سعید عالم فاروقی۔ بی۔ او۔ ایل

موید! قاضی مظفر حسین فاروقی مشل خواں

موید ثانی! مولوی غلام غوث صاحب فلاحی۔ صدیقی، پنشنر،

اسی سلسلہ میں محترم مولوی عبدالحق صاحب ایم او ایل، ایل ایل وکیل صدر انجمن سجانب انجمن مذکور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"گرامی منزلت مولانا محمد علی صاحب صدیقی مدیر القریش"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، انجمن قریشیانِ پنجاب پانچ روپے "تمغہ فنڈ" کے لئے اور پانچ روپے مراسیت سے متعلقہ تاریخی مواد کو کتابی صورت میں شائع کرنے کے لئے عنقریب آپکی خدمت میں ارسال کرے گی،

جو قومی خدمات آپ سرانجام دے رہے ہیں، وہ تعریف و توصیف کی حدود سے بالاتر ہیں۔ خدا آپ کی ہمت میں برکت عطا فرمائے،

(دستخط) عبدالحق علوی

(۴) پیر عبدالغنی صاحب تمغہ کے الفاظ کے متعلق ڈاکٹر محبوب عالم صاحب لدھیانوی کی تائید فرماتے ہیں۔ چند ایک اور خطوط بھی انہی الفاظ کی تائید میں موصول ہوئے ہیں لہٰذا فیصلہ ہوا کہ "تمغہ" پر "مراسی زعون کا قریشی موسیٰ قاضی نظیر حسین فاروقی" لکھا جائے جن احباب کے ذمہ چندہ بقایا ہے وہ بھیج دیں تاکہ "تمغہ" تیار کرا لیا جائے،

(۵) مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی اپنے ایک گرامی نامہ میں دریافت فرماتے ہیں، کہ "انجمن قریشیان پنجاب" کا اجلاس کب اور کہاں ہوگا؟ جواباً التماس ہے کہ بعد مشورہ انجمن مناسب جواب عرض کیا جائے گا۔

(۶) مولانا قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی اپنے ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ "میری طرف سے بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے ان برادران گرامی کا شکریہ ادا کیا جائے۔ جنہوں نے میری علالت کے دوران میں اظہار ہمدردی فرمایا"

(۷) جن احباب کا سال خریداری ختم ہوتا ہے وہ اپنا اپنا زرچندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر مشکور کریں، ورنہ ۷ جون کا اخبار بصورت وی پی وصول کرنے کیلئے تیار رہیں، جن احباب کا زرچندہ قابل وصول ہے مہربانی کرکے اب بلا تاخیر بھیج کر مشکور کریں، آخر طباعت و اشاعت پر کچھ صرف ہوتا ہے۔ تاخیر و تعویق سے خواہ نخواہ نقصان نہ پہنچائیں، آئندہ بلا وصولئے چندہ اجرائے اخبار میں کسی سفارش کی تعمیل نہ کی جائیگی،

(۸) بوجہ "القریش" پریس کا موٹر انجن بروقت خراب ہو جانے اور کئی دن تک درست نہ ہونے کی وجہ سے ۶ دن کی تاخیر سے پوسٹ ہوا۔ اس اثنا میں بعض خانگی امور میں اس قدر مصروفیت ہوئی کہ ایک ہفتہ کامل دفتر سے غیر حاضر رہنا پڑا۔ اس لئے مجبوراً ۲۷ مئی کا اخبار شائع نہ ہو سکا۔ ناظرین کرام ہمیں اس مجبوری کے معذور سمجھیں،

داستانِ پارینہ

والیٔ کابل مزدور کی حیثیت میں

غازی عبدالرحمٰن خاں والیٔ کابل فوجداری کے چھوٹے بڑے مقدمات خود سماعت کیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک مفلوک الحال مگر مٹا کٹا مشٹنڈا جس کا جسم مار پیٹ سے زخمی تھا اور بید مجنوں کی طرح کانپ رہا تھا زیر حراست آپ کے حضور میں پیش کیا گیا جرم سرقہ کا تھا اور کل تین روپے کی چوری۔ سوال ہوا۔ تم نے یہ واردات کیوں کی؟ ملزم نے یہ جان کر کہ امیر صاحب کے سامنے سچ کہنا ہی بہتر ہے، بولا،

"میں غریب تھا اور کسی نے کچھ نہ دیا۔ بھوکا تھا اور روٹی نہ ملی"

"محنت مزدوری کیوں نہ کی؟"

"غریب نواز۔ کام نہیں ملا اور میں بھوک سے مر رہا تھا۔"

"بکتے ہو، تم نے چوری عیاشی کے لئے، حرامکاری کیلئے کی ہے۔ بھوک کے سوا ہر کام کے لئے۔ کیونکہ تلاش کرنیوالے کو کام ضرور مل سکتا ہے۔"

قیدی کی آنکھیں زمین میں گڑ گئیں اسے عدالت میں آنے کا پہلے بھی اتفاق ہوا تھا اور وہ موت کا حکم سنانیوالی آواز کے لہجوں کو خوب پہچانتا تھا۔

"کام ہر کسی کو مل سکتا ہے کون ہے جو یہ بات مجھ سے بہتر جاننے کا دعویٰ رکھتا ہے۔" میں نے بھی فاقے کاٹے ہیں۔ تمہاری طرح نہیں حرامکار بلکہ ایک دیانتدار آدمی کی طرح تقدیر کے پھیر میں آکر۔ خدائے برتر کی منشائے اعلیٰ کے مطابق۔"

امیر کا جوش بڑھ رہا تھا۔ اب وہ امرا کے تمام مجمع کو مخاطب کر رہے تھے۔ تلوار کے جڑے ہوئے نیام کو کہنی سے پیچھے ہٹا کر کہنے لگے۔ تم نے اس دروغ باف کی باتیں سنیں؟ اب مجھ سے ایک سچی حکایت سنو۔ مجھ پر بھی فاقہ کشی کی نوبت آئی ہے۔ میں نے بھی پیٹ پر پتھر باندھ کر گذارا کیا ہے اور میں اس مصیبت میں اکیلا نہیں تھا۔ میرے ساتھ ایک رفیق زندگی بھی تھا۔ جس نے کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ کسی مصیبت میں مجھ سے کنارہ نہ کیا۔ ان دنوں میں بھی صید زخمی کیطرح چھپتا پھرتا تھا۔ یہ میری تخت نشینی سے بہت پہلے کا ذکر ہے۔ میں جب قندھار کے اردگرد منڈلاتا پھرتا تھا۔ دولت گھٹتی گھٹتی......

امیر صاحب نے یہ کہہ کر خالی کف دست پھیلا دی اور پھر کہنے لگے۔

میں روز بروز نحیف و نزار ہوتا گیا اور واپس اسی رفیق زندگی کے پاس لوٹ آیا اللہ ہی جانتا ہے۔ ہم نے یہ دن کس طرح کاٹے۔ آخر ایک روز میں اپنا بہترین لحاف ریشم کا تھا اور نہایت عمدہ کاڑھا ہوا۔ ایران کا بہترین کام جس کی مثال آج کل مفقود ہے بیچنے کو نکلا۔ یہ لحاف ہم دونوں کو برف سے بچاتا تھا اور ہماری آخری جائداد تھا۔ میں اسے ایک سود خوار تاجر کے پاس ایک تاریک گلی میں لیکر پہنچا اور اس کی ضمانت پر تین روپے طلب کئے۔ وہ مجھ سے کہنے لگا۔ مجھ سے جواب بادشاہ ہو لو، تم چور ہو یا چور، اس کی قیمت کچھ نہیں تو تین سو ہے... میں نے کہا میں ایک بدحال شہزادہ ہوں اور بھوک سے نڈھال ہوں" وہ بولا "کمبخت گداگر زادہ کے شہزادے! میرے پاس اسوقت کچھ نہیں۔ میرے منشی کے ساتھ میرے گھر جاؤ۔ وہ تمہیں اڑھائی روپے دیگا۔ بس یہی دے سکتا ہوں۔" میں ناچار منشی کے ساتھ ہو لیا۔ آہستہ میں گفتگو کرنے لگے۔ وہ منشی نے روپے مجھے لے دئے۔ ہم ان روپوں سے گذرا چلاتے رہے لیکن جب یہ ختم ہوگئے تو ہماری حالت بہت خستہ ہوگئی۔ وہ رحمدل منشی مجھے پھر ملا اور کہنے لگا تمہیں تاجر اس لحاف پر ضرور اور روپے دیگا" اور مجھے وہ روپے دینے چاہے۔ مگر میں نے ان کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے کسی محنت کے کام پر لگا دو۔ مجھے کام مل گیا اور میں ہاں خود عبدالرحمٰن امیر افغانستان محنت مشقت کا کام کرتا رہا۔ دن بھر مزدوری کرتا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ بوجھ اٹھا کر لے جاتا شام کو چار آنے کما کر گھر آتا اور کبھی رات کیوقت جا کر سپاہی گری کرتا۔ مگر یہ حرامکار شخص چوری کئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں یونہی ایک سال چار مہینے تک گاڑھے پسینے کی کمائی پر گذران کرتا رہا۔ اور کون ہے جو مجھے جھٹلا سکے کیونکہ میرا ایک گواہ موجود ہے۔ منشی جواب میرا دوست ہے،

اس پر سرداروں اور معتمدین کی صف میں ایک شخص لباس فاخرہ پہنے ہوئے نکلا اور دست بستہ کہنے لگا۔ خدا شاہد ہے کہ یہ بیان حرف بحرف صحیح ہے۔ کیونکہ میں جواب خدا کی عطا اور امیر کی نوازش سے جیسا بھی ہوں سب جانتے ہیں کبھی اس تاجر کا منشی تھا

سب پر سکوت طاری تھا۔ امیر صاحب نے آواز بلند کی اور قیدی پر لعنت ملامت کرتے ہوئے "دار آرید" کا خوفناک حکم سنا دیا۔

سپاہی چور کو کشاں کشاں لے گئے مگر کسی نے پھر اسے صحیح سالم نہ دیکھا۔ دربار کا سکوت ان سرگوشیوں سے ٹوٹا۔

خدا رسول کی قسم، یہ ہے مرد!

نظامی۔ قدوسی۔ ایم۔ اے۔

بصائر و عبر

قبر کی صدا

کل ہوا گورِ غریباں کیطرف میرا گذر ۔ اٹھ گیا آرام دل سے وہ سماں آیا نظر

ناامید سی بیٹھی تھی ایک مرقد کے قریب ۔ حسرت و اندوہ تھے ماتم کناں اک قبر پر

تہا کوئی بجھا ہوا مایوسیوں چھایا مزار ۔ قبر کے رخنوں سے اٹھتا تہا کہیں دودِ جگر

قلب تہراتا تہا جنگل میں تہ سنسان تہا ۔ نامرادی سی برستی تہی ہر اک تعویذ پر

شمع بہی خاموش رکہی ایک تکیہ کے قریب ۔ ایک جا سوکہے پڑے تھے سانپ گلہائے تر

مقبرے تھے جس قدر پُرہول ہیبتناک تھے ۔ ڈر کے تہم نہ سکتا تہا وہاں مرغِ بسمر

وہ خموشی دیکھ کر جاتے رہے میرے حواس ۔ بڑھ گیا کچھ اور لگے واں سر میں باجنے تر

ناگہاں یہ پاؤں کے نیچے سے آئی اک صدا ۔ منہ اٹھائے کس طرف جاتا ہے او غافل ٹھہر

شرم کر اللہ سے یوں چل نہ بدمستوں کی چال ۔ کاسۂ سر کو مرے مت ٹھوکروں سے چور کر

چار دن کی زندگی پر کس لئے اتنا غرور ۔ ایک دن آنا ہے تجھکو بھی یہیں او بے خبر

چشمِ عبرت کھول کر یہ دیکھ عبرت کی ہے جا ۔ ایکدن چکھے گا تو بھی ذائقہ اس موت کا

جو نہی مرقد سے میں نے یہ صدائے درد و غم ۔ ہو گیا بیہوش گر کر اس قدر کانپے قدم

ہوش جب آیا مجھے قائم ہوئے کچھ کچھ حواس ۔ ڈرتے ڈرتے عرض کی اے سالکِ راہِ عدم

ہو گیا اس وقت تو نے سب بجا ہے ٹھیک ہے ۔ دل میں تیری نہیں گنجائش لا و نعم

پر بتا اتنا تو بتلا موت یہ کیا چیز ہے ۔ کس طرح ہوتی ہے پیدا کب لیتی ہے جنم

کیا مزہ اس کا ہے شیریں ہے یا شور و تلخ ہے ۔ یہ بھی بتلا دے کوئی تریاق ہے یا کوئی سم

یک بیک اس قبر سے ظاہر ہوا شورِ فغاں ۔ بعد اک لحظہ کے یوں آئی صدا بتلائیں ہم

ذائقہ اس کا تو حنظل سے فزوں تر تلخ ہے ۔ میں بتلاتا ہوں گر ہوتی نہیں یاد اسکی کم

گو مجھے دنیا کو چھوڑے ہو گئے لاکھوں برس ۔ تلخی موت ابتلک منہ میں ہے جان کی قسم

اس کی پیدائش کی صورت کیا خدا کا حکم ہے ۔ ہے ہر اک ذی روح پر اس کا سدا یکساں کرم

حاجت الفت اسے ہے نہ عداوت کا خیال ۔ اس سے بچ سکتے نہیں دیر و حرم ہند و عجم

سب جگہ پڑتی ہے یہ روم ہو یا روس ہو ۔ چین ہو جاپان ہو یا سرزمینِ طوس ہو

گرچہ انساں دار فانی میں رہے لاکھوں برس ۔ پر اجل انجام ہے اللہ بس باقی ہوس

منہ ہی تکتے ہیں سب بھائی بہن رو پیٹ کر ۔ موت کے ماں باپ کا بھی کچھ نہیں چلتا ہے بس

سب متاع جاں پہ سنتے ہیں اجل ہے لوٹتا ۔ روک سکتا ہی نہیں ہو پاسباں یا ہو عسس

اوج و رفعت سے گرے خاک ذلت پر وہ شاہ ۔ بارگاہوں میں لگے تھے جنکے سو زریں کلس

ایک وارد ایک رخصت یک آیا اک گیا ۔ قافلے چلتے رہینگے حشر تک یوں پیش و پس

عمر بڑہنے کی دعا کرتے ہیں گو دنیا میں لوگ ۔ پر یہ بس گھٹتا چلا جاتا ہے ہر دم ہر نفس

غیر ممکن ہے صدا کوئی یہاں قائم رہے ۔ ہے عبث اس بات کی انساں کو عالم میں ہوس

کوئی سر پیٹے کہ چلائے اسے پروا نہیں ۔ یہ ہے ایسی سنگدل بالکل نہیں آتا ترس

قافلے اس راہ میں چپ چاپ ہوتے ہیں رواں ۔ نہ حدی خواں کوئی چلتا ہے نہ بجتا ہے جرس

ڈر خدا کے خوف سے وہ موت کی تلخی نہ بہول ۔ گر نہ اس شیرینیٔ دنیا پہ یوں مثلِ مگس

کام جو عقبیٰ میں بہی آئے رہے دنیا میں نام ۔ چھوڑ دے غافل خودی کو کر یہاں وہ نیک کام

کوئی غافل اس جگہ ایسا کبھی آیا نہ تہا ۔ موت کو تیری طرح کوئی بشر بہولا نہ تہا

اس زمیں کو دیکھ لے کیسے جواہر دفن ہیں ۔ جن کی قیمت کوئی دنیا میں لگا سکتا نہ تہا

اس زمیں میں ہے سکندر سا وہ شاہ کجکلاہ ۔ جن کی جانب دیکھنے کا مہر کو یارا نہ تہا

اس زمیں میں سو رہے ہیں حاتم و نوشیرواں ۔ جن کا جود و عدل میں کوئی بہی ہم پایہ نہ تہا

اس زمیں میں دیکھ دارا و فریدوں دفن ہیں ۔ دبدبہ میں کوئی بہی جن کی برابر کا نہ تہا

صاحب تدبیر اکبر سا یہاں مدفون ہے ۔ سامنے جس کے کسی کا مکر و فن چلتا نہ تہا

اس زمیں میں دفن ہے وہ قیس سا عاشق مزاج ۔ جو ہوائے بیخودی میں آپ سے بیگانہ تھا

اس زمیں میں دفن ہیں وہ ماہ وش حور نظر ۔ ہر ادا جنکی تہی دلکش ناز معشوقانہ تہا

ان حسینوں کے بہی منہ پر اس زمیں کا ہے نقاب ۔ روئے انور مہر نے جن کا کبہی دیکھا نہ تہا

سینکڑوں اس خاک کے نیچے ہیں وہ نازک بدن ۔ خواب جن کو فرش مخمل پر کبہی آتا نہ تھا

باغِ عالم میں ہمیشہ یہ پریشانی رہی ۔ قیصری قیصر کی نہ خاقاں کی خاقانی رہی

مان لے میری نصیحت کو جہالت چھوڑ دے ۔ ہوش میں آ ہوش میں دنیا سے الفت چھوڑ دی

جس طرح ہو چند روزہ زندگی کے دن گذار ۔ دار فانی میں خیال رنج و راحت چھوڑ دے

حوصلہ کر مار راہ سعی میں بڑھ کر قدم ۔ ناز استعداد پر زعم لیاقت چھوڑ دے

چاہیے ہر کام میں انساں کو فکر اعتدال ۔ بخل سے پرہیز کر بیجا سخاوت چھوڑ دے

ناریوں کے کام ہیں مکر و دغا فسق و فجور ۔ چھوڑ تقلید رہ اہل ضلالت چھوڑ دے

مذہب اسلام میں مذموم ہے بغض و عناد ۔ صاف رہ ہر ایک سے کینہ عداوت چھوڑ دے

جو نہ ہو موجود پیر اس کی شکایت کیا ضرور ۔ دیکھ اپنے عیب کو غیبت کی عادت چھوڑ دے

مراسیت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۳

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

موجودہ صورت حالات کے رو سے مراسیت کے اوغانو قرشیت کی تاریخی تحقیقات کا مسئلہ ابتدائی حدود سے گذر کر اب ایسی انتہائی منازل پر پہونچ چکا ہے جن کی رو سے لازم آتا ہے کہ اس سوال کو اب ایک ہی دفعہ مکمل طور پر اس طرح سے حل کر دیا جائے کہ باطل آئندہ ہمیشہ کے لئے سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکے۔

اگر یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مراسیت اپنے لاگیانہ لوازم کے رو سے شناخت نہ کی جا سکے۔ اس لئے ہم مراسیت سے متعلقہ تاریخی حالات کو ان کی اصلی برہنہ صورت میں پیش کر دینا ہی مناسب خیال کرتے ہیں۔ نتیجہ ناظرین خود ہی اخذ کر لیں "گوجرانوالہ میں چند ایک امیر گھرانوں میں "ٹکا" بھیجنے کی یہ رسم پائی جاتی ہے۔ گو ذرا مختلف ہے یہ اس طرح پر ہے کہ ایک نائی ایک میراثی ایک برہمن اور ایک درزی کے ہمراہ گھوڑا اونٹ لڑکے اور اس کے والدین کے لئے پارچات اور لڑکے واسطے ایک طلائی انگشتری اکیس روپے نقد، پانچ عدد کوزہ مصری اور کچھ چھوہارے بھیجے جاتے ہیں۔ ان لاگیوں کی آمد پر لڑکے کا باپ اپنے عزیزوں کو اپنے گھر بلاتا ہے اور مندرجہ بالا تحائف کا دکھلاوا کرتا ہے۔"

A very few wealthy families in Gujaranwala also observe this custom of sending a "tikka" but in a slightly different way. it consists in sending a barber, a Mirasi, a Brahmin and a tailor, with a horse, a camel, clothes for the boy*, Rs 21/- in cash, five lumps of candy, and some dried dates. on the arrival of the lagis named, the boy's father invites his kins-folk to his house and displays the gifts ... mentioned.

دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۰۵

ہزارہ کے اُتمان زئی لوگوں میں منگنی کے موقعہ پر جو رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ "لڑکے والوں کی جماعت لڑکی کے گاؤں میں تحفے لیکر جاتی ہے بوقتِ شب وہ لڑکی کے گھر بلائے جاتے ہیں اور میراثی ایک تھالی لاتا ہے جس میں لڑکے کا باپ زیور رکھدیتا ہے۔"

The boy's party takes present to the girl's village. After nightfall they are invited to her house, and the Mirasi brings a plate into which the boy's father puts the ornaments. دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۰۶

سیالکوٹ میں "ٹلمی" کی تقریب پر یہ رسم ہے کہ

As it too the Mirasi of the parties recite their genealogies. The parties pass a rupee over one another's head and give it to the Mirasis. This is called Sir-warna Karam.

ترجمہ۔ اس تقریب پر بھی فریقین کے میراثی ان کے شجرۂ انساب از بر سناتے ہیں۔ فریقین ایک دوسرے پر ایک روپے کا "سروارنا" کرتے ہیں اور اسے میراثیوں کو دیتے ہیں۔ اس رسم کو "سروارنا کرم" کہتے ہیں۔ دیکھو گلاسری مذکور صفحہ ۸۱۹۔

لیہ میں بیاہ کے موقع پر "گنڈ پیرنے" کی غرض سے

About a week or so before the wedding day, the boy's father engages a barber or Mirasi ......

ترجمہ۔ شادی سے ہفتہ عشرہ پیشتر لڑکے کا باپ ایک نائی یا میراثی کو معین کرتا ہے۔ دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۲۰

ڈھونڈ قوم میں "بیڑا گھوڑی" کے موقع پر یہ رسم ادا کی جاتی ہے۔ کہ

In this observance the boy gives the

*x. and his parents, a gold finger-ring for the bo[y]

bride's Kinswomen Re 1 to Rs 5/- in a Thal.
This is taken by a barber or Mirasi.

ترجمہ ۔ اس موقع پر لڑکا دلہن کی رشتہ دار عورتوں کو ایک روپیہ سے لیکر پانچ روپے تک کوئی رقم تھال میں دیتا ہے ۔ یہ رقم نائی یا میراثی لیتا ہے ۔ گلاسری جلد اول صفحہ ۸۲۱ ،

راجن پور کے بلوچوں میں شادی سے بعد جب لڑکا اپنے سسرال کے ہاں جاتا ہے اور وہاں غسل کے بعد تبدیل لباس کرتا ہے تو لڑکا وہ لنگی جو اس کے خسر نے اس کو دی تھی میراثی کو دیدیتا ہے ؛

He gives the Lungi which he was given him by his Father-in law to the Mirasi.

دیکھو گلاسری جلد اول کا صفحہ ۸۲۵ ،

اب ترازو کے ایک پلڑے میں یہ تاریخی حقیقت ہے اور دوسرے پلڑے میں میراث کا مزعومہ و موہومہ اور علمائے قریشیت ، افسوس کہ مراثی جو کچھ بننا چاہتا تھا ، تاریخ نے اسے بننے نہ دیا اور جو کچھ کہ درحقیقت وہ تھا اسے آشکارا کر دیا ۔

ہم نظر بازوں سے تو چھپ نہ سکا جانِ جہاں
تو جہاں جاکے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

قاضی نظیر حسین فاروقی
ریٹائرڈ ، مستوفی

گوجرانوالہ ، یکم مئی سنہ ۱۹۲۹ء

اسلام کی بے تعصبی

ولید بن عبدالملک کو جو بنی امیہ کا بڑا بادشاہ گذرا ہے ایک مسجد بنوانے کا شوق ہوا اور ایک کروڑ روپیہ کی لاگت سے دمشق میں مسجد تیار ہوئی ۔ مسلمانوں کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ اس قدر روپیہ مسجد پر صرف ہوا ہے تو ان میں برہمی پھیلی ۔ زمانہ تھا مذہبی آزادی کا ، مسلمانوں کا خیال تھا کہ نماز پڑھنے کے لئے ایک سادہ مسجد کافی ہے ، ولید گو بادشاہ سہی لیکن اس کو یہ حق نہیں کہ بے ضرورت کروڑوں روپیہ مسلمانوں کے بیت المال کا اپنی خواہش پورا کرنے کیلئے ضائع کر دے روپیہ پبلک کا ہے اور پبلک فنڈ اس لئے نہیں کہ یوں بیدریغ صرف کر دیا جائے اور کسی کی بات تک نہ پوچھی جائے ۔ چونکہ عام طور پر برہمی پھیل گئی تھی ، اور کھلم کھلا لوگ اعتراض کرنے لگے ۔ ولید کے کانوں تک جب یہ خبر پہونچی تو ساری قوم کو بلایا اور بھرے دربار میں ایک اسپیچ دیکر اس بنا پر معافی چاہی کہ اب بھی پبلک فنڈ میں اس قدر روپیہ ہے کہ اگر میرے ملک میں متواتر دس برس تک قحط پڑے تو کافی ہو سکتا ہے اور کسی متنفس کو ذرہ برابر نقصان یا تکلیف نہیں پہونچ سکتی ،

قصہ مختصر اسی مسجد کے پاس جس کو ولید نے اس شوق سے بنایا ایک گرجا یوحنا کا تھا ۔ مسجد میں زمین کی کمی تھی ، ولید نے عیسائیوں سے گرجے کی زمین مانگی اور کہا کہ جس قدر قیمت چاہو لے لو ۔ میں اس زمین کو مسجد میں شامل کروں گا ۔ انہوں نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ رضامندی تو دیتے نہیں اور اگر زبردستی سے لوگے تو ہمارے گرجے کو جو گرائیگا ۔ اسی کو کوڑھ ہو جائیگا ؛

ولید کو پادریوں کی بات ناگوار ہوئی اور اس نے کہا میں گراتا ہوں ، دیکھیں ہم کو کیسے کوڑھ ہوتا ہے ، چنانچہ فوراً گرجے کے گرائے جانے کا حکم ہو گیا ، اور وہ زمین مسجد میں شامل کر لی گئی ۔ یہ بات بیان اور کہنے کے قابل ہے ۔ کہ ولید ان بادشاہوں میں سے نہ تھا جس کا کوئی فعل قابل تقلید سمجھا جائے ،

اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا حقیقت میں یہ شخص تہاری پریزیڈنٹ مسلمانوں کا ۔ اس کے بادشاہ ہونے پر عیسائی آئے اور انہوں نے دربار خلافت میں شکایت کی ۔ کہ ولید نے ہماری بغیر مرضی ہمارے گرجے کو گرا کر فلاں مسجد میں شامل کر لیا ۔ جس کو سنکر عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ گرجے کی زمین پر مسجد کا حصہ تعمیر ہوا ہے اس کو فوراً منہدم کر کے سرکاری خرچ سے دوبارہ گرجا پھر بنا دیا جائے اور مسجد اسی زمین میں محدود رہے ، یہ تھی مذہبی بے تعصبی ، جس کی اسلام نے تعلیم دی تھی ؛

تصحیح ضمیمہ نمبر صفحہ ۹ کالم اول سطر آخری "حسن اخلاق" کی بجائے "تہذیب و اخلاق" پڑھا جائے ؛

آئیوالی مردم شماری اور قریشیان پنجاب

ایک اہم قومی مسئلہ

عام قاعدے کی رو سے مردم شماری کا کام ہر دس سال کے بعد شروع ہوا کرتا ہے، اس لئے اس حساب سے مردم شماری کے کام کا آغاز ۱۹۳۱ء میں ہونا چاہیئے۔ جو لوگ آئین حکومت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کا نظام حکومت کانسٹی ٹیوشنل طریق پر ہے۔ یعنی آئینی طریق حکومت، پس ہر وہ جائز مطالبہ جو کوئی قوم پیش کرنا چاہتی ہو کانسٹی ٹیوشنل یعنی آئینی صورت پر ہی ہونا چاہیئے۔

قریشیان ہند کے نامور اور ممتاز واحد قومی آرگن "القریش امرتسر" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۹ء میں انجمن قریشیان پنجاب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ ایک خاص ریزولیوشن کے ذریعے حکومت سے استدعا کی جائے کہ آئندہ مردم شماری کے موقع پر مردم شماری سے متعلقہ سٹاف مراسیوں کی قومیت کے اندراج میں خاص احتیاط سے کام لے۔

انجمن اپنی ذمہ داری اور قومی فرض سے واقف و آگاہ ہے اور ہر ضروری موقعہ پر اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ہر وقت آمادہ اور طیار، لیکن قوم قریش اگر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر آسمان سے امداد کے لئے فرشتوں کے نزول اجلال کا انتظار کرتی رہے اور ہمت و استقلال، جد و جہد اور ایثار سے کام نہ لے تو فقط انجمن کو اسبارہ میں مخاطب کر دینے ہی سے وہ اپنے ذمہ کی فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ سوال زیر غور کی نوعیت اور ضرورت وقت دونو کا تقاضا یہ ہے کہ مردم شماری کے اجراء سے پیشتر صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں مدافعت اور تحفظ نسب کی غرض سے جابجا ضلعوار کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ جن کے مقاصد میں یہ بھی داخل ہو کہ مقامی صوابدید کے مطابق ہر ضلع کے مراسیوں کی گوتوں اور ان کے آبائی لاگیانہ پیشہ اور لوازم کے متعلق صحیح تفصیلات بہم پہونچائی جائیں۔ جو آئندہ مردم شماری کے موقع پر افسران مردم شماری کی اطلاع کے لئے کارآمد ثابت ہوسکیں۔

مراسیوں سے کوئی ذاتی کاوش تو ہے نہیں۔ صرف ایک سوال ہے اور وہ یہ کہ آیا تاریخی لحاظ سے مراسیت کے ادعائے قریشیت کی کیا حیثیت ہے؟ اس لئے ایسی تحقیق و تدقیق کی ضرورت،

اگرچہ ہر ضلع کا گزیٹیر اور سابقہ رپورٹ ہائے مردم شماری ہر ضلع میں موجود ہونگے لیکن ان کے علاوہ جس قدر مزید تاریخی مواد مراسیت کی حقیقت کے متعلق فراہم ہوسکے، اسی قدر زیادہ موثر اور زیادہ مفید ثابت ہوسکے گا۔

القریش میں مراسیت کی تاریخی حقیقت کے انکشاف کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ جاری رہیگا جس حد تک کہ تاریخ رہنمائی کرسکتی ہے۔ یہ سلسلہ بھی تاریخی صورت میں بنیادی ذخیرے کا کام دے سکے گا۔

برادر محترم مولانا علی احمد صاحب فریدی چشتی قوم کے شکریہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے موگا کے چند مراسیوں کے اجتماع کی تحریک کو اسی نگاہ سے دیکھا جس نگاہ سے کہ وہ دیکھے جانیکی مستحق تھی۔

لیکن قانونی نقطۂ نگاہ سے مراسیت کی اذیں قبیل حرکات پرکاہ کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتیں اور نہ ایسا تحریک یا ریوا غوغا سے زیادہ وقعت ہی رکھ سکتا ہے۔ اپنے گھر میں جو کچھ کسی کا جی چاہے رکھلے، قانون تعرض نہیں کرتا۔ لیکن دعوے کی انتہائی منازل پر جب قانونی کسوٹی کے رو سے نسب کی صحیح جانچ و پڑتال اور تحقیق کا وقت آجائے تو اس وقت کھرے اور کھوٹے کا پتہ مل سکتا ہے کہ شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر است،

جہاں تک حالات کا تعلق ہے مراسیت کے ادعائے قریشیت کی تحریک دیہات میں نشوونما پاتی نظر نہیں آتی۔ جہاں عام طور پر عام دیہاتی آبادی نوے فیصدی ہے جس کے درمیان صدہا سال کی آبائی لاگیانہ زندگی کے برخلاف اب ایسی نئی آواز بلند کرنے سے مراسیوں کے لیستینی ذرائع معاش میں جن پر انکی بسر اوقات ہے، فرق واقع ہوسکنے کا غالب احتمال ہوسکتا ہے۔

پنجاب میں شہری اور دیہاتی آبادی کے درمیان وہی نسبت ہے جو ایک کو نوے ہوسکتی ہے۔ یعنی دس فیصدی شہری آبادی اور نوے فیصدی دیہاتی اور پھر اسمیں بلحاظ تناسب مراسیوں کی شہری آبادی کی جو تعداد ہوسکتی ہے۔ اس کے رو سے بروئے حساب آیا دیگر اقوام کے بالمقابل اکائی کی کوئی کسر ان کے حصے میں آسکتی ہے؟

بہرکیف کچھ ہی کیوں نہ ہو یہ امر نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں کہ بعض

شہروں میں مراسیت کے بعض اجزا کے سر ادعائے قریشیت کا بھوت ضرور سوار ہے جو یا تو باجہ بجانے کا کام کرتے ہیں یا کسی دیگر قسم کا پیشہ۔ لیکن ان میں سے بھی اگر بعض کی سمجھ میں یہ بات آنے لگ گئی ہو کہ یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی تو مقام تعجب نہ ہوگا۔

بزم یاراں دیر تک دھوکے میں رہ سکتی نہیں
کوئی دن میں دیکھنا سب کچھ عیاں ہو جائیگا

لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ قریش عزلت گزیں ہی رہیں اور اپنے قومی فرض سے غافل۔ بلکہ گوش دل سے سن لینا چاہیئے کہ اگرچہ شاذ و نادر ہی ہو لیکن اس امر کے امکانات، ناممکنات سے نہیں ہو سکتے کہ مدعی باوجود تہی دستیٔ اثبات کے فریق ثانی کے تساہل اور اس کی آئینی ناواقفیت کی وجہ سے فائدہ اٹھا سکے۔ پس اگرچہ مراسیت کا ادعائے قریشیت تاریخی لحاظ سے بالکل کھوکھلا ہے۔ لیکن اگر قریشیان پنجاب کے یخ بستہ خون اور جمود و خمود کی یہی حالت رہی اور وہ صور اسرافیل ہی کے منتظر رہیں تو پھر نتیجہ معلوم،

چونکہ کارگاہ عالم کی کش مکش حیات میں جدید پیرایہ پر قریشیت کے تنازعہ للبقا کا سوال شدت کے ساتھ پیش ہونیوالا ہے۔ اس لئے قریش والو سوچ کر جواب دو کہ آیا **زندگی چاہتے ہو یا موت** ؟

زمانہ کا ایلارم پوری طاقت کے ساتھ علی الاعلان اٹھو، سنبھلو اور بڑھو کی آواز دے رہا ہے اگر یہ آواز آپ کے کانوں میں نہیں پہونچ سکتی تو یاد رکھیے کہ کوئی قوم تنظیم قومی سے بے پروا ہو کر عزت کی زندگی بسر نہیں کر سکتی اور یہ بھی یاد رکھیے کہ ہوا کے رخ پر غور نہ کرنیوالی اقوام زندہ اقوام کے دوش بدوش نہیں چل سکتیں،

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

مدتیں ہو چکیں کہ عظمت رفتہ کا رونا ختم ہو چکا اور اب ہاتھ پاؤں ہلانے کا وقت آگیا

گیرم کہ پدر تو بود فاضل
از فضل پدر ترا چہ حاصل؟

واقعات عالم کی رو سے زندگی کی گھوڑ دوڑ کے میدان میں کسی درماندہ پسماندہ قوم کے متعلق فلسفۂ عروج و زوال کا نچوڑ اگر ہو سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ عالم افتادگی میں

نہ خار دکھے دھجیاں پشت من
بغمخوارگی جز سر انگشت من

پس اگر قریشیان پنجاب زندہ اقوام کی فہرست میں داخل رہنا چاہتے ہیں، اور باعزت زندگی بسر کرنے کے متمنی ہیں تو فی الفور اٹھیں اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء سے قبل پنجاب بھر میں ضلع وار قومی انجمنوں کا جال بچھا دیں تاکہ باقاعدہ اور منظم صورت میں ان کی آواز زیادہ بلند، زیادہ مضبوط اور زیادہ موثر ہو سکے اور جب تک کہ وہ اپنے پاکیزہ مقصد میں کامیاب نہ ہو لیں، اس وقت تک جائز اور مناسب جد و جہد کو ہاتھ نہ جانے دیں۔ کیونکہ تقدیر کے محل کا معمار خود انسان ہے

تیری سعیٔ حال ہے تصویر استقبال قوم
شیشۂ امروز میں ہے جلوہ گر فردا ترا

اور اگر حسب عادت دبقرار معمول تاخیر روا رکھی گئی اور سہل انگاری ہی سے کام لیا گیا۔ تو پھر یاد رہے۔ کہ

یہ غفلتیں مبادا کچھ روز بد دکھائیں
دھندلے سے کچھ نشاں ہیں ڈر ہے کہ مٹ نہ جائیں

قوم کا خادم

گوجرانوالہ
۵۔ مئی سنہ ۱۹۲۹ء

احقر الکونین قاضی **نظر حسین** فاروقی
آنریری جنرل سکرٹری انجمن قریشیان پنجاب

ریویو

سرمہ

پنڈت سنت رام پٹواری حلقہ بابوول (امرتسر) کو طب و طبابت سے خاص انس اور نسخہ سازی میں خاص مہارت ہے۔ آپ نے ایک سرمہ جسے "اکسیر چشم" کہنا بجا ہوگا بیس برس تجربہ کے بعد ایجاد کیا ہے۔ گذشتہ ۶ ماہ سے یہ سرمہ ہمارے زیر استعمال ہے اسکے مفاد و محاسن کچھ استعمال ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ عام بازاری واشتہاری سرمہ نہیں۔ بلکہ بکمال محنت تیار کیا گیا ہے، جالا، پھولا، دھند، غبار، ناخونہ و پڑبال کیلئے بیحد مفید۔ نظر کی کمزوری بینائی کی کمی کو پورا کرتا ہے اور نیک ہو کر استعمال کرنے سے گونہ فائدہ ہوتا ہے۔ سرخی اور چشمہ کا حکمی علاج ہے، ہم ضرورتمند احباب سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس مفید ترین تحفہ کو ضرور منگائیں۔ قیمت واجبی، ملنے کا پتہ، پنڈت سنت رام پٹواری مال حلقہ بابوول ڈاک خانہ خاص براستہ جنڈیالہ گرو ضلع امرت سر (پنجاب)

مراسلات

(۱)

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب القریش امرتسر،

السلام علیکم میں گذشتہ ایام میں دہلی گیا ہوا تھا اور وہاں مجھے نہایت ضروری امور کی وجہ سے قیام کرنا پڑا۔ جب میں واپس آیا تو آپ کی اخبارات جو گھر پڑی ہوئی تھیں مطالعہ کیا۔ الحمد للہ،

نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

تینوں اخباروں میں ہی "انجمن قریش گوجرانوالہ" کا ذکر پڑھا۔ میں مختصر مگر پر معنی جواب ہر ایک پرچہ کا عرض کرتا ہوں۔ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۹ء مولوی غلام غوث صاحب صدیقی سابق صدر کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا جسمیں انہوں نے عہدیداروں کی سینہ زوریاں اور بیضابطگیوں کیوجہ سے اپنا استعفےٰ انجمن سے دے دینا ظاہر فرمایا ہے، آپکا تحریری استعفا ہمارے پاس ہے اس میں کسی بیضابطگی کا ذکر آپنے نہیں کیا۔ بابا ڈاکٹر سراج الدین صاحب کا خاص طور پر انتظام کرنے کی غرض سے دیا۔ اور ساتھ تحریر فرمایا۔ کہ استعفےٰ اس وجہ سے دیا ہے کہ وہ آزادی سے اپنا انتقام لے سکیں اور انجمن کی جواب طلبی سے آزاد ہوجائیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپکی آزادی میں ہم مخل نہیں ہیں۔ آپنے خود ہی مراسلہ القریش میں اور مراسیوں کے اخبار میں روانہ کیا۔ مجبوراً ہمیں جواب لکھنا پڑا۔

آپنے ممبران کے استعفا کا فخریہ ذکر کیا اور مجھے معلوم تھا کہ یہ صرف ریکارڈ ہی بنانا چاہتے ہیں اور موجودہ صاحب صدر نے فوراً سمجھ بھی لیا تھا۔ اسی واسطے انہوں نے فوراً فوراً دریافت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اگر مولوی غلام غوث صاحب صدیقی اتنا اور بھی لکھ دیتے کہ فلاں فلاں شخص نے استعفےٰ واپس لیلیا ہے، اور فلاں واپس لینے پر آمادہ بھی ہے تو کوئی ہرج نہ تھا۔ آپ نے اخفا میں کیوں رکھا۔ اس میں کیا مصلحت تھی۔ مورخہ ۲۱ اپریل کے پرچہ میں مکرم ایڈیٹر صاحب نے پند و نصائح سے ہمکو مشکور فرمایا اور مورخہ ۱۷ اپریل کے پرچہ میں جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا۔ بندہ اور اراکین انجمن ان کی اس خیرخواہی کے مشکور ہیں، مگر ۲۱ اپریل کے پرچہ میں عہدیداری اور انجمن کو وراثت کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ سوال گذشتہ ۵ یا ۶ سال پہلے بھی اٹھا تھا۔ اور انہی حضرات کی مہربانی سے اٹھایا گیا تھا۔ ممبران انجمن اور خاص طور پر میں نے بھی کوشش کی تھی کہ مولوی غلام علی صاحب صدیقی موجودہ صاحب صدر کی جگہ مولوی غلام غوث صاحب صدیقی کو موقعہ دیا جائے۔ ورنہ وہ بڑی سرگرمی سے کام کرنیوالے تھے۔ ان کے برخلاف کبھی ووٹ دوسرا اکٹھے نہیں کرسکتا تھا۔ محض یہی سوال پیش کیا گیا کہ صدر اور مقرر کیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ چار سال مولوی غلام غوث صاحب صدیقی ہی صدر مقرر ہوتے رہے، گذشتہ ۲ سال سے خاص طور پر جو بھی صاحب صدر نے کی وہ کیا لکھی جائے اگر مجبور کیا گیا تو ظاہر کردی جائیگی اب پھر مولوی غلام علی صاحب صدیقی صدر مقرر ہوئے ہیں تو پھر وہی وراثت کا سوال پیدا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کام کرنے والے آدمی علیحدہ ہوجائیں۔ اور انجمن ٹوٹ جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ مولوی غلام غوث صاحب صدیقی کے مستعفی ہوجانے کے بعد انجمن قائم نہ رہی یہ خیال خام ہے۔ انجمن اب روز افزوں ترقی کریگی۔ کیونکہ اب کام کرنے والے عہدیدار مقرر ہوئے ہیں اور جو غفلت میں عہدیدار پڑے ہوئے تھے وہ مولوی غلام غوث صاحب صدیقی کی کوشش سے علیحدہ ہوچکے ہیں، اب مسلسل جلسے ہوتے ہیں۔ ممبران چندہ دیتے ہیں تعداد ممبران بڑھ رہی ہے، خیر یہ سب ہماری روئداد ظاہر کریگی جو کہ شائع ہوگی۔ اب ایک نہایت ضروری سوال ہے۔ مہربانی کرکے ناظرین اور ایڈیٹر صاحب بھی انصاف سے غور فرمائیں اور سابق صدر صاحب جواب سے مستفیض فرمائیں۔

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۹ء مراثیوں کے اخبار ۔ ۔ ۔ ۔ صفحہ ۶ پہلے کالم میں جناب مولوی غلام غوث صاحب صدیقی سابق صدر کی طرف سے مندرجہ مضمون شائع ہوا۔ ملاحظہ ہو،

"السلام علیکم، آپ کے استفسار کے جواب میں عرض ہے کہ میں نے آج تک رسالہ القریش امرتسر میں آپ کی جمعیت کے متعلق مخالف یا موافق کوئی مضمون نہیں لکھا اور نہ ہی مجھے کوئی آپکی جمیعت سے عناد ہے"

دستخط، غلام غوث صاحب صدیقی سابق صدر انجمن

یہ مضمون ان کو بھیجنے کی کیا اشد ضرورت پڑی تھی (۲) محض انجمن قریش گوجرانوالہ کو بدنام کرنے سے سابق صدر انجمن قریش گوجرانوالہ لکھا تھا یا کہ دیا کوئی اور مشہور نام

"انجمن قریش گوجرانوالہ" (۲)

اس نام نہاد انجمن کی تشکیل میں یوم اجراء ہی سے بنیادی اور اصولی غلطی کا یوں ارتکاب کیا گیا ہے کہ اس کا دائرہ عمل فقط ایک ہی کنبہ اور اس کے چند مخصوص متوسلین تک ہی محدود رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ خانہ ساز انجمن قومی انجمن ہونے کا نہ تو کبھی دعویٰ ہی کر سکی اور نہ کبھی قومی انجمن کی حیثیت ہی اختیار کر سکی۔ بلکہ کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی محور کے گرد گھومتی رہی اور یہی وجہ ہے کہ ایک ہی کنبے کی افراد غالبہ اکثریت رکھنے کی بنا پر بعض قسم کی بے ضابطہ اور مزید مالی کارروائیاں کر گذرنے سے دریغ نہ کرتے رہے جس کا ایک نتیجہ ۲۳ ممبران کا یک قلم مستعفی ہو جانے کی صورت میں نمودار ہوا جس کے رو سے لامحالہ کہنا پڑتا ہے کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

وہ قومی انجمنیں جو قوم کی سود و بہبود کی خاطر عالم وجود میں آئیں اور ان کا وجود قوم کے لئے نفع رساں ہو تو ایسی انجمنیں درحقیقت خیر مقدم قابل ہیں لیکن جن برائے نام انجمنوں کی سرگرمی عمل کا نتیجہ اتفاق و یکجہتی کی بجائے افتراق و انشقاق مترتب ہو۔ ایسی لایعنی انجمنیں جس قدر جلد ممکن ہو، صفحہ ہستی سے مٹ جانے کے قابل ہیں تاکہ قوم ان کے ضرر سے محفوظ رہ سکے۔

موجودہ صورت میں جہاں چند دیگر ہندی الاصل اقوام کی طرف سے قریشیت پر ناجائز حملے کئے جا رہے ہیں وہاں یہ امر بھی نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں پایا جاتا کہ بعض وہ افراد جن کے آباؤ اجداد کی زندگی خرکاری و خرکشی ہی کے مشاغل میں بسر ہوئی۔ وہ آج لبادہ جامہ قریشیت پہنے ہوئے ہیں اور ساری آستین کا کام دے رہے ہیں۔

میں اخباری دنیا کا دروازہ کھٹکھٹانا طبعاً پسند نہ کرتا تھا لیکن نام نہاد انجمن قریش گوجرانوالہ کے بعض ارکان نے اس بارہ میں ابتدا کرتے ہوئے مراسیوں کے اخبار کی بیان لی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مستعفی اشخاص انجمن سے نکال دئے گئے۔ کیونکہ وہ قریشی نہیں۔ چونکہ ان مستعفی افراد میں سے میں بھی ایک ہوں اس لئے انصافاً مجھے مساوات کا حق پہونچتا ہے کہ اس امر کی تحقیق و تدقیق کیجائے کہ قریشی کون نہیں۔ مجھے مساوات کا بھی استحقاق پہونچتا ہے کہ قوم قریش کے جریدہ القریش امرتسر کے ذریعے بغرض مدافعت و انکشاف حقیقت انجمن کی منعزو بازیوں کے رازِ درونِ پردہ کے طلسم کو توڑ کر دکھلا دوں۔ کیونکہ

مقطع میں آ پڑی ہے سخن گسترانہ بات
ورنہ خیال قطع محبت نہیں مجھے

پس دائرۂ تحقیقات کو محدود کرنے کی غرض سے انجمن مذکور سے استفسار کرتا ہوں کہ

(۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت شاہ جمال علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ کمال علیہ الرحمہ دونوں حقیقی بھائی تھے ؟

(۲) اگر تھے تو کیا حضرت شاہ کمال علیہ الرحمہ کی اولاد بھی گوجرانوالہ ہی میں رہتی ہے۔ وہ کیا کام کرتی ہے اور کس لقب سے پکاری جاتی ہے۔

(۳) کیا آپ کے تعلقات برادری ان کے ساتھ ہیں اگر نہیں تو قرابت منقطع کرنے کا تصنع کیوں ہوا۔

(۴) کیا انجمن جواب دیگی کہ صحت قریشیت اولاد حضرت شاہ جمال علیہ الرحمۃ آیا مطابق شجرہ نسب مطبوعہ ہوئی اور اس صحت کا عمل صرف اولاد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم تک ہی محدود کیوں رہا۔

(۵) آپ کے شجرہ نسب مطبوعہ کو (جس پر دگری قریشیت کا انحصار ہے) آپکے خاندان کے چند افراد ہی غیر تحقیق اور غیر یقینی اور بالکل بناوٹی بیان کرتے ہیں۔

تو کیا آپ بھی اس شجرہ نسب کو ایسا ہی تصور کرتے ہیں اگر نہیں تو پھر کیا آپنے اس کی کوئی تردید کی ہے جس کی کہ غیرت مقتضی تھی۔

یار زندہ صحبت باقی

میں ہوں آپکا خیر اندیش
محمد عالم فاروقی بی، او، ایل، گوجرانوالہ

جولانئ طبع

محترم ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی نے "شہزادہ آزاد" کی وجہ تسمیہ ایک عجیب پیرایہ میں بیان کر کے موزونئ طبع کا ثبوت دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ یہ سوال زیر بحث تھا کہ مسمی برکت علی ابن بخشی مراسی سمبڑیالی "شہزادہ آزاد" کیونکر بنا۔ سنیئے، برکت علی بخشی زادہ تو تھا ہی۔ اس نے بخشی کی بیخ ازادی اور شیزادہ کو شہزادہ میں تبدیل کر لیا۔ چونکہ آبائی قومیت سے آبائی پیشہ سے اور آبائی نام سے آزاد ہو گیا۔ اس لئے "شہزادہ آزاد" بن بیٹھا۔

بت کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

محبوب عالم

اخبار وحوادث

گردشِ ایام غازی امان اللہ خاں والئے کابل کا دفعۃً سرزمین افغانستان کو خیرباد کہہ کر عازم یورپ ہونا تازہ واقعات وحادث میں ایک المناک اور جگرخراش واقع ہے جو گردش ایام سے وقوع پذیر ہوا۔ آپ ناگزیر حالات کی وجہ سے جنرل نادر خاں کے مشورہ پر ترک وطن پر مجبور ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے براہ چمن آپ بمبئی پہونچ گئے ہیں، اور عنقریب جہاز میں سوار ہو کر ولائت چلے جائیں گے، قندھار میں علی احمد جان نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا ہے۔ جنرل نادر خاں بچہ سقہ کی حکومت کو تخس نخس کرنے کی نیت سے ایک دفعہ اور حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی سنا جاتا ہے کہ بچہ سقہ کے فتحمند لشکر قندھار کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں،

۱۴ جنوری ۱۹۲۹ء کو غازی امان اللہ خاں ملائے شور بازار کے اشارہ پر تاج کابل کے تخت وتاج سے دستکش ہو کر قندھار کو کوچ کیا اور اب ۲۳ مئی کو جنرل نادر خاں کے مشورہ پر سرزمین کابل کو ترک کر دیا، نہ اس وقت آپ نے ذاتی رائے سے کام لیا اور نہ اس وقت بھی بلکہ فرزانگی و دانشمندی سے فائدہ اٹھایا،

آپ کے فرار کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ ان کی فوج کو ۲۲ مئی کے روز قلات غلزئی میں بچہ سقہ کے لاتعداد لشکر کے مقابلہ میں شدید ہزیمت کا سامنا ہوا اور ڈہائی ہزار حامی کام آرہے گئے اور ۲۶ کے قریب موٹر لاریاں دشمن کے قبضہ میں چلی گئیں۔ سنا گیا ہے۔ کہ آپ براہ کراچی اٹلی جانے کیلئے روانہ ہو گئے ہیں،

قبائل کی خانہ جنگی اور جنرل نادر خاں کی اس بیوقت کی ماگنی نے جو آپ پاڑ اور مشرقی افغانستان میں بیٹھ کر الاپتے رہے غازی موصوف کی پریشانی کا موجب ہی نہیں بلکہ عظمت وصولت افغانی اور عزت و وقار مشرقی کی بربادی کا موجب ہوئی ہے،

غازی امان اللہ خاں کا اس بے سروسامانی میں ہزیمت خوردہ ہو کر سرزمین وطن سے نکلنا بدرجہ اتم الم انگیز سانحہ اور عبرت خیز واقعہ ہے۔ آہ وہ کوہ وقار سلطان جس کے سطوت وجبروت کا سکہ عالم وعالمیاں کے دلوں پر جما ہوا تھا آج غریب وطن مسافر کی طرح ممالک غیر میں خاموش زندگی بسر کرنے کے لئے بر سر راہ ہے، فاعتبروا یا اولی الابصار،

دل آزار سجنوں کا رسالہ "شہیدوں کا یونیا" جس کے متعلق کسی دوسری جگہ نوٹ بھی لکھا گیا ہے۔ حکومت نے قابل اعتراض قرار دیکر ضبط کر لیا ہے۔

راجپال کے قتل کے الزام میں مسمی علم الدین کو سشن کورٹ نے باوجود اختلاف رائے پھانسی کی حکم سنا دیا۔

سکندرآباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہز اگز الٹڈ ہائی نس حضور نظام موسم سرما کے آغاز میں ہندوستان کی طویل سیاحت کا عزم رکھتے ہیں۔ اعلیحضرت اس سیاحت کے دوران میں دہلی، لاہور اور لکھنؤ اور بعض دیسی ریاستوں میں تشریف فرما ہونگے۔

رہنمایانِ ہند یسی کپڑے کے مقاطعہ کے پراپیگنڈا کے لئے دورہ کر رہے ہیں ۲۰ اکتوبر یوم مقاطعہ تجویز کیا گیا ہے اور ہر مہینے کے پہلے اتوار کو زیادہ سرگرمیاں ہوا کرینگی۔

پاراچنار کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت برطانیہ نے قوم بابوسہ پر گولہ باری کر کے چھاؤنی تعمیر کرنے کیلئے مقام ڈوگلہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

ریلوے ورکشاپ لاہور میں علی التواتر آتشزدگی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ محکمہ کے معقول انتظام کے باوجود سلسلہ لامتناہی ہے اس وقت تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

مسٹر سانڈرس کے قاتل نے اعلان کیا ہے کہ میں پھانسی میں خونی نہاں انسپکٹر کمانڈنگ کے ہاں مقیم ہوں۔ جو شخص مجھے گرفتار کریگا۔ دس ہزار روپے انعام دونگا۔

نواح ہند میں ایک عید ضحی بخیریت گذر گئی کوئی خون خرابہ نہیں ہوا:-

بالشویک روس جس طرح سرمایہ داری اور زمینداری کے خلاف پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہے اسی طرح قدیم مذہبی عقائد واصول کو نیست ونابود کرنے میں بھی اس کی تمام قوتیں صرف ہو رہی ہیں،

ایک یونیورسٹی کے دو سائنسدان ماہر عجائبات قدرت اس شاہی خوراک کا راز معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے کھانے سے شہد کی مکھیوں میں چند خاص مکھیاں بڑے قد کی ہو جاتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انسان بھی خاص قسم کی خوراک سے دس فٹ لمبے قد کا ہو سکتا ہے اور دوسو سے اکیس سو سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔

حضور ملک معظم جارج پنجم اپنی صحتیابی کی خوشی میں دلیسٹ منسٹر کے گرجا میں ۱۶ جون کو نماز شکرانہ ادا کرینگے۔

حیرت میں ڈالنے والے جرمنی کے بینظیر تحفے

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

(اس سے کرسیوں کی گدیاں سرہانوں کے غلاف ۔ غالیچے ، شال ، چادریں ۔ دوپٹے ۔ سوٹ وغیرہ وغیرہ ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم سرد ریشمی کپڑوں پر ، اون ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں ۔ ترکیب نہایت ہی آسان ہے غریب لڑکیوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کے لئے روزگار کا ذریعہ امیروں کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے ۔ چار ہو گئے ہیں کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیے ۔ قیمت فی مشین صرف چار روپیہ علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو ہینڈ کیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے ۔ عورت ، مرد ، جانور ، درخت ، مکان ، گرجا ، مسجد ، مندر ، ریل ، ہوائی جہاز وغیرہ چلتے پھرتے اڑتے اور بیٹھے ہوئے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کے لئے کم از کم ایک ضرور منگائیں ۔ ہر کیمرہ کے ساتھ مکمل پرچہ ترکیب تصویر اتارنے کے لئے پلیٹ و دھونے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی بالکل مفت روانہ ہوتا ہے ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملیگی ۔ قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ صرف پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائنسدانوں نے حال میں ایجاد کیا ہے ۔ اس کے ذریعہ سے آپ ہر وقت دیکھ سکتے ہیں ۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ بچہ نر ہوگی یا مادہ ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں ۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی بات از قبل از وقت بتا دیگا ۔ قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب صرف دو روپے علاوہ خرچ ڈاک

طلسمی لالٹین

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جا کر پیسے اڑانے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھئے ۔ دوسرے لوگ اس کو لگا کر تماشا دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں ۔ اور امیروں کے لئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل مانا جاتا ہے ۔ قیمت فی عدد معہ مکمل سامان صرف پندرہ روپیہ دو عدد معہ مکمل سامان چوبیس روپے علاوہ

منیجر برلن ٹریڈنگ ایجنسی (انڈیا آفس) پوسٹ بکس نمبر ۹۷ لاہور

دلچسپ مکالمہ

باپ (دروازہ کھٹکھٹا کر) ارے دروازہ تو کھولو ۔ بیٹا (اندر سے) اماں جان ایک شخص آبا جان سے ملنے آئے ہیں ۔ بیٹا بابو جی ۔ ابا جان گھر پر نہیں ۔ کہیں بازار گئے ہیں ۔ باپ پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر ، بیٹا دروازہ کھولو میں ہی تمہارا ابا ہوں ۔ بیٹا (اماں سے) اماں جان دروازہ پر کھڑا ہوا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں ، لباس تو سب انہیں کا ہے ۔ آواز بھی ملتی ہے ۔ مگر شکل وہ نہیں ہے ۔ ابا جان بڈھے ہیں ۔ داڑھی سفید ہو چکی ہے ۔ مگر یہ شخص تو بالکل جوان معلوم ہوتا ہے ۔ داڑھی بالکل سیاہ ہے ۔ اماں بیٹا جا کر دروازہ کھولو کہو مردانے میں تشریف رکھیں ۔ غالباً تمہارے ابا کے کوئی دوست ہونگے ۔ دروازہ کھلنے پر وہ صاحب بلا تکلف زنان خانہ میں آ گئے جنہیں دیکھ کر ماں اور بیٹا حیران تھے کہ یہ شخص کون ہے ۔ جو خود بخود اندر آ رہا ہے

وں کہتے ہوئے ہمارے ایک دوست نے جناب اے ۔ آر قریشی صاحب گجرات سے خضاب رشیدی اس کا جادو بھرا اثر ہے ۔ کہ بغیر تکلیف اور صرف چند منٹ میں بال سیاہ تمام عین قدرتی انداز کے ہو گئے ہیں ۔ جس سے رنگ رہ گئے اور خوش ہو کر کہا ۔ کہ ابھی خضاب رشیدی رجسٹرڈ کے چند بکس منگوائیں ہوگی خاوند خوبی فوری ہے ۔ کہ مہنگی بھی نہیں ۔ ایک بکس صرف آٹھ آنہ میں ملتا ہے ۔ جو احتیاط سے استعمال کریں تو تین ماہ ایک درجن بکس منگوائیں کچھ میں اپنے بیکے بطور سوغات بھیجوں ۔ بڑے میاں نے فوراً ایک درجن بکس کا آرڈر بخدمت منیجر کارخانہ اے ۔ آر ۔ قریشی گجرات (پنجاب) بھیج دیا ۔

... مطبع ... محمد ... صدیق ملک وایڈیٹر الفریش امرتسر

حکمت و موعظہ

حسنِ معاشرت

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ رہے جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور نیک بات کہے اور چپ رہے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں کسے تحفہ بھیجوں۔ فرمایا جس کا دروازہ تم سے قریب تر ہو اور ایک روایت میں ہے۔ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ جانے خواہ وہ اسے ایک نہایت خفیف ہدیہ مثلاً بکری کا کھر ہی بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں اور ان عورتوں پر جو مردانہ وضع بناتی ہیں لعنت کی اور فرمایا کہ لوگ انہیں اپنے گھروں میں نہ آنے دیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت کی بیٹی میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں۔ کہ ام کلثوم کا بیٹا آگیا آپ نے فرمایا، پردہ کرلو۔ ہمنے کہا وہ تو اندھے ہیں۔ ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو اور اُسے دیکھ نہیں سکتیں۔ فرمایا اے علیؓ اگر اتفاقاً کسی عورت پر تمہاری نظر پڑ جائے تو دوسری دفعہ مت دیکھو کیونکہ پہلی نظر تو خیر مگر دوسری روا نہیں۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ حمام میں تہ بند باندھے بغیر داخل نہ ہو۔ بغیر کسی معقول وجہ کے اپنی عورت کو حمام میں داخل نہ کرے اور ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا عورت پردے کے لائق ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے۔ تو شیطان اسے تاکتا ہے۔

عالمانہ گفتگو

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے امام حسین علیہ السلام نے چند سوالات کئے۔ جس جو برجستہ جوابات امام حسینؓ نے دئیے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت علی : بیٹا انتظام کیا چیز ہے ؟

امام حسین ! باباجان ! برائی کو بھلائی سے تبدیل کرنا۔

حضرت علی ! شرف کیا چیز ہے ؟

امام حسین ! قبیلہ والوں سے موافقت اور ان کی تکلیف برداشت کرنا۔

حضرت علی بخشش یا سخاوت کیا چیز ہے ؟

امام حسین ! تنگدستی و فراخی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا۔

حضرت علی ! بخیل کس کو کہتے ہیں ؟

امام حسین ! انسان کا اپنی عزت کو خراب کرکے مال کی حفاظت کرنا۔

حضرت علی ! بزدل کس کو کہتے ہیں ؟

امام حسین ! دوست پر جرأت کرنا، دشمن سے بھاگنا۔

حضرت علی ! تونگری کیا چیز ہے ؟

امام حسین ! نفس کا راضی ہو جانا۔ اس چیز سے جس کو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھا ہو۔

حضرت علی [illegible]

حضرت علی ! غیرت کیا چیز ہے ؟

امام حسین ! اسراف سے زیادہ ڈرنا اور اللہ کے لئے خرچ کرنا اور نیکی قبول کر کے پورا کرنا [illegible]

حضرت علی ! ذلّت کیا چیز ہے ؟ امام حسین ! مصیبت کے وقت گھبرا جانا۔

حضرت علی تکلیف کیا شے ہے ؟ امام حسین ! لایعنی گفتگو کرنا۔

حضرت علی ! زندگی کیا چیز ہے ؟

امام حسین ! تاوان بھرنا اور جرم معاف کرنا۔

حضرت علی ! سیادت کیا شے ہے ؟

امام حسین ! بھلائی کرنا، برائی چھوڑنا۔

حضرت علی ! کمینہ پن یا بیوقوفی کس کو کہتے ہیں ؟

امام حسین ! کمینہ لوگوں کا اتباع اور گمراہوں کی صحبت !

حضرت علی ! غفلت کس کو کہتے ہیں ؟

امام حسین : مسجد کو چھوڑنا اور فسادی کی تابعداری کرنا۔

(از کتاب مظلومیت کی داستان)

جلد ۱۵ — نمبر ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش

امرتسر، ۲۷ جون سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۸ محرم سنہ ۱۳۴۸ء

ایک تجویز

قومی تنظیم کیلئے ایثار کی ضرورت

۲ مئی کے افتتاحیہ میں " قرشیت پر اغیار کے حملوں کے اسباب و علل " پر ایک بسیط تبصرہ کرتے ہوئے بتلایا جاچکا ہے کہ قومی وقار و عظمت اور نسبی شرافت و دیانت پر " بدنام کنندۂ نکونامے چند " کے حملہ آور ہونیکی وجہ محض افراد قوم کا مجرمانہ تغافل اور بے پروائی ہے۔ فرزندان قریش اگر اقوام عالم کے تتبع میں اپنے ذاتی مشاغل سے ذرا فرصت پاکر قومی امور پر توجہ دینے کی زحمت گوارا کرتے تو یقیناً یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور یہ وقت جو اغیار کے شرمناک حملوں کی رد و کد میں ضائع کیا گیا ہے کسی مفید قومی خدمت پر صرف کیا جاسکتا تھا۔

ہمیں اسوقت افراد قوم کی غفلت و بے پروائی کی داستان دہرانیکی ضرورت نہیں جن بھائیوں کو خدا نے دیدۂ بینا اور حساس دل عطا کیا ہے وہ قومی کمزوریوں سے کماحقہٗ واقف ہی نہیں بلکہ اپنی پسماندگی پر نالاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ قوم کو مغاک ضلالت سے ابھارنے کیلئے انہیں کوئی موقع ہاتھ آئے۔ لیکن وہ جن کے ایک اشارہ سے قومی نحوست ٹل سکتی ہے محو خواب اور نشۂ امارت میں سرشار ہیں۔ اور کسی کے درد میں تڑپنا نہیں چاہتے۔ انہیں قوم کے اصلاحی امور سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ اس وقت تک ہوسکتی ہے۔ جب تک کہ انہیں اس کے لئے مجبور نہ کر دیا جائے قوموں کے بنتے بگڑنے کا واحد ذریعہ " متفقہ سعی و کوشش " ہے اور بس!

لہٰذا ضرورت کا شدید تقاضہ یہ ہے کہ دردمندان قوم ان بے پروا ہستیوں کو جو ان حالات میں بھی پہلو نہیں بدل سکیں بیدار کرنے کیلئے کمر ہمت چست کر لیں اور اسباب کا تہیہ کرلیں کہ جب تک وہ خفتگان قوم کو بیدار کرکے میدان عمل میں نہ لے آئیں گے چین نہ لیں گے۔

پنجاب کے ہر ضلع میں سے اگر ہمیں دو دو جواں ہمت رفقائے کار مل جائیں جو اپنے ضلع میں ان فرائض کو بوجہ احسن انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو یقیناً کسی خاص وفد، ڈیپوٹیشن یا سفیر کی ضرورت باقی نہیں اور کام بھی نہائت خوبی کے ساتھ باسانی ہوسکتا ہے۔

جو احباب اس تجویز سے متفق ہوں اور اپنے اپنے علاقہ میں یہ اہم قومی کام انجام دینے کے لئے تیار ہوں وہ مہربانی کرکے اپنے اپنے ارادہ سے ہمیں مطلع کریں۔ تاکہ ہم کسی نتیجہ پر پہونچکر ضروری کاغذات اور مناسب ہدایات ان کی خدمت میں روانہ کرسکیں۔

انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں ہم اس پر ذرا تفصیل کے ساتھ لکھیں گے اور ایسے احباب کی ایک فہرست شائع کریں گے جن سے ہمیں اس کام میں امداد کی کامل توقع ہے اور ہوسکتی ہے۔

عذر: شدت گرمی کی وجہ سے اس دفعہ ترتیب مضامین اور کتابت حسب دلخواہ نہیں ہو سکی۔ نیز مضمون کا عنوان بھی رہ گیا ہے۔ احباب معاف فرمائیں۔ منیجر

فتنۂ افغانستان

اگرچہ افغانستان کی اطلاعات حسب معمول غیر معتبر اور غیر مصدقہ ہیں۔ لیکن جہاں تک تواتر سے اندازہ کیا جاسکتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قندہار پر آجکل بچہ سقہ کا تسلط ہے۔ سردار علی احمد جان جنہوں نے اعلیٰحضرت شہریار غازی کی کنارہ کشی کے بعد اپنی بادشاہی کا اعلان کردیا تھا آجکل ارک کابل میں اسیر و نظر بند ہیں اور بساط افغانستان کا یہ مہرہ کاملاً پٹ چکا ہے۔ اب شمال کیطرف سے جرنیل غلام نبی خاں، اور جنوب مشرق کی جانب سے جرنیل نادر خاں اور انکے بھائی کابل پر حملہ آور ہونے کیلئے اقدام کررہے ہیں اور بچہ سقہ نے ان کے مقابلے کیلئے اپنی فوج کے دستے بھیج رکھے ہیں۔ بچہ سقہ کے پاس روپے کی کمی نہیں۔ چنانچہ وہ قبائل کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے بیدریغ روپیہ لٹا رہا ہے۔ جرنیل نادر خاں کے پاس روپے کی قلت ہے۔ لیکن تدبر، شجاعت اور حب وطن کے جذبہ مخلصانہ کی کمی نہیں۔ چنانچہ افغانستان کا یہ مایۂ ناز فرزند اپنے انہی نجیبانہ خصائل کے بل پر میدان میں ڈٹا ہوا ہے۔ ہمیں پوری امید ہے۔ کہ اس کی مخلصانہ کوششیں رائیگاں نہ جائینگی۔ بہرکیف موجودہ حالات میں افغانستان کو امن وامان کی نعمت سے ازسرنو بہرہ مند کرنے اور اس کو تشتت و انتزاع سے بچانے کے لئے جو مساعی جرنیل موصوف کیطرف سے ظہور میں آرہی ہیں وہ نہایت مبارک ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس بطل عظیم کی سرگرمیوں کو اچھی نظر سے دیکھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ جرنیل نادر خاں کو انکے عزائم میں کامیابی عطا فرمائے۔

اپنے ہاتھوں اپنی تباہی

مسلمانوں کی قومی تحریکیں تباہ و برباد ہونے کے اسباب پر اظہار خیال کرتے ہوئے معزز معاصر "تبلیغ" لکھتا ہے۔ کہ

"شدھی کی تیز اور تند آندھی کا مقابلہ کرنے کو مسلمان اٹھے۔ مقابلہ کب اور خوب کیا۔ مگر آندھی کا طوفان ابھی فرو بھی نہ ہوا تھا۔ کہ خود آپس میں دست بگریباں ہوگئے شدھی کا طوفان اب ایک خوشگوار ہوا کی صورت میں منتقل ہوگیا اور ارتداد کے شرارے جو سارے ملک میں اڑتے اڑتے پھرتے تھے۔ اب وہ آہستہ آہستہ سلگ رہے ہیں۔ مسلمان جانتے ہیں مسلمانوں کو خبر ہے۔ مگر مسلمان ہیں آپس کے ان جھگڑوں میں کہ وہ انجمن کا صدر کیوں ہوگیا۔ میں کیوں نہ ہوا۔ وہ سکرٹری کیوں ہوگیا میں کیوں نہ ہوا۔ اس کا بلوایا ہوا آدمی کام پر کیوں لگا دیا گیا۔ میرا انتخاب کیوں گرا دیا گیا۔ ایسے مبتلا ہیں کہ ہندوستان کے کونے کونے میں اسلامی انجمنیں ہیں۔ مگر قریب قریب سب معطل ہیں۔ کہیں مذہبی فرقہ بندیاں ہیں تو کہیں کونسلی جتھہ آرائیاں۔ کہیں مذہبی بھاہمی کا شہرہ ہے تو کہیں دفتری ترکیبوں کا۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہماری تو مایوسی روز بروز بڑھتی جاتی ہے کہ خداوندا دوسرے منزلوں پر منزلیں طے کرتے چلے جاتے ہیں اور ہم ابھی پہلی ہی منزل میں کسابت پر دست بگریباں ہیں۔ کہ اسباب کون اٹھائے بستر کون باندھے، ٹرین پر قدم کون رکھے؟"

مسلمان ان عوارض میں سختی کے ساتھ مبتلا ہیں۔ خدا انہیں ہدایت اور ان سے بچنے کی توفیق عطا کرے،

ایک مخیر مسلمان

مولانا سید کشفی شاہ صاحب نظامی کا نام نامی کسی تعریف و تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ مسلمانوں کے موجودہ افتراق و تشتت کے ازالہ کے لئے ہر امکانی کوشش عمل میں لارہے ہیں۔ پچھلے دنوں لاہور کے مقام پر مسلمانان لاہور کے عظیم الشان جلسہ کی صدارت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ

"دنیا میں کوئی تحریک روپیہ کے بغیر نہیں چل سکتی۔ میں اس تحریک کے متعلق قوم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ آپ پہلے کام دیکھیں اور پھر روپیہ دیں۔ اگرچہ ہم لوگ ہی روپیہ دیتے دیتے تنگ آچکے ہیں۔ مگر اس مرتبہ ہمارے اعتماد کا آخری امتحان ہے۔ اس لئے میں اس جلسہ میں اپنے آپ کو کسی معین رقم کا اعلان نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ یہ امر اپنے دوستوں کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ ایسا بجٹ بنا کر جس قدر روپیہ چاہیں دل کھول کر مانگ لیں۔ ہم لوگ خدا کے فضل سے پوری پوری کوشش کریں گے کہ خواہ کچھ بھی ہو یہ مطالبہ پورا کردیں۔ اس کے بعد بھی اگر مساجد کی تنظیم نہ ہو اور کام کرنے والے لڑ جھگڑ کر اس پاک مشن کو ضائع کردیتے ہیں، ہزارہا مسلمانوں کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد ہم لوگ خدا اور اس کی مخلوق کے سامنے سکہ رُشن سمجھے جائینگے"

یہ ہے جذبۂ ایثار اور یہ ہے نصب اسلامی۔ اگر مسلمان سچے دل سے ملی خدمات کے لئے تیار ہو جائیں تو یہ نحوستیں آن واحد میں دور ہو سکتی ہیں۔ خدا انہیں توفیق عطا کرے،

اسلامی جرائد اور خبریں

ابھی پورے چھ ماہ نہیں ہوئے کہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ ملکہ ثریا کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے اور آج کل یہ خبر عام طور پر گشت لگا رہی ہے کہ بمبئی کے مقام پر ملکہ ثریا کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ ۶ ماہ کے عرصہ میں لڑکے اور لڑکی کی پیدائش کی خبر یقیناً غلط ہے۔ افسوس ہے کہ اخبارات بعض خبریں ان کی صحت و عدم صحت سے بے پرواہ کر ایسی مبہم اور فضول طریقہ پر درج کردیتے ہیں اور اپنی ذمہ داری کا احساس تک نہیں کرتے،

اُسوۂ حسین علیہ السلام

دُنیا کی تاریخ میں صدہا قوموں کے بننے بگڑنے اور ان کے تنزل ہبوط و صعود، اوج و حضیض، بلندی پر پہونچنے اور پستی میں گرنے سے بہتیرے واقعات محفوظ ہیں، جو بصیرت افروزِ انسان، دیدۂ بینا اور گوشِ شنوا کی ہدایت اور رہبری کیلئے جلوہ نما، مرقع عبرت اور درس نصیحت کہے جاسکتے ہیں۔ مگر سید الشہدا امام عالی مقام کی حیات آفرین شہادت تزکیہ انسانی، حق کوشی، صداقت شعاری، ایثار، رضا و تسلیم حریت و آزادی، شجاعت و شہامت اور ایمان و آگہی کی سب سے بڑی مراطِ مستقیم ہے

اوراقِ عالم، جو ظلوم اور جہول، جنگجو و خونریز انسان کی بداعمالیوں سے سیاہ ابتلا و آزمائش کے بیشمار خونین داستانوں اور خون چکاں و خون آشام تلواروں سے لالہ زار و رنگین ہیں، ان میں سے کچھ ایسے واقعات بھی ہیں جو قوموں کی عزت و شہرت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور جس پر بہت کچھ فخر و مباہات کیا جاسکتا ہے۔ لیکن سب سے بڑھکر کربلا کی وہ سرگذشت ہے۔ جو باوجود پونے تیرہ سو برس گذر جانے کے آج بھی ویسی ہی اپنے تازہ خون سے ابھرے ہوئے نقش و نگار سے صدائے حق دے رہی ہے۔

حضرت نوح، ایوب، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ، ذکریا اور یحییٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام بھی آزمائش و ابتلا میں مبتلا ہوئے ہیں۔ مگر یہ سب کے سب نبی اور رسول ہیں۔ خدا کے مامور تھے۔ تبلیغ ان کا فرض تھا۔ اس منصب کی ادائیگی میں جو مصائب بھی پیش آئیں۔ ان کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ مگر امام ہمام نبی نہیں۔ رسول نہیں۔ ہاں نواسۂ پیغمبر اور جگر پارۂ رسول ہیں۔ جو اپنے نانا کی سنت کو قائم رکھنا اپنا اہم فریضہ سمجھتے ہیں۔ آپ چاہتے تو بداطوار و مستبد یزید کے ہاتھوں پر بیعت کرکے اس عارضی فانی دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے۔ مگر ایک مؤمن اور سچے مسلمان کے لئے اس سے بڑھکر کوئی معصیت نہیں کہ اسکی اطاعت شعار جبین کسی باطل اور فاسق کے سامنے جھک جائے۔ اور ماسوی اللہ کی اطاعت و انقیاد کا طوق اسکے گردن پر پڑ جائے۔ یہی تاریخ کا زرین ورق ہے۔ جسکو زمانہ سال بسال قیامت تک دہراتا رہیگا

اور کسی یاد غافل سے سنگدل انسان کو بھی آبدیدہ کئے بغیر نہیں رہتی۔ ابتلا و آزمائش کی کوئی انتہا ہے کہ ملازم، رفیق، بھانجے، بھتیجے، بھائی دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوں۔ معصوم دودھ پیتا بچہ باپ کی گود میں نشانۂ ستم بن رہا ہو اور زبان پر اف بھی نہ ہو۔

کربلا کا سانحہ اور یاد تیرے صبر کی :: کب مٹائے سے مٹینگے انکو حاصل ہے دوام

ارض نینوا کی تپتی ہوئی ریت بے سرو سامانی اور مسافرت کا عالم، شجاع و جوان ہمشکل پیغمبر علی اکبر اماں کو نانا، نانا روتا چھوڑ کر باپ سے میدان کارزار میں جانے کی اجازت لیتا ہے۔ اور وہاں داد شجاعت دے کر مظلوم باپ کی آنکھوں کے سامنے اپنی جان حافظِ حقیقی کے سپرد کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ تمام خاندان کی مصیبت و تاراجی، اسیری، بھوک اور پیاس کی انتہائی شدت ننھے ننھے بچوں کا بلکنا رونا بھتیجے اور بھانجوں کا اکبار کے زخموں میں تیروں کا نشانہ بننا، اعوان و انصار کی ایک مختصر جماعت کا ایک ایک کرکے شہید ہو جانا اور پھر اسی استقامت، صبر، استقلال، پامردی، شجاعت، بسالت کے ساتھ خود بھی حیاتِ ابدی حاصل کرنا وہ زبردست قوت و اخلاق کا مظاہرہ ہے۔ جسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند :: کسے بحسن و لطافت بیار ما نرسد

حسین (علیہ السلام) اگر کسی اور قوم میں پیدا ہوئے ہوتے تو آج انکے مجسمہ کی پرستش ہوتی۔ اور سب سے بڑے معبدگاہ کے صدر نشین اور صنم اکبر بنائے گئے ہوتے۔ مگر اسلام و ملتِ بیضا کی تعلیم و تہذیب اس سے کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ خالقِ اکبر کی بارگاہ کے سوا شرف انسانی کی پیشانی کو کسی جگہ نہیں جھکاتا۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق :: زبان اور دل کی شہادت کے لائق

مگر ہم مسلمان بحیثیتِ مسلم اور قرآن کی زبان سے امام ہمام کو زندہ مانتے ہیں۔ اور ایسا زندہ مانتے ہیں۔ کہ ان کی پاکیزہ اور سنہری زندگی، لطیف و فرحت آمیز احیاء ہمارے ناقص عقل کے تخیل سے بالاتر و مافوق ہے، وہ ایسی سرمدی اور دائمی زندگی کے مالک ہیں، جو ہمارے دماغی تصور سے بالاتر ہے۔

لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون تم انکو مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے پروردگار فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ کے پاس رزق پاتے ہیں، اور جو کچھ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ اس پر مسرور ہوتے ہیں۔

مگر دوسری طرف اسکا بھی خیال کرنا ضروری ہے، کہ امام ہمام اگر مغرب میں پیدا ہوئے ہوتے تو آج انکے نام پر صدہا تعلیم گاہیں کھلی ہوئیں، ہزاروں ہونہار غیر مستطیع طلباء وظائف سے فیضیاب ہوتے۔ لاکھوں یتیم پرورش پا کر حزب الاحرار کے پرجوش کارکن بنتے! اور لاکھوں بیوائیں ملک و قوم کے بچوں کیلئے مہد شفقت و گہوارۂ تربیت و تعلیم ہوتیں۔ اور وہاں کا سب سے بڑا ایڈیٹر اسوۂ حسینی کے مشن کو کامیاب بنانے اور اپنی زندگی کو اسی رنگ میں قربان کر دینے کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جانتا۔

واے برحال ما، کہ ہم اسوۂ حسینی سے بیخبر ہیں، ہم لوگوں میں حسین کی لاثانی عظمت کو صحیح و مفید طریقہ پر ملحوظ رکھنے کے طریقے رائج نہیں۔ کیا ہماری بصیرت افروز عقل ہم سے سلب ہو چکی ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں، کہ حسینؑ زندہ ہے اور زندہ رہیگا۔ جو پیام حریت و صداقت، امام نے ۶۱ھ میں کربلا کے میدان میں دیا تھا، وہی حق کوشی و صداقت کی آواز، آج بھی کربلا کے میدان سے آرہی ہے۔ مسلمانو! سنو اور غور سے سنو! حسینؑ کی آواز آج بھی تمہیں اسوۂ حسینی کے رنگ میں پکار رہی ہے، کیا تم میں کچھ صداقت ہے۔ زندگی ہے؟ اگر ہے تو بڑھو اور دیوانہ وار بڑھو، اور اپنے شہید اعظم کو گواہ کر کے کہو "نحن انصار اللہ" مسلمانو کسقدر شرم و غیرت کی بات ہے، کہ مظلوم کربلا رسول کا چہیتا اور پیارا نواسہ بے آب و دانہ نینوا کی ریتلی و پتھریلی زمین پر اسلام کی زندگی اور چمن زار رسالت کی آبیاری کیلئے اپنا اور اپنے بچوں کا سر کٹائے اور ہم اسکی یاد میں اس رات کو حلوے اڑائیں، گوٹے کھائیں اور باوجود عشق و محبت اہلبیت و اولاد رسول اتنا بھی غور نہ کریں۔ کہ سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لخت جگر نے یہ ہدیۂ عظیم کس لئے پیش کیا؟ اور دعوے محبت کے بعد کچھ ہمارا بھی فرض ہے۔ یا نہیں؟ آج نخل اسلام برگ و بار سے ٹنڈ ورا کر کے بیخ و بن سے اوکھاڑ پھینکنے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ مگر ہماری جمود و غفلت کا یہ عالم ہے، کہ کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

جب عہد شکن کوفیوں نے یزید کے مظالم کی دردبھری داستان امام کو لکھکر بھیجی اور لکھا کہ اگر آپ ہمارے رد کے لئے نہیں آئینگے، تو ہم خدا کے روبرو آپ سے مخاصمہ کریں گے اور کہینگے اے خدا حسینؑ نے ہم پر ظلم کیا اور ہم پر ظلم کو جائز رکھا یا ربنا ظلمنا الحسین و رضیا بظلمنا بالجور ایک اسوقت آپ خدا کو کیا جواب دینگے، تو امام ہمام خدا کے خوف سے تھرا اٹھے، اور انکی اس بیکسانہ فریاد پر دادرسی کیلئے تیار ہوگئے مسلمانو! اسیطرح آج اسلام اور اس کے بہت سے نادار اور جاہل مسلمان فریادی ہیں۔ تم کل یعنی قیامت کے دن حسینؑ کے نانا کے سامنے خدا کو کیا جواب دوگے کیا تبلیغ اور حفاظت اسلام تمہارا فرض نہیں۔؟ خدا نے تخلیق آدمؑ کے ساتھ تمہیں انی جاعل فی الارض خلیفہ جیسی زبردست اور گرانبار امانت کا متحمل بنایا، ہمیشہ خدا کے پاک اور برگزیدہ بندوں نے اسکی حمایت میں تکلیفیں اٹھائیں، آخر اسلام جو اس امانت کا متمم و مقصود تھا، اس نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں، خلافت الٰہی کو زندہ کیا۔ اور پہلے سے زیادہ شاندار طریقے پر زندہ کیا۔ اور تمام بنی نوع کو ہر قسم کی غلامی بت پرستی و شرک کی آلودگی سے بچا کر معبود حقیقی کی ملکیت و غلامی میں داخل کر دیا تھا، لیکن یزید نے پھر قیصر و کسریٰ کی بدعت کی پیروی کی اور خلافت کے تاج کو پہنکر پھر ملوکیت کے غلاف میں انسان کو انسان کا محکوم بنانا چاہا تھا، جو اسلام کی تعلیم کے سراسر منافی اور خلاف تھا، اسلئے امام عالیمقام کیلئے کیونکر ممکن تھا، کہ وہ یزید کے غیر حق پرست ہاتھوں پر بیعت کر لیتے

سر داد نداد دست در دست یزید　∴　حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ۔

کیا امام ہمام کی مقدس و برگزیدہ ذات کی کھلی ہوئی توہین نہیں ہے۔ کہ ہم آپکے انمول اور مقدس خون بہانے کی یاد میں آپ کو مردہ سمجھکر مردوں کے مراسم ادا کریں، اور ان میں نام و نمود کے درپے ہو کر کربلا کے اہم ترین واقعہ کے اصل سبق کو بھلا دیں، آؤ ہم سب ملکر آج سے زندہ حسینؑ کی زندہ یادگار منانے کا تہیہ کریں، روح کو ایصال ثواب گناہ نہیں، مگر احسن اور عمدہ طریق پر ہو، مستحقین کا خیال رہے، اور خدا کے سامنے نہایت عجز و نیاز کے ساتھ اس کی توفیق چاہتے ہوئے، اب تک کی غلطیوں کا اقرار کریں اور تائب ہوں اور امام پاک کے مقدس اسوۂ حسنہ پر چلنے کی دعا مانگیں تاکہ ہم بھی امام عالی مقام کے نقش قدم پر چلکر اسلام و حفاظت اسلام کی خدمت انجام دے سکیں، اور قیامت کے دن امام ہمام اور انکے نانا کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔

درسِ عمل

غور کرنے کی باتیں

قدرت نے جانوروں کو بہت بے پروا پیدا کیا ہے، جو کھاتے ہیں فوراً کھا لیتے ہیں یا بچوں کو کھلا دیتے ہیں، نہ شام کے واسطے اٹھا رکھتے ہیں۔ نہ صبح کی خاطر خوراک کو رکھنے ڈھکنے کی تکلیف اٹھاتے ہیں، تم نے دیکھا ہوگا کہ پرندے اور چرندے جب اپنی غذا کو سامنے پاتے ہیں تو بغیر سوچے سمجھے کھانا شروع کر دیتے ہیں جتنا کھا یا کھا لیا باقی کو وہیں چھوڑا اور چل دئے، مگر قدرت نے سب جانوروں کو یکساں پیدا نہیں کیا۔ شہد کی مکھی اور چیونٹی کی عادت سب کے خلاف ہے۔ وہ آئندہ کا فکر بھی کرتی ہیں۔ ہفتوں، مہینوں بلکہ بعض اوقات برسوں کا انتظام پہلے سوچتی ہیں شہد کی مکھی کے چھتہ میں اتنی خوراک جمع ہوتی ہے۔ کہ ان کے بچے مہینوں کھایا کریں یہی حال چیونٹی کا ہے وہ بھی غلہ اور اسباب کم سے کم اپنے سوراخوں کے اندر اکٹھا رکھتی ہے، تاکہ وقت پر ڈھونڈنا نہ پڑے۔ اور آرام سے بیٹھی کھایا کرے۔ انسان کی خصلت گوناگوں واقع ہوئی ہے، ایک وقت میں وہ کل کی فکر سے آزاد ہوتا ہے اور دوسرے وقت میں اسے برسوں کا فکر کرنا پڑتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان میں تمام مخلوقات کی عادتوں کا اجتماع ہے۔ اور وہ ہر مخلوق خدا پر فوقیت رکھتا ہے۔ جو صفات تمام مخلوق میں بکھری ہوئی ہیں۔ انسان کے اندر وہ سب جمع ہیں۔ آئندہ کا فکر رکھنا موجودہ کی حفاظت پر منحصر ہے، اس واسطے فطرت نیچر کی جو زبان خدا نے نازل کی ہے جس کا نام قرآن ہے۔ بولتی ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا کھاؤ، پیو مگر فضول خرچی نہ کرو، دوسری جگہ کہا ہے ولا تبذر تبذیرا، ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی نہ کرو فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں،

جو لوگ فطرت امر کے اس حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ان کی زندگی خوشی اور آسائش سے بسر ہوتی ہے اور جو اس کی پروا نہیں کرتے ہمیشہ پریشان اور تکلیف میں رہتے ہیں،

مسلمانوں کی قوم کا خدا کے کلام قرآن پر ایمان ہے مگر شاید وہ ایمان محض کہنے کا ہے اگر وہ اس پر عمل کیا کریں تو ان کو موجودہ مفلسی سے نجات مل جائے۔ اور دنیا کی سب قوموں سے زیادہ وہی آرام سے نظر آئیں۔

کہنے کو سب کہتے ہیں کہ کفایت شعاری اور چلن سے چلنا اچھا ہے۔ مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ کفایت شعاری کیونکر کی جائے اور چلن سے چلنا کسے کہتے ہیں۔

نئے زمانہ نے انسان کی ضرورتوں کو بڑھا دیا ہے۔ اگلے زمانہ میں مٹی کے آبخورے میں پانی پیتے تھے اور وہ بہت سستے آتے تھے۔ اب کانچ کے گلاسوں میں پانی پیا جاتا ہے۔ جو ہر مہینہ میں دو چار ٹوٹ جاتے ہیں اور دو روپیہ ۲ روپیہ ماہوار صرف پانی کے راستے بہ جاتا ہے۔ پہلے مٹی کے چراغ جلتے تھے اور ان میں دمڑی کا تیل رات بھر جلتا تھا۔ اب لیمپ چل گئے ہیں جن میں تیل کا بھی زیادہ خرچ ہے اور چمنیوں کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی اور خود لیمپ کے خریدنے مٹی کے چراغ سے کئی سو گنا زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے، ایسے ہی کھانے، پینے، رہنے، پہننے کی ہر چیز میں خرچ زمین سے آسمان پر پہونچ گیا ہے۔

اس فضول خرچی کا نام لوگوں نے تہذیب اور شائستگی رکھا ہے اور جو اس پر عمل نہیں کرتا یعنی ان نئی چیزوں کو کام میں نہیں لاتا اس کو وحشی اور جنگلی کہا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زمانہ کی ترقی اور صفائی کے ساتھ چلنے میں کچھ حرج نہیں۔ مگر ہمکو اپنی چادر دیکھکر پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ اگر چار پیسے ہاتھ میں ہوں تو تین پیسہ کا خرچ رکھنا مناسب ہے اور ایک پیسہ آئندہ کے واسطے رکھنا لازم ہے۔

ہم جب بازار میں جاتے ہیں تو دکانوں کی چیزوں کو دیکھکر ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں اور خیال آتا ہے کہ لاؤ اس کو بھی خرید لیں۔ کبھی نہ کبھی کام آ جائیگی۔ یہ طریقہ فضول خرچی کی بنیاد ہے۔ ہم کو چاہئے کہ گھر میں جب ضرورت پیدا ہو اس وقت بازار جائیں اور بازار جا کر ضرورت پیدا نہ کریں۔

یہ بات ہمارے اختیار میں ہے کہ اپنی نیند، بھوک اور خرچ کو جتنا چاہیں بڑھا لیں اور جتنا چاہیں کم کر لیں مسلمان اس معاملہ بہت بے پروا ہیں۔ وہ جب دکان لیکر بیٹھتے ہیں تو کفایت شعاری ان کے پاس بھی نہیں آتی۔ اپنے گھر میں اور دوستوں کو بے تامل چیزیں دیتے رہتے ہیں اور اس کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تجارت کی کفایت شعاری کا حکم ہے کہ گھر اور دوست کو بھی دوسرے گاہکوں کیطرح سمجھو۔

مسلمانوں کی قوم حساب میں بہت کمزور مشہور ہے اس کا سبب یہ ہے۔

وہ فضول خرچ بہت ہے اور فضول خرچ آدمی ہمیشہ دم چرایا کرتا ہے اگر ہم کھانے اور کپڑے میں حساب کو سامنے رکھا کریں تو ہم کو خود بخود کفایت شعاری کی عادت ہو جائے۔

رات کو سونے کے لیئیں تو ہم کو چاہیئے کہ دن بھر کے خرچ کا حساب کریں یہ ضروری نہیں کہ ہم کو لکھنا پڑھنا آتا ہو تب ہی حساب ہو سکتا ہے حساب تو زبانی یادداشت سے بھی ممکن ہے۔ ہم خیال کر سکتے ہیں کہ آج دن میں ہم نے فلاں فلاں کام میں اتنا اتنا خرچ کیا اور فلاں فلاں خرچ ضروری تھا اور فلاں بیکار تھا۔ اس حساب سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ دوسرے دن ہم فضول کام سے احتیاط کریں گے اور اس دن اگر کچھ فضول خرچی ہو گی تو تیسرے دن وہ اور بھی کم ہو جائیگی۔ غرض اسی طرح رفتہ رفتہ ہم اصلی ضرورت کے پیمانہ پر آجائینگے اور ہمارا خرچ آمدنی سے کم ہو جائیگا۔

ہماری فضول خرچی کی اصلاح زیادہ تر عورتوں کی اصلاح پر منحصر ہے۔ انکی فضول رسموں اور توہمات کی باتوں میں ہمارا اتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے جتنا بعض بدچلن مرد آوارگی میں خرچ کر دیتے ہیں۔ لہذا ہم کو اگر کفایت شعار بننا ہے تو ایک تو بازار میں جاکر ضرورت نہ پیدا کریں۔ دوسرے رات کو خرچ کا حساب کر لیا کریں اور تیسرے عورتوں کی اصلاح کریں اور ان کو بد اور اسراف کی رسموں سے بچائیں اور یہ اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ رات کے حساب میں بیوی کو شریک کیا کریں اور نرمی اور محبت سے اسکو فضول خرچی کی خرابیاں سناتے رہیں۔ ایک نہ ایک دن اصلاح ہو ہی جائیگی ،

حمزہ خاں (برار)

اَخبار و حَوادِث

مسٹر بالڈون نے وزارت عظمے سے استعفیٰ دیدیا ہے اور ملک معظم نے مسٹر میکڈانلڈ کو قلمدان وزارت عطا فرمایا ہے۔ مزدور وزارت میں لارڈ ارون جنہوں نے بنگال آرڈیننس منظور کیا تھا غالباً پیر وزیر ہند ہونگے ،

سکندر آباد کے ایک نامور جوتشی نے پیشگوئی کی ہے کہ سابق شاہ امان اللہ خاں اسی سال میں سریر آرائے سلطنت ہونگے۔ اہل ملک آپکو بصد منت واپس لائیں گے نجومی کی رائے ہے کہ جب تک امان اللہ خاں افغانستان کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں نہ لیں گے سرحد پر شورش جاری رہیگی اور اس کی زد میں بلوچستان، ایران اور روس بھی آجائیں گے اور اس کے بعد جنگ عالمگیر ہو جائیگی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی احمد جان اور غلزئیوں کے درمیان جو مفاہمت کی گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ منقطع ہو گئی۔ غلزئیوں نے قندہار پر قبضہ کر لیا۔ علی احمد جان گرفتار ہو گیا ،

لاہور کے مقدمات سازش کے متعلق ایک اخبار کے نمائندہ کو معلوم ہوا ہے کہ سازش کے جو تین مقدمات خان بہادر عبدالعزیز کے زیر تحقیقات ہیں۔ انکی سماعت کل ماہ میں شروع ہو جائیگی۔ تحقیقات میں آسانیاں بہم پہنچانے کی غرض سے حکومت یوپی نے اپنے اختیارات خان بہادر موصوف کو دو لیٹ کر دئے ہیں ،

جمعیت وطنیہ کبرے ترکی نے دو جدید قوانین جاری کئے ہیں۔ اول قانون صنعتی دوسرا قانون افلاس۔ دونوں قوانین اصلاحات جدیدہ سے متعلق ہیں۔

ایران کے ہر شعبہ میں انقلاب عظیم رونما ہو رہا ہے۔ فوج کی تنظیم و اصلاح، بہبود کی درستی، تعلیم صحت و اقتصادیات۔ قومی بنکوں کی تعمیر و تاسیس وغیرہ ،

شہزادہ ولیعہد دکن کی تقریب سالگرہ پر حیدرآباد کے باغات عامہ میں ایک شاہی دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام سربرآوردہ حکام و رؤسا شریک ہوئے ،

ضلع آصف آباد دکن کا ایک گاؤں آتش زدگی سے جلکر خاکستر ہو گیا ہزاروں باشندے بے خانماں ہو گئے۔ جمع کردہ فصلیں زراعت کے اوزار اور بہت سے مویشی آگ کے شعلوں کی نذر ہو گئے ،

معلوم ہوا ہے کہ بچہ سقہ نے جرنیل نادر خاں کو دوبارہ دعوت دی ہے۔ کہ کابل میں بذریعہ جرگہ آئندہ امیر افغانستان کا فیصلہ کر لیں۔ جرنیل نادر خاں نے اس دعوت کو نامنظور کر دیا ہے اور اسے لکھا ہے کہ انتخاب بادشاہ کیلئے جرگہ مقرر کرنے سے پیشتر تم تخت سے دستبردار ہو جاؤ۔ بعد کی خبر ہے کہ سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

غازی آباد میں دو جوہن کو ہندو مسلمانوں میں کسی بات پر تنازعہ ہو گیا۔ جس نے فساد کی صورت اختیار کر لی۔ فریقین کے کئی آدمی زخمی ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ حکام بروقت مداخلت نہ کرتے تو معاملہ نازک صورت اختیار کر لیتا۔

فرانس کی عورتوں اور مردوں میں عریانی کا ذوق اس قدر ترقی کر رہا ہے۔ کہ ایک نوجوان عورت نے مذہب فطرت کے متبعین کی تقلید میں پیرس کے ایک بازار میں الف ننگی ہو کر رقص کرنا شروع کر دیا۔ راہگیروں نے یہ ماجرا دیکھ کر پولیس کو اطلاع کر دی اور نوجوان رقاصہ گرفتار کر لی گئی !

مراسیت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۹

کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر
پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے

مراسی کو اضطراب کے ساتھ اس امر کے تفحص حال کی بہت بڑی تلاش اور جستجو تھی کہ مراسیوں کا ہندوستان کی کس قوم سے تعلق ہے ؟

ہماری اضطرابی ایک مرحلہ تھا جس کا حل مل جانے سے سب کچھ طے ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہمیں خیال کہ مراسیت کے مفروضہ ادعائے قرشیت کی موت اس سوال کے جواب میں پوشیدہ ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کی گئی۔ اور بانیمت ہے کہ محنت ٹھکانے لگی اور ہماری کوششیں کامیاب نتیجہ کا باعث ہوئیں۔ مراسیت کا صحیح حسب و نسب اس کے منہ کے سامنے آگیا۔ کہ ڈوم، چوہڑا، میراثی، ماچھی اور جھیور، چنگڑ سب ایک ہی نسب سے ہیں،

پس اگر اس سے پیشتر یہ اصل و نسب غیر معلوم تھا یا فراموش شدہ۔ تو اب اگر مراسیت اسے از بر کرلے تو خالی از منفعت نہ ہوگا۔

گو مراسیت اس سے گھاٹے میں رہی۔ کہ اس نسب کے ہوتے ہوئے جناب حضرت عکاشہ رض کی نسل سے ہونے کا بلند بانگ دعویٰ در باطن ہیچ ثابت ہوا ان کے ادعائے قرشیت کے غوغا کی حقیقت کا راز کھل گیا اور اگر غور کیا جائے تو ناکامی و نامرادی کا دائمی ناقابل برداشت صدمہ مزید براں مراسیت کو نصیب میں ہوا لیکن تاریخ کا فیصلہ غیر جانبدارانہ ہے۔ جس کا کہیں اپیل نہیں۔ ہم نے عمداً محض اس خیال سے کہ کہیں سے مراسیت کی عربیت کا سراغ اور کھوج مل سکے کشمیر، پنجاب، بنگال، دکن، سندھ، بلوچستان، افغانستان، ایران ترکستان، مصر، شام اور عرب کے متعلق جس قدر تاریخیں مہیا ہو سکیں، چھان ماریں۔ مگر کہیں اس کا نشان نہیں پایا گیا اور جو کچھ پایا گیا وہ فقط یہی ہے، کہ میراثی ہندی النسل ہے اور ہندی الاصل اقوام کا پشتینی لاگی۔ چنانچہ گورمنٹ ریکارڈ بھی مراسیت کے لاگیانہ فرائض و لوازم کی تفصیل یوں بیان کرتا ہے کہ ہوشیارپور میں بعض راجپوتوں کے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر جو رسوم برتی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ

On such an occasion The members of The wedding party give a horse to The Mirasi.

ترجمہ:۔ ایسے موقعہ پر شرکایان برات میراثی کو ایک گھوڑا[1] دیتے ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۲۷،

بہاولپور میں نکاح کے موقعہ پر

The barber or The Mirasi distributes Til-shakkar or Sesamum and sugar among Those present,

ترجمہ:۔ نائی یا میراثی۔ تل شکر یا ترچاولی اور گڑ حاضرین میں تقسیم کرتا ہے۔ گلاسری جلد اول صفحہ ۸۲۸

پشاور کے پٹھانوں میں ہتال کی رسم کے موقع رات کا کھانا کھانے کے بعد فریقین کے بزرگ دلہن کے گھر کے صحن میں بیٹھتے ہیں،

and the Mirasi or the barber places a basket Containing 4 or 5 Seers of jaggery in Their midst....... After This The basket is removed by the barber or Mirasi who Takes inside the house..

ترجمہ:۔ اور میراثی یا نائی ایک ٹوکری میں چار یا پانچ سیر شکر ان کے درمیان رکھتا ہے .. .. .. اس کے بعد نائی یا میراثی ٹوکری اٹھاتا ہے اور گھر کے اندر لے جاتا ہے .. .. دیکھو گلاسری جلد اول کا صفحہ ۸۳۲،

عیسیٰ خیل میں نکاح کے موقع پر میراثیوں وغیرہ کو "لاگ" دئے جاتے ہیں،

The lags are given to The Mirasis etc.

گلاسری جلد اول صفحہ ۸۳۳

عیسیٰ خیل کے پٹھانوں میں جب لڑکے کے چند ایک اقربا لڑکی کے باپ کے گھر دن کے وقت یا رات کو بلا لحاظ کسی تاریخ کے جاتے ہیں تو

They generally take with them a woman's garment with two rupees,

[1] بلوچستان میں بعض بلوچ ایک مریل سا ٹٹو دیتے ہیں۔ جو لاگ یا حق الخدمت سمجھا جاتا ہے اور بعض ایک گدھا یا بیل،

One for the barber and one for the Mirasi ...... Some people also send Rs 1-4 or 2-8-0 for the barber and Mirasi by way of Chan-tara or Sehra.

ترجمہ:۔ وہ اپنے ہمراہ عموماً ایک جوڑا زنانہ اور دو روپے ایک نائی کے لئے اور ایک میراثی کے لئے لیجاتے ہیں...... بعض لوگ سوا روپیہ یا اڑھائی روپیہ بطور چاند تارا یا سہرا نائی اور میراثی کے لئے بھیجتے ہیں۔ دیکھو گلاسری مذکور صفحہ ۸۳۴،

ہوں کے وزیروں میں بیاہ کے موقع پر ڈوم سوائے گانے کے اور کوئی کام نہیں کرتا

The Dum plays little part except as a musician. گلاسری جلد اول صفحہ ۸۳۶

In Gujranwala when a barber a Mirasi or both go to the bride-groom's house to fix a date for the marriage on behalf of the bride's father, they take with them a "Tewar" which is called "the gandh ka tewar"

ترجمہ:۔ گوجرانوالہ میں جب ایک نائی یا میراثی یا دونو دولہن کے گھر دولہا کے والد کی طرف سے شادی کی تاریخ مقرر کرنے جاتے ہیں تو وہ ایک "تیور" اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں جسے "گنڈ کا تیور" کہتے ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۳۴

گوگاؤں میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ممتاز ہیں اولاً شیخ، سید، مغل پٹھان اور بلوچ، ثانیاً میو، خانزادہ اور راجپوت، باقی مسلمان ادنیٰ ذاتوں کے کمین یا رعیت ہیں

Other Mohammadans of inferior rank found as tenants in villages are the Qasai, Kunjra, Bhatiara, Manhiar, Sagga, Nai, Mirasi, Bhunna, Teli and Rangrez.

ترجمہ:۔ ادنے طبقہ کے جو مسلمان دیہات میں بطور رعیت پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ قصائی۔ کونجڑا۔ بھٹیارا۔ منہیار۔ سقہ۔ نائی۔ میراثی۔ دھنا۔ تیلی اور رنگریز۔ دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۲۶

اب اگر مرہیت تاریخی حقیقت کے اس آئینہ میں اپنے ان تاریخی خط وخال کو دیکھنا چاہے تو یہ سب کچھ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔

شکل بہت بڑے گی برابر کی چوٹ پر
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کر

گوجرانوالہ
۱۵ مئی سنہ ۱۹۲۹ء } قاضی نظیر حسین فاروقی
(ریٹائرڈ مستوفی)

خطاب بہ قریش

رتبہ ترا جہاں میں اعلےٰ قریش تھا — عالم میں آج کس لئے ہے بے وقار تو
دنیا کی قومیں چڑھ گئیں بام عروج پر — کیوں سو رہی ہے خواب میں غفلت شعار تو
تیرے حقوق چھن گئے شہرت تری مٹی — باغ جہاں کی تھی کبھی فصل بہار تو
طاقت سے تیری دبتا تھا سارا جہان آہ — مٹی میں مل کے بن گئی ہے خاکسار تو

وجدی کا مان کہنا ہمت ذرا تو کر
جرأت سے بڑھا قدم ہاں اک بار تو

قریشی احمد علی وجدی

مُراسلات

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

القریش مورخہ ۲ جون ۱۹۲۹ء کے بہرہ مراسلات میں حاجی ڈاکٹر محبوب الٰہی صاحب جنرل سکرٹری انجمن قریش گوجرانوالہ کی ایک بظاہر پُر معنی مگر باطن بے معنی تحریر شائع ہوئی ہے جسمیں مجھ سے جوابات کی خواہش کیگئی ہے۔ اس لئے جواباً حسب ذیل مرقوم ہے،

(۱) حاجی صاحب کا مراسلہ مذکور بقول ان کے مختصر تو ہوگا۔ مگر پُر معنی کی سمجھ نہیں آتی۔ کہ کون سے لفظ یا جملے آپ نے معنی سے ٹھوس کر پُر کر دیا ہے، جہاں تک خیال کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے تھوڑا بہت پُر معنی کرنیکی کوشش تو کی ہو۔ لیکن افسوس کہ آپ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر آپ پُر معنی کی بجائے معجون مرکب لکھتے تو آپ کے موجودہ پیشہ کے لحاظ سے استدلال کے لئے کافی ہوتا۔ مگر این سعادت بزور بازو نیست، اگر نہ بخشد خدائے بخشندہ،

(۲) استعفا میں وجوہات استعفےٰ کی تفصیلات کا اظہار غیر ضروری تھا کیونکہ استعفےٰ بذاتہ وجہ بے ضابطگی کا بین ثبوت ہے لیکن بڑے میاں دیگر باتیں مستعفی ممبران نے بے ضابطگیوں کی جو نو وجوہات اپنے استعفےٰ میں درج کیں ان کا ذکر بھی تو کیا ہوتا۔

(۳) واپسی استعفےٰ کی بھی ایک ہی کہی یہ آپ ہی کو معلوم ہے کہ آپ مع موجودہ صدر کے کس کس مستعفی ممبر کے ہاں دست سوال دراز کرتے پھرے، اور کس کس کے دروازہ پر صبح و شام ملتجیانہ دستک دیتے رہے اور کہاں کہاں جبیں سائی کرتے رہے، اگر بالفرض کسی ترغیب و تحریص کی بنا پر کوئی بھولا بھٹکا آپکے دم جھانسے میں آ ہی گیا ہو تو بہت خوب جنس کم جہاں پاک۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز،

(۴) موجودہ صاحب صدر کی دانشمندی و فرزانگی کا کیا کہنا۔ این خانہ ہمہ آفتاب است، آپکے موجودہ تمامی کارکن بھی آتش کے پرکالے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ اور آپکے رفقاء کار کی دھڑہ بندیوں، سینہ زوریوں اور عقل و دانش کی بلند پروازیوں کی تاب نہ لا کر ہم انجمن سے مستعفی ہونے پر مجبور ہوئے۔

(۵) وراثت کی بھی خوب ہی کہی۔ حضرت تو یہ آپ کا خاندانی ورثہ ہے۔ جو بحث طلب ہی نہیں۔ خدا خبر جناب سید وارث شاہ نے کس موقعہ کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ وارث شاہ خدا دے خانیاں نوں ملاں چھبری ہیں بلائیاں نی بحث طلب اگر ہے تو صرف یہ ہے کہ بقول آپکے موجودہ صدر سرگرمی سے کام کرنیوالے موجود تھے اور ان کے مقابلہ میں کوئی دوسرا ووٹ حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ تو پھر باوجود ایسی کثرت و غلبہ کے آپ اپنی ضمیر کے خلاف چار سال تک صدر بننے کا مجھے کیوں موقع دیتے رہے۔ سچ یہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد، ہم آپ کو پتے کی بتلاتے ہیں، غور سے سنیئے ۲۰ سے لیکر ۴۰ تک میرے ووٹ ہوتے رہے اور آپکے دادا جان یعنی موجودہ صدر کی تمام تگ و دو اور جد و جہد کا نتیجہ یہ ہوتا رہا کہ بمشکل تمام ایک سے لیکر تین تک ووٹ حاصل کئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ ہی کے بھلے کے لئے ہم یہ بھی کہدیں کہ آپ نے شروع ہی سے نہ تو دیانتدارانہ طریقہ ہی سے کوئی کام کیا اور نہ منصفانہ پیرایہ پر ہی آپکا طریق عمل رہا۔ بلکہ برعکس اس کے دھڑہ بندی اور سینہ زوری ہی آپکا شیوہ رہا ہے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے آپ نے نہ تو اپنے کسی واجب الاحترام بزرگ کی عزت کی پرواہ کی اور نہ کسی خادم ہی کا کچھ خیال رکھا۔ آپ کے دست استبداد کی وسعت یہاں تک بڑھی کہ آپ کے ایک اور دادا جان بھی آپ ہی کے کشتہ ناز میں سے ہیں۔ اور آپ ہی کے ہاتھ سے انکی صدارت کا خاتمہ ہوا تھا۔ جب آپکا اپنے نہایت ہی قریبی رشتہ داروں سے یہ سلوک ہو تو پھر مجھ جیسے انسان کا جس کا آپ سے کوئی دور کا بھی قرابت دارانہ تعلق نہیں آپ کے ہاتھ سے بچ سکنا کسطرح ممکن ہو سکتا تھا۔ مجھے تو اب موجودہ صدر صاحب کا فکر ہے کہ دیکھیئے اونٹ کس کروٹ بیٹھے اور کب آپکا تختۂ صدارت تختہ بن جائے۔ امید تو یہ تھی کہ عرب کی پاک سرزمین سے واپسی پر آپ اپنی سابقہ پالیسی بدل دیں گے مگر افسوس کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

(۶) بندۂ خدا، ہماری ہمدردی پھر بھی آپ کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہم آپ کو ہمدردانہ مشورہ دیتے ہیں کہ جس رو میں آپ بہے چلے جا رہے ہیں مبادا اس کا نتیجہ کہیں یہ ہو۔ کہ آپ اپنی خانہ ساز انجمن کو سنبھالتے سنبھالتے اپنی قومیت ہی ہاتھ سے نہ کھو بیٹھیں۔ ملاحظہ ہو القریش مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۹ء

صفحہ ۱۲ اور ۲ جون ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۴۔ مراد ما نصیحت بود وکردیم ،

(۷) آپ فرماتے ہیں۔ کہ انجمن خوب چلتی ہے۔ جلسے کئے جاتے ہیں اور چندے جمع ہوتے ہیں۔ ہماری بلا سے

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا
اس کی بلا سے بوم رہے یا ہما بسے

لیکن ہم آپ سے اس امر کے استفسار کا استحقاق رکھتے ہیں۔ کہ بھلا یہ تو بتلایئے۔ کہ

(ا) کیا یکارکن وہی صاحب تو نہیں۔ جن پر چندۂ انجمن کے غبن کا الزام عائد کیا گیا تھا ؟

(ب) کیا یہ وہی مقدس ہستیاں تو نہیں۔ کہ جنہوں نے یہ محسوس کرکے کہ انجمن اب ٹوٹی کہ ٹوٹی۔ کسی نے انجمن کی دریوں پر قبضہ جمالیا اور کسی نے انجمن کی دیگوں اور دیگر املاک پر تصرف کر لیا ؟

(ج) کیا اب چندہ کی وصولی بخیریت تو ہوتی ہے ؟

(د) کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ ہمارے مستعفی ہونے کے بعد کس قدر رقم چندہ وصول ہوئی۔ تاکہ آپکی حسن کارگذاری کا اندازہ آسانی سے ہو سکے ،

(۸) حضرت عقل کے ناخن اتروائے۔ میری تحریر ایک استفسار کا جواب ہے کوئی اپنی مرضی سے اخبار میں شائع کرے یا کوئی اسے ما، اللحم کی شیشی پر بطور لیبل استعمال کرے۔ مجھے اس سے کیا۔ میں نے آپکی طرح دائرۂ مراسیت کی پناہ تو نہیں لی ،

(۹) ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند ، سابق صدر کا لفظ میں نے ہی استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اس جرم کا ارتکاب آپ نے بھی اپنے مضمون میں چار دفعہ کر ہی دیا ہے۔ اب میں تو آپ کو یہ نہیں کہنا چاہتا۔ کہ خود را فضیحت دیگراں را نصیحت کیا آپ اجازت دینگے۔ کہ میں آپ سے یہ پوچھ سکوں کہ لفظ زبدۃ الحکما کا دم چھلا لگانیکی آپکو کیا ضرورت پیش آئی۔ کہ آپ نے جنرل سکرٹری کے ساتھ اس لفظ کا بھی اضافہ کر دیا۔ کیا اس کے بغیر آپکی شہرت نہ ہو سکتی تھی ، حاجی صاحب ؟

بس تمہارے چاہنے والے ملینگے پھر کہاں
یہ دعا مانگو حسینو ! عاشقوں کا دم رہے

راقم
غلام غوث صدیقی، گورنمنٹ پنشنر
(سابق پریزیڈنٹ انجمن قریش) گوجرانوالہ
۶ جون ۱۹۲۹ء

مکتوب مفتوح

بنام ، قریشیان پنجاب

از (قاضی) نظیر حسین (صبا) فاروقی آنریری جنرل سکرٹری انجمن قریشیان پنجاب

برادران گرامی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

آپ سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ کہ فی زمانہ ہر قوم کے قومی مقاصد کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر "قومی پارٹی" اور "پراپیگنڈا" پر ہے ۔

فدائی قوم مولانا محمد علی صاحب رونق صدیقی مدیر القریش نے القریش کی اشاعت مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۹ء کے افتتاحیہ میں جس صداقت اور درد بھرے دل سے قوم قریش کی قومی انجمنوں کی تفصیلات اور انکے انجام کا تذکرہ فرمایا ہے اس پر کسی مزید اضافہ کی گنجائش نہیں انجمن قریشیان پنجاب کو عالم وجود میں آئے تیسرا سال ہونیکو ہے۔ لیکن اس قلیل عرصہ میں اصولی اور بنیادی حیثیت سے اس نے خاموش مگر ٹھوس طریق پر جسقدر تعمیری کام سرانجام دیا ہے۔ بخوف طوالت اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں ،

فن پراپیگنڈا کے سلسلہ میں (دیگر گراں بہا خدمات کے علاوہ) پندرہ سال سے القریش علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ کسی جماعت کے ہاں اپنی قوم کو باقاعدہ اور منظم طور پر آمادۂ عمل کرنیکے لئے جسقدر وسیع وسائل موجود ہونگے۔ اسی قدر وہ قوم اپنے مقاصد کی کامیابی پر زیادہ قدرت رکھنے والی ہو گی ۔

قوم کے مشہور نمک، ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی نے قومی ہمدردی کی بنا پر متعدد اپیل شائع کئے جن میں قوم کو انجمن قریشیان پنجاب کی رکنیت قبول کرنے اور القریش کی اشاعت میں بیش از بیش حصہ لینے کے لئے مشورے دیئے گئے لیکن نتائج کے متعلق ہم آپ ہی کو منصف قرار دیتے ہیں ۔

حال میں قوم قریش کے مایہ افتخار حضرت مولانا سید کشفی شاہ صاحب نظامی بذریعہ القریش مورخہ ۲ جون ۱۹۲۹ء استفسار فرماتے ہیں۔ کہ انجمن کا اجلاس کب ، اور کہاں ہوگا ؟ اس لئے انجمن آپکی خدمتمیں عرض پرداز ہے کہ موجودہ تقسیم کے مطابق صوبہ پنجاب ۲۹ ، اضلاع پر منقسم ہے اور قریش کی موجودہ ضرورت اس بات کی مقتضی ہے کہ ہر ضلع میں کم از کم دس صاحبان رکنیت انجمن قبول فرمائیں۔ چندہ رکنیت کمیٹی فقط ڈیڑھ روپیہ سالانہ ہے اگر اپنی مرضی سے اس پر کچھ اضافہ کیا جائے تو وہ قوم پر دوہری ہوگی اگر یہ آواز آپکے سمع اقدس تک پہونچ سکے اور شرف اجابت پا جائے۔ تو آپکی سہولیت کے لئے یہ بھی عرض کیا جاتا ہے۔ کہ اس سلسلے کی تمام خط وکتابت اور ترسیل زر مولانا محمد علی صاحب رونق صدیقی لائف پریزیڈنٹ انجمن قریشیان پنجاب کے نام امرتسر کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔ فارم ہائے ممبری اور دستور العمل انجمن ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر ان سے مفت مل سکیں گے۔ اگر آپکی طرف سے عملی رنگ میں اس پر مطلوبہ توجہ دیگئی جو کامیاب نتیجہ کا باعث ہوگی۔ تو انجمن انشاءاللہ العزیز امور مستفسرہ کے جوابات کے علاوہ جناب محترم مولانا سید کشفی شاہ صاحب کی خدمتمیں قبولیت صدارت اجلاس کیلئے پرزور استدعا کرنیکے قابل ہو سکیگی۔ اب اخیر میں فقط اس قدر کہنا باقی ہے۔ کہ ؎

ماہریں مقصد عالی نتوانیم رسید ، ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامی چند ،

دلچسپ مکالمہ

باپ دروازہ کھٹکھٹا کر ، ارے کوئی دروازہ تو کھولو **بیٹا** (اندر سے) اماں جان ایک شخص ابا جان سے ملنے آئے ہیں۔ **بڈھا** بالو جی ابا جان گھر پر نہیں کہیں بازار گئے ہیں۔ **باپ** (پھر دروازہ کھٹکھٹا کر) بیٹا دروازہ کھولو میں ہی تمہارا ابا ہوں **بیٹا** (اماں سے) اماں جان دروازہ پر کھڑا ہوا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں۔ لباس تو سب ابا جی کا ہے۔ آواز بھی ملتی ہے۔ مگر شکل وہ نہیں ہے۔ ابا جان بڈھے ہیں۔ داڑھی سفید ہو چکی ہے۔ مگر یہ شخص تو بالکل جوان معلوم ہوتا ہے۔ داڑھی بالکل سیاہ ہے۔ (ماں) بیٹا جاکر دروازہ کھولو کھول دو۔ نے میں تشریف رکھیں۔ شاید تمہارے ابا کے کوئی دوست ہونگے۔ دروازہ کھلتے ہی وہ صاحب بلا تکلف زنان خانہ میں آگئے۔ یہ دیکھ کر ماں اور بیٹا حیران تھے۔ کہ یہ شخص کون ہے جو خواہ مخواہ اندر آ رہا ہے،

خاوند بیوی اور بیٹے سے، تم مجھ سے یوں کرتے ہو میرے ایک دوست نے **جناب اے۔ آر قریشی صاحب گجرات سے خضاب رشیدی"** ... کا بادہ بھیجا تھا۔ کہ بغیر تکلیف اور صرف چند منٹ میں بال سیاہ تمام عین قدرتی انداز کے ہو گئے ہیں جس سے تم مجھے پہچان نہ سکے۔ یہ بات سن کر ... رہ گئے۔ اور خوش ہو کر کہا۔ کہ ابھی خضاب رشیدی رجسٹرڈ" کے چند بکس منگوائیں،

بیوی میاں یہ ایسی چیز تو شاید بہت مہنگی ہوگی، خاوند خوبی تو یہی ہے۔ کہ مہنگی بھی نہیں۔ ایک بکس صرف آٹھ آنہ میں ملتا ہے، جو احتیاط سے استعمال کریں۔ تو تین ماہ کے لئے کافی ہے۔ **بیوی** تو آپ بھی ایک درجن بکس منگوائیں، پھر میں اپنے میکے بطور سوغات بھجوا دوں۔ بڑے میاں نے فوراً ایک درجن بکس کا آرڈر بخدمت **منیجر کارخانہ اے۔ آر قریشی گجرات (پنجاب)** بھیج دیا۔

هو الکل

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں ہرگز بدلتا ہے نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سادات قریش کا قومی اصلاحی و تاریخی پندرہ روزہ

رسالہ القریش

الناس تبع لقریش فی الخیر والشر

جو

بفرمان عالی نشان سلطان العلوم اعلیحضرت تاجدار دکن

ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ

مدارس محروسہ سرکار عالی کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے، فی پرچہ ۲ ؍ تاریخ اشاعت ہر ماہ کی یکم اور ۱۷، مقام اشاعت امرتسر

قومی زندگی کی اہم ضرورتیں

قانون الٰہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اُس کا ہر فرد قوم کی اصلاح و ترقی کے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو محسوس اور اُن سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یوں تو مسلمانان ہند کی قومی ضرورتیں جن کی تکمیل کی ذمہ داری علیٰ قدر حیثیت ہم سب پر عائد ہوتی ہے بیشمار ہیں۔ مگر ان میں چند اصولی اور اہم ضرورتیں ایسی بھی ہیں جو باقی تمام ضروریات پر حاوی ہیں۔ ہمارے خیال میں ان اصولی ضرورتوں کی تحلیل مندرجۂ ذیل عناصر میں کی جا سکتی ہے۔ ان عناصر کو بہ نیت اصلاح ہمیشہ ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھنے میں ہماری فلاح و نجات اور اُن سے روگردانی و بے اعتنائی میں قوم کی بربادی و ہلاکت ہے۔ اسلئے ہم تکمیل مقاصد اصلاح و ترقی کے لئے "القریش" کی ہر اشاعت میں ان کا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ بار بار نظر پڑنے سے ان کی اہمیت و ضرورت مسلمانوں کے دلنشین ہو جائے اور ان کے ذریعہ سے وہ اپنے لئے مناسب اصلاحی نظام العمل تجویز کر سکیں۔ قومی مرکزوں میں اگر کسی وجہ سے فرقہ بندی ہے۔ تو ہو۔ مگر قومی زندگی کی مندرجۂ ذیل اصولی اور مشترک ضروریات کو فرقہ بندی کے جذبات کے تابع کرنا صریحاً قوم کو تعرِ ہلاکت میں دھکیلنا ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

۱۔ مذہب

اسلام ہماری قومیت کی روح اور ہماری سعادت دارین کا کفیل ہے۔ اُس سے روگردانی و بے اعتنائی موجب خسران و ہلاکت ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم سے مستفید ہونے اور دین و دنیا کا تعلق سمجھنے کے لئے۔ قرآن حکیم کا عمیق مطالعہ اور اسوۂ حسنۂ نبی کریم کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ اخلاق

جس قوم کا اخلاقی اصول عدم تربیت نہیں ہوتا جو افراط و تفریط کی طرف جھکتی اور ذہانت و فطنت اور قوت کا معتدل استعمال نہیں جانتی وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتی اور جلد فنا ہو جاتی ہے۔

۳۔ تعلیم

افراد قوم کو ہر قسم کے کارآمد علوم و فنون کی تعلیم دینا تمام ترقیات و کمال کا منبع و سرچشمہ ہے۔

۴۔ صحت جسم

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مریض اور کمزور قوم اس مکان کی مانند ہے جو ریت کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے۔

۵۔ معیشت

پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ تجارت، زراعت، اور صنعت و حرفت قومی ترقی کے لئے ناگزیر ہیں۔

۶۔ نظم قومی

قومی ترقی کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنیوالی متدین انتظامی مشین کی سخت ضرورت ہے۔

۷۔ تحفظ حقوق

جبتک بیرونی حملوں سے کامل مدافعت کا انتظام نہ ہو اندرونی اصلاح و ترقی کی بہت کم بہت کم امید ہے

۸۔ اشاعت اسلام

افراد قوم کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ قوم کی تقویت و ترقی کی کوشش کا نہایت ضروری جزو ہے

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "القریش" ہر انگریزی مہینے کی یکم اور ۱۷ تاریخ کو باحتیاط تمام پوسٹ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ۵ اور ۲۲ تاریخ تک اگر کسی بھائی کو موصول نہ ہو تو وہ دوسری اشاعت سے پہلے پہلے دفتر سے کر طلب کریں۔ ورنہ بعد میں پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی۔

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو ضروری ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈرس کی صحت کرالیں ورنہ عدم رسی کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔

(۴) بیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے۔

(۵) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ کئے جائیں گے۔

(۶) ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر منشائے خریداری و عدم خریداری سے مطلع نہ کرینگے، تو دوسری اشاعت کا پرچہ ان کی خدمت میں بصیغہ وی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی و قومی فرض ہوگا۔

(۸) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر اور تین روپے دو آنہ بذریعہ وی پی مقرر ہے۔ طلبا بشرط تصدیق ۸ر کی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں زرچندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنا ہوگا۔

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوئے آنے چاہئیں۔

نیازمند مینیجر

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

سیادتِ قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ

القریش

دورِ جدید

ایڈیٹر
محمد علی رونق صدیقی

جلد ۱۵	امرتسر ۲ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۳ محرم سنہ ۱۳۴۸ ہجری	نمبر ۱۰

درسِ حیات

تابکے یہ گمرہی اے قوم غفلت آشنا — تاکجا یہ بے حسی اے ملتِ بے آبرو
یہ بھی جینا ہے کوئی اے طائرِ بامِ حرم — کتنا ارزاں ہو گیا ہے دہر میں تیرا لہو
زندگانی کی ہوا سے کس قدر بیزار ہے — خنجرِ قاتل ہے سر پر اور بے پروا ہے تو
سو رہا ہے مجرم بستی میں غافل دیکھ ادھر — جامِ مے سازِ طرب صحنِ گلستاں آبِ جو
پتہ پتہ دے رہا ہے پے بہ پے درسِ حیات — ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے دمبدم سبحانہٗ
یاس کی ظلمت سے اس کوہسار میں گھبرا نہ جا — آسماں پر ہے طلوعِ کوکبِ لاتقنطوا

اپنی کشتی عشق کے دریائے بے پایاں میں ڈال
زلزلہ شورِ فغاں سے عالمِ امکاں میں ڈال

نظیر لدھیانوی

حکمت و موعظت

پند بر دیوار

باز مدبیر دستجابت راز بدخواہان مگیر — زیر گردون رونقِ ہنگامۂ ایام شو
این حریمان فی الحقیقت کمتر از اصنام نیست — مسلم استی در جہان غارتگر اصنام شو
تنگ کردی تیز نش وحوش دامان خود — رحمة للعالمین استی بعالم عام شو
دامنِ آفاق را شمعِ سحر پر نور کن — صورتِ سلمانؑ چراغِ خانۂ اسلام شو
آدمی را میکند بے بال دیر تسکینِ جاں — از دلِ جبریلؑ آتش گیر و بے آرام شو
مثلِ پروانہ نما تاب و تبِ مردانِ عشق — آشیاں در شعلہ ہا ساز و شرر آشام شو

ابن ابراہیم ہستی کارِ ابراہیم کن
دولتِ دنیا و دیں از دستِ خود تقسیم کن

نظیر

حاضر جوابی

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جب منصور عباسی حضرت امام حسنؑ کے پوتے ابراہیم بن عبداللہ کو تلوار کے گھاٹ اتار چکا تو اس نے میرے نام حکم بھیجا کہ تم تمام اولاد ابی طالب کی ہمراہ لیکر کوفہ میں میرے پاس آؤ۔ چنانچہ ہم کوفہ میں گئے اور مہینہ بھر وہاں رہے۔ یہ مہینہ اس حالت میں وہاں گذرا کہ ہر وقت موت ہمیں سر پر کھیلتی نظر آتی تھی۔ ایک مہینہ گذرنے کے بعد خلیفہ منصور کا نقیب ہمارے پاس آیا اور یہ پیغام لایا۔ کہ خلیفہ چاہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے وہ شخص جو علم و فضل میں سب سے ممتاز ہوں اس کے پاس حاضر ہوں،

چنانچہ میں اور حسن بن زید نقیب کے ہمراہ دربار میں پہونچے۔ جب منصور کی نظر مجھ پر پڑی تو کہا کیا تمہیں غیب دانی کے مدعی ہو؟ میں نے کہا کہ غیب رسول اللہ کے سوائے خدا کے کوئی مطلع نہیں۔ اس کے بعد کچھ دیر تامل کر کے کہا کیا تمہارے پاس ہی لوگ خراج پیش کرتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ بادشاہ تم ہو مجھے خراج سے کیا تعلق؟ اس کے بعد نہایت جھلا کر بولا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس غرض سے تمہیں طلب کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ بالکل نہیں۔ منصور اس پر نہایت طیش بھری آواز ... چ کر بولا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے مکانات ویران کر دئے جائیں اور ... کر دئے جائیں۔ تمہارے درخت بیخ و بن سے اکھاڑ دئیے جائیں اور ... ایسے جنگلوں میں بھیجا جائے جہاں آبادی کا یا انسان کا نام تک نہ ہو،

تاکہ اہل عراق تمہارے پاس نہ آئیں"

میں نے کہا اے منصور! حضرت سلیمان کو سلطنت عطا ہوئی۔ انہوں نے شکر کیا۔ حضرت ایوب امتحان و ابتلا میں پھنسے انہوں نے صبر کیا۔ حضرت یوسف پر ظلم ہوا انہوں نے عفو سے کام لیا۔ تو بھی اسی شجر کی شاخ ہے اور اسی نسل کے منتخب آدمیوں میں سے ہے، اور اسی درخت کا میوہ ہے، خلیفہ منصور یہ سن کر ہنسا اور کہا اے پسر عم! ان الفاظ کو ایک بار دہرا۔ جب میں نے دہرائے۔ تو بہت مسرور ہوا اور کہا واللہ قوم کی ریاست تمہارے جیسے آدمی کو زیبا ہے!

اشارات

آنکھوں سے وہ جشن خسروانہ دیکھا — اقبال و ادبار کا زمانہ دیکھا
شادی کو قرار ہے نہ غم کو ہی قیام — سب نقش بر آب کارخانہ دیکھا

اوج

ترکیب تو دیکھو یہ زمانے کی چین ہے — افسوس کہ اس سے کوئی واقف ہی نہیں ہے
گرجا میں تو کرنیل و کمشنر بھی ہیں موجود — مسجد میں کوئی ڈپٹی و منصف ہی نہیں ہے

اکبر

رضاجوئی

منقول ہے کہ ایک بزرگ کو ان کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا تمہارا کیا حال ہوا؟ انہوں نے کہا کہ جب میں پروردگار کے سامنے پیش ہوا تو ارشاد ہوا کہ تو کونسی نیکی ہماری بارگاہ میں لایا ہے؟ میں نے عرض کیا پروردگار ستر حج میں نے پا پیادہ کئے ہیں فرمایا کہ میں نے تو ایک بھی قبول نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا پروردگار! میں نے ستر جہاد کئے ہیں ارشاد ہوا میں نے تو ایک بھی قبول نہیں کیا۔ جب تو میں گھبرایا کہ اب کیا کروں اب دوزخ میں بھیجا جاؤنگا لیکن صدقے اس کی کریمی اور رحیمی کے کہ اس نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ البتہ تیری ایک نیکی ہے جو ہمنے قبول فرمائی ہے تو ایک دن کہیں جا رہا تھا تو نے ایک کانٹا راستہ سے ہٹا دیا تھا اس خیال سے کہ کسی بندۂ خدا کو صدمہ نہ پہونچے یہ کام تو نے خالص ہماری رضامندی کے لئے کیا تھا۔ ہم اس کے عوض میں تجھے بخشدیتے ہیں۔ غرضیکہ جو اعمال و افعال مبنی بر شفقت علی خلق اللہ ہوں وہ باعث اجر عظیم ہیں۔ بشرطیکہ ریا نہ ہو۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (قرآن کریم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش امرتسر

مبلغین اسلام کی افسوسناک بے پروائی

"القریش" کی گذشتہ اشاعت میں "آل انڈیا مسلم لیڈران کی بے راہ روی" کے عنوان سے رہنمایان سیاست کی افسوسناک روش کے خلاف ایک اصلاحی افتتاحیہ سپرد قلم کیا گیا تھا۔ اور آج ہندوستان کے بعض اضلاع کے مسلمانوں کی گمرہی اور کفر پرستی سے متاثر ہو کر رہنمایان مذہب کے خلاف چند سطور حوالہ قرطاس کی جاتی ہیں۔ کاش ہمارے مولوی صاحبان اور مبلغین حضرات دنیا کی بھول بھلیاں سے نکلکر اصلاح حال اور اشاعت اسلام کی جانب متوجہ ہوں،

ناظرین کرام یہ سنکر حیران ہونگے کہ روشنی اور تہذیب کے اس دور میں بھی ہندوستان کے بعض علاقوں کے مسلمان ہندوانہ رسم و رواج کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایک رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ہزارہ، اشتر اور نوشگاؤں وغیرہ اضلاع میں اسلام صرف ختم چہلم وغیرہ کی رسوم تک باقی رہ گیا ہے اور توہمات کا یہ عالم ہے کہ ختم کے موقع پر ملا کے سامنے شراب کی بوتل، افیون کا گولا اور تازہ کیا ہوا حقہ بھی رکھدیا جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات اس خیال سے کہ ختم کے موقعہ پر متوفی کی روح موجود ہوتی ہے، متوفی کی بیوہ بالکل برہنہ ہو کر سامنے کھڑی ہو جاتی ہے کہ روح خوش ہو جائے، میت کی چارپائی پر دو تین دفعہ ڈنڈا ٹھکرا دینے سے جنازہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے، مولوی محی الدین صاحب کا بیان ہے کہ ضلع ستارا میں ہزارہا ایسے لوگ آباد ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن کلمہ طیب تک نہیں جانتے اور ہر گھر میں روئی دھننے کی ایک دھنکی رکھی ہے جو ان کے مسلمان ہونے کی نشانی ہے اگر کوئی دریافت کرے تو وہ اندر جا کر دھنکی لا کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ کہ اگر میں مسلمان نہیں تو میرے گھر میں یہ کیوں پڑی ہے، وہ برملا بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور مٹی اور پتھر کی مورتیوں کو کارساز مطلق سمجھتے ہیں،

بعض مقامات پر چند نصاب ملاؤں کی معینہ فیس ادا کر کے اپنی چھریاں ایک مقررہ میعاد کے لئے دم کرا لیتے ہیں اور انہی سے جوں توں کر کے جانور ذبح کرتے ہیں، دسہرے کیطرح محرم کے سوانگ بنائے جاتے ہیں، ملا لوگ ادائیگی قرض کیلئے قارض کے پاس اپنی حیدریاں رہن رکھدیتے ہیں، وغیرہ وغیرہ،

اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ جو صرف نام ہی کے مسلمان ہیں اگر آریہ یا عیسائی ہو جائیں تو قصور کس کا ہے، ہمارے مولوی صاحبان شغل تکفیر اور فتویٰ بازی میں اس قدر مصروف ہیں کہ انہیں اتنی فرصت نہیں کہ وہ اپنے فرائض پر بھی کبھی غور کر سکیں مبلغین کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ اشاعت و تبلیغ کے بہانہ سے زر نقد جمع کریں اور لطیف غذاؤں سے شکم ٹھوس کر خراٹے بھریں اور بس، اور وہ لوگ جو حضرت صاحب اور پیر جی کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو حامل شرع مبین سمجھتے ہیں مریدوں کی جیبیں ٹٹولنے اور دورہ کے پروگرام مرتب کرنے کے سوا کوئی کام نہیں رکھتے۔ کیا ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں کی بھی خبر لیں جو مسلمان کہلاتے ہوئے کفر میں گمراہوں میں پڑے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، کیا وہ اس غفلت و بے پروائی پر بھی خدائے برتر و توانا کی بارگاہ میں معزز ہونے کی امید رکھتے ہیں۔ کیا ان سادہ لوح اور اسلام سے جاہل اور نام کے مسلمانوں کی کفر پرستی کا ان کے کندھوں پر کوئی بار نہیں؟ کیا کوئی تبلیغی انجمن ان غرق ظلمت و کفر مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے تیار و آمادہ ہو کر انہیں تعلیم اسلام سے بہرہ ور کرنے کے لئے کوئی سبیل نکالیگی؟

ضرورت اور وقت کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ان لوگوں کی جلد از جلد خبر لی جائے اور ایسے موثر ذرائع اختیار کئے جائیں جو انہیں صراط مستقیم پر لے آئیں۔ ہم مولانا غلام بھیک صاحب نیرنگ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ بہت جلد ان پریشان حال اور گم کردگان راہ مسلمانوں کی جانب متوجہ ہوں، اور اگر پیشتر ازیں کوئی کارروائی کی ہو تو واقفیت عامہ کے لئے اسے شائع کرکے مشکور ہوں، خدا توفیق دے، آمین،

ترکی اور اسلام

ترکوں کی تجدد پسندی غازی مصطفےٰ کمال کی تحریکات پیچ اعتماد مسلمانوں کے نزدیک الحاد کی تحریک ہے اور غازی ممدوح کی اکثر اصلاحات کو مسلمانان عالم نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس تحریک نے قومی اور سیاسی اعتبار سے ترکوں کو بیحد نفع پہونچایا ہے۔

ترکی کے دور جدید میں تبلیغ مذہب کا کوئی نظام قائم نہیں۔ کیونکہ جمہوریت ترکی کے خیال میں اس قسم کا نظام غیر ضروری ہونے کے علاوہ عوام میں ایک خواہ مخواہ کا مذہبی جوش پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے جمہوریہ کے مقاصد کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ ہم مسلمانوں کے نزدیک یہ نقطۂ نگاہ کتنا ہی غلط اور غیر اسلامی ہو لیکن اس کا اثر یہ ہے کہ مسیحیوں کی تبلیغی جماعتیں جنہوں نے ملک میں جابجا ڈیرے ڈال رکھے تھے بالکل غائب ہوگئیں اور بے شمار مسلمان ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہ گئے۔ اور بقول السیاسۃ قاہرہ آج کل بہت سے مسیحی حکومت ترکیہ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ انکو مشرف باسلام کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کی تعداد دو ہزار سے بھی متجاوز ہو چکی ہے۔ حکومت نے اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص مسلمان ہونا چاہے وہ حضرت مفتی اعظم کے سامنے اسلام کا اقرار کرے وہ اس کو سند دیں گے، کہ یہ شخص برضا و رغبت مسلمان ہوا ہے اور اب اس کا نام فلاں ہے،

خلافت کے زمانہ میں بطریقہ کے وجود کے باعث مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان بہت سے حجاب تھے، جو جمہوریہ کے قیام کی وجہ سے اٹھ چکے ہیں اور اب مسلمان اور مسیحی سب ایک قوم کے حکم میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب اسلام اپنی موثریت کے کرشمے دکھا رہا ہے۔ ہندوستان میں بھی سلطنت مغلیہ کے ماتحت تبلیغ اسلام کا کوئی نظام قائم نہ تھا اور حاکم و محکوم کے درمیان جو حجاب لازمی ہوا کرتا ہے وہ موجود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دولت مغلیہ کے انتزاع کے وقت مسلمانان ہند کی تعداد تین کروڑ سے متجاوز نہ تھی اور آج سات کروڑ کے قریب ہے۔ اللہم زد فزد،

سکھوں کی غیر مآل اندیشی

ابتدائے حکومت سے سلاطین آصفیہ نے جو حسن سلوک اور رواداری اپنی رعایا کے ساتھ برتی، ہندوستان ہی نہیں اکناف عالم میں بھی اس کی مثال نہ ملیگی، ہندؤں کو بڑے بڑے مناسب اور بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں۔ معزز عہدوں پر انہیں مامور کیا۔ سندوں اور گردواروں کو جاگیریں اور انعامات عطا کئے، عیسائیوں کے گرجوں کو زمینیں دیں، ان کے مشنوں اور ہسپتالوں کی تعمیر میں ہر طرح امداد کی۔ پارسیوں اور انگریزوں کو جلیل القدر عہدوں پر مامور کیا اور مساوات کا وہ نمونہ قائم کیا۔ کہ مسلم و غیر مسلم کی تمیز باقی نہ رہی۔ یہ رواداری و رعیت نوازی ابتک جاری ہے اور پہلے سے زیادہ ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس پر بھی بعض مفتن محض رقابت مذہبی کی وجہ غدارانہ شرانگیزیوں پر تلے ہوئے ہیں اور شرم نہیں کرتے،

ناندیڑ دکن کے سکھوں نے گذشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر بلاوجہ گولیاں برسائیں اور مال بکری کے تنازعہ کی تحقیقات کا بہانہ لیکر حکومت آصفیہ کے خلاف شورش پیدا کر دی، حکومت مناسب تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ لیکن پنجاب کے اکالی دل کے شورش پسند رکن اس معاملہ کو طول دینے کیلئے اشتعال کارروائیاں عمل میں لا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب شرومنی کمیٹی کیطرف سے سات نفوس کا ایک وفد ناندیڑ کے سکھوں کی ناروا ہمدردی کیلئے امرتسر سے روانہ ہوگیا ہے اور ایک ہزار کا جتھہ بھیجنے کی تیاری کیجا رہی ہے، کس قدر غیر مآل اندیشی اور احسان فراموشی ہے۔ کہ ایک رعایا نواز و نصفت شعار حکومت کے خلاف اس قسم کی بیہودہ جتھہ بازی کیجا رہی ہے۔

مملکت دکن کے سکھ اعلیحضرت شہریار دکن کی رعایا ہیں۔ وہ مودبانہ احتجاج عرض معروض اسعی و سفارش اور اسی قسم کی آئینی تدابیر سے کام لیکر اپنے مطالبات اعلیحضرت سے تسلیم کرا سکتے ہیں۔ پنجاب کے سکھ خواہ مخواہ دخل در معقول ہو رہے ہیں اور یہ کسی طرح جائز نہیں۔ مصلحت بینی اور عاقبت اندیشی کو ہاتھ سے دینا دانشوری و عقلمندی سے بعید ہے،

اعلیحضرت کے شاہانہ عطیے

کوئی ہفتہ اعلیحضرت خسرو دکن کے فیض و کرم کے واقعات سے خالی نہیں جاتا۔ آپنے حال ہی میں گلبرگہ میں ایک کتب خانہ قائم کرنے کیلئے چودہ ہزار روپے وہاں کے باشندوں کو عطا کئے ہیں، اب تازہ ترین خبر ہے کہ اعلیحضرت نے زراعتی تحقیق کی شاہی کونسل کے اخراجات کیلئے دو لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ممدوح کی نظر کرم ہمیشہ فیاضی کے صحیح مصرف کی تلاش میں مصروف رہتی ہے اور جہاں کہیں کوئی مناسب اور مفید تحریک دکھائی پڑتی ہے حضور کا دست فیض یاریگری کو بڑھتا ہے اور اس تحریک کو مالا مال کر دیتا ہے،

کرشن کمار سبھا اور مراسی وغیرہ

گوجرانوالہ گزٹ اپنی ۱۸ جون ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے، کہ کرشن کمار سبھا گوجرانوالہ نے ۷ جون کی میٹنگ میں ایک تجویز بدیں مطلب پاس کی ہے۔ کہ کوئی ہندو بھنڈوں اور مراسیوں کو نہ کسی تقریب پر بلائے اور نہ کوئی لاگ بیش بدھائی

وغیرہ وغیرہ، اخبار مذکور ساتھ ہی اس امر کی تحریک کرتا ہے کہ متذکرہ بالا تجویز پر پوری طرح عملدرآمد کرانے کیلئے زبردست پراپیگنڈا کیا جائے، ان لوگوں کا رویہ دراصل انتہائی خراب ہوتا ہے، گلیوں میں جاکر یہ لوگ جس قسم کی فضول اور شرمناک نقلیں کرتے ہیں اور جس طرح بدنامی حاصل کرنے کیلئے لوگوں کو زچ اور تنگ بلکہ اکثر حالتوں میں شرمندہ کیا جاتا ہے وہ اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں۔ کہ اس فضول طریقہ کو قطعی کالعدم کر دیا جائے اور غریب سفید پوش گرہستیوں کو ان لوگوں کی نقلوں اور تکلیف سے بچایا جائے"!

یہ ہے مراسیوں کی عظمت نسبی اور شرافت ذاتی کا صحیح مرقع، جس سے عوام اس طرح تنگ ہیں کہ باقاعدہ جلسوں میں اس کے خلاف احتجاج کیا جا رہا ہے، اور ان سے نجات پانے کیلئے پرزور پراپیگنڈا کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے،

دراصل یہ کام تھا ممبڑیالی مراثی کا جو "کرشن کمار سبھا" کو کرنا پڑا۔ کیا اسی برتے پر عربیت اور قرشیت کا دعویٰ کیا جا رہا ہے شرم ہو تو ڈوب مرنے کا مقام ہے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون،

ہم پنجاب بھر کے جملہ اہل اسلام اور اہل ہنود کی توجہ اس ضروری تحریک کی جانب مبذول کراتے ہوئے پرزور خواہش کرتے ہیں۔ کہ مراسیوں کی ہجو گویانہ مادات کا خیال نہ کرتے ہوئے جرأت و دلیری سے کام لیکر ان مفت خوروں کے بوجھ کا جو اقوم وملک کے کندھے سے اتار پھینکنے کی انتہائی مساعی سے کام لیں، مراسیوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنی حرکات کی نوعیت پر اور سمجھدار طبقہ کی اس سے بیزاری پر غور کرنا چاہیئے، اگر انجمن بازی کا شوق بیطرح دامنگیر ہو تو پہلے اپنے کردار کی اصلاح کی طرف توجہ کرلینی چاہیئے، شرافت کے منہ آنا کہاں کی دانشمندی ہے،

امرتسر کا محرم

اس دفعہ بھی عشرہ محرم میں بعض مقامات پر شیعہ وارانہ فسادات رونما ہو گئے۔ امرتسر میں یہ تقریب مسٹر ڈبلیو جی ہرپٹیفورڈ ڈپٹی کمشنر کی خاص توجہ اور شیخ نصیرالدین صاحب کوتوال کے حسن انتظام سے نہایت امن وامان سے گذری، مسٹر موصوف روزانہ حالات شہر کا بذات خود جائزہ لیتے رہے عشرہ کے روز عامۃ الناس کیطرح آپ بھی جلوس کا نظارہ کرتے رہے اور نہایت متانت وسنجیدگی کے ساتھ ہر اس تکلیف کو جو اتنے بڑے مجمع میں ہونی ممکن ہے برداشت کرتے رہے، شیخ نصیرالدین صاحب شبانہ روز انتظامی امور کی دیکھ بھال میں مصروف رہے اور عملہ پولیس کو عوام کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ہدایات کرتے رہے، خان احمد نواز خان صاحب سب انسپکٹر متعینہ پولیس ڈیژن نمبر ایک ڈیفنس انچارج کیطرح قابل تحسین خدمات انجام دیتے رہے، اور اسسٹنٹ ایس پی کی معیت میں بطریق احسن اپنا فرض انجام دیتے رہے، یہ عشرہ نہایت دھوم دھام سے گذرا پچھلے سال کی نسبت شان وشوکت بہت زیادہ تھی۔ پولیس کا انتظام قابل تعریف رہا۔ اہلکاران پولیس اگر اسی طرح اپنے فرائض کی انجام دہی میں اپنی ذمہ داری کا احساس کریں تو ایسی تقاریب پر ہنگامہ آرائی کا کبھی امکان ہی نہ رہے،

مسائل ہند پر وائسرائے کا تبصرہ

ہز اکسیلنسی وائسرائے نے چیمسفورڈ کلب میں مسائل ہند پر تبصرہ کرتے ہوئے جن حقائق کا اظہار کیا وہ ہندوستان کے آئینی مستقبل کے متعلق حکومت کی پالیسی کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ انگلستان جانے پر میں ہندوستان کے سیاسی رہنماؤں کا زاویہ نگاہ ملک معظم کی حکومت کے سامنے پیش کرونگا۔ آپنے امتداد زمانہ کے ساتھ اس خواہش کے پورا ہونیکی امید ظاہر کی اور مستقبل کے لئے ایک دستور اساسی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسکی تعمیر کیلئے برطانیہ اور ہندوستان کے بہترین دماغوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئیے۔ اسی دوران میں آپنے سائمن کمیشن کے مقاطعہ کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا۔ اور فرمایا کہ آئندہ دستور اساسی کو نہ تو برطانیہ بنائے گا اور نہ ہندوستان، وہ دونوں کے اشتراک عمل سے بن سکتا ہے اور جب تک یہ نہ ہو پورے طور پر مکمل دستور معرض وجود میں نہیں آسکتا۔

فرقہ وارانہ کشیدگی کا ذکر کرتے ہوئے آپنے ایک نہایت بین صداقت کا اظہار فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہتری کے آثار ہویدا ہیں لیکن سیاسی حیثیت سے ہنوز یہ مسئلہ حل طلب ہے۔ کہ اکثریت رکھنے والی قوم اقلیتوں کو یقین دلاسکتی کہ ان کے ہاتھوں ان کے حقوق کو کوئی خطرہ نہ ہوگا تو اس مسئلہ کی سب سے بڑی پیچیدگی رفع ہوجاتی،

عبرتناک نظارہ

غازی امان اللہ خاں آخر ۲۲ جون کو ساحل ہند سے یورپ روانہ ہوگئے۔ عزیز داقارب سے جدا ہونیکا یہ نظارہ نہایت عبرت خیز تھا۔ معزز معاصر مدینہ اس کے متعلق لکھتا ہے کہ "انقلاب افغانستان کے الم انگیز سانحہ کا ایک دردناک ترین باب بمبئی کے ساحل پر ختم ہوگیا۔ امان اللہ خان نے حسرت ویاس کی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے ایشیا کی سرزمین کو خیرباد کہہ دیا۔ سفر بجید البحر کا رخ تھا لیکن آسمان پیرنے اس سے زیادہ المناک مناظر دیکھے ہیں اور حسرت وصال از مصیبت فراق توام ہیں۔ کل کا ذکر ہے کہ امان اللہ قہقہوں کے شور اور صدائے مبارکباد کی گونج میں ساحل بمبئی سے یورپ روانہ ہوئے تھے اور آج یہ حال ہے کہ آنسو انکو الوداع کہہ رہے ہیں۔ آہیں ان کو رخصت کرتی ہیں اور حسرت ویاس انکی ساتھ جارہی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار"

تذکرۃ السلف

خلفائے اسلام کی معارف پروری

خلفائے اسلام، علمائے کرام کی بیحد قدر و منزلت کیا کرتے۔ اور اکثر معاملات میں اُن سے مشورہ لیتے۔ امور سلطنت میں بھی اُن کو بہت کچھ دخل تھا علماء کرام کے اسقدر احترام کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ خلفا خود دولت علم سے مالا مال ہوتے۔ خلیفہ جس قدر زیادہ ذی علم ہوتا۔ اس کے زمانہ میں علماء کی اُسی قدر زیادہ قدر ہوتی۔ آج تک کوئی خلیفہ جاہل نہیں ہوا۔ کم سے کم علوم شرعیہ میں ہر خلیفہ کو دخل تھا۔ خلفائے عباسیہ میں خلیفہ مامون الرشید علاوہ علوم شرعیہ کے فلسفہ۔ منطق۔ لغت۔ نجوم وغیرہ پر اچھی طرح حاوی تھا۔ خلفائے اندلس میں حکم ابن ناصر بھی بہت بڑا عالم و فاضل تھا۔

علماء کے احترام میں خلیفہ ہارون الرشید تمام خلفا سے سبقت لے گیا۔ ایک بار اس نے علامہ ابومعاویہ کی (جو نابینا تھے) دعوت کی۔ تو بذات خود آپ کا ہاتھ دُھلایا۔ ہارون کے عہد میں دو بہت مشہور عالم تھے۔ ایک کسائی اور دوسرے محمد بن الحسن ہارون۔ دونو کو اپنے سامنے سنہری کرسیوں پر بٹھا لیتا اور حکم دے دیتا۔ کہ جس وقت وہ اٹھے۔ تو یہ دونو حضرات اسکی تعظیم کے لیئے نہ اُٹھیں۔ اسی خلیفہ کی زمانہ میں حدیث کے فن میں حضرت مالکؒ بن انس امام وقت تھے۔ خلیفہ نے ان سے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ ان کے لڑکوں (امین و مامون) کو آکر تعلیم دیں۔ امام صاحب نے جواب دیا۔ کہ علم کے پاس لوگ خود آتے ہیں۔ علم خود کسی کے پاس نہیں جاتا۔ خلیفہ نے یہ معقول جواب سُن کر اپنے صاحبزادوں کو حکم دیا۔ کہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی درسگاہ عام میں تعلیم حاصل کریں خود خلیفہ ہارون بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جب ابراہیم موصلی و کسائی و عباسی نے انتقال کیا۔ تو خلیفہ مامون کو حکم دیا۔ کہ وہ خود جاکر جنازے کی نماز پڑھائے۔ خلیفہ مامون الرشید بھی علماء و فضلا کی بے انتہا خاطر تواضع کرتا۔ ان کے ساتھ بالکل دوستانہ برتاؤ کیا کرتا۔ ہر سہ شنبہ کو مناظرہ ہوتا۔ جس میں ہر [illegible] ہر مذہب کے علماء شریک ہوتے۔ اور ہر شخص کو بلا امتیاز بے تکلفی سے [illegible] کرنے کا اختیار تھا۔

[illegible] مامون کے [illegible] زانو ملاکر اس مجلس میں بیٹھتے۔ اکثر شب کے وقت اہل [illegible] مامون کے کمرے میں اس کے بستر سے بستر لگا کر سویا کرتے ایک دن قاضی یحییٰ اس کمرے میں سوئے تھے۔ نصف شب کو قاضی صاحب نیند سے بیدار ہوئے۔ تو پیاس معلوم ہوئی۔ مامون بھی جاگ رہا تھا۔ قاضی صاحب کے چہرے پر بیتابی کے آثار دیکھ کر خیریت پُوچھی۔ اور جب اُس نے پیاس ظاہر کی تو مامون نے خود دوسرے کمرے سے پانی لاکر دیا۔

ایک بار مامون، قاضی یحییٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر باغ کی سیر کر رہا تھا۔ جانے کے وقت آفتاب قاضی کی طرف تھا۔ جب واپس آئے۔ تو قاضی صاحب نے رُخ بدلنا چاہا۔ تاکہ خلیفہ کی طرف سایہ ہو جائے۔ مامون نے کہا۔ کہ یہ انصاف کے خلاف ہے پہلے مَیں سایہ میں تھا۔ اب تمہارا حق ہے۔

ایک بار مامون کے دو صاحبزادے اپنے اُستاد فراء نحوی کی جوتیاں سیدھی کرنے پر جھگڑے۔ اور دیر تک بحث رہی آخر یہ بات طے پائی۔ کہ ایک ایک جوتی اپنے استاد کے سامنے رکھیں۔ جب مامون کو اس کی خبر ہوئی۔ تو اُس نے فرّا کو طلب کیا۔ اور دریافت کیا۔ کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟

فرّا۔ امیر المومنین کے سوا اور کون معزز ہو سکتا ہے۔؟

مامون:۔ نہیں معزز وہ ہے۔ جس کی جوتیاں اٹھانے پر امیر المومنین کے لڑکے جھگڑا کریں۔

فرّا:۔ پہلے میرا ارادہ منع کرنے کا تھا۔ مگر پھر خیال کیا۔ کہ ان شہزادوں کو اس ثواب سے کیوں محرُوم رکھا جائے۔ اسلیئے منع نہیں کیا گیا۔

مامون:۔ اگر آپ منع کرتے۔ تو مجھے سخت رنج ہوتا۔ اِس سے میرے لڑکوں کی عزّت میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بادشاہ۔ باپ اور اُستاد کی اطاعت اور خدمت سے ذلّت نہیں ہوتی۔

اس کے بعد مامون نے فرّا کو دس ہزار درہم عطا کئے۔ خلیفہ رشید اور امام مالکؒ کی حکایت مشہور ہے۔ کہ امام مالکؒ نے درس دیتے وقت خلیفہ رشید کو مسند خلافت سے اُتار کر عام لوگوں کے برابر بٹھا دیا تھا۔

داستانِ پارینہ

احمد مکی کے پاس ایک نہایت خوبصورت اور بے بدل گھوڑا تھا۔ دور دور سے لوگ صرف گھوڑا دیکھنے کیلئے آیا کرتے۔ عربوں کو ہمیشہ اعلیٰ نسل کے گھوڑے رکھنے کا شوق رہا ہے اور عربوں کے گھوڑے دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے لیکن یہ گھوڑا تمام ملک عرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا بڑے بڑے مالدار آدمی گراں بہا قیمت بھی پیش کر چکے تھے لیکن شیخ احمد اس کو بیچنا پسند نہیں کرتا تھا۔

ایک دفعہ کسی میلہ کے موقع پر بہت سے لوگ نزدیک و دور سے آکر ایک مقام پر اکٹھے ہوئے۔ عرب کے میلوں میں تیر اندازی نیزہ بازی اور گھوڑدوڑ ہی دیکھنے کے قابل چیزیں ہوتی تھیں۔ عبداللہ بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر قبیلہ کے چند نوجوانوں کے ساتھ میلہ میں گیا لوگ یہ عدیم المثال گھوڑا دیکھنے کیلئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے، دیکھتے تھے لیکن طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔ ایک قبیلہ کے شیخ نے عبداللہ سے کہا۔ گھوڑا دیکھنے میں واقعی بہت خوبصورت ہے۔ لیکن اس کا کوئی وصف بھی دکھلاؤ،

عبداللہ! یہ وصف کیا کم ہے کہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں کوئی گھوڑا اسکی گرد کو نہیں پہنچ سکتا

شیخ! یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن کوئی خاص خوبی بھی ہے؟

عبداللہ۔ ہاں کیوں نہیں وہ بھی دکھلائے دیتا ہوں آپ اسی وقت میرے گاؤں کیطرف جو یہاں سے دس پندرہ میل ہے چلے جائیں اور میرے گھر بیٹھ کر میرا انتظار کریں اور اپنے خدام سے کہدیں کہ وہ مجھے بستی سے کچھ دور ہاتھ پاؤں باندھ کر چھوڑ آئیں۔ اور واپسی کے وقت میرا گھوڑا بھی ساتھ لیجائیں۔ پھر دیکھیں کہ گھوڑا مجھے کس طرح گھر پہنچاتا ہے لیکن میلہ میں جا کر گھوڑے کو چھوڑ دیں وہ خود ہی مجھے تلاش کر لیگا۔

شیخ نے عبداللہ کی تجویز پسند کی اور اپنے دو چار خدام کے ساتھ عبداللہ کے گاؤں کیطرف روانہ ہوئے مجمع میں بہت سے لوگ بھی یہ تماشہ دیکھنے کیلئے اس کے ساتھ ہو لئے۔ جب ان لوگوں کو گئے کچھ دیر ہو چکی تو عبداللہ شیخ کے ایک دو خادموں کے ساتھ بستی سے کچھ فاصلہ پر آیا۔ ایک نے تو گھوڑے کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے عبداللہ کی مشکیں باندھ کر اسے زمین پر لٹا دیا اور پھر ان میں سے ایک گھوڑے کو میلے میں لے آیا۔ اور دوسرا یہ تماشہ دیکھنے کیلئے وہیں کسی جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ادھر اُدھر گھوم کر اس نے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ گھوڑا چھوٹتے ہی اس جگہ پہونچا۔ جہاں عبداللہ زمین پر پڑا تھا اور اپنے مالک کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا لیکن یہ دیکھ کر کہ اس کا مالک زمین سے اٹھ نہیں سکتا۔ یہ حسین گھوڑا اس کے گرد گھومنے لگا۔ اور پھر وہ ٹپکا جس سے عبداللہ جکڑا پڑا تھا منہ میں اٹھا کر گھر کیطرف بھاگا۔

شیخ اور دیگر تماشائی پہلے ہی عبداللہ کے گھر پہونچ چکے تھے اور گھوڑے کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اتنے میں وہ گھوڑا عبداللہ کو منہ میں اٹھائے گھر کے دروازے پر آکر کھڑا ہو گیا۔ اور اسے بڑے آرام سے زمین پر رکھدیا۔ لوگوں نے جلدی سے عبداللہ کے بند کھولے اور اس سے پوچھا۔

تمہیں اس طرح لٹکتے آنے سے تکلیف تو بہت ہوئی ہوگی، عبداللہ نے کہا کہ بالکل نہیں۔ میرا گھوڑا مجھے اس سبک رفتاری سے لایا ہے کہ مطلق جھٹکا نہیں لگا۔

شیخ اور سب لوگ یہ تماشہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور شیخ نے ایک خوبصورت سانڈنی عبداللہ کو بطور انعام دی۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے قبیلوں میں گئے تو عبداللہ کے گھوڑے کا اور بھی چرچا ہونے لگا۔

ان دنوں ایک خانہ بدوش قبیلہ میں ایک لڑکی کے حسن و جمال کا بہت شہرہ تھا کئی ایک نوجوان اس سے شادی کرنے کے آرزومند تھے۔ لیکن یہ طوطی صحرا قفس کی تیلیوں سے بہت گبھراتی تھی۔ لیلیٰ نے جو عبداللہ کے گھوڑے کی یہ شہرت سنی، تو اس نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس آدمی سے شادی کریگی جو اسے عرب کا یہ مشہور گھوڑا بطور تحفہ دیگا۔

اس قبیلہ میں ایک نوجوان قاسم نام بھی رہتا تھا۔ قاسم مالدار آدمی تھا۔ وہ یہ شرط سن کر عبداللہ کے پاس پہونچا اور باتوں باتوں میں حرفِ مطلب زبان پر لایا۔ عبداللہ نے صاف الفاظ میں گھوڑا فروخت کرنے سے انکار کر دیا!

قاسم بولا، دیکھو بھائی گھوڑے کے عوض بیس اونٹ لے لو،

عبداللہ! نہیں صاحب یہ اونٹ تمہیں مبارک ہوں مجھے اپنا گھوڑا بیچنا منظور نہیں

قاسم! سنو مجھے معلوم ہے تم کوئی مالدار آدمی نہیں ہو بیس اونٹ بھی لے لو اور پچاس بھیڑوں کا ریوڑ بھی لے لو،

عبداللہ! آپ ناحق اصرار کرتے ہیں میں نے تو کہدیا کہ مجھے گھوڑا بیچنا منظور نہیں

قاسم! سنو سنو! بیس اونٹ اور ایک سو بھیڑ بکری کا ریوڑ نذر کرتا ہوں اور ایک غلام خدمت کے لئے دیتا ہوں یہ معاوضہ کچھ کم نہیں،

عبداللہ! کون کہتا ہے یہ معاوضہ کم ہے۔ لیکن میں نے تو عرض کر دیا کہ میں گھوڑا ہرگز نہ بیچونگا۔

آخر جب قاسم کو یقین ہو گیا کہ عبداللہ تو گھوڑا بیچنے کا نہیں تو وہ رخصت ہونے کیلئے سانڈنی پر سوار ہوا اور بولا، اب تو میں جاتا ہوں لیکن یہ گھوڑا تمہارے پاس رہنے دوں تو قاسم نام نہیں،

اس واقعہ کو کئی روز ہو چکے تھے ایک روز شام کا وقت تھا۔ لیلائے شب جاندنی کے لباس میں ملبوس ہو رہی تھی۔ عبداللہ کا دستور تھا کہ دن ڈھلنے کے ساتھ ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نخلستان کیطرف چلا جاتا اور نماز مغرب کے بعد جب ہوا میں خنکی پیدا ہو جاتی تو گھر لوٹتا۔ آج کسی باعث وہ دیر تک باہر ٹھہرا رہا۔ جب وہ گھر کیطرف لوٹا تو تاریکی چھا چکی تھی۔ راستہ میں ایک ٹیلا تھا۔ جب عبداللہ اس ٹیلے کے پاس سے گذرا تو یہاں اسے ایک شخص زمین پر پڑا نظر آیا۔ جو درد سے بیتاب ہو کر کراہ رہا تھا۔ عبداللہ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور وہ گھوڑا روک کر بولا۔

"بھائی تم کون ہو، خیر تو ہے"؟

شخص! مجھ پر رحم کرو اگر ہو سکے تو مجھے گاؤں تک پہونچا دو"

عبداللہ یہ سنکر گھوڑے سے اترا اور اس شخص کے پاس گیا۔ اس کی ٹانگ پر ایک کپڑا لپٹا ہوا تھا اور مجروح معلوم ہوتا تھا، کہا لو اٹھو سوار ہو جاؤ،

شخص! میری ٹانگ میں سخت درد ہے ذرا خود ہی اٹھا کر سوار کرا دو،

عبداللہ نے مجروح کو سہارا دیکر گھوڑے پر سوار کرا دیا اور جب باگ پکڑ کر گاؤں کی طرف چلنے لگا تو وہ شخص بولا،

"بھائی ٹھیرو میری چادر تو وہیں رہگئی ذرا اٹھا لائیو،

عبداللہ گھوڑے کی باگ چھوڑ کر چادر اٹھانے جو پلٹا تو وہ شخص جو دراصل قاسم تھا اور جس نے محض عبداللہ سے گھوڑا چھیننے کے لئے یہ بہانا تراشا تھا۔ گھوڑے کو ایڑی لگا کر آگے چلدیا اور زور سے قہقہہ لگا کر بولا،

عبداللہ لو میں تو چلتا ہوں، دیکھا میں نے گھوڑا کس طرح لیا؟

عبداللہ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گیا اور پھر بولا،

"ٹھیرو ایک بات سنتے جاؤ"

قاسم! ہاں بولو لیکن وہیں سے کھڑے ہو کر۔ تم نے قدم اٹھایا۔ تو میں چلا،

عبداللہ! فکر مت کرو، میری بات سنو، اگر کوئی بات پوچھے کہ عبداللہ سے گھوڑا کیسے لیا تو مت کہنا کہ فریب دیکر لایا ہوں ایک مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ دھوکا یا فریب سے کام لے،

عبداللہ کے یہ الفاظ سنتے ہی قاسم گھوڑے سے اترا اور عبداللہ کے پاس آکر باگ اس کیطرف پھینک کر بولا۔

سچ کہتے ہو، یہ گھوڑا تمہیں ہی مبارک ہو کیونکہ جھوٹ بولنا بھی مسلم کی شان سے بعید ہے، یہ کہا اور تاریکی میں غائب ہو گیا۔

اس واقعے کے دو ایک روز بعد قاسم کے چند ایک عزیز و اقارب عبداللہ کے پاس آئے اور قاسم کی مجبوری بیان کرنے کے بعد طالب معافی ہوئے۔ عبداللہ نے ان لوگوں کو صرف یہ پیغام دیکر رخصت کر دیا۔ کہ قاسم سے کہنا کہ عبداللہ کو اپنا بھائی سمجھو۔ اگلے روز عبداللہ اپنے اس نادر گھوڑے پر سوار ہو کر اس قبیلہ میں جہاں لیلی رہتی تھی پہونچا اور ایک شخص سے لیلے کے گھر کا پتہ پوچھا، وہ شخص بولا۔ تم کہاں سے آئے ہو تمہیں لیلے سے کیا کام ہے،

عبداللہ! آپ لیلی کو جانتے ہو؟ اسنے کہا۔ ہاں ہاں میری وہ لڑکی ہے بولو کیا کام ہے؟

عبداللہ! یہ گھوڑا میری جانب سے لیلی کو دیدیجئے اور کہدیجئے کہ قاسم نے شادی کی شرط پوری کر دی ہے، میں قاسم کا بھائی ہوں، یہ کہکر اپنا گھوڑا لیلی کے باپ کے سپرد کر دیا اور گھر لوٹ لیا۔ لیلی نے حسب وعدہ قاسم سے شادی کر لی اور عبداللہ کی فیاضی کا گھر گھر چرچا ہونے لگا ٭

تفنن و تفریح

باپ! انور یہ کیا حرکت ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو اور ہاتھ میں کاغذ اور پنسل ہے؟

انور! ماسٹر صاحب نے کہا تھا۔ کہ کل گھوڑے پر مضمون لکھ لانا۔ لیکن گھوڑا ہلتا ہے۔ لکھا ہی نہیں جاتا۔

ایک موکل اپنے مقدمہ میں تجویز سننے سے قبل کسی دوسرے شہر چلا گیا۔ چند گھنٹے کے بعد اس کے وکیل نے اس کو تار دیا۔ کہ "صداقت نے فتح پائی" موکل نے اس کے جواب میں تار دیا۔ کہ فوراً اپیل کر دو،

نجمے تمہاری عمر کیا ہے؟ ننھا۔ گھر میں ابا اور اماں کہا کرتے ہیں پانچ سال اور جب میں سفر ہوتا ہوں تو چھ سال اور جب ریل میں سوار ہوتا ہوں تو تین سال،

مراسلات

فضیلت پناہ شرافت دستگاہ مولانا محمد علی صاحب صدیقی مدیر القریش امرتسر سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ انجمن قریش گوجرانوالہ اور مولوی محمد سعید عالم صاحب فاروقی کے درمیان جو تنازعہ تھا ۔ میں نے اس کے متعلق بحیثیت ثالث مقبولہ فریقین باستر ضائے طرفین تصفیہ کرادیا ہے اور فریقین سے جو تحریریں حاصل کیگئی ہیں ۔ ان کی نقول بغرض اشاعت رسالہ القریش ارسال خدمت ہیں ۔ چونکہ یہ معاملہ قطعی طور پر سلجھ چکا ہے اور فریقین کے درمیان اس بارہ میں صفائی ہو چکی ہے اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ نقول متذکرہ اپنے جریدۂ پسندیدہ کی قریبی اشاعت میں شائع فرماکر مرہون منت فرمائیں ۔ والسلام ۔

گوجرانوالہ
۲۵ جون ۱۹۲۹ء
آپکا صادق (مولوی) محمد حسین ایم ۔ اے ۔ ایل ایل بی وکیل
ثالث بالخیر

(۱)

اخبار "قریش"[۱] لاہور مطبوعہ ۸ و ۱۶ مارچ ۱۹۲۹ء میں ڈاکٹر سراج الدین کے بیان کے حوالہ کی بنا پر شائع ہوا ہے کہ منشی غلام غوث سابق صدر انجمن قریش گوجرانوالہ معہ ۲۲ ممبران کے انجمن قریش سے نکال دیئے گئے ہیں کیونکہ وہ قریشی نہیں ۔ میں بحیثیت پریزیڈنٹ انجمن قریش گوجرانوالہ تحریر مذکورہ بالا کی قطعی تردید و تکذیب کرتا ہوں اور اس کو ساقط الاعتبار قرار دیتا ہوا اعتراف کرتا ہوں کہ صاحب سابق صدر مذکور و دیگر مستعفی شدہ اراکین انجمن خارج نہیں کئے گئے ۔ بلکہ ان کی خواہش کے مطابق ان کے استعفے منظور کئے گئے ہیں اور میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ سب قریشی الاصل ہیں ۲۲/۶/۲۹

دستخط

(مولوی) غلام علی قریشی صدیقی ۔ بقلم خود

نقل مطابق اصل ہے ۔

دستخط (مولوی) محمد حسین ایم ثالث مقبولہ فریقین ۔

[۱] مراسیوں کے اخبار کا نام ہے ۔

(۲)

رسالہ "القریش" امرتسر مطبوعہ ۲ مئی ۱۹۲۹ء و ۲ جون ۱۹۲۹ء میں جو استفسارات میری جانب سے انجمن قریش گوجرانوالہ کے متعلق شائع ہوئے ہیں ۔ ان کی نسبت انجمن مذکورہ نے میرا اطمینان کردیا ہے ۔ اور میرے شکوک رفع ہوچکے ہیں اور میری تسلی ان کی صحیح قومیت کے متعلق بھی ہو چکی ہے ۔ میں ان کو قریشی الاصل تسلیم کرتا ہوں ۔ مورخہ ۲۳/۶/۲۹

دستخط

(مولوی) محمد سعید عالم فاروقی گرداور قانونگوئے بقلم خود ۔

نقل مطابق اصل ہے ۔

(دستخط) مولوی محمد حسین ایم ثالث مقبولہ فریقین ۔

ایک تجویز کی تائید

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

جریدۂ فریدۂ "القریش" کی ۱۷ جون کی اشاعت میں "رونق القوم" جناب مولانا محمد علی صاحب رونق نے "ایک تجویز" کے عنوان سے ایک لائحہ عمل ترتیب دیتے ہوئے قوم سے جو قومی مطالبہ کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ قوم متحد و متفق ہو کر اس کو عملی جامہ پہنائے ۔

"ضیغم القوم" "مراسی فرعون کے قریشی موسیٰ" عالیجناب قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی نے قریشیان پنجاب کے نام ایک مکتوب مفتوح تحریر فرماتے ہوئے قومی اجلاس کے انعقاد کی جو خواہش ظاہر فرمائی ہے ۔ اور قریشیان پنجاب کی توجہ کو وقت کے سب سے اہم فرض کیطرف مبذول کرایا ہے وہ نہایت مبارک ہے اور اس کا قول سے فعل میں آنا ازبس ضروری ہے ۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ یہ مکتوب مفتوح بھی قوم کی بے اتفاقی کی نذر نہ ہو جائے ۔ جیسا کہ اس سے قبل میری تمام اپیلیں ۔ مراسلتیں اور تحریریں قوم کی بے اعتنائی کا شکار ہو چکی ہیں ۔ قوم نے تو اپنی سرد مہری سے مجھے بہت دفعہ مایوس کیا ۔ لیکن میں خدائے بزرگ و برتر کیطرف سے کبھی مایوس نہیں ہوا اور ہمیشہ اپنی قوم پر اس کی رحمت کے نزول کا بے تابانہ منتظر رہا ۔

اب تجویزیں اور تائیدیں کرنے کا وقت نہیں رہا۔ زمانہ بہت آگے نکل گیا ہے اور ہمنے ابھی ترقی کی ابتدائی منزل بھی طے نہیں کی۔ اس لئے عملی تائید درکار ہے میری تمام ہمدردیاں خواہ وہ کتنی ہی ناچیز کیوں نہ ہوں۔ میری تمام امدادیں خواہ وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہوں اور میرے تمام ذرائع اعانت خواہ وہ کتنے ہی مختصر کیوں نہ ہوں، سب اس قابل عمل تجویز کی تائید وحمایت کے لئے وقف ہیں میں قوم کو بیدار دیکھنا چاہتا ہوں، دشمن کے مقابلہ میں سینہ سپر تیار دیکھنا چاہتا ہوں۔ مر اسیوں کی موت کے آثار دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنے جیسے قومی خدمتگار دیکھنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میری قوم پھلے پھولے۔ خدا نہ کرے کہ مجھے قوم کی طرف سے مایوس ہو کر کہنا پڑے۔ کہ آہ

رذیل جھین رہے ہیں جگہ شریفوں کی
جنازہ اٹھہ گیا آفاق سے شرافت کا

خادم القوم محبوب عالم قریشی لدھیانوی

ایک خط کا خلاصہ

:۔ قاضی نظیر حسین صاحب خدا ان کا بھلا کرے صلاح حال اور شیرازہ بندی قریش کیلئے جو دردمندانہ اپیلیں کر رہے ہیں وہ پتھر کو پانی کیطرح بہا دینے کا اثر رکھتی ہیں لیکن برادران قریش کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت واقع ہوا ہے۔ اس پر سکوت وجمود کا جادو چل گیا ہے اور اتنا اثر کر گیا ہے کہ وہ اپنے مفاد ومصالح پر غور کرنیکے قابل ہی نہیں رہی اور وہ سو چکی اور موت کی نیند سو چکے۔ معاف رکھیئے گا اگر میں صاف صاف الفاظ میں یہ عرض کر دوں کہ اس بد نصیب قوم کی بیداری کیلئے لفظوں کا نسخہ کارگر نہ ہوگا یہاں کر ہمت چست کرنیکی ضرورت ہے قاضی صاحب کی تجویز معقول ہے مگر احساس بھی ہو، میں نے اپنے تبلیغی دورہ میں بعض مقامات پر بعض احباب سے گفتگو کی، احساس کی کمی بدرجہ اتم ہے اور جو کچھ کرنیکی صلاحیت رکھتے ہیں بدقسمتی سے حاضرہ انہیں کسی دوسری جانب متوجہ ہونیکی مہلت نہیں دیتی۔ اگر کوئی خاص کام اور لائحہ عمل آپ پیش کریں اور اس کیلئے خاص ذرائع پبلسٹی وپراپیگنڈا اختیار کریں تو میں امید کرتا ہوں کہ زیادہ نہیں تو ۳۰ فیصدی تو آپکے شریک کار ہو سکتے ہیں مفصل پھر کسی وقت عرض کرونگا بہر حال کھلا اور پبلسٹی پراپیگنڈا ہی ایک قوت ہے جو منزل مقصود پر پہونچا سکتی ہے۔ والسلام

بزم قریش

۱ :۔ جن برادران گرامی نے انجمن قریشیان پنجاب کی رکنیت قبول فرمائی ان کے اسمائے گرامی بشکریہ درج ذیل ہیں (۱) مولوی محمد سید عالم صاحب فاروقی بی اے ایل گردادر قانونگو (۲) مولوی غلام غوث صاحب پنشنر گورنمنٹ (۳) منشی محمد عبداللہ صاحب پشاور (۴) قریشی محمد رمضان صاحب شیخوپورہ (۵) قریشی محمد جان عالم صاحب مانانوالہ (۶) قریشی محمد چراغ صاحب جیون پورہ خورد،

سکرٹری انجمن ہذا ۲۹/۶

۲ :۔ انجمن قریش گوجرانوالہ اور اس کے چند ممبران کے مابین جو انجھنیں تنازعات تھے خوشی کا مقام ہے کہ کارپردازان انجمن کی خواہش پر مولوی محمد حسین صاحب ایل ایل بی۔ اے وکیل کی توجہ سے سلجھ گئے، انجمن کے صدر وسکرٹری صاحبان اگر ابتداہی دوراندیشی اور مصلحت سے کام لیتے ہوئے ڈاکٹر سراج الدین کے بیان کی تردید وتکذیب کرتے تو حالات ناخوشگوار صورت اختیار نہ کرتے، خدا انہیں دماغ سلیم عطا کرے۔ خدائے بزرگ وبرتر مولوی محمد حسین صاحب کی اس مصالحانہ کوشش کا انہیں اجر عظیم عطا کرے۔ اور اراکین انجمن کو تحمل وبرداشت اور صلح جوئی اور خدمت قوم کی توفیق، آمین،

۳ :۔ تحفظ فنڈ کا موعودہ چندہ جن احباب کے ذمہ واجب الادا ہے، بہت جلد بھیجدیں تاکہ تجویز کی تکمیل کر دی جائے،

۴ :۔ جن احباب کا سال خریداری ختم ہے ۷ جون کا اخبار انکی خدمتیں بصیغہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر کوئی صاحب آئندہ اس کا جاری رکھنا منظور نہو تو وہ اطلاع دیدیں۔ تاکہ وی پی کی واپسی نقصان کا موجب نہو، بشیر فضل حسین صاحب ۸۰۷، پیر عبدالرشید صاحب ۸۱۲، منشی فضل کریم صاحب ۸۰۵، قاضی میر حسین صاحب ۸۱۸، قاضی یقین الدین صاحب ۸۱۹ قریشی محمد ایزدبخش صاحب ۸۲۰، قریشی نیر محمد صاحب ۸۲۱، قاضی حسن علی صاحب ۸۲۲، سید فلک علیشاہ صاحب ۸۲۳، مخدوم غلام میران غنی صاحب ۸۲۴۔ سید محمد اکرم شاہ صاحب ۸۲۶۔ میاں کرم شاہ صاحب ۸۲۷،

۵ :۔ جن دردمندان قوم نے خاتمہ سیاد خریداری جون کے القریش کے وی پی واپس کر کے اپنی زندہ دلی کا ثبوت دیا۔ ان میں سے ایک صاحب سی۔ آئی۔ اے۔ ایل۔ ایم سی ہیں اور ایک بی اے بی ایس سی ایگریکلچرل اسسٹنٹ اور ایک وکیل اور ایک ہیڈ کلرک ہیں۔ قومی بیداری اور علم دوستی کا سودا نہ فرمائیے۔ یہ لوگ مالا مال ہونیکے باوصف ڈیڑھ پائی روزانہ کا ایثار موت سمجھتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون،

۶ :۔ قریشی محمد ایزد بخش صاحب نے مجلس کے ابتدائی اخراجات کیلئے پانچ روپے کی امداد کا

مراسیت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر (۱۰)

سنے ہیں اہل محفل نے فسانے حال و ماضی کے
مرے نالوں میں استقبال کی تفسیر ہوتی ہے

ہندوستان کی سرزمین مذہب پرست واقع ہوئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس قدر مروجہ مذاہب زمانہ حال میں ہندوستان کے اندر موجود ہیں ان کے بعض پیرؤں کے درمیان مذہبی مناظروں کا مشغلہ بالعموم جاری رہتا ہے اگر حق کی تلاش اور صداقت کی جستجو ہو تو پھر ایسے مناظرے غیر مفید نہیں ہو سکتے لیکن حق اور باطل کی امتیاز کا سوال دوران بحث میں بہت کم مقصود ہوتا ہے اور فتح و شکست کے جذبات و خیالات دامنگیر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اس لئے ایسے مناظرے اور مباحثے چنداں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوا کرتے، یہ تو رہا مذہب کا معاملہ لیکن کسی نسب کی صحت و عدم صحت کا سوال ایک جداگانہ حیثیت رکھتا ہے جس کا غالب تعلق صرف تاریخ ہی ہو سکتا ہے اس لئے اصولاً یہ امر کسی مناظرہ اور بحث و مباحثہ کا محتاج نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی صحیح تحقیقات اور صحیح جانچ و پڑتال کا صحیح طریق کار فقط یہی ہو سکتا ہے کہ مستند اور ناقابل تردید تاریخی حوالہ جات و اسناد کی بنا پر اصل حقیقت قلمی صورت میں منظر عام پر لائی جائے تاکہ دوست اور دشمن، موافق اور مخالف دونوں کو صحیح نتیجہ کے اخذ کرنے میں سہولت ہو اور ایسی قلمی بحث فقط دلائل و براہین ہی تک محدود رہنی چاہیئے،

بحالات موجودہ کہا جا سکتا ہے کہ مراسیت کا ادعائے قرشیت اگرچہ تاریخی لحاظ سے بیت خانہ کہ خالقش نام کردہ اند کے مصداق تھا، لیکن ہم نے مراسیت کے اس ادعائے باطل کے متعلق تحقیقات اور تردید کا ایک نیا راستہ اختیار کیا اور طرح جدید کی بنیاد ڈالی اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ

نئی ناقوس میں پھونکی ہے جس نے روح وہ میں ہوں
ابھی موجود ہیں اہل کلیسا دیکھنے والے

تاریخ بتلاتی ہے کہ ہندو دھرم کے مطابق ویدک دھرم کے ماننے والے چار قسم کے انسان ہیں (۱) برہمن، علمدار طبقہ (۲) کشتری، فوجی سپاہی (۳) ویش زراعت و تجارت پیشہ (۴) شودر۔ دستکار، خدمتگار (نائی، درزی، سقہ، ماچھی، چوہڑا وبھنگی) اور چمار وغیرہ، شودروں کو ہندو اصطلاح میں اچھوت[1] کہا جاتا ہے یعنی نجس ناپاک، ناقابل مس،

مس میو کی کتاب مدر انڈیا اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ انہیں (اچھوتوں) کو ادھورے انسان تسلیم کیا جاتا ہے، سب سے ذلیل کام ان کے لئے مخصوص ہیں بے عزتی ان کے نام سے وابستہ ہے کچھ تو خاکروب اور فضلہ اٹھانیوالے ہوتے ہیں اور کچھ اپنی اس جہالت کی وجہ سے جس کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے اپنی عادتوں میں نفرت انگیز ہیں،

گلاسری جلد دوم کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ ڈوم[2]۔ چوہڑا (بھنگی)[3]، میراثی[4]، ماچھی[5] (سقہ)، ایک ہی نسب سے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے تاریخی صورت میں بلحاظ نسب قدیم کہا جا سکتا ہے کہ یہ شودر کا اس گروہ میں سے ہیں۔

منوسمرتی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ نیچ خاندان کا آدمی اپنے کمینہ پن کی عادت سے باز نہیں آتا۔ منوسمرتی (۱ پاؤ)

راولپنڈی اور لاہور کے ضلاع کے جغرافئے[6] اس بات کے مظہر ہیں کہ میراثی نیچ ذاتوں کے آدمی اور لوگ ہیں،

پس اگر میراثی نیچ خاندان کے آدمیوں میں شمار کئے جا سکتے ہیں اور ان کی بگوئی کی آبائی عادات کمینہ پن کی خصلت میں داخل خیال کی جا سکتی ہیں تو پھر میراثیوں کو اس پر خود ہی غور کر لینا چاہیئے۔ کہ منوسمرتی چہ میگوید،

اگر سمبڑیال کے مراثی کو اسباب پرنا ممکن ہے کہ میراثی میراثیوں ہی میں تعلق داریاں کرتے ہیں تو میراثیوں کا اپنی ذات برادری ہی میں رشتہ داریاں کرنا اگر دلیل قرشیت ہو سکتا ہو تو پھر منوسمرتی کا یہ حوالہ بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ شودر صرف اپنی ذات کی لڑکی سے وواہ کر سکتا ہے (منوسمرتی)

اب سمبڑیال کے مراثی اور ان کے ہمنوا... کو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر غور کر لینا چاہیئے کہ کیا میراثیوں کا میراثیوں ہی میں شادی بیاہ کرنا منوسمرتی کے

[1] چونکہ ناغہ منظور نہ تھا۔ اس لئے ضمیمہ نمبر ۹ و ضمیمہ نمبر ۱۰ دوران علالت میں ترتیب دئے گئے جو پھر بذریعہ ڈاک بھیجے گئے۔

[illegible] ۲۹ نومبر ۱۹۲۸ء کو مراسیوں کے وفد کو جو جواب دیا [illegible] مراسیوں کی حیثیت و حقیقت پر کافی روشنی [illegible] سے بھی کچھ مسلمان اور کچھ غیر،

اس قاعدے کے اتباع عمل میں تو نہیں؟ اور کیا میراثیوں کا یہ دیرینہ اور قدیمانہ طریق عمل ان کے سئودر کلاس گروہ میں سے ہونیکا صریح ثبوت تو نہیں؟ اگر ہے تو پھر ادعائی عربیت و قرشیت چہ معنی؟ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب ذرا مراسیوں کے لاگیانہ لوازم پر کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہئیے۔ زعیہ میں جب نعش کو چارپائی پر اٹھایا جاتا ہے تو کسی معمر آدمی کی حالت میں سرخ کپڑا نائی یا میراثی کو دیا جاتا ہے،

And in the Case of an aged person The red Cloth is given to the barber or Mirasi,

دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۸۰۰

ہندی نژاد جیجمانوں کی بیاہ شادیوں اور رشتے ناطوں کے اہتمام پر صرف نائی ہی کو نازاں ہونا چاہئیے۔ بلکہ اسکے دیگر حصہ دار اور شرکائے کار بھی ہیں اور اگر مراسی ایسے اہتمام کے لوازم متعلقہ کو اپنے لئے دلیل قرشیت گردانتا ہو تو اسے یہ بھی سن لینا چاہئیے

Marriages are arranged by The Nai (barber) The Chhimba (washerman) and The Mirasi (Village bard and genealogist)

ترجمہ، نائی یعنی حجام۔ چھینبہ یعنی دھوبی اور میراثی یعنی گاؤں کا بھاٹ اور نسب خواں شادیوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۱۹۰

گویا اہتمام شادی کے کام میں نائی چھینبہ اور مراثی بلحاظ لاگی ہونیکے ایک ہی کمیا سٹیج پر ہیں۔ کہو مراسیو! ایں چہ؟

باوجودیکہ چوہڑا مراثی کا ہم نسب ہے لیکن ذرا چوہڑے کے توہمات کی کیفیت اور نزاکت ملاحظہ ہو کہ اگر چوہڑا سفر پر جائے اور مراثی سامنے آجائے تو چوہڑا واپس لوٹ آتا ہے۔[۵۱]

If a Chura goes on a journey and meets a Mirasi, he goes back.

دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۲۰۷

ڈیرہ غازیخاں میں ڈوم یا مراثی مسلمانوں کی ایک ادنٰے جماعت ہے،[۵۲]

In Dera Ghazi Khan The Doms or Mirasi are a low Class of Mohammedans

دیکھو گلاسری مذکور صفحہ ۲۴۷

In Dera Ghazi Khan The Dum or Langa are said to be an occupational group of The Mirasis, and to be The Mirasi of The Baloch tribes. In The other words they are identical with The Dom or Domb, whose name means Minstrel in Balochi.

ترجمہ:۔ ڈیرہ غازیخاں میں ڈوم یا لنگا میراثیوں کا ایک پیشہ ور گروہ ہے جو بلوچ اقوام کے میراثی ہیں۔ بالفاظ دیگر میراثی۔ ڈوم یا ڈومب ایک ہی ہیں بلوچی میں اس لفظ کے معنے مطرب و گویا کے ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۲۵۰

اکبری جاٹ بیوگاں کا نکاح ثانی جائز نہ رکھنے میں بعض اعلیٰ اقوام کی پیروی کرنے میں اور انمیں دربارا کی رسم جاری ہے جسمیں دیگر اکبری خاندانوں کے مراثیوں کو "ویلیں" دینے کا رواج ہے۔ دیکھو گلاسری مذکور صفحہ ۳۷۷،

And in practising darbara Which is a Custom of giving "Vaels" at weddings to The mirasis of other Akbari families.

اگر یہ درست ہے کہ سمبڑیال کا مراسی مراسیوں کو بعض ہندی الاصل اقوام کیطرف سے "دادا" کہے جانے کے متعلق پبلک سٹیج پر فخر و ناز کا اظہار کرتا ہے۔ تو پھر لفظ دادا سے مراسیوں کو منسوب کئے جانے کے متعلق اسے یہ تاریخی وجہ تسمیہ بھی سن لینی چاہئیے۔ اگر کس در سرا ہست۔ حرفے بس است،

The Mirasi of The Kanchans is Called "dada" and gets a rupee a year.

ترجمہ۔ کنچنوں کے میراثی کو "دادا" کہا جاتا ہے اور وہ ایک روپیہ فی سال لیتا ہے

دیکھو گلاسری جلد سوم صفحہ ۴۵۵

Kuchans is a "got" of Mirasis,

---

[۵۱] کیوں کیا مراثی اب بھی نحس ہے؟ [۵۲] مراسیو! ذرا غور کرنا۔

attached to the Malahi jats.

ترجمہ :- کوچر (۱) مراثیوں کی ایک گوت ہے جو ملہی جاٹوں سے وابستہ ہوتے ہیں دیکھو گلاسری مذکور صفحہ ۵۵۸ ،

گوتوں کا رواج چوہڑوں میں بھی ہے - دیکھو گلاسری جلد سوم اور بروٗ گلاسری جلد دوم ، میراثی اور چوہڑا ہم نسب ہیں - بہ ایسی گوتوں کا دستور مراثیوں کے ہندی النسل ہونے کی قطعی دلیل اور ناقابل تردید شہادت ہے - بجا ریکہ قریش ازیں قبیل ہندیانہ گوتوں سے کلیتہً مستثنٰی ہیں -

مالیر کوٹلہ کے ملتانی کمہاروں میں یہ رواج ہے -

At weddings the chaudhri gets Re1 and a pagri which is presented to him personally or sent to him through a mirasi

ترجمہ :- شادیوں کے موقع پر چوہدری کو ایک روپیہ ملتا ہے اور ایک پگڑی بھی - جو اصالتاً دیجاتی ہے یا بذریعہ میراثی بھیجی جاتی ہے دیکھو گلاسری جلد ۲ صفحہ ۵۶۹

اگرچہ یہ تاریخی حقیقت اپنی تشریح آپ ہی ہے لیکن کاش کہ مراثیت اور علوے قرشیت کے لئے منہ کھولنے سے پہلے کچھ عقل و خرد سے کام لیتی اور اپنی تاریخی حقیقت معلوم کرلیتی - تو آج عوام کے نزدیک اس امر کا مصداق نہ بننے پاتی - کہ

رذیل چھین رہے ہیں جگہ شریفوں کی
جنازہ اٹھ گیا آفاق سے شرافت کا

راقم

قاضی نظیر حسین فاروقی
ریٹائرڈ مستوفی

گوجرانوالہ
یکم جون سنہ ۱۹۲۹ء

حفظ صحت

منہ حلق اور دانتوں کے امراض سے محفوظ رہنے کیلئے ذیل کے امور کی پابندی ضروری ہے ،

۱ :- منہ حلق اور دانتوں کو صاف رکھیں اس کیلئے صبح شام کوئلے کا نمکین منجن (جو بادام کے چھلکوں کے کوئلے باریک پیس کر ان میں قدرے نمک ملا لینے سے تیار کیا جاتا ہے) اور تازہ مسواک کے استعمال سے بہتر دوسری کوئی چیز نہیں ہے اس کے ساتھ اگر نیم گرم محلول نمک کے غرغرے کئے جائیں تو اور بھی مفید ہیں

۲ :- تمباکو نوشی سے پرہیز کریں - خصوصاً بازاری سستے اور خراب تمباکو کا استعمال تو ہرگز نہیں کرنا چاہیئے ، اکثر دیہاتی اشخاص میں تو خشکی حلق اور سوزش گلو کی شکایت محض اسی وجہ سے ہوتی ہے ،

۳ :- گلیوں اور بازاروں کی دھواں دھار اور گرد آمیز ہوا سے بچیں خصوصاً شام کے وقت جہاں تک ہو سکے یہ وقت تازہ اور کھلی ہوا میں گذاریں ، بڑے بڑے میلوں اور بند تفریحی تماشہ گاہوں مثلاً سینما - تھیٹر وغیرہ سے قطعی پرہیز کریں ، وہاں کی متعفن اور دھواں دھار ہوا نہایت مضر صحت ہے ،

۴ :- کھٹے تیل ، کھٹے دہی آئس کریم اور برف آمیز پانی کا استعمال ہرگز نہ کریں - آچار چٹنیاں اور خراش پیدا کرنے والی اشیاء سے بھی احتراز چاہیئے ، ،

۵ :- آنتوں کو صاف رکھیں اور قبض کبھی نہ ہونے دیں ،

۶ :- نازک ، کمزور اور ضعیف العمر اشخاص کو گردن سے گلوبند لپیٹے رہنا چاہیئے ، خصوصاً سردیوں کے دنوں میں اور شام کے وقت ،

۷ :- رات کو سوتے وقت گرم گرم دودھ کا ایک پیالہ پینے کی عادت ڈالیں اس سے حلق نرم رہتا ہے اور بعض اشخاص میں تلیین کا کام بھی دیتا ہے ،

ان ہدایات پر عمل کرنے سے نہ صرف انسان حلق منہ اور دانتوں کے امراض سے محفوظ رہتا ہے - بلکہ آلات ہضم اور آلات تنفس کے اکثر امراض سے بھی بچا رہتا ہے ،

امریکہ کے ڈاکٹر ڈیوس کا قول ہے کہ دانتوں کی معمولی سے معمولی شکایت پر بھی زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے ، اور صحیح غذا کے استعمال کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ، " الحکیم "

انجمن قریشیان پنجاب کے ممبر بنا اور القریش کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے ،

راستہ

مسافر کو جب چلتے چلتے کچھ عرصہ گذر چکا۔ تو قطع منازل سے گھبرا کر بیٹھ گیا۔ دشوار گذار گھاٹیوں سے اس کی آبلہ پائی نالہ کناں تھی، نشیب و فراز سے اس کے اعضا دجوارح فریادی۔ نہ بلنے کی طاقت نہ چلنے کی سکت۔ آفتاب دن بھر کے عالم فانی کے عبرتناک نظارے دیکھ کر زرد رد ہو چکا ہو چکا تھا۔ اور اپنی آخری نگاہیں صفحۂ ہستی پر ڈالکر چھپا چاہتا تھا۔ طیور کی آوازیں چند لمحہ کیلئے اس کا دل بہلا رہی تھیں اس کے بعد ایک سناٹا چھا جانیوالا تھا۔ اس تنہائی کے عالم میں مسافر کے دلیر جگر سے غم کے بادل امڈ امڈ کر آئے۔ عزیزوں کی یاد ایک تڑپا دینے والی بجلی تھی۔ جو ہر ثانیہ اس اندھیرے میں چمک رہی تھی۔ اس کی آنکھیں شفق شام کے خون میں رنگین تھیں اور چہرے پر انتہا درجے کی مایوسی۔ اس بیکسی کی حالت میں اسے اپنا رفیق تلاش کرنے کی فکر دل میں پیدا ہوئی۔ کہ اس کی متجسسانہ نگاہیں چاروں طرف دوڑنے لگیں اور تھک کر قدموں پر آ رہیں اور سوائے اس راہ کے جسپر کہ وہ گامزن تھا کوئی رفیق نہ پایا تو اس سے یوں گویا ہوا۔

میرے رفیق! تیری عمر تیری قامت کیطرح دراز ہو تیرے پیچ دخم زلف معشوق سے کسیطرح کم نہیں۔ تیری آنکھیں ایسی ہیں جن میں انسان دم توڑ کر رہجاتا ہے۔ تجھ میں کشش ہے جو ہر راہرو کو کھینچے لئے جاتی ہے۔ تیری صفائی مسافر کی انتہا خوشی اور تیرے کانٹے پہلو کے خار ہیں۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ ہر فرد کو تیری تلاش کیوں ہے، بھولا ہوا مسافر تجھے کیوں ڈھونڈتا ہے۔ تجھ میں کیا تاثیر ہے کہ مسافر کا ہر ایک قدم تیری طرف ہی اٹھتا ہے۔ حالانکہ بے خانمانی۔ بے سر وسامانی۔ تنہائی۔ جُدائی، تیری رفاقت کا ادنیٰ انعام ہے۔ مگر پھر بھی انسان ہر ایک چیز کو تیرے لئے چھوڑنے کو راضی ہو جاتا ہے اور اگر کچھ بوجھ (زادِ راہ) بھی اسے اٹھانا پڑے تو اسے گوارا ہے۔ اسے یاد ہے کہ تو اس کا بوجھ ہلکا نہیں کریگا اس کا ہاتھ نہیں بٹائیگا۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اس کا منہ تیری طرف ہے کہ کبھی نہیں پھر سکتا۔ کیا تجھے اس سے پہلے کبھی کسی مسافر کے حال پر رحم آیا؟ اگر نہیں تو آج خدا کے لئے میرا اس تنہائی میں مونس ہو اور میرا غم غلط کرنے کیلئے کچھ راز کا افشا کردے کہ آخر تجھ میں وہ کونسی خوبی ہے دیکھ میں کون ہوں میں جب گھر میں تھا تو سب کچھ تھا مگر تیرے ساتھ ملکر معمولی ہو گیا۔ آرام کے بدلے آلام اور راحت کے عوض زحمت اٹھا رہا ہوں۔ تو دیکھتا ہے کہ اس وقت میں ہوں اور میری بے بسی اور تو ہے تیر سنگدلی، میں تو تھک کر رہ گیا ہوں مگر تو ابھی تک اسی بے پرواہی سے کوہ و دریا۔ دشت وجبل طے کر رہا ہے۔ دیکھ دن بھر کا تھکا ماندہ ہوں، بھوکا ہوں، پیاسا ہوں، آگے رات ہے اور رات کی خاموشیاں ایک ہُو کا عالم ہوگا اور یہ ناتوان درندوں کی پُر ہول آوازیں ہونگی اور ضعیف جاں، جن درختوں تلے اب بیٹھا ہوں، بھوتوں کی شکل اختیار کریں گے جنگل کی ہر ایک چیز میری کھانے کو دوڑیگی۔ اور تو بے حس و حرکت پڑا رہیگا اور تیری اس وقت کی سفیدی سیاہ ہیبتناک لباس میں میری فکر میں ہوگی۔ اب زیادہ تاب نہیں رہی۔ کچھ تو بول۔ کیا تجھے ستانا ہی آتا ہے یا کچھ اور بھی۔ تیری انتہا نے ابتدا کو بھی بھلا دیا۔

مسافر کی چیخ پکار سے وادیاں گونج اٹھیں۔ پہاڑ کانپ گئے۔ آسماں سے آوازیں آنے لگیں،

یکایک رستے میں بھی سرسراہٹ پیدا ہوئی اور آواز آئی۔ کہ اے مسافر! گھبرا کیوں گیا۔ اگر تیرے پاس زادِ راہ ہے تو سیدھا چلتا رہ، دیکھنا دائیں بائیں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو تجھے میری طرف سے بے پرواہ کریں گے۔ ان کے پاس عیش وعشرت کی خوشنما تصویریں اور لہو ولعب کے دلکش فوٹو ہونگے، وہ تجھے کئی سبز باغ اور باغوں میں خوشنما پھول اور لذیذ پھل دکھا کر تجھے پھسلائینگے مگر دیکھنا ان کی طرف نہ دیکھنا۔ یاد رکھ پھر تیری خیر نہیں۔ وہ پھول میرے کانٹوں سے اچھے نہیں۔ ان پھلوں میں غفلت اور بے ہوشی کی وہ زہر ہے جو تیرے لئے پیغام اجل ہے اور میرے کانٹے تیرے لئے حیاتِ جاودانی کے اسباق ہیں۔ کہ استاد حقیقی نے جو تجھ کو تیری نسبت زیادہ جانتا ہے اور تجھ پر تجھ سے زیادہ مہربان ہے مقرر کئے ہیں سمجھ لے میں ستاتا نہیں ہوں آزماتا ہوں اور منزل مقصود تک پہونچاتا ہوں جو میری انتہا ہے اور ابتدا کا پتہ خود لگالے۔ نہیں تو کمر ہمت باندھ اور چل۔ دیکھ وہ منزل تمہارے سامنے ہے،

ربنا اھدنا علیٰ صراط المستقیم

نوشتہ

(مولوی) امیر علی فاروقی، (منشی فاضل)

عُذر

میری علالت کا سلسلہ ہنوز ختم نہیں ہوا پرسوں مجبوراً مسہل کرانا پڑا۔ کمزوری کیوجہ سے کام نہیں ہو سکتا۔ یہی سبب ہے کہ القریش کچھ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے

رد لوح

اخبار و حوادث

شہریار دکن کی پنجاب میں آمد مسلمانان ہند کے دلوں کے شہنشاہ اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ ماہ نومبر آئندہ میں لاہور رونق افروز ہونے والے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام لاہور مسلمانان پنجاب کی طرف سے شاندار استقبال کی تیاریاں کر رہی ہے۔ استقبال کمیٹی کی ترتیب و تدوین عمل میں آ رہی ہے۔ والئے بہاولپور مجلس استقبالیہ کے اعلےٰ رکن ہونگے۔

افغانستان صحیح حالات کسی کو معلوم نہیں۔ اخبارات سنی سنائی باتوں کی بنا پر بچہ سقہ کی شکست اور جنرل نادر خاں (خدا اُن کا حامی و مددگار ہو) کی فتح و کامرانی کی خبریں شائع کر رہے ہیں۔ ان حالات میں افغانستان کے متعلق وثوق کے ساتھ کو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔

رہنماؤں کی ذہنیت جبکب آباد میں پنڈت مالویہ نے ایک تقریر کے دوران میں ہندؤں کو لاٹھیوں اور پستولوں کا استعمال سیکھنے کی ترغیب دلائی۔ اگر ہندو مسلم لیڈران اپنی اپنی قوم کو اسی قسم کے مفید مشورے دیتے رہے تو ہندوستان میں ہنگامہ آرائی اور خونریزی کی جسقدر گرم بازاری ہو سکتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ بہتر ہے۔ کہ سوراج وغیرہ کے خیالات کو ترک کر کے پہلے قوت آزمائی کر لی جائے۔ جو بڑے سو پائے۔ افسوس ایسے رہنماؤں کی ذہنیت۔

قیامت خیز طغیانی مشرقی بنگال اور آسام میں پچھلے دنوں قیامت خیز سیلاب نے صدہا انسانوں کو نہنگ اجل کا لقمہ بنا دیا۔ ہزاروں بے خانمان اور بھوکے ننگے پھر رہے ہیں۔ ریلوے لائن ٹوٹ گئیں۔ سڑکیں خراب خستہ ہو گئیں۔ ہزاروں ایکڑ زمین کی فصلیں اور غریب دیہاتیوں کے بے شمار مکانات تباہ و برباد ہو گئے۔ اس قسم کے حوادث و نوازل غافل انسان کو متنبہ کرنے کے لئے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک بار دو بار مبتلائے مصیبت ہوتے رہتے ہیں۔ اور نصیحت نہیں پکڑتے فھل من مذکر خدا ہمیں اپنے اعمال پر غور کرنے اور ان میں اصلاح کرنے کی توفیق عطا کرے اور ان حوادث و نوازل سے بچائے۔

پنجاب سائمن کمیٹی کی ×پنجاب سائمن کمیٹی کی اکثریت نے آئیندہ اصلاحات

سفارشات اور ہندو ×کے متعلق جو سفارشات کی ہیں۔ ہندوؤں کے خیال میں وہ سراسر مسلمانوں کے لئے مفید ہیں۔ چنانچہ "ٹریبیون" لکھتا ہے۔ کہ یہ سفارشات پنجاب کے غیر مسلموں کے لئے غلامی کا پروانہ ہے۔ اور قومیت جمہوری آئین حکومت خود اختیاری یا سوراج کے سراسر منافی ہے۔ دراصل ہندوستان کے سیاسی لیڈر جو مسلموں کے ساتھ کسی معاملہ پر غور کرنے کے قابل نہیں رہا۔ انہی سفارشات کی اگر ایک تائید کرتا ہے۔ تو دوسرا تردید۔ اسی طرح نہرو رپورٹ کا مسئلہ ہے۔ دیکھیں ہندوستان کی قسمت کا آخر کیا فیصلہ ہو۔

فسادات محرم افسوس ہے۔ کہ اکثر مقامات میں محرم پر فرقہ وار فسادات ظہور میں آئے۔ لیکن زیادہ ہولناک سانحہ ولیوانگری (میسور) میں واقعہ ہوا۔ محرم کے ایک جلوس پر ہندوؤں نے حملہ کر دیا۔ جن پر پولیس نے مجبوراً گولی چلائی۔ جس سے ۴ ہندو قتل اور ۵ مجروح ہوئے۔ دوسرے ہندوؤں کے ہجوم نے مسلمانوں کی دکانوں کو جلا ڈالا جس سے پچاس ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ اسی طرح کلکتہ اور دیگر مقامات میں بھی ایسے ہی واقعات پیش آئے جہاں مسلمانوں کو ایک ایسے تہوار پر جبکہ وہ درد و غم سے خون کے آنسو رو رہے تھے۔ برادران وطن کے مظالم کا تختہ مشق بننا پڑا۔ حکومت ہند اور والیان ریاست کا فرض ہے۔ کہ وہ مفسدہ پرداز عنصر کا نہایت مستعدی سے استیصال کریں۔ جو کہ اپنی سفیہانہ شرارتوں اور دراندازیوں سے امن و سکون کا دشمن بن رہا ہے۔

رنگ میں بھنگ ۲۴ جون ایک مسلم خواں کی شادی کا دن تھا۔ ۲۳ کی شام کو ملنی کی رسم ادا کی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد دو عورتیں برقعے اوڑھے تانگے سے اتر کر دلہن کے گھر داخل ہوئیں۔ اور اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم میں سے ایک دولہا کی داشتہ ہے۔ اور مدت سے اس کے ساتھ تعلقات محبت قائم ہیں۔ چنانچہ ہم تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کرنے کی غرض سے یہاں آئی ہیں۔ دلہن بھی قریب ہی سب قصہ سن رہی تھی۔ جب اس نے یہ ماجرا سنا۔ تو کہا جاتا ہے کہ اسے غش آ گیا یہ قصہ سنا کر عورتیں واپس چلی گئیں۔ اور دلہن کے گھر میں افراتفری مچ گئی۔ عورتوں کی اس اطلاع کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ دلہن کے بعض لواحقین اسے بیاہ دینے پر رضامند تھے۔ لیکن دلہن نے خود شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شادی م

معلوماتِ عجیبہ

سالِ گذشتہ امریکنوں نے ۲ ارب ۹۹ کروڑ ۸۱ لاکھ روپیہ خیراتی کاموں پر صرف کیا۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ جنگ عظیم کے بعد امریکہ والے ساٹھ ارب روپیہ خیرات نکال چکے ہیں۔ اس میں سے نصف رقم مذہب پر صرف کی گئی۔ اور نصف تعلیم حفظانِ صحت اور دیگر منتظم خیراتی امور کے لئے دی گئی۔ اس میں سے بعض بڑی بڑی رقوم۔ تو مفید اداراتِ مثلاً دوا خانے و ہسپتال وغیرہ کو دی گئیں۔ اور بعض رقوم سے نوعِ انسان کی بہبود و بہتری کے جدید ادارات قائم کئے گئے۔

امریکہ میں سو سے زیادہ مستقل خیراتی ادارات ہیں۔ چھوٹے بڑے کے لگے ہوئے سرمایہ کی مجموعی مقدار کا اندازہ ایک ارب پچاس کروڑ روپیہ کیا گیا ہے جس پر ہر سال نو کروڑ روپیہ کی آمدنی ہو جاتی ہے۔ یہ روپیہ ضرورت مندوں اور محتاجوں پر صرف نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ترقی تعلیم، اصلاحِ معاشرت، حفظانِ صحت انسداد امراض کے لئے مفید مقاصد پر دنیا کے ہر حصہ میں صرف کیا جا رہا ہے

اکثر خیراتی ادارات بیسویں صدی مسیحی کے ربع اول میں قائم ہوئے ہیں ۱۹۰۰ء کے بعد ۲۷ ایسے ادارات قائم ہوئے۔ ۱۹۱۰ء کے بعد ۴۵ اور ۱۹۲۰ء کے بعد ۱۰۲ خیراتی ادارات قائم ہوئے۔ ان میں سے کئی ادارات بڑے بڑے سرمایہ داروں نے قائم کر رکھے ہیں۔

ہیلتھ فینلڈ میں پانی کے لئے ایک پمپ زمین میں گاڑا گیا تھا۔ اس سے قدرتی طور پر گیس نکلنے لگی۔ جو ریلوے سٹیشن میں روشنی کرنے کے لئے جلائی جاتی ہے۔

سائنسدان کبھی کبھی یہ خواب دیکھا کرتے ہیں۔ کہ حضرت انسان کبھی وقت محض ہوا سے وہی ترو تازگی حاصل کیا کرے گا۔ جو اسے غذا سے حاصل ہوتی ہے کسی حد تک ان کا یہ خواب پورا ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہوا سے وہ زمینوں کو زرخیز بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جس سے فصل کئی گنا زیادہ ہونے لگی ہے۔

انگلستان میں تین اندھے وکالت کا پیشہ کر رہے ہیں۔ یعنی وکیل یا بیرسٹر

اشتہار کا ایک بورڈ حال ہی میں لنڈن میں لگایا گیا تھا۔ جس میں تیس ہزار لیمپ لگے ہوئے تھے۔ یہ بورڈ پانچ سو فٹ لمبا اور ۳۰ فٹ چوڑا تھا۔

ایک ہیٹی حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے۔ جو چوروں کی آواز سن کر خطرے کی گھنٹی بجا دیتی ہے۔ اور لیمپ روشن کر دیتی ہے۔

ضرورت ہے ایک ایسی فہرست کی جس میں ایسے مستطیع قریشی حضرات کے مکمل پتے درج ہوں جو قومی درد اور علمی ذوق رکھتے ہوں۔ ایک قصبہ سے چار اور ایک گاؤں سے دو سے زیادہ نام نہ لئے جائیں۔ جو احباب سو سو نام کی ایسی فہرستیں ارسال کریں گے۔ ۶ ماہ کے لئے القریش ان کے نام مفت جاری کر دیا جائیگا اس بارہ میں جملہ خط و کتابت مینجر "القریش" کے پتہ پر کریں۔

نوٹ:۔ رسم التحریر صاف اور واضح ہونی چاہئے۔ "مینجر"

مطبوعہ ... روز بازار الیکٹرک پریس مالیاں بازار امرتسر - پرنٹر و پبلشر قریشی محمد عسلی (ندوی) مینجر

قابل قدر علمی ذخیرہ

القریش "نبی نمبر" اس میں شروع سے اخیر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات وفضائل پر قیمتی مضامین لکھے گئے ہیں۔ نعت، شذرات، فضیلت ماہ ربیع الاول، ولادت آنحضرت، پیغمبروں میں آپ کی تاریخی فضیلت، ایک چڑیا کا ذوق دیدار، آپ کا سب سے بڑا معجزہ، آپ کے فرامین، صبر وشکر، حضور صلعم اور تحسین ابن سلام، رسول کریم نے کیا کیا اور کیسے چاہا، گستاخی کی سزا، وغیرہ تمام مضامین دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ کاغذ طباعت وکتابت دیدہ زیب، سرورق رنگین، روضۃ النبی کے فوٹو سے مزین قیمت صرف چھ آنے

"صدیق نمبر" یہ خاص نمبر خاص الخاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا، جو سیدنا عبداللہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے فضائل واخلاق اور ایثار ولطف کا وہ جامع الاوصاف مجموعہ ہے جس سے نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح وتکمیل، زہد وتقویٰ، عصمت وعفاف، احسان، کرم، حلم وعفو، عزم وثبات، ایثار ولطف اور غیرت واستغنا کا سبق ملتا ہے قیمت چار آنے۔

القریش نظام نمبر اس میں دولت آصفیہ کی مختصر تاریخ اور دکن کے موجودہ فرمانروا ہز اگزالٹڈ ہائی نس اعلیٰحضرت سر میر عثمان خاں بہادر انار اللہ برہانہ کے فضائل شہریاری پر ایک مبسوط تاریخ لکھی گئی ہے، اس میں دولت آصفیہ اور سرکار انگریزی کے تعلقات اور دوستی کی ابتدا اور حملہ کرناٹک یعنی ۱۷۶۵ء کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام جستہ جستہ تاریخی حالات نہایت خوبی کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ نظام نمبر کا "مقدمہ" نہایت عرقریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ لکھا گیا ہے اور گوناگون معلومات سے پر ہے۔ ہوا خواہان دولت آصفیہ کے لئے یہ ایک لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت ۔ عاتی فی نسخہ ۸ر

پیام امین یہ لاجواب کتاب صدہا انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ہندوستانی اور چینی کتابوں کا انتخاب ہے قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب کے خیالات کیا ہیں؟ کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلیٰ دماغ کیا رائے رکھتا ہے؟ دنیا کی کس کس زبان میں کلام پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ ترجمے کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئے۔ قرآن کریم کی مجلدات دنیا میں کن کن ذرائع سے اور کیونکر پھیلیں؟ ان سوالات کا صحیح اور محقق جواب صرف "پیام امین" ہی کے اوراق دے سکتے ہیں۔ ان میں ستر کے قریب دنیا کے نامور مورخوں مصنفوں اور نامور لوگوں نے قرآن کریم کی عظمت وصداقت کی زبردست شہادت دی ہے۔ ملک کے نکتہ ور اکابرین مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند، خواجہ حسن نظامی، علامہ راشد الخیری۔ مولانا داؤد دالسی، مولانا یعقوب خان وغیرہم نے اس کو بے حد پسند کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ اس کتاب نے لامذہبیت کے فتنے مٹا دیئے ہیں اور عہد حاضر کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے۔ "پیام امین" کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ اس کا دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور قرآن کریم کی صداقت وعظمت پر یہ بہترین کتاب قرار دیگئی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ لیکن ناظرین القریش کے لئے ۱۲ر پہلا ایڈیشن ختم دوسرا تیار

سیرۃ العباس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات عربی کی معتبر کتابوں کا انتخاب بزبان اردو۔ قیمت ۶ر

مدار اعظم حضرت سید زاہد بدر الدین قطب مدار کے مفصل حالات آپ کے خاص خلفا اور خاندان چشتیہ زنادریہ ونقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جن کو نسبت مداریہ حاصل ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

مامون اعظم یعنے خلیفہ مامون رشید اعظم عباسی کی سوانح عمری مصنفہ مولانا امام الدین صاحب رام نگری قیمت ۸ر

رباعیات حافظ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شیرازی رح کی رباعیات مع ترجمہ، شرح اور سوانح عمری قیمت ۶ر

الحریت فی الاسلام اسلامی حریت ومساوات وجمہوریت اور دیگر اہم مسائل پر زبردست بحث، مولانا ابوالکلام آزاد کی معرکۃ الآراء تصنیف قیمت ۱۲ر

دعوت عمل نہایت ضروری اور قابل دید رسالہ۔ مصنفہ مولانا آزاد قیمت ۸ر

خطاب بہ اقبال مولوی سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق مدیر معاون، روزنامہ سیاست لاہور کا دلپذیر فارسی کلام جس میں علامہ اقبال کے فلسفہ اشک ریزی پر نئے پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے، عجیب لطیفہ کتاب ہے۔ طباعت دیدہ زیب قیمت صرف ۳ر

حقیقۃ السیادت اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قریش کا خاندانی لقب سید ہے اور اس میں سے سادات بنی ہاشم کا لقب سید وشریف ہے، جو لوگ سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں غلطی پر ہیں۔ اسلئے ہر قریشی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ لقب سید ضرور لکھیں۔ کتاب قابل دید اور فتویٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۳ر

حقیقۃ السیادت الہاشمیہ ایک اعتراض کا زبردست معقول ومنقول جواب، سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت، اور یہ کہ آل علی۔ آل عباس آل جعفر آل عقیل سب سادات ہیں اور شریف وسید کے لقب سے آنحضرتؐ کے زمانہ سے اب تک ملقب رہے ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

دنیائے اسلام وعیسائیت } عیسائیت کس طرح ایک ہزار سال سے اسلام کو نیچا دکھانے میں مصروف ہے اور اسلام کو کیونکر ہر حیثیت سے کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی پوری کیفیت اس نادر تالیف میں ملیگی۔ قیمت صرف ۶ر

مجموعہ کلام شبلی } مولانا شبلی کے اردو کلام کا مجموعہ جس کا ایک ایک شعر ان کی قادر الکلامی اور اعلیٰ ذوق شاعری کا نمونہ ہے اس میں مثنوی، مسدس، قومی وسیاسی نظمیں، غزلیات، اور قطعات غرضیکہ ہر زمانہ اور ہر صنف کا کلام موجود ہے۔ قیمت ۱۰ر

وجدانی نشتر } (سوز وگداز) اہل اللہ کیلئے راز ونیاز، سوز وساز، سکو واضطراب، حال وقال اور وجد ووصال کا ایک لازوال روحانی خزانہ۔ قیمت فی جلد عہ ر

اذکار الشیعہ } مصنفہ مولوی حافظ تاج الدین صاحب حنفی پنجابی نظم کا بہترین نمونہ۔ ضخیم کتاب ہے قیمت ۸ر فی نسخہ

الفاروق } خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانحعمری۔ اسلامی فتوحات اور تاریخ اسلامی کا شاندار منظر مولانا شبلی مرحوم کی نہایت مقبول تصنیف۔ قیمت عگ

مسدس حالی } مولانا الطاف حسین صاحب حالی کی مشہور اور مقبول مسدس۔ قیمت ۱۲ر

قال اللہ } حقوق العباد۔ روزانہ کاروبار۔ دنیوی طرز معاشرت کے متعلق قرآنی احکام مع اردو ترجمہ۔ قیمت ۵ر

قال الرسول } حدیث نبویہ کا ضروری اور کارآمد خلاصہ اور لب لباب مع اردو ترجمہ وتشریح کے۔ قیمت ۴ر

ازواج النبی } حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی مفصل ومکمل سوانحعمریاں۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قیمت عہ ر

بنات الرسول } حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی مکمل ومفصل سوانحعمریاں۔ لکھائی چھپائی نظر فریب۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قیمت ۵ر

حمائل شریف جیبی مترجم } ترجمہ اردو بامحاورہ از شاہ عبدالقادرؒ بر حاشیہ مختصر فوائد لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ مجلد چرمی قیمت صرف ہ۱۲ر

حمائل شریف جیبی بلا ترجمہ } جیبی سائز پر واضح اور خوشخط اعلیٰ کاغذ پر عمدہ چھپائی سے مزین ہے۔ قیمت مجلد ۴ر

فہرست کتب قانونی

مجموعہ ضابطہ فوجداری } یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء جو سنہ ۱۹۲۸ء تک کی ترمیمات اور اصلاحات کے ساتھ مکمل ہے قیمت فی جلد ہ۳ر

مجموعہ قوانین تعزیرات ہند } یعنے ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۸ء معہ ترمیمات واصلاحات مطابق ترجمہ گورنمنٹ قیمت فی جلد [illegible]

قانون شہادت ہند } یعنے ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۸ء بہ جملہ اصلاحات وترمیمات کے ساتھ۔ قیمت فی جلد ۱۲ر

مجموعہ ضابطہ دیوانی یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۸ء قیمت - - - - ہ۳ر

شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی - مطبوعہ سنہ ۱۹۲۶ء - قیمت فی جلد - عللہ

شرح قانون جواز وقف علی الاولاد - ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۹۱۳ء قیمت عہ ر

شرح قانون ہندو بیاہت نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۹۱ء قیمت - - ۸ر

شرح قانون رجسٹری ہند - ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۰۸ء - - - ۸ر

شرح قانون میعاد سماعت ہند - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء - ۱۲ر

شرح قانون سود ناواجب - نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۸ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۳ء قیمت عگ

شرح قانون تعزیرات ہند - ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء - - ۱۲ر

شرح قانون نابالغان نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۴ء - - - ۸ر

شرح قانون انتقال جائداد - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء قیمت ۵ر

شرح قانون شرع محمدی حجم ۶۵۲ صفحہ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۶ء قیمت - ۶ر

شرح قانون انتقال اراضی زرعی پنجاب ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء قیمت عگ

شرح قانون مالگذاری اراضی پنجاب - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء - ۸ر

شرح قانون دخل رعیتانہ پنجاب - ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء - للعہ

شرح قانون وراثت ہند - ایکٹ نمبر ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء - قیمت ۸ر

شرح قانون شہادت ہند - نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ سنہ ۱۹۲۵ء - ۳ر

مجموعہ کتب امتحان عرائض نویسی پنجاب یعنے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء ونمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء ونمبر ۵ سنہ ۱۹۰۸ء معہ قواعد ونمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء ونمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء ونمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء وقواعد عرضی نویساں پنجاب - قیمت - - - ۳ر

گنجینہ عرائض نویسی - حجم ۱۹۲ صفحہ قیمت - - - - - ۶ر

گنجینہ وثیقہ نویسی - حجم ۳۴۵ صفحہ قیمت - - - - - للعہ

مجموعہ کتب امتحان امیدواران پٹوار نہر معہ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۳ء وغیرہ ر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سیادت قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ

القریش
دورِ جدید

ایڈیٹر
محمد علی رزق صدیقی

جلد ۱۵ | امرتسر ۱۷، اگست سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۱

رحمۃ للعالمین

جب حرا کے غار سے چہرہ دکھایا آپ نے ‌ ‌ ‌ نورِ وحدت سے جہاں کو جگمگایا آپ نے
کفر اور باطل زمانے سے مٹایا آپ نے ‌ ‌ ‌ دین کا سیدھا ہمیں رستہ دکھایا آپ نے
چپکے چپکے بت پرستی کو گھٹایا آپ نے ‌ ‌ ‌ رفتہ رفتہ حق پرستی کو بڑھایا آپ نے
باعثِ رحمت ہوئے ساری جہاں کیواسطے ‌ ‌ ‌ رحمۃ للعالمین القاب پایا آپ نے
کردیا شمع حقیقت کا اجالا چار سُو ‌ ‌ ‌ مہرِ عالمتاب کو نیچا دکھایا آپ نے
آدمیت پر بھی کتنا آپ کا احسان ہے ‌ ‌ ‌ نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا آپ نے
جھیل کر سو سختیاں سہ کر ہزاروں کلفتیں ‌ ‌ ‌ صبر و استقلال کا نقشہ جمایا آپ نے

بسکہ اوصافِ حمیدہ جمع تھے سب آپ میں
احمد و محمود و حامد نام پایا آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم)

روزبازار الیکٹرک پریس واقع ال بازار امرتسر میں باہتمام محمد علی رزق پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر القریش امرتسر سے شائع ہوا۔

حکمت و موعظت

والدین کا ادب

خواجۂ بایزید بسطامی رہبر و رہنمائے خلقِ خدا
جو تھے سلطان عارفین مشہور ان کے بچپن کا جب زمانہ تھا
فصلِ سرما میں ایکدن شبکو آپ کی والدہ نے فرمایا
پانی پینے کی مجھ کو خواہش ہے جلد لاکر پلا تو اسے بیٹا
اتنے میں آنکھ لگ گئی انکی آبخورے میں پانی جب آیا
تھا خلافِ ادب جگا دینا لئے پانی کھڑے رہے اس جا
صبح ہونے پہ جب ہوئیں بیدار والدہ ان کی دیکھتی ہیں کیا
اک ہتھیلی پہ آبخورہ ہے میرا فرزند کا نپتا ہے کھڑا
ہاتھ سردی سے ہوگیا ہے شل لیکن اس پر بھی جی نہیں ہارا
خوف پانی کا آپ سے لیکر رکھدیا اور دل سے دی یہ دعا
تجھ میں پاتی ہوں میں ولی کی صفت تجھ کو درجہ بڑا دے ربِ علا
ادبِ والدین سے بچو! ہونے حاصل ہیں مرتبے کیا کیا

جس گھڑی آوج دل سے نکلیگی
ہوگی مقبول باپ ماں کی دعا

ارشادات

بے فائدہ قیل وقال سے، اسراف وتبذیر سے اور عرض کی کثرت سے احتراز لازم ہے،

کوتاہ دستوں کی خبر لو جو تمہارے دستِ نگر ہوں،

وہ انسان بُرا ہے جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں،

قلب کی حالت سکون وطیش میں سررشتۂ اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دو،

غنا اور فقر کسی حالت میں بھی میانہ روی ترک نہ ہو، صلعم

ظلم

ایک جنگل میں نوجواں اک شیر تھا بڑا زورمند اور دلیر
جانور اس کے ظلم سے تھے تنگ یہ نہ تھی تاب کرسکے کوئی جنگ
جسپہ وہ چاہتا ستم کرتا اپنی زور آوری کا دم بھرتا
جب ہوا وہ ضعیف اور بیمار سب ہوئے اسکے در پئے آزار
لومڑی نے بھی کردیا حملہ لات ماری گدھے نے شیر کو ڈرا

رو دیا شیر دیکھ کر یہ حال
ظلم کا ہے یہی ذلت مآل،

اشارات

ہیرے موتی جواب کر پہرے نہ تیرا پیٹ دو روٹی کے واسطے کیوں آتنی السیٹ

چڑیا تیرے واسطے لگے سبھی پھل پات قدرت چوگا دے رہی ملبے کرکر ہاتھ

اپنی فکر نہ کچھ کریں ملک وطن کے داس سُوئی ننگی خود رہے اور سب کا سئے لباس

پچھلا کل تو فنا چکے اگلا کل کل ہو اس کل کل کو چھوڑ دے آج نہ بیکل ہو

(خواجہ) دل محمد (صاحب) ایم-اے

صلعم جو ظلم کرے اسے معاف کردو، خطا کا جواب عطا سے دو،
خموشی میں شانِ فکر پیدا کرو
نطق سراپا تذکیر ہو،
نگاہ نگاہِ حیرت ہو،
نصیحت غور سے سنکر اس پر عمل کی کوشش کرو،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش امرتسر

ایک مبارک تحریک

یوم النبیؐ منانیکی تجویز

مسلمان لہو ولعب اور دنیا کے فضول مشغلوں میں صراط مستقیم سے منحرف ہوگئے تو حوادث ارضی وسماوی نے انہیں اسقدر پریشان کردیا۔ کہ وہ کسی معاملہ پر خواہ وہ سیاسی ہو یا مذہبی، دنیوی ہو یا دینی، غور کرنے کے قابل نہ رہے، دشمنان اسلام مسلمانوں کی اس بیچارگی کیوجہ سے اسلام کا منہ چڑانے میں بے تکلف و بیباک ہوگئے، اور اس قدر کہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کے خلاف بھی بیہودہ سرائی اور ہرزہ درائی میں انہیں حجاب نہ رہا، بفتنہ ارتداد کھڑا کرنے مسجدوں کو آگ لگانے۔ قرآن پاک کی بیحرمتی کرنے اور باجہ ونماز کا سوال پیدا کرنے سے مسلمانوں کی دل آزاری کی انتہائی کوششیں عمل میں لائی گئیں یہ کیوں؟ محض اس لیے کہ مسلمان عروۃ الوثقےٰ چھوڑ چکے تھے، اور ان میں وہ احساس باقی نہ رہا جو ان عوارض کا حکمی اور قطعی علاج تھا۔ ان کے دل ان جذبات سے خالی ہوچکے تھے جو پیروان محمد رسول اللہ صلی اللہ کے دلوں میں ہونے چاہئیں تھے،

مسلمان اپنے تہوار اور اسلامی تقاریب کو پرانی لکیر پیٹنے کے مترادف سمجھکر ان کے منافع ومضار پر غور کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتے، مگر بخلاف اس کے دیگر مذاہب کے پیرو اپنی تقاریب کو اس درجہ پر مناتے اور اس تزک واحتشام سے انجام دیتے ہیں کہ ان میں مجالس مشورتی کی شان پیدا ہوجاتی ہے، اور انکی مذہبی وسیاسی ترقیوں کے اہم مراحل وہیں طے ہوجاتے ہیں، لیکن مسلمان باوصفیکہ وہ ہر جمعہ کو کافی تعداد میں مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں، عیدین کی تقاریب پر ہزاروں کا اجتماع ہوتا ہے تبلیغ واشاعت اسلام مذہبی ودینی اور دیگر دنیوی اہم امور پر کوئی توجہ نہیں دیتے، اور نہ ان تقاریب سے اس قسم کا کوئی استفادہ کرتے ہیں، حالانکہ دنیائے اسلام کے ہر مسئلہ پر غور کرکے اسے بوجہ احسن طے کرنے کا یہ ایک قدرتی ذریعہ ہے اور اس کے مقابلہ کسی دوسری انجمن کی ضرورت باقی نہیں رہتی،

۱۲ ربیع الاول پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا یوم مبارک ہے، اس تقریب سعید کی یادگار میں دنیا کے ہر حصہ میں مجالس میلاد قائم ہوتی ہیں لیکن ان میں سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا۔ کہ چند خوش الحان نعت خوان نعتیں پڑھ دیں، اور ایک آدھ واعظ اپنے انداز بیان کے مطابق چند رٹے ہوئے الفاظ کہدے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ دلپذیر پیرایہ میں اس طریق پر بیان کیا جائے کہ عوام کے دلوں میں آپؐ کے اتباع کی سچی تڑپ پیدا ہو کہ انہیں پیرو اسلام پر مجبور کردے، اور عشق ومحبت رسولؐ ان کے دل کی گہرائیوں میں اترجائے اور دنیا کی کوئی طاقت اور نفس کی کوئی خواہش اسے ہلا نہ سکے، اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ عوام کو آپکی سیرت، آپکے کمالات محاسن واخلاق اور عظمت واحسانات سے واقف کیا جائے،

خوشی کا مقام ہے کہ مسلمانوں نے اسلامی تقاریب کی غرض وغایت کو پاکر ان سے فائدہ اٹھانیکی طرف توجہ کی ہے اور مبارک ہیں وہ ہستیاں جنہوں نے عامۃ المسلمین کی توجہ کو ادہر متوجہ کرنیکی کوشش کی،

یہ پہلا موقعہ ہے کہ دنیا وجہاں کے مسلمانوں نے ۱۲ ربیع الاول کو "یوم النبیؐ" منانے ایک دستور مجوزہ کے تحت سیر الرسول بیان کرنے سے عوام کو مستفیض کرنیکا تہیہ کیا ہے، مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی قابل صد ہزار تحسین ہیں کہ انکی مبارک تحریک

اللہ کا پہلا پیام

اس وقت جب زمانہ تاریک ہو رہا تھا
جس کی ضیا میں مضمر لاکھوں تجلیاں تھیں
وہ نور فرشتہ اترا زمیں کے اوپر
فاراں کی چوٹیوں پر نازل ہوا اجالا
دنیا کا ذرہ ذرہ بیدار ہو رہا تھا
ہر شے پہ چھا رہی تھی عرفاں نور ہستی
وہ نور حق نما تھا غارِ حرا سے نکلا
ہر شے لرز رہی تھی ہر شے میں زندگی تھا
وہ رہنمائے برحق قرآن لے کے آیا
تبلیغ کی ضرورت ہر شخص کو بتا دی
اللہ کا پیامی، پہلا پیام لایا
دنیا کو پھر دکھایا تبلیغ کا نتیجہ
جس نے جہاں کو ہر سو سیراب کر دیا تھا
تبلیغ کی صدا سے، توحید کی نوا سے
آخر وہ وقت آیا جب کم نصیب مسلم
عشرت فزا شبیوں سے گمراہ ہو رہا تھا
ملت سے غفلتیں تھیں مذہب سے تغافل

چھوٹا سا اک ستارہ عرش بریں پہ چمکا
تاریکیٔ نظر میں لیکن ابھی نہاں تھیں
نظروں میں چھا گیا پھر اک آفتاب بنکر
غارِ حرا نے آخر اس نور کو سنبھالا
آئینِ حق پرستی ہموار ہو رہا تھا
انگڑائی لیکے گویا اٹھی تھی حق پرستی
اِل ایک فرد واحد اللہ کا نام لیوا
تاریکیوں کی گویا دنیا مٹی ہوئی تھی
دنیا کی رہبری کا سامان لے کے آیا
راہِ نجات گویا دنیا کو یوں دکھا دی
تبلیغ دینِ حق کا دنیا میں کام لایا
دریا بدوش نکلا چھوٹا سا ایک قطرہ
سیراب کر دیا تھا شاداب کر دیا تھا
گونجا ہوا تھا عالم اک صوتِ دلربا سے
احساس فرض کھو کر بیٹھا نصیب مسلم
غفلت بسینوں میں خاموش سو رہا تھا
گمراہ خلوتیں تھیں آسودہ تھا ہل
مسلم تو آج اپنی ملت کا پاسباں ہے
مسلم کو آج اپنی دنیا ضیاں دکھا دے

دست شراب پیما حرص و ہوا کا مرکز
دل حق سے بیخبر تھا آنکھیں بہانہ جو تھیں
حال تھا کہ جدھر ابھرے ہیں کفر و باطل
لیکن یہ تازیانہ ہشیار کر گیا ہے
ہشیار ہو چکے ہیں اسلام کے فدائی
ہمت کی جستجو ہے عزت کی آرزو ہے
تبلیغ اولیں کا احساس ہو رہا ہے
آنکھیں ذرا اٹھاؤ، غیروں کا حال دیکھو
کیسے دلیل غیر مبہم اعلان کفر و باطل
بطلانِ حق کی کوشش یہ کارزندگی ہے
بستر! جاگ جاؤ، اب ہوش میں بھی آؤ
اللہ کا نام کر دو، اللہ کا کام کر دو
اے مسلمو اٹھو اب مرکز کی سمت آؤ
اللہ کا نام لیکر ہمت سے کام لیکر
اللہ کی امانت اللہ کے نام پر دو
ہوتا ہے دانے دانے سے اجتماع خرمن
قطرہ ہی قطرہ ملکر بنتے ہیں بحر و قلزم
ہر ذرہ تیرا آذر گنجینۂ جہاں ہے
ملت کو دشت کو تو پھر گلستاں بنا دے

پامال کر چکا تھا شرم و حیا کا مرکز
تصویریں گمرہی کی ذرات رو برو تھیں
ملت کے بن کے دشمن مذہب کے ہو کے قاتل
سوتے ہوؤں کو آخر بیدار کر گیا ہے
بیدار ہو چکے ہیں اس نام کے فدائی
ہر ساز حریت اب نغمات در گلو ہے
قانون ابتدائی پھر پاس ہو رہا ہے
غفلت نشینوں کا اپنی مآل دیکھو
حق گوئی سے مگر تم کتنے ہوئے ہو غافل
اعلان حق سے غفلت یہ آپکی طبیعت
حق آشنائیوں سے کچھ فائدہ اٹھاؤ
تبلیغ عام کر دو، تبلیغ عام کر دو
توحید کو جگاؤ، تبلیغ کو بڑھاؤ
دنیا میں پھیل جاؤ، حق کا پیام لیکر
کیا شے ہے مال و دولت جاں تک نثار کر دو
اوراقِ گل سے بنتے ہیں لالہ زار گلشن
جنبش سے تار ہی کی ساز میں ترنم

پیغام ذاتِ باری ہندوستاں کو کہدے
ہندوستاں سے کہدے سارے جہاں کو کہدے

(خان صاحب محمد اکبر خاں صاحب) اکبر حیدی

السیرۃ المحمدیہ والخصائص النبویہ

ذکرِ حبیب

خطاب مخصوص محبوبیت کی اعلےٰ شان یہی چاہتی ہے۔ کہ محب اپنے محبوب کو نام لے کر پکارنے کے بدلے خاص خطاب سے پکارے۔ قرآن پاک میں خداوند قدوس تمام انبیا علیہم السلام کو یا موسیٰ یا عیسیٰ یا یحییٰ کہہ کر نام بنام پکارتا ہے۔ لیکن نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کو یا ایھا النبیؐ یا ایھا الرسول کہہ کر پکارنے کے علاوہ یا ایھا المدثر اے نئے لباس پہننے والے یا ایھا المزمل اے کالی کملی اوڑھنے والے وغیرہ پیارے خطاب سے خلعت امتیاز مرحمت فرماتا ہے

عبدیت عظمےٰ انسان کامل و فرد اکمل اسکے سوا اور کون ہے جس کی عبدیت خدائے واحد کی الوہیت کی طرح وحدہٗ لاشریک ہو۔ دیکھو قرآن پاک میں خدائے برتر اکثر انبیا علیہم السلام کو ان کے ناموں کے ساتھ عبد کہہ کر یاد کرتا ہے

واذکر عبدنا داؤد　　واذکر عبدنا ایوب

سورۂ ص　　(وغیرہا من الآیات)

لیکن نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کو جہاں کہیں عبدؔ کے لقب سے ممتاز کیا ہے نہ نام لیا ہے نہ اور کوئی نشان بتایا ہے۔ اسلئے کہ جس کا سا دوسرا کوئی عبد نہ ہو۔ وہ صرف عبدؔ ہی کہنے سے پہچان لیا جاتا ہے (الآیات) سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصےٰ　　سورۂ بنی اسرائیل

پاک ہے وہ خداوند جسنے ایک رات اپنے عبدؔ کو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک سیر کرائی

الحمد للہ الذی انزل علےٰ عبدہ الکتاب　　(سورۂ کہف)

ساری تعریفیں اللہ کے لئے جس نے اپنے عبدؔ پر کتاب اتاری تبارک الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہ الکتب　　(سورہ فرقان)

برکت والا وہ خدا جس نے اپنے عبدؔ پر فرقان اتاری فاوحی علےٰ عبدہ ما اوحی　　(سورۂ نجم)

پیغام بھیجا اپنے عبدؔ کو جو پیغام بھیجنا تھا۔ وانہٗ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا　　(سورۂ جن)

اور بیشک اللہ کا عبدؔ جب کھڑا ہوتا ہے کہ انہیں دعوت دے۔ تو نظر آتا ہے کہ گھیر لیتے ہیں بھیڑ لگا کے۔ ھو الذی ینزل علی عبدہ آیٰت بینٰت لیخرجکم من الظلمٰت الی النور وان اللہ بکم لرؤف الرحیم (سورہ حدید)

وہی ہے جو اپنے عبدؔ پر کھلی کھلی آیتیں اتارتا ہے۔ تاکہ تمہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لائے۔ اور بیشک اللہ تم پر رافت و رحمت والا ہے

اتحادِ صفاتیہ اس اتحاد صفاتی کو دیکھئے کہ حبیب کریم کو اپنے ہی ناموں سے یاد کیا ہے۔ جس طرح اپنے لئے فرمایا وان اللہ بکم لرؤف رحیم محبوب کیلئے یہی ارشاد ہے

عظمت مخصوصہ حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کی عظمت تو اور ہی شان رکھتی ہے جس سرزمین پر وہ وجود اطہر جلا بھرا جہاں اسکی پہلی نشوونما ہوئی۔ وہ سرزمین بھی خدائے آسمان و زمین کے نزدیک ایسی عزت والی ہے۔ کہ ارشاد ہوتا ہے۔ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد اس شہر مکہ کی قسم اس لئے کھاتا ہوں۔ کہ تو اس شہر میں رہتا ہے (قال المولوی المعنوی)

گفت معشوقے بہ عاشق اے فتا　　تو بغربت دیدہ بس شہرہا
پس کدامیں شہر زانہا خوشتر است　　گفت آن شہرے کہ دروے دلبر است

تبلیغ عامہ جتنے انبیا علیہم السلام تبلیغ رسالت اور خلق کی ہدایت کو آئے۔ اپنی اپنی قوموں یا اپنے اپنے ملکوں کی طرف بھیجے گئے۔ قرآن پاک کو پڑھ جاؤ۔ ہر نبی کی بعثت کسی محدود خطے یا خاص قوم ہی تک منحصر پاؤ گے۔ انا ارسلنا نوحاً الی قومہٖ ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا۔ والی عاد اخاھم ھوداً ہم نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود کو بھیجا والی ثمود اخاھم صالحاً اور ثمود کی طرف ہم نے انکے بھائی صالح کو بھیجا والی مدین اخاھم شعیباً اور ہم نے مدین کی طرف انکے بھائی شعیب کو بھیجا۔ ولقد ارسلنا موسیٰ بایٰتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور

اور بیشک ہم نے موسے کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کو تاریکی سے روشنی کی طرف لائیں۔ اب ان آیتوں پر غور کرو جو نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر تبلیغ و عام منادی پر صاف صاف روشنی ڈالتی ہیں۔

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (اعراف ۹)　　کہدو کہ میں تم سب لوگوں کی طرف بتعمیم رسالت خدا کی جانب سے بھیجا گیا ہوں۔ اے
وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (سبا ۲۲)　　پیغمبر ہم نے تمکو تمام دنیا کے لوگوں کیلئے بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا ہے۔
تبارک الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہٖ　　برکت والا ہے وہ خداوند جسنے اپنے عبد پر

لیکون للعٰلمین نذیرا (فرقان پ۱۸) کتاب فرقان اتاری تاکہ سارے جہان کو ڈرانیوالا ہو۔

معیت جامعہ قرآن پاک کی تمام تر آیات جن میں ایمان وکفر تصدیق وتکذیب اطاعت ومعصیت۔ محبت وعداوت امر ونہی وعدہ و وعید وغیرہ کا ذکر ہے۔ اُن سب میں خداوند بزرگ نے لفظ اللہ سے اپنی الوہیت اور لفظ رسول سے آپکی رسالت کو ساتھ ساتھ ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ قرب واس سے بڑھکر معیت کیا ہوسکتی ہے کہ ہر موقع ومحل پر اللہ کے ساتھ ساتھ رسول کا خطاب آپکی رسالت کاملہ کو واضح کرتا ہے۔ ان آیات کو پڑھو۔

آیات	ترجمے
امنوا باللّٰہ ورسولہ واطیعوا اللّٰہ ورسولہ ومن یطع اللّٰہ ورسولہ ومن یعص اللّٰہ ورسولہ استجیبوا للّٰہ وللرسول یحادون اللّٰہ ورسولہ فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ ینصرون اللّٰہ ورسولہ صدق اللّٰہ ورسولہ قل الانفال للّٰہ وللرسول فردوہ الی اللّٰہ والی الرسول لا تخونوا اللّٰہ احب الیکم من اللّٰہ والرسول اغناھم اللّٰہ ورسولہ من فضلہ ولو انھم رضوا ما اتاھم اللّٰہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللّٰہ	اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم بجالاؤ۔ جو اللہ اور اُس کے رسول کا فرمانبردار ہے۔ جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ اور اُسکے رسول کی پکار سنو اللہ اور اُسکے رسول سے لڑاتے ہیں ہمیشہ خواروں کو کھاگیا اور اُسکے رسول سے لڑنے کیلئے ہوشیار ہو جاؤ۔ (انصار ومومنین) اور اُسکے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ اور اُسکا رسول سچا ہے۔ کہدے مال غنیمت اللہ اور اُسکے رسول کا ہے۔ جب تم کسی امر میں جھگڑو تو اللہ اور اُسکے کیطرف لوٹ کر آؤ۔ اللہ اور اُسکے رسول کی خیانت نہ کرو۔ سب سے بڑھکر تمہیں اللہ اور اُسکے رسول کی محبت کرنی چاہیے۔ اللہ اور اُسکے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کردیا۔ اگر وہ لوگ راضی ہوجاتے۔ اسپر جتنا اللہ اور اُسکے رسول نے دیا اور کہتے کہ ہمکو اللہ کافی ہے

رحمت عامہ جس طرح آپکی رسالت سارے عالم کیلئے ہے۔ اُسی طرح آپ کی رحمت بھی رحمت الٰہی کی طرح سارے جہان کے لئے عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اور نبیوں کی طرح کفار کیلئے دعائے بد نہ فرمائی۔ نہ کسی قوم پر کوئی خاص عذاب آپ کے دشمنی کے سبب نازل ہوا۔ آپ سوائے دعائے ہدایت اپنے سخت سے سخت دشمن کے حق میں بھی کچھہ نہ فرماتے تھے یہی خصوصیت تھی۔ جو آپ تمام عالم کیلئے سراسر رحمت ثابت کرتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین (اور اے نبی اُمی) ہم نے آپکو صرف اسلئے بھیجا کہ تمام عالم کیلئے رحمت ہوں۔ یہانتک کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔ کہ رؤف رحیم والے دو لقب اپنے خاص القاب سے خدائے رحمٰن ورحیم نے مرحمت فرمائے۔

ختم نبوت جتنے انبیا علیہم السلام آئے۔ اُن سب میں نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی شریعت ایسی جامع نہ تھی۔ جو قیامت تک تمام عالم کے لئے کافی ووافی ہو۔ اسی لئے توریت میں موسےٰ علیہ السلام نے شریعت محمدیہ کو روشن شریعت کہا۔ جب روشن شریعت والے نبی کی نبوت ادیان ٹہیری تو ضرور ہوا کہ سلسلہ نبوت تمام ہو جائے۔ اِس لئے قرآن پاک نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیء علیما۔ ترجمہ (اے لوگو) محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے جو اِن مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے بھیجے ہوئے اور مہر تمام نبیوں کے ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا واقعی جاننے والا ہے۔ چونکہ اس آیت میں ختم نبوت کے خاص مرتبہ عظمیٰ کا اعلان مقصود تھا۔ اشارے کنائے سے نہیں۔ بلکہ صاف نام لے کر کہدیا۔ کہ محمد خاتم النبیین ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم)

میثاق واقرار انبیا یہ خصوصیت بھی نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے موجب امتیاز ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام سے روز میثاق آپ کی نبوت کا اقرار لیا گیا۔ شہادت دلائی گئی تاکہ وہ بشارت دیں۔ تصدیق کریں ایمان لائیں۔ (سورۂ آل عمران پ۳)

واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علےٰ ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین	اور جبکہ ہمنے پیغمبروں سے وعدہ لیا۔ کہ ہمنے جو تم کو کتاب وحکمت دی ہے۔ تمہارے پاس اگر وہ رسول آئے۔ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا۔ تو ضرور تم سب کے سب ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا خدانے کہا کیا تم نے اقرار کرلیا۔ اور جن باتوں پر کہ ہم نے عہد لیا ہے۔ انہیں مان لیا۔ تو پیغمبر بولے ہم سب اقرار کرتے ہیں۔ خدانے فرمایا۔

بس اِس اقرار کے گواہ رہو۔ اور ہم بھی تمہارے ساتھہ گواہوں میں ہیں۔ سبحان اللہ

تذکرۃ السلف

خلفائے اسلام کی معارف پروری

اسپین (اندلس) کے مشہور علم دوست بادشاہ خلیفہ عبدالرحمٰن ثانی کے زمانہ حکومت میں ایک فقیہ یحیٰی کا اس قدر اقتدار تھا۔ کہ سلطنت کے بڑے بڑے عہدے مثل قضاء و قضاء القضاۃ صرف انہیں حضرات کو مل سکتے تھے۔ جن پر یحیٰی کی نظر عنایت ہو۔ تمام ملک کے دینی امور بالکل انہی کے ہاتھوں میں تھے۔ ایک بار امیر عبدالرحمٰن ثانی کا روزہ ٹوٹ گیا۔ جب یحیٰی سے کہا کہ کفارہ کیا ہے۔ تو جواب دیا کہ آپ ساٹھ روزے رکھیں۔ چنانچہ امیر نے حکم کی تعمیل کی۔ بعض علماء نے یحیٰی کے اس فتوے پر اعتراض کیا اور کہا کہ کفارہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ آپ بردہ (لونڈی یا غلام) آزاد کراتے۔ یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلواتے۔ اس فقیہ نے جواب دیا۔ کہ ہاں یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر میں یہ فتوے دیتا۔ تو بادشاہ ہر روز روزہ توڑتے۔ کیونکہ ایک بادشاہ کے لئے ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا یا ایک بردہ آزاد کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔

دنیا کی سب سے زیادہ عظیم الشان اور خوبصورت عمارت "الزہرا" کی جب تعمیر ہو رہی تھی۔ تو امیر المومنین عبدالرحمٰن ثالث خود اس کی نگرانی کرتے۔ اس کام میں وہ اس قدر منہمک تھے۔ کہ متواتر تین جمعہ کی نماز قضا ہو گئی۔ قرطبہ کے قاضی علامہ منذر نے خلیفہ کی اس حرکت پر توجہ دلانے کی ٹھانی۔ جب خلیفہ چوتھے جمعہ کو مسجد میں آئے۔ تو قاضی منذر نے اپنے خطبہ میں خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ اس خطبہ کا بہت کچھ اثر خلیفہ پر پڑا۔ اور وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ مگر دل میں قاضی پر سخت ناراض ہوئے۔ جب اپنے محل پر واپس آئے۔ تو اپنے لڑکے "الحکم" سے کہا۔ کہ آج قاضی صاحب نے مجھے بہت ذلیل کیا۔ اسی دن خلیفہ نے اس قاضی کے پیچھے نماز پڑھنے سے قسم کھالی۔ ایک دن الحکم نے عرض کیا۔ کہ اگر جناب قاضی منذر سے اس قدر رنجیدہ ہیں۔ تو انہیں معزول کیوں نہیں کر دیتے۔ خلیفہ نے فرمایا کہ تمہارا جانشین سے معزول کیا جانا آسان ہے۔ لیکن قاضی منذر جیسے عالم کو معزول کرنا ذلت ہے۔ میں نے قاضی کے پیچھے نماز پڑھنے سے قسم کھائی تھی۔ جس سے اسے سخت افسوس ہے۔ میں اپنی قسم کا کفارہ دیئے دیتا ہوں۔ اور اپنی زندگی تک ہمیشہ قاضی کے پیچھے نماز پڑھا ہونگا۔

اس کے بعد خلیفہ نے قاضی منذر کی ایک پرتکلف دعوت کی۔ جس میں تمام علماء شریک تھے۔ اور بھرے جلسے میں قاضی منذر سے معافی مانگی۔ قاضی صاحب نے اس وقت بھی رعایت نہیں کی۔ اور وہ برابر خلیفہ کو نصیحت کرتے رہے۔ الحکم بن ناصر بھی علماء کا بہت قدردان تھا۔ اس کے عہد میں قرطبہ یونیورسٹی کے پروفیسر مشہور فقیہ ابو ابراہیم تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ وہ طلباء کو درس دے رہے تھے۔ کہ ایک خواجہ سرا نے حاضر ہو کر عرض کی کہ امیر المومنین نے محل شاہی میں فوراً حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ ایسا حکم تھا جس کی معاً تعمیل ہونی چاہیے تھی۔ کسی شخص کی اتنی جرأت نہیں ہے کہ سلطان وقت کے حکم کی تعمیل میں ایک لمحہ بھی تاخیر کرے۔ کیونکہ خلیفہ کے کسی حکم کی نافرمانی بدترین جرم ہوتا۔ مگر اس علامہ نے بغیر کسی پرواہ کے قاصد سے کہلا بھیجا۔ کہ حضرت امیر المومنین کی طلبی سے میری بیحد عزت ہوئی مگر قاصد نے مجھ سے ایسے وقت میں ملاقات کی۔ کہ جب میں طلباء کو حدیث کا درس دینے میں مشغول ہوں۔ درس کے بعد فوراً حاضر خدمت ہونگا۔ اگر اس وقت حاضر ہوتا ہوں۔ تو طلباء کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ قاصد سخت گھبرایا لیکن مجبوراً امیر المومنین کی خدمت میں علامہ کے جواب کو عرض کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسی قاصد نے پھر فقیہ صاحب کو حاضر ہو کر کہا۔ کہ حضرت امیر المومنین جناب کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔ اور اس غلام کو حکم ہوا۔ کہ جب درس سے فارغ ہوں۔ تو ساتھ لے کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں۔ امیر المومنین جناب کے منتظر رہیں گے۔

ایک بار الحکم اول کو اپنا محل بنانا تھا۔ اتفاق سے جو زمین پسند کی گئی۔ اس میں ایک غریب بیوہ کا جھونپڑا تھا۔ اس بیوہ کو کہا گیا۔ کہ یہ زمین دے۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے زبردستی اس زمین کو لے کر اپنا محل بنوایا۔ اس بیوہ نے قاضی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی۔ قاضی نے اس سے کہا۔ کہ تم اس وقت جاؤ۔ میں انصاف کرنے کی کوشش کرونگا۔ جس وقت پہلے پہل الحکم اپنا محل اور باغ ملاحظہ کرنے گیا۔ تو اس وقت قاضی بھی وہاں خود ایک گدھا اور ایک خالی بورا لے کر گیا اور خلیفہ سے وہاں کی مٹی لینے کی اجازت چاہی۔ اجازت دی گئی۔ قاضی ...

ایک تو خداوند قدوس نے سب پیغمبروں سے تصدیق و اقرار کے ساتھ شہادت دلوائی دوسرے خود بھی شاہدوں اور تصدیق کرنے والوں میں شامل ہو کر گویا دعوے کو مدلل کر دیا صدق اللہ العظیم و صدق النبی الکریم۔

لقب امی و بشارت سماویہ | ہم نے یہاں صرف انہیں خصائص کو لکھا ہے جو قرآن مجید و فرقان حمید سے تعلق رکھتی ہیں اور کتب سماویہ تورات و انجیل وغیرہ کی بشارات و شہادات علیحدہ مضمون میں آسکتی ہیں۔ اس آیت کو لکھ کر ختم کرتا ہوں جو آپ کے پیارے لقب امی کو بتانے کے علاوہ بشارات صحائف سماویہ کی خبر دیتی ہے اور تورات و انجیل میں آپ کے نام نامی و اسم گرامی تک درج ہونے کا پتہ دیتی ہے

الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (آل عمران)

(مولانا روم کہتے ہیں)

بود در انجیل نام مصطفےٰ ؛ آں سر پیغمبران بحر صفا

بود ذکر حلیہا و شکل او ؛ بود ذکر غزو صوم و اکل او

باوصف تحریف و تبدیل سالہا سال اب تک موجودہ تورات و انجیل میں کچھ بشارتیں باقی ہیں جنہیں دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور چننے والے چنکر نکال لیتے ہیں۔

صلے اللہ علی النبی الامی الامین و علی آلہ و صحبہ اجمعین

(مشفق رضوی کان اللہ لہ)

خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جود و کرم | آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سائل کو کبھی رد نہ فرماتے تھے۔ زبان مبارک پر حرف انکار نہ فرماتے، اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا تو سائل سے عذر کرتے گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔ ایک نے آکر سوال کیا۔ فرمایا میرے پاس تو اس وقت تو کچھ نہیں ہے۔ تم میرے نام پر قرض لے لو۔ پھر اسے اتار دونگا۔ عمر فاروق نے کہا۔ کہ خدا نے آپکو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ ایک انصاری نے پاس سے کہدیا۔ یا رسول اللہ خوب دیجئے۔ رب العرش مالک ہے۔ تنگدستی کا کیا ڈر ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار آشکارا ہو گئے۔ فرمایا ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔ ایک بار ایک سائل کو آدھا وسق غلہ قرض لے کر دلایا۔ قرضخواہ تقاضہ کے لئے آیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ایک وسق غلہ دیدو۔ آدھا تو قرض کا ہے۔ آدھا ہماری طرف سے جود و سخا کا ہے

فرمایا کرتے۔ اگر کوئی شخص مقروض مر جائے اور مال باقی نہ چھوڑے۔ تو ہم اسے ادا کرینگے اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مرے۔ تو وہ حق وارثوں کا ہے۔

شرم و حیا | ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں حیا تھی۔ جب کوئی ایسی بات حضور کے سامنے کی جاتی جس سے حضور کو کراہت ہوتی تو چہرۂ مبارک سے فوراً معلوم ہو جاتا۔ عائشہ طیبہ کا بیان ہے۔ اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آتی۔ تو اسکو نام لیکر منع نہ فرماتے۔ بلکہ عام الفاظ میں اس حرکت و فعل کی نہی فرما دیتے۔ عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے۔ مگر دوسرے شخص کو از راہ شرم کام کرنے کو نہ فرماتے۔ جب کوئی عذر خواہ سامنے آکر معافی کا طالب ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے۔

عائشہ طیبہ کا قول ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برہنگی کو کبھی نہیں دیکھا

صبر و حلم | زید بن سعنہ ایک یہودی تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکا قرضہ دینا تھا۔ وہ ایک روز آیا۔ آتے ہی چادر آپ کے شانہ سے اتار لی جسم کے کپڑے پکڑ لئے۔ اور کہنے لگا۔ عبدالمطلب والے بڑے نادہند ہوتے ہیں۔ عمر فاروق نے اسے سختی سے جھڑک دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ فرمایا عمر تمہیں لازم تھا۔ کہ میرے ساتھ اور اسکے ساتھ اور طرح برتاؤ کرتے۔ مجھے حسن ادائیگی کیلئے کہتے اور اسے حسن تقاضہ سکھلاتے۔ پھر زید کی جانب حضور مخاطب ہوکے۔ فرمایا ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں پھر عمر سے فرمایا۔ اسکا قرضہ ادا کر دو۔ بیس صاع زیادہ بھی دینا۔ کیونکہ تم نے اسے دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا۔ رحمۃ للعالمین

اعتذار

پچھلے مہینہ میں بشدت درد سر سخت مصیبت میں مبتلا رہا۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق تبدیل آب و ہوا کے لئے اکثر باہر رہنا پڑا اسلئے مجبوراً ۲۷ جولائی اور ۳ اگست کی اشاعتیں بند رہیں۔ معاونین کرام کے اس نقصان کی تلافی انکی میعاد خریداری میں ایک ایک مہینہ کی ازدیادی سے کردیجائیگی۔ اب افاقہ تو ہے لیکن کسی وقت دورہ ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس اشاعت کی ترتیب میں بھی میں کوئی حصہ نہیں لے سکا۔ اور خطوط کے جواب میں بھی قاصر رہا امید ہے کہ برادران گرامی اس مجبوری کیلئے مجھے معذور سمجھیں گے اور دعائے

داستانِ پارینہ

اسلام کا بصیرت افروز معجزہ

کسی دلربا کی ادا۔ کسی سنگدل کی جفا اس کے اضطراب کی وجہ نہ تھی۔ کسی غنیم کا خطرہ۔ کسی دشمن کا ڈر۔ اسکی بیقراری کا سبب نہ تھا۔ اولاد کی کمی یا رعایا کی غمی اس کے ملال کا باعث نہ تھی۔

مگر اس کا اترا ہوا چہرہ بے خوابی کی جمائیاں اور غیر معمولی انگڑائیاں بتا رہی تھیں۔ کہ کوئی اندوہناک واقعہ درپیش ہے۔ جس نے اس کو رات بھر اختر شماری اور بیقراری میں رکھا۔ صبح کا دلکشا وقت تھا۔ ستارے ایک ایک کرکے آسمان سے رخصت ہونے لگے۔ باد صبا نے خوشگوار جھونکوں نے گلشن کو جگایا۔ نرگس نے آنکھ کھولی۔ غنچے مسکرائے۔ پھول کھلائے اور پرندوں نے مل کر سورج کی آمد کا گیت گایا۔

شاہ شنو رازہ اٹھا۔ اور محل کی مشرقی جانب کا دریچہ کھولکر سمندر کو دیکھنے لگا آہ!! اے ظالم تو ہی میرے دکھ کا باعث میری تکلیف کا موجب اور میرے رنج کا سبب ہے۔ تیری ہی لائی ہوئی مصیبت مجھے ستاتی اور میری رعایا کو رلاتی ہے۔ تیری ہی سخت گیری ہر سال ایک جان لیتی ہے۔ اور تیری ہی پیدا کی ہوئی بلا ہمارا عیش و آرام کھوتی ہے"۔ اس نے کہا۔

سمندر خاموش تھا۔ لہریں نرم نرم اٹھیں۔ اور محل کی دیوار کو چھو کر واپس ہوگئیں۔ اس نے پھر کہا۔ "دیکھ۔ ہر سال کی مصیبت کو مٹاتا ہوں۔ اور تیرے پاس آتا ہوں۔ جو آفت ڈھانی ہے۔ ڈھا۔ جو مصیبت لانی ہے۔ لا۔ میں اس کا مقابلہ کرونگا۔ ہر سال ایک لڑکی کا بلیدان چڑھانا مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ میں خود بلیدان چڑھتا ہوں۔ اور تمام آنے والی مصیبتوں کا خاتمہ کرتا ہوں۔ لہریں زور زور سے اٹھنے اور محل سے ٹکرا کر جھاگ بننے لگیں۔ گویا سمندر سخت غصے میں بھر کر منہ میں کف بھر لایا۔ جیسے بادشاہ کی نادانی پر دانت پیس رہا ہے۔ قریب تھا کہ شاہ شنو رازہ سمندر میں کود پڑے۔ کہ کسی نے پیچھے سے آکر اس کا بازو تھام لیا۔

(۲)

دس بج چکے تھے اور آفتاب لمحہ بہ لمحہ اپنی حدت بڑھا رہا ہے گلشن کی طراوت صبح نضارت کے ساتھ رخصت ہو چکی ہے۔ پرند اپنے خوشی آئند چہچہوں سے فارغ ہو کر تلاش آب و دانہ میں کہیں کے کہیں جا پہنچے ہیں۔ اور روزی کی فکر نے اہل دنیا کو کاروبار میں مصروف کر رکھا ہے۔

اس وقت جزیرہ مالدیپ پر عجیب خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ تمام دکانیں بند بازار سنسان اور چوک ویران نظر آتے ہیں۔ سوداگروں کی گرم بازاری اور تاجروں کی خریداری کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ گھروں اور بازاروں میں جہاں دیکھیں لوگ سیاہ پوش اور خاموش نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ بادشاہی دربار پر بھی سیاہ جھنڈا بادوزاں سے بیزار خاموش سرنگوں نظر آتا ہے۔ اور اہل دربار پر بھی ایک سکتہ کا عالم ہے۔ امراء وزراء سب سیاہ لباس میں ملبوس افسوس سے سر جھکائے ۔ نظریں زمین پر لگائے اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔ شاہ شنو رازہ نے اس طلسم خاموشی کو توڑا اور کہا۔

اے وزیران سلطنت امیران مملکت تمہیں معلوم ہے۔ کہ آج سال کا آخری دن ہے۔ اور آج رات کو سمندر سے ایک بلا آئے گی۔ اسکے آگے ایک دوشیزہ لڑکی بھینٹ چڑھائی جائیگی۔ آہ! یہ ظلم میں اپنی آنکھوں سے ہر سال ہوتے دیکھتا ہوں اور بے گناہ کا خون اپنے ہاتھوں سے کراتا ہوں۔ اب تک کوئی صورت اس سے نجات پانے کی اور بے گناہ کی جان بچانے کی نہیں نکلی۔ افسوس میری پیاری رعیت میری پیاری رعیت کا خون ناحق ہو جائے۔ اور اسے ایک دیوتا کی خوشنودی سمجھا جائے۔ وہ دیوتا نہیں ظالم ہے۔ دیوتا مہربان ہوتے ہیں۔ وہ قہرمان ہے دیوتا رحیم ہوتے ہیں۔ وہ رحیم ہے لئیم ہے۔ اور غنیم ہے۔ اسے ایک معصوم کا خون کرتے ترس نہیں آتا۔ اور ہر سال وہ اپنی عادت کے موافق ہمیں ستاتا۔ اور ایک دوشیزہ کو لے جاتا ہے۔ دوستو! مجھ سے اب یہ ظلم دیکھا نہیں جاتا۔ میرا دل بھر آیا ہے کب تک میری سلطنت میں، اس طرح بے گناہوں کے خون ہوتے رہیں گے۔ اور کب تک میری رعایا کے معصوم بندے اپنی جانوں پر یہ ستم سہیں گے۔

آج میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ کہ سمندر میں کود وں۔ اور اس دیوتا کی خبر لوں۔ مر جاؤں یا مار دوں۔ اور ہمیشہ کے لئے یا تو رعایا کو راحت نصیب ہو جائے یا مجھے اس اندوہ سے نجات ملے۔ وزیر اعظم نے مجھے روک لیا۔ ورنہ اب تک اس امر کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ عزیزو اٹھو! اور اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ لو قسم کھالو۔ کہ ایک دوشیزہ کو اس دیوتا کی بھینٹ نہ چڑھائینگے۔ اور اس دیوتا سے جو در حقیقت ایک بلا ہے۔ اور بلائے بے درماں بظاہر دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔

لیکن اصل میں ہمارا دشمن جان۔ لڑیں گے۔ مریں گے۔ اور یا اس کو ہمیشہ کی نیند سلادیں گے۔ یا خود لقمہ اجل بنینگے۔ اور اس طرح اپنی مصیبتوں کا خاتمہ کرینگے

درباریوں نے بادشاہ کی دردبھری تقریر کو سنا۔ اور خاموش رہے۔ لیکن وزیر اعظم اٹھا اور نہایت ادب سے یوں کہنے لگا۔

خداوند آپ نے جو ارشاد فرمایا بجا اور درست یا شک و شبہ سے مبرا ہے لیکن حضور غور فرمائیں۔ کہ جس بلائے بے درماں کا علاج ہمارے آباؤ اجداد سے نہ ہو سکا۔ اور جسکی خوشنودی کے لئے آج تک ایک دوشیزہ بھینٹ چڑہاتے رہے۔ اور جسکا وجود سلطنت کے لئے سخت خطرناک ہے۔ جو آدم خوری میں بے باک اور مظلوموں کا خون گرانے میں سفاک ہے جسکی شکل دیکھ کر شیروں کے دل ہل جاتے ہیں جسکی آواز دلخراش دلوں کو پاش پاش کرتی ہے۔ اور جس کی ہیبت...... وزیر اتنا ہی کہنے پایا تھا۔ کہ بادشاہ کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ اور غصے میں آکر کہنے لگا۔ کیا غیرت اسی کا نام ہے۔ کہ دشمن سے ڈر جائیں۔ اور عزت کو ہاتھ سے گنوائیں۔ کیا تمہاری شجاعت اور ہمت خاک میں مل گئی اور اس طرح ناموس سے ہاتھ دھو بیٹھے ہو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری قوم میں سے ناحق ایک دوشیزہ کا خون ہر سال ہوتا ہے۔ اور تم بڑی خوشی سے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔

بزدلو!! شرم کرو۔ غیرت کو کام میں لاؤ۔ اور اس ناموس پر غور کرو۔ کسی مصیبت کو خطرناک سمجھنا کسی دشمن کو قوی خیال کرکے اس سے ڈرنا اور اس کا مقابلہ نہ کرنا کسی بلا کو خواہ مخواہ اپنے سر اٹھانا بزدلی ہے۔ حماقت ہے۔ بے غیرتی ہے اور جہالت ہے! وزیر اعظم نے پھر نہایت عاجزی سے کہا۔

جہاں پناہ! بے شک ہم دشمن سے نہیں ڈرتے۔ جانوں کی پرواہ نہیں کرتے آپ کے حکم پر سر کٹوا دیں گے۔ جانیں لڑائیں گے اور ہرگز ہرگز نہ گھبرائیں گے۔ لیکن جہاں شمشیر کام نہ دے سکے۔ تدبیر سے کام لینا چاہیے۔ اور جہاں طاقت سے کامیابی نہ ہو۔ حکمت کو پیش کا بنانا چاہیے۔ اسوقت بے سوچے سمجھے اژدہا کے منہ میں جانا نادانی ہے۔ جسکا انجام پریشانی ہے۔ فی الحال فرعہ اندازی کرنی چاہیے۔ ایک دوشیزہ بلیدان چڑھ جائیگی۔ تو خیر آج بلا سر سے ٹل جائیگی پھر سارا سال ایسی تدبیریں سوچ سکتے ہیں۔ جن سے نجات حاصل ہو۔

آج رات کو بڑھیا کی لڑکی سمندر کے دیوتا کی بھینٹ چڑھائی جائیگی۔ یہ آواز تھی جو ڈھنڈورا پیٹنے والا ہر گلی کوچے میں کہتا پھرتا تھا۔ اور جسے الطونی لڑکی کی ماں بڑھیا نے سنا۔ آواز کیا تھی۔ ایک تیر تھا۔ جو بڑھیا کے پار ہوا ایک بجلی تھی۔ جو اسکے خرمن صبر پر گری اور جلا گئی۔ ایک خزاں کا جھونکا تھا۔ جس نے اسکے دل کی کلی کو پژمردہ کردیا۔ اور آواز کا قصور تھا۔ جس نے قیامت برپا کردی وہ بے ہوش ہوگئی۔ لڑکی دوڑی آئی۔ چہرے پر گلاب چھڑکا۔ لخلخہ سنگھایا۔ جس سے بڑھیا نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آئی اور کہا۔ میرے اندھیرے گھر کا اجالا میری آنکھوں کا تارا۔ میری ضعیفی کی جان۔ اور میری زندگی کا ارماں۔ میری بیٹی میری پیاری بیٹی۔ آہ! تو مجھ سے جدا ہو رہی ہے۔ میں کسکو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کیا کرونگی۔ کسکو سینے سے لگا کر دل کی آگ بجھایا کرونگی۔ کسے پیار کیا کرونگی۔ کس کی بلائیں لونگی۔ آہ! تو میری ضعیفی کا سہارا۔ میرے جگر کا پارہ مجھ سے جدا ہو رہی ہے کاش میں آج سے پہلے مر چکی ہوتی۔ اور تیرا مرنا اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی۔

لوگو! مجھ بیکس پر رحم کرو۔ عاجز کی فریاد سنو۔ اور داد کو پہنچو۔ کیا اندھیر ہے کیا ظلم ہے۔ کیسا ستم ہے۔ کہ میری اکلوتی بیٹی۔ میری جان سے پیاری اور دلاری بیٹی کو ناحق اژدہا کے منہ میں ڈالا جاتا ہے۔ کیا لوگوں میں رحم اٹھ گیا ہے۔ اور کوئی میری بیٹی کو موت کے منہ سے بچا نہیں سکتا۔ کیا اسکے عوض میری قربانی جائز نہیں ہو سکتی۔ ہائے میری خبرگیری کون کریگا۔ کسے دیکھ کر میرے دل کو تسکین ہوا کریگی اور کس سے باتیں کرکے دل بہلایا کرونگی۔ آہ میں نے بڑی مصیبتوں سے اسے پالا ہے رات دن ہزاروں تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ کیا میری محنتوں کا یہی نتیجہ تھا۔ کہ جب یہ میری خدمت کے قابل ہو۔ موت کے دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیجائے۔ لوگو! میری اس ننھی سی جان نے ابھی دنیا کا کچھ نہیں دیکھا۔ ہزاروں حسرتیں میرے دل میں اور لاکھوں تمنائیں اسکے پہلو میں تڑپ رہی ہے۔ آہ! میری حسرتوں اور اسکی تمناؤں کا خون نہ کرو۔ اور جسطرح ہو سکے مجھے اسکے بدلے موت کے سپرد کرو۔ اور اسے بچاؤ۔ کیا میری دردبھری آواز اور میری فریاد کوئی نہیں سنتا۔ باہر دروازہ پر کسی نے آواز دی۔ میں تیری خدمت کرونگا۔ اور انشاء اللہ تیری لڑکی کو بچاؤنگا"

(۴)

لیلائے شب نے اپنی سیاہ زلفیں کسی بیگناہ کے ماتم کے لئے کھول دی ہیں۔ اور ستارے کسی معصوم کے خون کا نظارہ کرنے کے لئے نکل آئے ہیں اور ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ اس وقت ایک اجنبی کو زنانہ لباس پہنا کر شاہ مالدیپ کے نوکر بت خانہ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ کیونکہ بادشاہ نے اجنبی کے کہنے کے مطابق اس بڑھیا کی لڑکی جگہ موت کے منہ میں جانا منظور کر لیا ہے

نوکر اسے بت خانہ میں بٹھا کر واپس آگئے۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ یہ اجنبی وہی ہے جس نے بڑھیا کی دردناک فریاد سن کر اس سے کہا تھا۔ کہ میں تیری خدمت کرونگا اور انشاء اللہ تیری لڑکی کو بچا دونگا۔ اور اسلئے اس نے بادشاہ کے روبرو کہہ دیا تھا کہ مجھے عورت کے لباس میں بت خانہ میں بٹھا دو۔ جو بلا رات کو آئیگی۔ وہ مجھ کو کھا جائے تو پرواہ نہیں۔ مگر اس مظلوم بڑھیا کی پیاری بیٹی بچ جائے۔ اجنبی کا نام ابوالبرکات ہے جو بربر کا رہنے والا ہے۔ سیاحت کی دھن جو سمائی تو سیر کرتا کرتا یہاں بھی آپہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ اسلام کا نور اطراف عالم میں پھیل رہا تھا اور محمدی جان نثار شمع توحید کو لے کر بزم جہان میں صفت جان پھر رہے تھے اور عرب کے قرب و جوار میں اسلام اپنی حقانیت کا سکہ جما چکا تھا اگرچہ جزیرہ مالدیپ تک خورشید حق کی شعاعیں نہ پہنچی تھیں۔ اور یہ جزیرہ کفر کے بحر ظلمات میں تیر رہا تھا۔ مگر ہند کے مغربی ساحل پر مسلمان تاجروں کی آمد و رفت تھی۔ جن کے حسن سلوک سے متعدد بستیاں مغربی ساحل کی مسلمان ہوچکی تھیں ابوالبرکات انہی تاجروں میں سے ایک تھا جس کے دل میں اسلام کا نور اور روح میں توحید پرستی کا شعور تھا۔ علاوہ اعلیٰ درجے کا پرہیزگار ہونے کے حافظ قرآن بھی تھا۔ اور قرآن پاک کی برکت ہی ایک تھی۔ جس نے اسکو خدا کی راہ میں ایک بیکس بڑھیا کی امداد کے لئے آمادہ کیا۔ وہ بت خانے میں بیٹھا موت کے دیوتا کا انتظار کرتا ہے۔ کبھی اسے بڑھیا کی حالت پر کبھی لوگوں کی جہالت پر افسوس آتا ہے۔ آخرکار تنہائی اور تاریکی میں کوئی رفیق نہ پاکر وہ خدا کی یاد میں مصروف ہوگیا۔ اور کلام مجید اور فرقان حمید کی تلاوت شروع کردی۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر

(۵)

رات کی بھیانک خاموشی اور خوفناک تاریکی پرندوں کی آوازوں اور سورج کی روشنی سے بدل گئی۔ لوگ علی الصباح اٹھ کر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ شاہ مالدیپ کے مقرر کردہ نوکر بت خانے کی طرف چلے۔ کہ رات کے مردہ کی ہڈیاں اٹھا کر ٹھکانے لگادیں۔ اور اجنبی کا رہا سہا نشان بھی دنیا سے مٹا دیں لیکن جب انہوں نے آکر دیکھا۔ کہ وہ مرد خدا یاد حق میں مشغول ہے۔ اور اسے کوئی آنچ نہیں آئی۔ تو حیران اور خوفزدہ ہوکر بادشاہ کی طرف لوٹے۔ اور اجنبی کے زندہ باقی رہنے کی خبر دی۔ جسے سنکر سب انگشت بدنداں رہ گئے۔ کیونکہ خبر تھی۔ کہ اسلام کا متوالا اس کفرستان میں توحید کا اجالا کرنے آیا ہے۔ اور عاشق خدا بلیات سے نہ ڈرنے والا۔ مرکر بھی ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ اجنبی اسطرح بچکر تمام لوگوں کو بچانے آیا ہے۔ بادشاہ اور تمام امراء وزراء آئے دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان سے یاد خدا میں مشغول ہے۔ خیالات کا ایک طوفان اور حیرت کا بحر پایاں موجزن ہوا۔ بادشاہ کو اس اجنبی کی ذات کے متعلق شبہ نہیں۔ بلکہ یقین ہوگیا کہ یہ ضرور فوق الانسان ہستی ہے۔ ورنہ اس کا موت کے دیوتا سے بچ جانا ممکن نہ تھا وہ نہ رہ سکا۔ اور نہایت تعجب سے کہنے لگا۔ اے اجنبی! سچ بتا تو کون ہے اور کس طرح سمندر سے آنیوالی بلا سے بچ گیا۔ مجھے تیرے انسان ہونے میں شک ہے۔ اور تو ضرور کوئی دیوتا ہے۔ جو اس سے بچ گیا۔ کیونکہ انسان کی مجال نہیں۔ کہ اس سے نجات پائے۔ ابوالبرکات نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

اے بادشاہ سن اور غور سے سن مجھے اس اژدہا سے بچانیوالا غربت اور بیکسی میں ساتھ دینے والا مصیبتوں کا دور کرنیوالا۔ بلاؤں سے نجات دینے والا اور مشکلوں کا آسان کرنیوالا میرا خدا ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری اور تمہاری جانیں ہیں۔ وہ تمام جہان کا پیدا کرنیوالا پالنے والا اور مارنے والا ہے۔ اسکے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ وہ مختار ہے جو چاہے کرتا ہے کرسکتا ہے۔ اور کرتا رہیگا۔ اسکی ذات کو فنا نہیں تمہارے دیوی دیوتاؤں اور مورتیوں کی طرح اسے کسی نے نہیں بنایا۔ بلکہ تمام جہان اسکا محتاج ہے۔ وہ بے نیاز ہے کھانے پینے سونے جاگنے عورت اولاد زر و مال کی اسے ضرورت نہیں۔ اگر وہ چاہے تو امیر کو فقیر اور فقیر کو شاہ بادشاہ کردے۔ وہ اپنے نیک بندوں پر ہمیشہ رحم کرتا ہے۔ اور انکی حفاظت کے لئے ہر وقت حاضر و ناظر اور ناصر ہے۔ اس نے اپنے بندوں کو راہ راست بتانے اور نیکی کا رستہ دکھانے کے لئے رسول بھیجے چنانچہ جناب محمد رسول اللہ نے خدا کی توحید کا نشان بتایا صراط مستقیم بتایا اور اللہ کا کلام یعنی قرآن مجید ہم کو پہنچایا۔ ہم خدا کی وحدت اور پیغمبر صاحب کی رسالت پر ایمان لائے اور اسلام کے نور نے ہمیں نامردسے مرد اور مرد سے جوانمرد بنادیا ہے۔ ہم سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور اسی لئے وہ ہمارا حامی و ناصر ہے۔ اسی کے کلام پاک کی تلاوت شب بھر کرتا رہا ہوں۔ اور اسی کی یاد ہی سے میں نے اژدہا سے نجات پائی۔ اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ وہ اژدہا کبھی نہ آئیگا۔ خدا نے اسکا نشان تک مٹادیا۔ اور یاد رکھو کہ اسکا یہ انعام اسکے ماننے والوں پر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ ابوالبرکات کی صداقت بھری تقریر پیغام رحمت تھی۔ جسے تمام نے سنا اور تمام اہل جزیرہ نے بادشاہ کے ساتھ ملکر کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اور تمام جزیرہ اسلام کے نور سے منور ہوگیا۔

لہ آج بھی جزیرہ مالدیپ میں ایک جامع مسجد کا کتبہ اس بات کا شاہد ہے۔ کہ شاہ م مذکور ابوالبرکات بربری کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔

افلاس اور جہالت

جس طرح لوگ عام طور سے اپنی بدکاریوں سے پیدا کئے ہوئے امراض کو علانیہ بیان کرتے جھجکتے ہیں۔ اسی طرح ان دو مہلک اور بدبودار سڑے ہوئے زخموں کو بھی چھپاتے ہیں۔ جنکا نام افلاس اور جہالت ہے۔ نہ ملکی تاریخوں میں ان کا تذکرہ تم کو ملیگا۔ نہ قومی افسانوں اور شعراء کے کلام میں ان کا پتہ پاؤگے مگر ان دو بلاؤں اور مصیبتوں کا جو زمانہ ماقبل میں اسی طرح تھا۔ جیسا کہ اس وقت ہے۔ بلکہ کثرت سے ہے تو تعجب نہیں۔ افراد آپس میں ایک دوسرے کی شکایت بہت سہولت سے کر دیا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تشدد جبر اور ظلم کا گلہ کرنے کے واسطے ہر وقت آمادہ ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ظلم جو اپنے اوپر خود کیا جاتا ہے۔ اسکو کوئی زبان پر بھی نہیں لاتا۔ قومیں بھی ایک دوسرے کا رونا روتی ہیں۔ ایک نے اگر کوئی نقصان پہنچایا۔ تو جنگ کی تیاری ہو گئی لیکن خود اپنے کو ہلاک بھی کر ڈالا۔ تو منہ سے اُف نہیں نکلتی۔ افلاس و جہالت کی دیر میں مارنے والی۔ مگر روح فرسا بیماریاں اپنے ہاتھوں تم پیدا کرتے ہو مگر اس کو چھپانے چلے جاتے ہو۔ اور جب ان کے نتائج ظہور میں آتے ہیں۔ تو اس کو خدا کی مرضی (تقدیر) مشیت دوسروں کے ظلم اور برائیوں کے سر تھوپتے ہو اگر تمہیں ان زخموں کی ہیبت ناک شکلیں دیکھنا ہے۔ اور ان کے نتائج کا مطالعہ کرنا ہے۔ تو مشرقی اقوام کی حالت کو ذرا بغور دیکھو۔ اگر تمہیں اس بات میں شک ہے۔ کہ انسان ان مرضوں میں مبتلا ہو کر انسان باقی نہیں رہتا۔ جانور ہو جاتا ہے۔ تو دور جانے کی ضرورت نہیں۔ یہیں ہندوستان میں بہت سے انسان نما جانوروں کو دیکھ لو۔ ہر شخص کی نگاہ سے ایسے منظر گزرے ہونگے کہ ایک امیر آدمی نے لوگوں کو جمع کر کے کچھ خیرات بانٹی۔ اور محلہ میں ایک مرتبہ پکار دینے سے سیکڑوں اور ہزاروں آدمی اکٹھے ہو گئے۔ ایک عورت چلی آتی ہے۔ کہ اسکے تن پر کافی کپڑا محرم پوری طرح چھپانے کے واسطے نہیں۔ میل کی تہ کھال کی طرح جسم پر جمی ہوئی ہے۔ بالوں میں جوئیں اس طرح کلبلا رہی ہیں۔ جیسے گوبر میں کیڑے۔ ایک بچہ اسکی گود میں اور ایک انگلی پکڑے اسکے پیچھے پیچھے ایک مرد ہے۔ جسکے تن کے اوپر کپڑے کی قسم سے کوئی چیز سوائے لنگوٹی کے نہیں۔ بیمار ہے یا نہیں مگر بیمار سے بدتر ہے۔ فاقہ کشی کی وجہ سے اسکے تمام اعضاء سکڑ گئے ہیں۔ دماغ مختل ہے۔ روٹی کا ٹکڑا اگر کسی موری میں بھی پڑا ہوا ملے گا۔ تو لپک کے اٹھالیگا۔ اور نعمت سمجھ کر کھا جائے گا۔ صدہا اور ہزارہا ایسے دل ہلانے والے منظر تم دیکھتے ہو اور آنکھ بچا جاتے ہو۔ نہ تو تمہارے اخباروں میں اس کا ذکر ہوتا ہے۔ نہ کتابوں میں۔ تم کانفرنسیں اور کانگریسیں۔ سیاسی یا تعلیمی مسائل پر غور کرنے کے لیے قائم کرتے ہو۔ سیکڑوں انجمنیں مذہبی اغراض کے واسطے تمہارے ہاں قائم ہیں۔ مسجدیں درست کرتے ہو۔ مندر بناتے ہو۔ گئو شالے تم نے بنائے ہیں۔ کہ گائیں ظلم و ستم سے بچیں۔ سیکڑوں اصطبل ہیں۔ جہاں گھوڑے پلتے ہیں۔ کتے پالنے میں ہزارہا روپیہ صرف ہو جاتا ہے۔ کیا غریب انسان کتے۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکری۔ اینٹ پتھر سے بھی بدتر ہیں۔ کہ ان کو چھوڑ کے تم ان کا خیال کرو۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ انسانی طبقہ اعلےٰ طبقہ ادنےٰ کا اپنے جانوروں سے بھی کم خیال کرتا ہے۔ اور ضرورت کے وقت تحریر اور تقریر میں ان کو اپنا بھائی اور برادر بتاتا ہے۔ یہ مسجد۔ مندر اور گرجا سب اس وقت سوجھتے ہیں۔ جب انسان کم سے کم دو وقت پیٹ بھر کر کھا لیتا ہے۔ دماغی روشنی۔ تہذیب۔ اخلاق پیٹ بھرے انسان کے واسطے ہے۔ جن دو انسان نما جانوروں کا اوپر ہم نے کیا۔ ان سے اگر پوچھو کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ تو وہ کہینگے روٹی۔ اور وہ بیشک سچ کہتے ہیں۔ تم پیٹ بھرے مذہب بگھارتے ہو۔ اپنی عبادت گاہوں میں آرام سے بیٹھنے کے واسطے لکھو کھا روپیہ صرف کر دیتے ہو۔ ایک طبقہ تمہاری قوم کا بھوکوں مر رہا ہے۔ اور جہالت کی قعر میں گرا ہوا ہے۔ اسپر تم کو کوئی توجہ نہیں۔ یہ تمہارا مذہب ہے۔ تم ہندو مسلمان شیعہ۔ سنی کا جھگڑا کرتے ہو۔ تمہارا ادنیٰ طبقہ اس کوشش میں مرا جاتا ہے۔ کہ کسی پیٹ بھر کے کھانا ملے۔ اگر خدا کوئی چیز ہے۔ اور مذہب جو تم مانتے ہو۔ سچ ہے۔ تو تمہارا سوائے جہنم کے کہیں پتہ نہ ہوگا۔ اور اگر یہ سب بھی کچھ نہیں صرف فلسفے ہی کے اصول صحیح ہیں۔ تو بہت جلد تمہاری قومی ہستی فنا ہو جائیگی۔ اس وقت ہندوستان میں یا تو مذہب کی پکار ہے یا تعلیم کی۔ یہ مذہب اور تعلیم انصاف سے کہو۔ کہ تمہارے طبقہ کے واسطے ہے یا اس طبقہ کے واسطے جو ہمارے پیش نظر ہے ؏

بدنصیب مشرق بدنصیب ہندوستان! تو اپنے ہاتھ سے جلنا حلال کیا جاتا ہے۔ غیر کے ہاتھوں سے نہیں۔ تجھ میں ہر چیز دغابازی کی ہے۔ تیرا فلسفہ تیرا مذہب ہر چیز دغابازوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنے خواہشات اور جذبات پر تیرے بچوں کی کثیر تعداد کو قربان کئے ڈالتے ہیں۔

ہندوستان میں قومی تعلیم قومی افلاس۔ قومی صحت سے مطلب تمام قوم کی تعلیم۔ افلاس۔ صحت نہیں ہے۔ بلکہ ایک مخصوص طبقہ کی کوئی اسکیم ان کے سامنے نہیں ہے۔ جس سے قوم کے کل افراد کے واسطے دن میں دو وقت کھانا ملنے کا سامان مہیا کرنے کی ترتیب ہو۔ بھیک کا دستور ہٹے۔ ہر شخص کو کام ملے۔ اور کام کرے۔ بیماری کو روکنے کی تدابیر ہوں۔ اور انکے علاج کی صورت ہو۔ ہر شخص تعلیم پائے۔ تاکہ انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ جسوقت تک ان مسائل کو ہم حل نہ کر سکیں تمام دوسرے مسائل کو پس پشت ڈال دینا چاہیے۔ اگر یہ نہ کیا گیا۔ تو ہندوستان کی قومیں ضعیف ہوتی چلی جائینگی۔ مذہب ترقی کر جائیگا۔ مگر مذہب کے نام لیوا مٹ جائینگے۔ سیاسی حقوق تم کو مل جائینگے۔ مگر ان سے فائدہ اٹھانے والا کوئی نہ رہیگا۔ اپنی عقل اور آنکھ کو اگر استعمال کرو گے۔ تو یہی عبرتناک۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ قوم کو مضبوط اور زندہ کرنا تعیش سے ناممکن ہے۔ تعیش ہر چیز ہو سکتی ہے۔ مذہب بھی تعیش ہو سکتا ہے۔ تعلیم بھی تعیش ہو سکتی ہے۔ کسی بات کو اس طرح کرنا۔ کہ صرف تمہارا دل خوش ہو۔ اور اسکی وجہ سے دوسروں کا نقصان ہو۔ عیش و تعیش ہے۔ وہ صوفی جو مراقبہ میں بیٹھا اللہ اللہ کیا کرتا ہے۔ ویسا ہی عیش کرتا ہے جیسا کہ ایک دولتمند آدمی جو کل روپیہ اپنا کھانے پینے اور آسائش میں صرف کرتا ہے وہ عالم اور تعلیمیافتہ جو کتابیں پڑھ پڑھ کے اپنے دماغ کو روشن کرتا ہے۔ اور اس دماغی روشنی کے مزے اٹھایا کرتا ہے۔ کسی طرح اس عیاش سے بہتر نہیں جو ذوق حسن رکھتا ہے۔ اور اپنی خواہشات ادھر ادھر پوری کرتا پھرتا ہے۔ فرق صرف نوعیت کا ہے۔ عیاش حسن۔ عیاش علم اور عیاش مذہب سب ایک ہیں۔ عیش کسی قسم کا ہو حرام ہے۔ اس لئے کہ تم صرف اپنی ذات کے واسطے نہیں پیدا کئے گئے ہو۔ تمہاری ہستی دوسروں کے واسطے بھی باعث سود ہونا چاہیے۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو تمہارا وجود فضول ہے۔ تمہاری کوئی چیز صرف اپنے لئے نہ ہونا چاہیے۔ اپنے روپے پیسے علم محنت ہر چیز میں تمہیں دنیا یا کم از کم اپنی قوم کو شریک کرنا چاہیے۔ ایک کالج کا ڈان ہٹ اور گاؤں میں اور ایک عالم جبہ اور جریب کے ساتھ جب نشۂ علم میں سرمست ہوں۔ اور اپنے بھائیوں کی تاریکی اور جہالت پر نظر نہ کریں۔ اور ان کو اس میں سے نکالنے کی تدبیروں میں ہمہ تن مصروف نہ ہوں۔ ایسے ہی قابل ملامت اور نفرین ہیں۔ جیسے کہ ایک مفرور جاہل تعلق دار جو اپنے سے زیادہ دولتمندوں اور زبردستوں کے سامنے ذلیل کتا بنتا ہے۔ اور اپنے سے کمتر لوگوں کے روبرو بھیڑیا اور جسکی دولت اس کے دشمن بھائیوں کو بھی فاقہ کشی کی مصیبت سے نہیں رہا کرتی۔ تمہارا علم۔ ہنر دولت سب اسی واسطے ہے۔ کہ اس سے انسانی مصائب کو کم کرو۔ اس واسطے نہیں ہے۔ کہ اس کو عیش کا ذریعہ بناؤ۔ ان سب کو آلات سمجھو جن سے سامنے کے پہاڑ کھودنا ہے۔ یہ سر کے نیچے رکھ کے سونے کی چیزیں نہیں ہیں۔ وہ کاریگر جو اپنے اوزار سر کے نیچے سارے دن رکھ کے سو یا کرے۔ وہ شام کو مزدوری نہیں پا سکتا۔ وہ سپاہی جو مہم کے سامنے اپنی تلوار اور بندوق صرف ٹیک لگا کر آرام کرنے کے لئے استعمال کرے وہ اپنی ہی فوج کے دوسرے سپاہیوں کے سامنے قتل ہو جاتا ہے۔ زندگی کھیل تماشا نہیں ہے۔

دنیا کو آرام گاہ اور آسائش گاہ کسی نے نہیں کہا۔ دارالمحن اس کا قدیمی نام ہے۔ دارالمحن صرف اسی واسطے نہیں ہے۔ کہ تمہیں اپنی مصیبتیں اور دقتیں دور کرنا ہے۔ اگر یہی ہوتا۔ تو اس قدر مشکل کام نہ تھا۔ دنیا سے کنارہ کش ہو جانا آسان بات ہے۔ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اور اس طرح بہت سی تکلیفوں سے نجات پاتے ہیں۔ دارالمحن اسواسطے ہے۔ کہ آپ سوا دوسروں کی بھی مصیبتیں تمہیں دور کرنا ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۵۔ نے اس بورے میں مٹی بھر کر عرض کی۔ کہ مہربانی فرما کر اس بورے میں اسکی مدد کی جائے۔ خلیفہ نے اسے ایک مذاق سمجھا۔ اور بورے میں ہاتھ لگا کر اٹھانیکی کوشش کی چونکہ وزن زیادہ تھا خلیفہ سے ذرا بھی نہ اٹھا۔ اسوقت قاضی نے کہا۔ کہ اے خلیفہ تو اتنے سے بوجھ کو اٹھانیکے قابل نہیں تو قیامت کے دن جبکہ ہم سب کا مالک انصاف کرنے کیلئے عرش پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور جسوقت وہ غریب بیوہ جسکی زمین تو نے چھین لی ہے اپنے پروردگار سے انصاف کی خواہاں ہوگی۔ تو اس تمام زمین کے بوجھ کو کسطرح اٹھا سکیگا خلیفہ اس تقریر سے بہت متاثر ہوا۔ اور فوراً اس زمین اور محل کو مع تمام چیزوں کے اس ضعیفہ کو عطا کر دیا۔ جب خلفاء علماء کا اسقدر احترام کیا کرتے۔ تو بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ انکا اثر پبلک پر کسقدر ہوگا۔ ابو اسحاق جسوقت ملک شاہ کے پاس جا رہا تھا۔ تو قدمبوسی کیلئے خلقت اسقدر امنڈ آئی۔ کہ سواری کا چلنا دشوار تھا۔ لوگ جب قدموں کو نہ چوم سکے۔ تو بہت سے لوگوں نے صرف گھوڑے کی دم چوم لینے پر اکتفا کیا۔ امام احمد ابن حنبلؒ کا جب انتقال

کوائف دکن

عدل عثمانی

دولت ابد مدت آصفیہ کی تاریخ کے روشن صفحات اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ اسکے عہد میں کبھی مذہبی عدل اور رواداری کے مسلمہ اصول کی خلاف ورزی نہیں ہوئی تاجداران دولت مذکور ہمیشہ رعایا کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت یکساں سلوک فرماتے رہے۔ اگرچہ ابتدائی دور میں ہندو بعض بیرونی تحریروں کے اشاروں پر خاندان آصفیہ کے خلاف سرکشی کرتے رہے۔ لیکن نظام الملک اول نے یا انکے جانشینوں نے ان سرکشیوں کو ہمیشہ عام بغاوتیں سمجھا۔ اور کبھی ہندوؤں کی کسی حرکت سے متاثر ہو کر اپنی شاندار رواداری کو ان غبار آلودہ ہونے دیا۔ آج بھی ہر شخص دولت آصفیہ میں جا کر دیکھ سکتا ہے کہ کسطرح ہندو راجاؤں اور جاگیرداروں کی پرورش ہو رہی ہے کسطرح انکے پشتہا پشت سے مناصب انہیں ملے ہوئے ہیں۔ کسطرح دولت آصفیہ کے محاصل کا ایک معتدبہ حصہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں اور مقدس مقاموں کے نظم و نسق کی بہبودی میں صرف ہو رہا ہے۔ اسلئے اعلیحضرت میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ تعالے ملکہ و سلطانہ نے جسطرح دولت آصفیہ کے عام حسن نظام کو اوج ثریا پر پہنچا دیا اسی طرح آصفی رواداری اور بے تعصبی کی شان کو بھی چار چاند لگا دیئے۔

اعلیحضرت کی رواداری

آج حیدر آباد چلے جایئے۔ اور موسیٰ ندی کے کنارے عدالت عالیہ کی شاندار عمارت کے احاطہ میں کھڑے ہو کر دیکھئے۔ اسکا ذرہ ذرہ اعلیحضرت میر عثمان علی خان کی بے تعصبی کی شہادت دیگا۔ ذرہ ذرہ بزبان حال کہہ رہا ہوگا۔ کہ اس بلند منزلت تاجدار کو اپنی محبوب رعایا کی دلداری سے بڑھکر اور کوئی چیز عزیز نہیں۔ عدالت عالیہ کی بنا شروع ہوئی تھی۔ تو اسکے احاطہ میں کوئی مندر یا اسکا کوئی نشان موجود نہ تھا۔ لیکن عمارت کا بیشتر حصہ بن چکا تو ہندوؤں نے وہاں تین مندروں کے نشان قائم کرلئے۔ اور کہا کہ یہ مندر پہلے سے موجود تھے۔ مگر ۱۹۰۸ کی تباہ کن طغیانی میں تباہ ہو گئے تھے۔ اعلیحضرت شہریار دکن نے ان تمام مندروں کو نہ صرف باقی رہنے دیا بلکہ انہیں درست کرا دیا۔ اور اگرچہ انکی وجہ سے عمارت کے حسن منظر کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ مگر اعلیحضرت نے عمارت کے حسن منظر کا نقصان برداشت کر لیا اور اپنے خاندان کی شان رواداری کو داغ نہ لگنے دیا۔

سکھ بھی متاثر ہو گئے

ستان کے ہندوؤں نے پچھلے دنوں نئی ذہنیت کے ماتحت ہر اسلامی شے کی مخالفت شروع کر دی۔ اسکے برے اثرات دولت آصفیہ کے بعض کوتہ اندیش ہندوؤں تک بھی جا پہنچے۔ اور وہ بہار شریف کے متعصب ہندوؤں کی انگیخت پر بعض نہایت ناشائستہ حرکات کے مرتکب ہوئے۔ اسکے ساتھ ہی شمالی ہند کے بعض اخباروں میں دولت آصفیہ اور اسکے نامور تاجدار اعظم کے خلاف بالکل بے سر و پا اور بے اصل مضامین چھاپے گئے۔ آہستہ آہستہ سکھوں نے بھی ہندوؤں کی ان شرارتوں کا اثر قبول کر لیا۔ اور ناندیڑ میں جو سکھوں کا ایک بڑا مرکز اور دولت آصفیہ کا ایک مشہور شہر ہے۔ شرارت کی آگ بھڑکا دی۔ اس وجہ سے وہاں پہلے بھی ہنگامہ ہوا۔ اور گذشتہ عید الضحیٰ کے موقع پر بھی سکھوں نے فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکائے جس میں کئی مسلمان زخمی اور شہید ہو گئے۔ اگر زخم دار مسلمان حکام حالات پر فی الفور قابو نہ پا لیتے۔ اور مسلمانوں کو نرمی اور عفو و درگذر پر ثابت قدم رکھنے میں ناکام رہتے تو نہیں معلوم سکھوں کی بھڑکائی آگ کا انجام کیا ہوتا۔

شدید فتنہ انگیزی

سکھوں نے اسکے بعد بھی قبیح و مذموم حرکات سے کنارہ کشی اختیار نہ کی۔ بلکہ وہ فتنہ و فساد برپا کر چکنے کے بعد اسکی واجبی سزا سے بچنے کیلئے اعلیحضرت شہریار دکن اور اعلیحضرت کی حکومت کے خلاف بے سر و پا تہمتیں تراشتے رہے۔ اور زہر اگلتے رہے۔ نیز انہوں نے ایک مہمل عذر کی بنا پر ناندیڑ میں جتھا بھیجنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور بلا وجہ دنیا پر یہ ظاہر کرنے لگے۔ کہ وہاں کا گوردوارہ خطرے میں ہے۔ حالانکہ دولت آصفیہ کی سرحدوں میں ہر مذہب اور ہر قوم کا چھوٹے سے چھوٹا مذہبی مقام بھی محفوظ ہے۔ اسطرح محفوظ ہے کہ شاید کسی حکومت میں حکمرانوں کے اپنے مذہبی مقامات بھی اسطرح محفوظ نہیں ہیں۔

یورپین جج فیصلہ کرے گا

قضیہ ناندیڑ کے دو پہلو تھے۔ اول متنازعہ فیہ مقام کا معاملہ جسکے متعلق سکھوں کا دعوے ہے۔ کہ وہ ان کا مقدس مقام ہے۔ اور مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ انکے ایک بزرگ کی خانقاہ کا حصہ ہے۔ دوسرا پہلو گذشتہ فساد کا تھا۔ اول الذکر معاملے کے تصفیہ کیلئے حکومت آصفیہ نے ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی۔ مگر مذکورہ کمیٹی کے ذریعہ سے ٹھیک فیصلہ نہ ہو سکا۔ اب اعلیحضرت میر عثمان علی خان بہادر نے ایک غیر معمولی فرمان واجب الاذعان کے ذریعہ سے اعلان فرما دیا کہ وہ اس قضیئے کے تصفیہ کیلئے حکومت ہند سے ایک یورپین جج کی خدمات مستعار لے رہے ہیں۔ جو تمام معاملات کی تحقیقات کریگا۔ اور خود موقع کے معائنہ کے بعد اپنی رائے سے حکومت آصفیہ کو آگاہ کریگا۔ اسی رائے کے مطابق قضیہ کا فیصلہ کر دیا جائیگا

اور یہ آخری و قطعی فیصلہ ہوگا۔ جسکے بعد فریقین میں سے کسی کی اپیل کا حق باقی نہیں رہیگا۔

فیصلہ آخری قطعی ہوگا

ظاہر ہے۔ کہ خاص حالات کے اعتبار سے فیصلے کی بہترین صورت تھی جسے اعلیحضرت کی حکومت نے اختیار کیا۔ حکومت آصفیہ کے جج خواہ کتنا ہی صحیح اور منصفانہ فیصلہ کرتے۔ لیکن سکھوں کے دل سے یہ شبہ دور نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ ان کا فیصلہ منصفانہ ہے اور نہ وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ سکتے تھے۔ اب ایک بیرونی یورپین جج مقرر فرما دیا گیا تاکہ فریقین کو علی الخصوص سکھوں کو فیصلے پر کسی نوع کے شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اعلیحضرت شہریار دکن کے فرمان میں یہ بھی ظاہر فرما دیا گیا۔ کہ اس جج کے فیصلہ کو نافذ کرنا حکومت نظام کے ذمہ ایک اہم فرض ہوگا۔ اور جو فریق اس فیصلے کی مخالفت کریگا۔ اسے حکومت آصفیہ طاقت و قوت کے ساتھ دبا یگی۔ اور حق یہ ہے۔ کہ ایسا کرنے میں بالکل حق بجانب ہوگی

رواداری کا عدیم النظیر پیکر

رہا دوسرا قضیہ یعنی عید الضحیٰ کے فسادات تو ان کی نسبت فرمان عالی میں تصریح فرما دی گئی ہے اور ان کا فیصلہ حکومت آصفیہ کی عدالتوں میں ہوگا۔ اور بجرمین کو بعد تحقیق و تفتیش کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ فرمان اقدس کے آخر میں دولت آصفیہ کی تاریخی رواداری کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ہر حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر فرقے کے حقوق کی حفاظت کرے مقامات عبادت اور جان و مال کی حفاظت کرے۔ میرے آباؤ اجداد اسی مسلک پر کاربند رہے۔ میں ان کا جانشین ہوں ان کے نقش قدم پر چلتا ہوں میں مذہبی رواداری کا پکا معتقد ہوں اس لئے میں نے فرمان صادر کر دیا ہے۔ نہ صرف گوردوارہ بلکہ تمام مقامات عبادت کو ہر مداخلت سے محفوظ رکھا جائے۔

ہم سکھ بھائیوں سے دلسوزی کے ساتھ اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اعلیحضرت شہریار دکن کی بخشش عدل و انصاف کا دل سے اعتراف فرمائیں۔ اور شکریہ ادا کریں ساتھ ہی مسلمانان نانڈیڑ سے بھی التجا ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب سلطان ہر دل عزیز بادشاہ کے فرمان پر نیازمندانہ سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار رہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیریں ایک ایسے ہاتھ میں دے رکھی ہیں۔ جو عدل و انصاف کا پیکر بدیع مسالمت و رواداری کا مجسمہ محبوب اور اسلام کا سچا فرزند ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تا دیر سلامت

خواجۂ کونین

مطلع آن جلال الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم   مطرح شانِ جمال کماہی صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم نازشِ آدم شافعِ محشر قاسمِ کوثر   منبعِ فیضِ نامتناہی صلی اللہ علیہ وسلم
مطلعِ وحدت مقطعِ کثرت حدِ نبوت ختمِ رسالت   آمر و ناہی امر و نواہی صلی اللہ علیہ وسلم
جسمِ مطہر شاہدِ وحدت قامتِ پاک انگشتِ شہادت   سر تا پا توحیدِ الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم
از پئے جلوۂ حق آئینہ قاصدِ نو تصدِ دیرینہ   خوابِ شب تعبیر گاہی صلی اللہ علیہ وسلم
صبر و تسلیم تو رضا جو خلق بہ تخلیق تو دعا گو   بہر دو عالم پشت و پناہی صلی اللہ علیہ وسلم

اے فرحاد ز درد گناہاں چند بمانی پیہم نالاں
ورد بکن گر بخشش خواہی صلی اللہ علیہ وسلم

کروڑپتی حلوائی

انتہائی ناداری سے انتہائی ترقی

آسٹریلیا میں ایک کروڑپتی ہے۔ جس کی دولت کا شمار کروڑپتیوں کی طرح ڈالروں میں نہیں بلکہ پونڈوں میں کیا جاتا ہے۔

یہ کروڑپتی آسٹریلیا کا بادشاہ حلوائی ہے۔ جو مٹھائیاں بیچتا ہے ۱۹۲۴ء میں اسے کہا گیا تھا۔ کہ وہ پچیس لاکھ پونڈ کے معاوضہ میں اپنا کاروبار فروخت کر دے۔ جس کا جواب اس نے یہ دیا تھا۔ کہ کیا میں اپنا کام بیچ کر بالکل بے روزگار ہو جاؤں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا

یہ شخص اپنے کارخانہ کے آدمیوں کی سفید وردی پہن کر خود کھانڈ ابالنے کا کام کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے کارخانہ میں ۲۰۰۰ ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ اور پانچ لاکھ اسی ہزار پونڈ سالانہ ملازموں کی تنخواہوں میں ادا کئے جاتے ہیں

اس کروڑپتی کا نام میک رابرٹسن ہے۔ اس کی ابتدائی زندگی بڑی سبق آموز ہے۔ چودہ سال کی عمر تک وہ دس جگہ ملازمت کر چکا تھا بعض ملازمتوں کو وہ خود چھوڑ کر چلا گیا۔ اور بعض جگہوں سے نکال دیا گیا۔ وہ اخبار بیچتا رہا۔ حجام کی دکان میں لوگوں کے چہرے صابن ملتا رہا۔ کاک کاٹتا رہا۔ اصطبل میں سے لید اٹھاتا رہا۔ گاڑی چلاتا رہا۔ دکان میں کام کرتا رہا۔ چھاپے خانے میں ملازم رہا۔ اور کارخانے میں مزدور رہا۔

اس نے صرف ۶ ماہ کے لئے تعلیم حاصل کی۔ ان دنوں اس کے سر پر کام کا بڑا بوجھ تھا۔ علی الصباح تین بجے اٹھ کر وہ ایڈن برا کو جاتا۔ اور اخبار کے دفتر سے پرچے لے کر ساڑھے سات بجے تک بیچتا۔ ساڑھے ۸ بجے تک حجام کی دوکان پر کام کرتا۔ ۹ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک سکول میں رہتا اور ۶ بجے شام سے ۱۰ بجے رات تک پھر حجام کی دوکان پر کام کرتا۔ اسوقت اسکی عمر دس سال کی تھی وہ سنڈے سکول میں بھی باقاعدہ جایا کرتا تھا۔ لیکن اسکی ابتدائی زندگی کا اہم واقعہ ربڑ کی گیند کے پمپ کو توڑ دینا ہے۔ جس کی پاداش میں اس پر ۳ [illegible]

۱۴ سال کی عمر پر وہ آسٹریلیا چلا گیا۔ اور جاتے ہی ایک قصاب کی دکان میں ملازم ہو گیا۔ یہ کام اسے پسند نہ آیا

۱۹ سال کی عمر میں اس نے نو پنس جمع کئے ۶ پنس سے اس نے ایک ڈھول کی شکل کا ایک پتیلا خریدا۔ اور ۳ پنس سے ایک ٹین کا آبخورہ لیا۔

پلاسٹر آف پیرس لے کر اس نے خرگوشوں اور گڑیوں کی شکل کے سانچے طیار کئے۔ اور اپنی ماں سے کھانڈ لی۔ اپنے ماں باپ کے مکان کے غسل خانہ کو کارخانہ بنایا اور پتیلے کا چولہا اور آبخورے کی دیگچی بنا کر مٹھائی بنانے لگا۔ اسطرح اس کروڑپتی حلوائی بادشاہ نے سب سے پہلے مٹھائی تیار کی

اس کاروبار میں اس نے ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھا۔ کہ چیز اچھی بنے۔ اور سستی بیچی جائے۔ ہفتہ میں چار دن وہ مٹھائیاں تیار کرتا۔ اور تین دن انہیں ٹوکری میں لے بیچتا پھرتا۔

ان اوصاف کی بدولت اس کا مال بکنے لگا۔ اور اس کے کاروبار کو ترقی ہونے لگی۔ اب اس نے ٹوکرے کی جگہ ایک ٹرائیکل خرید لی جس پر رکھ کر وہ مٹھائیاں بیچا کرتا۔ اور اس کے والدین مٹھائیاں بنانے لگے۔

پھر اس نے ایک کارخانہ بنالیا۔ اور ایک گھوڑا گاڑی رکھ لی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کے کارخانے کی عمارت میں توسیع ہو گئی اور اس نے مال بیچنے کے لئے چار پہیوں والی گاڑی بنالی۔

شروع شروع میں موٹروں کا رواج ہوا۔ تو سب سے پہلے میک رابرٹسن ہی نے موٹر خریدی۔ جو لہا ابھی تک اتنا اولیت کے طور پر محفوظ ہے۔ لیکن غسل خانہ جو سب سے پہلے کارخانہ بنایا گیا تھا۔ اب معدوم ہو چکا ہے۔ اب اس کی جگہ میک رابرٹسن کا سفید خوشنما شہر آباد ہے۔ جس میں ۱۹ بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ اور جو ۳۰ ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے

میک رابرٹسن اب بھی اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہے۔ اس کی عمر ۶۵ سال کی ہے۔ لیکن صحت ابھی تک نوجوانوں کی سی ہے

مہمات عظیمہ سے اسے دلچسپی ہے۔ حال ہی میں اس نے قطب جنوبی کی تحقیقاتی مہم کو دس ہزار پونڈ دیئے ہیں :۔

مراسیت کے ادعائے قرشیت کی تاریخی حقیقت

ضمیمہ نمبر ۱۱

اب ایک جدید پیرایہ میں تاریخی حقایق کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے اسلیئے اصل موضوع کے متعلق کچھ کہنے سے پیشتر اسبات کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ جہاں مراسیت کے ادعائے قرشیت کی تردید و تکذیب کے سلیئے قلم اٹھانے سے قبل میں اس حقیقت سے نیز واقف نہ تھا۔ کہ ہجو گوئی و مذمت کی غرض سے "گدا" بنانا اور قریہ بقریہ اس کی تشہیر کرنا مراسیت کے اجزا کا آبائی پیشہ ہے۔ اور منشور و منظوم خرافات نگاری اسکے بعض افراد کا عام شیوہ۔ وہاں اسکے بالمقابل من حیث القوم قریشیانِ پنجاب کی درماندگی و پسماندگی اور ان کے جمود و خمود کی حالت بھی آنکھوں سے اوجھل کئی تھی۔ اور یہ امر بھی غیر معلوم نہ تھا۔ کہ عدم احساس کے لحاظ سے دنیوی ترقی کے شعبہ میں وہ مدتِ مدید سے موت کا سا سکوت اور قبرستان کا سا سکون پسند کر چکے ہیں۔

لیکن ان تمام باتوں کے جاننے کے باوجود جس صادقانہ آرزوئے قلبی نے مجھے تمام قسم کی مشکلات کے منجدھار میں کودنے پر آمادہ اور مجبور کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ امام ابوالقاسم[۱] قشیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ عمرو بن لیث خراسان کا ایک بادشاہ تھا۔ اور مشہور حاکم جس کو صفا کہتے ہیں۔ خواب میں دیکھا گیا۔ اور اس سے کہا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ سے کیا کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے بخش دیا۔ کہا گیا کہ کس عمل کی وجہ سے۔ کہا کہ میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک دن چڑھا۔ اور میں نے اوپر سے اپنے لشکر کو جھانکا۔ تو ان کی کثرت سے میں خوش ہوا۔ تب میں نے آرزو کی کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو آپ کی اعانت و مدد کرتا۔ پس اللہ تعالےٰ نے میرا یہ عمل پسند کر لیا۔ اور مجھے بخش دیا

چونکہ مراسیت کا ادعائے قرشیت سید الانبیا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اور نسبِ طاہر پر ایک خطرناک حملہ ہے اس لیئے اس ناپاک حملے اور مکروہ و غلیظ فتنے کے دفعیہ کی امکانی کوشش پر آمادہ ہونے میں میرا مقصدِ حقیقی اور مقصود بالذات فقط یہ ہے۔ کہ مجھ پر از معیاں کی یہ حقیر و ناچیز سعی جس کی توفیق خدا تعالےٰ[۱] ہی نے عطا فرمائی ہے۔ بارگاہِ ربانی میں شرفِ اجابت پا جائے۔ تو رحمتِ خداوندی سے بعید نہ ہوگا۔ کہ لاتقنطوا من[۲] رحمۃ اللہ کے ارشاد پاک کے ماتحت میری یہ تمنا بھر آئے۔ کہ بخشدیا جاؤں لہذا

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس کے بعد اب اصل موضوع پر توجہ دی جاتی ہے۔ وھو ہذا

مراسیت کے بیہودہ شور و شغب کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر احیاناً ایک لمحہ کے لئے مراسیت کو گردہ مخالف فرض کر لیا جائے۔ تو پھر بلا تامل کہنا پڑے گا۔ کہ مراسیت کے ادعائے قرشیت کے استیصال کے لئے جدید الشیوع قرشیوں کی تاریخی حقیقت کے نمبر ۱ سے نمبر ۵ تک کے ذریعے قلمی محاذ جنگ ترتیب دیا گیا۔

مراسیت کی تاریخی حقیقت کے عنوان سے ضمیمہ نمبر ۱ سے ضمیمہ نمبر ۱۰ تک کے ذریعے مراسیوں کی موہومہ قرشیت نرغے اور محاصرے میں آگئی۔ اور محصور ہو چکی۔

اب جدید عنوان سے مراسیت کے ادعائے باطل کے ہوائی قلعے پر تاریخی گولہ و بارود کا قلمی بمبارڈمنٹ شروع ہوتا ہے۔ تاکہ مراسیت کے ادعائے قرشیت کا فتنہ معدوم اور نیست و نابود ہو جائے۔

Miraoi, fem-an. Amiraoi, a genealogist- fr: Arbic miras, inheritance

ترجمہ۔ میراثی[۱]۔ صیغہ مونث میراثن[۲]۔ امیراثی[۳]۔ نسب دان لفظ عربی میراث[۴] بمعنی وراثت سے مشتق ہے۔

[۱] کتاب الشفا۔ صفحہ ۳۹۹

فٹ نوٹ[۱] ۔ نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

[۲] چونکہ سدا ان تاریخ بہت وسیع ہے۔ اور ہر محقق کو تحقیقات اور اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ لہذا سننے کہ آج سے قریباً ڈھائی ہزار سال پیشتر جبکہ

[۱] خاص بات [۲] خاص واقعہ

ہندوستان میں بدھ دہرم کا دور دورہ تھا۔ تو اس وقت بھی اس سرزمین میں ڈوم کا وجود موجود تھا۔ اور اب تک بھی بدھ دہرم ہندوستان سے معدوم نہیں ہوا۔ ملک کے علیحدہ علیحدہ حصوں میں ڈوم بدھ دہرم کی ہستی کی گواہی دیتے ہیں۔ ڈوموں میں ایک جماعت دھرم پروہتوں کی ہے۔ جس کے ذریعے سے مذہبی فرائض ادا کئے جاتے ہیں۔ بدھ دیو کا ایک نام دھرم راج ہے۔ سب سے پہلے "کالو" ڈوم نے دھرم راج کی پروہتائی حاصل کی تھی۔ دیکھو ہندی دشوکوش۔ جلد ۹ صفحہ ۱۳۵

؁۲ تاریخ بتلاتی ہے کہ ہندوستان قدیم میں شودر کلاس طبقہ کی اچھوت اقوام غلامانہ حیثیت میں تھیں۔ جنکے مختلف خدمتگارانہ لوازم تھے۔ اور اس بنا پر ہی یہاں کے پرستاروں کی غیر ملکوں میں بھی مانگ رہا کرتی تھی۔ جو اکثر رقاصہ۔ مغنیہ اور سازنواز ہوتی تھیں۔ چنانچہ ظہور اسلام سے ۲۲۹ دوسو انتیس سال قبل ازیں قبیل مزدریات کی بنا پر بہرام گور شاہ ایران نے اپنے خسر راجہ شنگل والئے قنوج سے دس ہزار گویے اور بھانڈ طلب کئے۔ جس میں نرہور مادہ دونو شامل تھے۔ خواندن بہرام لوریاں را از ہندوستان۔

ازاں لوریاں برگزیں دو ہزار
نرو مادہ بر زخم بربط سوار

دیکھو شاہنامہ فردوسی جلد سوم

؁۳ اصل مخرج ڈوم۔ از کفار ہنود۔ یہ ایک ہندو اور مسلمان جاتی ہے ہندوؤں ہی سے مسلمان بنائے گئے۔ ان کو کہیں ڈوم کہیں ڈوم کہیں ڈومب کہا جاتا ہے۔ یہ ایک جنگلی جاتی ہے۔ یہ بھارت ورش کے ہر علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اپنے ججمانوں کی پیڑیاں (انساب) یاد رکھتے ہیں اور جب ان کی کلیان کرتے ہیں۔ تو دس دس بیس بیس پشتوں تک سر زبانی کہہ جاتے ہیں۔ اور ان کے اچھے اچھے گیت بنا کر سارنگی اور رباب پر گاتے ہیں۔ ... شاستروں میں ان کی "پید ائش" اگر استری اور کشتری ... ہے۔ اس لئے ... کی نفضیلت کے لحاظ سے یہ جاتی چھتری ورن میں شمار ہوتی ہے۔ دوسری روایت کے رو سے ڈوم ... کے خاندان ... سے نکلے ہیں۔ جس سے ان کی ایک ... منسوب ہے۔ ان میں کئی طرح کی جاتیاں شامل ہیں۔ دیکھو ... جلد دوم۔ صفحہ ۹۱۶

؁۴ میراثی۔ یہ ایک مسلمان جاتی ہے۔ یہ ڈوم میراثی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ جب مسلمان بنے۔ تب مسلمان ڈوم کہلائے۔ گیت ودیا ہی ان کا قومی پیشہ ہے۔ کہیں کہیں بھاٹوں کی طرح گاتے پھرتے ہیں۔ اپنی پتریوں یعنی بیٹیوں کو بچپن ہی سے ناچ گانے کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ وہاں پکھاوجی کلاونت قوال یا کلب کار یعنی قصہ گو کہے جاتے ہیں ناچ گانے میں میراثنیں معزز خاتونوں کے ہاں جاکر طرح طرح کے کرتب دکھلا کر ان کا دل خوش کیا کرتی ہیں۔ مرد فقط ڈھولک۔ کھڑتال۔ اور کنگری یا بنسری بجا کر گایا کرتے ہیں۔ جاٹ جاتی کی شادی اور مرگ کے رسومات کے وقت یہ آکر ناچتے ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سلطان علاءالدین خلجی کے عہد میں ۱۲۹۵ء میں امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے بلائے جاکر یہ مسلمان بنا دیئے گئے۔ ...... بھارت کے دیگر علاقوں میں یہ بجنیاں یعنی طبلہ۔ ستار۔ تنبور۔ اور باجہ بجانے والے نائی اور مال کا کام کرتے ہیں۔ دیکھو دشوکوش جلد ۱۷ صفحہ ۶۹۰

(۵) میراثی اگرچہ مذہباً مسلمان ہے لیکن باعتبار نسب قدیم۔ اچھوت سماج میں ڈھیڈ۔ چمار۔ نامشودر۔ پاریا۔ انتےاج۔ ڈوم۔ مہتر۔ چوہڑا اور میراثی وغیرہ قومیں شامل ہیں۔ یہ سب ہندو ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کو چھوتے نہیں۔ اور نہ روٹی بیٹی کا بیوہار کرتے ہیں۔ دیکھو چھوت اور اچھوت۔ صفحہ ۱۵

(۶) ڈوم۔ چوہڑا۔ میراثی۔ ماچھی۔ جھیور اور چنگڑ سب ایک ہی نسب سے ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۱۹

(۷) میراثی ث سے ہی نہیں بلکہ حرف س سے بھی (میراسی) ضلعوں کے جغرافیوں میں جو حکومت وقت نے اقوام کی تحقیقات کے بعد مرتب کرکے مدارس کی تعلیم میں داخل کئے۔ لکھا جاتا ہے۔ دیکھو۔ ملتان کے ضلع کا جغرافیہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء

(۸) عرف عام میں "مراسی" اور "ڈوم مراسی" دونو مستعمل ہیں۔ جن میں سے موخرالذکر بلحاظ ان کے نسبی تعلق کے ہے

(۹) میراثی مث سے۔ گویا بلحاظ پیشہ موروثی دیکھو سٹوڈنٹ پریکٹیکل ڈکشنری صفحہ ۸۲۷

(۱۰) سندھ میں میراثی ایک بھاٹ ہے۔ دیکھو سائیکلو پیڈیا آف انڈیا جلد سوم۔

(۱۱) گوڑگاؤں میں ڈوم اور کنجن ایک ہی خیال کیا جاتا ہے۔ اور ان سے

...انی سمجھا جاتا ہے۔ جو طوائفوں کے ہمراہ طبلہ اور سارنگی بجاتا ہے۔ اکثر میراثی لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ ایسے ڈوموں کو بھٹیرہ یا ڈاڑھی یا سوفر ...ی کہتے ہیں۔

ابٹسن کی رائے میں میدانی علاقوں کا ڈوم اور میراثی ایک ہی ۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۲۴۹ء۔

اب کوئی شخصیت سامنے نہیں۔ بلکہ تاریخی حقیقت کے انکشافات ...سلہ پیش نظر ہے۔ تاہم اگر میراثی منصفانہ طریق سے ٹھنڈے دل کے ساتھ اپنی تاریخی حقیقت پر غور کریں۔ تو ہماری اس تمام علمی اور قلمی جد وجہد کے ضمن میں ان کی بھلائی کا سامان بھی مناسب حد تک موجود ہے اس لئے یہ کہنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ کہ

یوں تمہارے چاہنے والے ملیں گے پھر کہاں
یہ دعا مانگو حسینوں عاشقوں کا دم رہے

گوجرانوالہ } قاضی نظیر حسین فاروقی
یکم جولائی ۱۹۲۹ء } رٹیا یرڈ مستوفی

تصحیح۔ ضمیمہ نمبر ۸ کی موٹی موٹی غلطیاں یہ ہیں۔ (۱) صفحہ ۱۱ Chura کی بجائے دراصل Chuhra کا ہونا چاہیے (۲) Doms or In others کی بجائے In the other words ہونا چاہیے۔ (۳) Doms or mirasis کی بجائے Doms or mira ds words ہونا چاہیے (۴) گلاسری جلد سوم صفحہ ۲۵۵ کی بجائے۔ گلاسری جلد دوم صفحہ ۲۵۵ ہونا چاہیے

تفنن و تفریح

...رہ کی قیمت کرسمس کے موقعہ پر پوتی نے اپنی جیب خرچ کی ضروریات ...ں نظر رکھتے ہوئے دادی اماں سے کرسمس کا تحفہ نقدی کی صورت میں ... کیا۔ دادی اماں نے اسے ایک نصیحت بھرا خط لکھا جس میں کفایت شعاری ...یں کی گئی تھی۔

اس کا جو جواب پوتی نے لکھا۔ وہ قابل ملاحظہ ہے۔ "واجب التعظیم دادی آپ کے بزرگانہ نصائح کا شکریہ۔ میں نے آپ کا خط پانچ پونڈ میں فروخت ...ہے"

...ے کی پیالی حامد (کھڑکی سے) جہانتک کہ لوگ کسی کو پیٹ رہے ہیں۔ ...کوئی بدمعاش ہے کیا؟ یا کوئی جھگڑا لو ہو لیکن کوئی بھی ہو۔ ہم یہ غیر قانونی ...یں ہونے دیں گے۔ چلو اسے چھڑائیں۔ مگر یہ کوئی بدمعاش نہیں جسے پیٹ ...ں۔ بدمعاش نہیں تو پھر کوئی چور رہا ہوگا۔ بہرحال کوئی بھی ہو۔ کسی طرح ...س بھیڑ میں سے نکال دینا چاہیے۔

مگر یہ تو چور بھی نہیں۔ تو پھر کون ہے؟ کوئی منحرف خزانچی۔ کسی دیوالیہ بنک ...ڑ۔ کوئی ناد ہند سرمایہ دار کوئی لوگوں کو دھوکا دینے والا وکیل۔ کوئی فسادی ایڈیٹر۔ آخر یہ کون ہے؟ اجی کوئی بھی ہو ہمیں اس کی مدد کو ضرور پہنچنا چاہیے

اجی نہیں وہ تو ۔ ۔ ۔ ایک لیڈر ہے۔ اور لوگ اسے پیٹ رہے ہیں۔

لیڈر ہ! تو پھر میرا خیال ہے۔ کہ ہمیں پہلے اپنی چائے کی پیالی ختم کر لینی چاہیے

خریدار۔ (دکاندار سے دال خرید کر) کبھی گل جائے گی؟

دکاندار۔ اجی حضرت! فوراً گل جائے گی

خریدار نے دال وہیں پلٹ دی۔ اور کہنے لگا کہ کہیں راستے میں نہ گل جائے۔

ممتاز نے اپنے دوست کو کارڈ لکھا۔ اور آخر میں یہ لکھ دیا۔ کہ "زیادہ اس لئے نہیں لکھا۔ کہ ڈاکیہ پڑھ لیگا۔ دوسرے دن ڈاکیہ کارڈ لے کر آیا۔ اور مکتوب الیہ کو دیکر غصہ میں بھرا ہوا بولا۔ کہ "ممتاز جھوٹ کہتا ہے۔ میں کسی کا خط نہیں پڑھتا۔

افسوس ہے۔ کہ میری عدم حاضری میں کتابت ناقص ہونے کی وجہ سے وہ شان قائم نہیں رہ سکی۔ احباب معذور خیال فرماویں۔ ممکن ہے۔ کہ چند صفحات آیندہ اشاعت میں بھی اسی قسم کے ہونگے۔ اس لئے احباب سے پیشگی معذرت کی جاتی ہے۔

جادر گھاٹ، حیدرآباد



۱۷ اگست ۱۹۲۹ء

خبر نمبر ۱۴۷

اخبار وحوادث

افغانستان اگر ایک طرف جنرل نادر خاں اور ان کے ہمراہیوں کی فتح دکامرانی کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ تو دوسری طرف بچہ سقہ کے مختلف النوع اعلانات اس کی حکومت کے استقلال کا پتہ دے رہے ہیں صحیح حالات خدا کو معلوم ہیں یا انہیں جن کے سر پر جنگ وجدل کے مصائب کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ غازی امان اللہ خاں مارسیلز میں ہیں۔ اور عنقریب روم جانے کا عزم رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وطن عزیز کے لئے بیقرار ہیں۔ اور واپس آنے کے متمنی ہیں۔ خدا ان کا حامی و مددگار ہو۔ اور افغانستان کو امن وامان نصیب ہو۔

ایران اصلاحات جدیدہ کے خلاف شورش بغاوت کی شکل اختیار کر چکی ہے لیکن کجکلاہ کے حسن تدبیر سے انسدادی تدابیر اختیار کی جا رہی ہے۔ امید ہے۔ کہ حکومت ایران افغانستان کے حالات سے متاثر ہو کر نئی سکیم کو بتدریج ترویج دینے کی کوشش کرے گی۔

حیدر آباد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی حکومت نے ایک خاص فرمان کے ذریعہ مذہبی عبادت گاہوں اور مذہبی تہواروں کی تکریم کے خاص ہدایت کرتے ہوئے شاہانہ رواداری سے جملہ شکایات کا سد باب کر دیا ہے۔ نانڈیڑ وغیرہ کے مذہبی قضیئے بوجہ احسن طے ہو چکے ہیں۔ اعلیحضرت ریاست کی آمدن کا قریباً دسواں حصہ رفاہ عامہ کے کاموں پر صرف فرما رہے ہیں۔ مساوات کا بیحد خیال رکھا جاتا ہے۔ ریاست کی انتظامی رپورٹ بابت ۲۸-۱۹۲۷ء شائع ہو چکی۔ اس سال قانون انتقال ملک نافذ ہوا۔ ضابطہ دیوانی کے ترمیم ہوئی۔ سرکاری محکمہ جات کی آمد ۷۵۵ لاکھ تھی اور خرچ ۶۱۸ لاکھ یعنی ۱۳۷ لاکھ روپے کی بچت ہوئی۔ آمد کا اضافہ زیادہ تر ریلوے اور آبکاری میں ہوا۔ اور آمد کی کمی جنگی (کروڑگیری) اراضی لگان اور تبادلہ میں ہوئی آبپاشی کے کاموں پر ۳۲ لاکھ روپے صرف ہوئے۔ فوجی اصلاح ہوئی۔ بفضل خدا مملکت ... ملاح و ترقی ہو رہی ہے۔

بہاولپور ... ان بخت جوان سال اعلیحضرت ... بہاولپور ... جو نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا۔ غرباء ومساکین میں خیرات تقسیم کی گئی۔ اور انعام واکرام دیئے گئے۔ ترقی عمر واقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور تاجدار زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے۔

اختلاف رائے مسلمانوں میں اختلاف رائے کا مرض عالمگیر ہے۔ ہر شخص اپنی رائے صائب۔ مقدم اور قطعی سمجھتا ہے۔ اور اسے بزور منوانے کے لئے خبط رکھتا ہے۔ سائمن کمیشن کے تعاون عدم تعاون میں وہ کوئی لائحہ عمل قرار نہ دے سکے۔ نہرو رپورٹ کے متعلق جو کچھ ہوا۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اب کانگرس کے شمول عدم شمول پر بحث جاری ہے۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا ڈھول کوئی کسی کی نہیں سنتا۔ خدا اس خود سر قوم پر رحم کرے۔

نہرو رپورٹ اور سکھ مسلمانوں کی اکثریت نہرو رپورٹ کے خلاف تھی۔ اب سکھ بھی اس کے مخالفت پر تل گئے ہیں۔ لائل پور وغیرہ میں متعدد اجلاس نہرو رپورٹ کے مخالفت میں ہو چکے ہیں۔ دیکھیں آخر اونٹ کس کروٹ بیٹھے۔

ہندو اور سکھ چند سکھوں نے بندہ بیراگی کی مورتی توڑ دی۔ ہندوؤں میں اس پر سکھوں کے خلاف سخت اشتعال ہے۔ مختلف مقامات پر نفرت وحقارت کے جلسے ہو چکے ہیں۔ ہندوستان ان باتوں میں تباہ ہو گیا۔ اور ہوگا یہاں نہ کوئی رہنما اور نہ لیڈر۔ ہر شخص بخیال خویش خبطے دارد کا مصداق ہے۔ اور تمنا ہے آزادی اور حکومت اختیاری کی۔ باایں حالات کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

ہولناک طغیانیاں کثرت بارش کی وجہ سے بعض علاقوں میں اسقدر سیلاب وطوفان آب ہوا۔ کہ کئی دیہات وقصبات تباہ وبرباد ہو گئے ہیں ڈیرہ غازی خاں اور جہلم میں سخت نقصانات رہے۔ خدا فضل کرے

مبارک فیصلہ قریشیان موضع دندی گوجراں نے تقسیم وراثت کے متعلق ایک جلسہ میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ آئندہ اپنی وراثت احکام شریعت کے مطابق تقسیم کیا کریں گے۔ ضرورت ہے۔ کہ عام مسلمان اس اہم مسئلہ پر غور کریں۔ اور تقسیم ترکہ میں اسلامی قانون کو مقدم سمجھ کر عنداللہ ماجور ہوں ہم قریشیان دندی گوجراں کو ان کے اس مبارک فیصلہ پر قابل مبارکباد سمجھتے ہیں۔

انتہائی عیاری کلکتہ کے کسی نابکار نے "ضرورت شوہر" کے عنوان سے مدینہ بجنور میں اشتہار دیا۔ جواب کے لئے چار چار آنے کے ٹکٹ طلب کئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سینکڑوں حاجتمندوں نے درخواستوں کے ٹکٹ بھیجے۔ لیکن جواب سب کو ٹکا سا ملا۔ اور اس طرح اس نے سینکڑوں روپے اینٹھ لئے۔ یہ عیاری کی انتہا ہے۔ عجب زمانہ ہے۔

هو الحی

یا معین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ

القریش

اِنّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

دورِ جدید

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ ے،

نمونہ کا پرچہ ۲ر

| جلد ۱۵ | امرتسر ۱۷ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۳ |

دلیلِ راہ

(از جناب اصغر حسین صاحب نظیر)

پھر اسی انسانِ کامل سے وفا کا باندھ — جس کے در پر جھک گئی شانِ کئی آنِ جمی
بن گئی جس کے غلاموں کی کنیزِ خانہ زاد — قیصری کیخسروی، زاری خدیوی، رستمی
بے خبر خاکِ درش از کیمیا افزوں تر است — حسرتِ اسکندری داری و از کوئش رمی
عرصۂ اقوام کو دے اپنی ہستی کا ثبوت — دودۂ آدم سے آخر تو بھی ہے اک آدمی
من ندانم کاروانہا تا کجا راہ بردہ اند — ایں قدر دانم کہ گلبانگِ جرس آید ہمی
در شہادتگاہِ ملت بندۂ تسلیم نیست — مسلم ار گوید کہ از جانم نیاید ضیغمی

عشقِ ختم الانبیاء سے عرش تک پرواز کر
نعرۂ لا قوم بعدی کو فلک انداز کر

الحکمة والموعظة

اکل حلال

نکلے ابراہیم ادہم طالب اکل حلال   چھان ڈالا سب عراق آیا نہ ہاتھ انکو کہیں
پھرتے پھرتے ہوگئے وہ جب وہاں سے ناامید   تب گئے طرطوس کو دلکش تھی جسکی سرزمیں
دس درم ملنے لگی تنخواہ انکی ماہوار   باغبانوں میں وہ نوکر ہوگئے آخر کہیں
باغ کے مالک نے مانگا ایک دن شیریں انار   توڑ لائے وہ ترش تو جھڑکیاں انکو دیں
پھر انہیں بھیجا کہ لاؤ اچھے شیریں ڈھونڈ کر   لائے تو پھر بھی ترش پاکر ہوا وہ خشمگیں
ان سے بولا کیا نہیں ہے فہم شیریں و ترش   کتنے ناواقف ہو گو مدت سے رہتے ہو یہیں

تب دیا اس کو یہ ابراہیم ادہم نے جواب،
میں تو میووں کا رکھاتا ہوں نہیں کھاتا انہیں

(شوق قدوائی)

نافرمانی کی سزا

(بچوں کے لئے)

اک شیر کو تھا بلند ہمت   کی بچے کو اس نے یہ نصیحت
ہے آدمی اک نہایت ہی دانا   تم اس سے مقابلہ نہ کرنا
یہ بچہ جوان ہوگیا جب   ڈرنے لگے اس سے جانور سب
آئی جو غضب کی اس میں طاقت   سب جانوروں پہ بیٹھی ہیبت
طاقت کے گھمنڈ میں یہ سوجھی   دیکھیں چلو قوت آدمی کی
یہ سوچ کے نکلا نوجوان شیر   انسان کو کرنے کیلئے زیر
بن کیطرف شتابان آیا   نجار کڑی کو چیرتا تھا
بولا کہ تمہیں ہو آدمی ہو   کیا مجھ سے بھی بڑھ کر تم جری ہو
اس نے کہا آدمی ہوں میں ہی   کیا مجھ سے تو لڑیگا کشتی
چیرا ہے جو اس کڑی کو میں نے   تو ہی اسے چیر کر دکھا دے
یہ سن کے غضب میں بھر گیا وہ   شہتیر سے لپٹ پڑا وہ
شہتیر کو چیر کر بڑھئی نے   ٹھونکی تھی جو میخ پہلے ہی سے
بس ڈال کر اس شگاف میں ہاتھ   شہتیر کو چیرا ساتھ ہی ساتھ
جب گر پڑی میخ اس سے چھٹکے   دونوں سرے ملگئے کڑی کے
نافہم پہ سخت آفت آئی   بس دب کے ہی رہگئی کلائی
بہترا اگرچہ زور مارا   جھٹکارے کا تھا نہ کوئی چارا
جھنجلا کے غضب سے مارا جھٹکا   پھر غصہ سے دم بھی سر بھی ٹپکا
قوت نہ ذرا بھی کام آئی   بس ٹوٹ کے رہ گئی کلائی
لنگڑاتا ہوا گھر اپنے آیا   یہ دیکھ کے بولا باپ اس کا
کیا کام کیا یہ بیٹا تو نے   بولا ہوئی کشتی آدمی سے
ناحق بھی جو مول لی لڑائی   کر آیا ہوں نذر میں کلائی

مانے نہ بڑوں کی جو نصیحت
جھیلے گا ذہین وہ مصیبت

ذہین

اشاراتِ لطیفہ

ایک شخص جناب فاروق اعظم حضرت عمرؓ کی ملاقات کو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ آپ آستینیں و دامن چڑھائے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا۔ یا امیر المومنین! کیا باعث ہے کہ آپ اس قدر متردد ہیں؟ فرمایا بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا۔ اس کو ابھی جنگل سے پکڑ کر لایا اور اس کے باندھنے میں مصروف تھا۔ اس نے عرض کی کہ اس کام کے لئے آپ کو بنفس نفیس زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی؟ کسی غلام سے فرما دیا ہوتا وہ اس کو پکڑ لاتا۔ آپ نے فرمایا من اعبد منی، مجھ سے بڑھ کر اور کون غلام ہے،

ہم زمین پر محض کھانے پینے سونے اور بیکار رہنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، ہمارے پیدا کرنے سے بڑی غرض خدا تعالیٰ کی یہ تھی اور فرشتوں کو دکھانا منظور تھا کہ ہمارا بندہ دنیاوی کاروبار میں مصروف رہ کر اور طرح طرح کے مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو کر بھی ہم کو نہیں بھولتا۔ اور ہر وقت اس کے پیش نظر بس ہماری ہی ذات باری ہے،

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ
رب العالمین

(انعام ۲۰۶ پ ۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش امرتسر
۱۷ ستمبر ۱۹۲۹ء

اعلیحضرت حضور نظام اور ہندو جرائد

ناپاک مذہبی رقابت کی جلوہ فروشی

بیہودہ الزام

اعلیحضرت حضور نظام عالی مقام شہریار دکن کی حکومت نظام سلطنت کے لحاظ سے ایک بے مثل حکومت ہے، اور خود تاجدار اپنی رعایا نوازی و غریب پروری، مساوات و رواداری، معدلت گستری و نصفت شعاری، بذل و بخشش اور ایثار و حق پژوہی کی وجہ سے عدیم النظیر حکمران ہیں، ہندوستان ہی نہیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کے عدل و انصاف اور الطاف و اکرام شاہانہ کے چرچے ہیں۔ وہ ایک ہر دلعزیز فرمانروا ہیں جو اپنی ۹۰ فیصدی غیر مسلم رعایا کے حقوق کی اسطرح نگہداشت کرتے ہیں جسطرح ایک منصف مزاج حکمران کے ذمہ آئین و قانون کے لحاظ سے عائد ہوتی ہے، دکن کی ہندو رعایا کو آپ کے خلاف کبھی کوئی اور کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوئی، لیکن پنجاب کے بعض متعصب ہندو ادارے اور ہندو جرائد محض تعصب اور رقابت مذہبی کیوجہ سے ان تمام خصوصیات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس عالی مرتبت بے تعصب فرمانروا کو بدنام کرنے کے لئے عذر لنگ تلاش کرنیکی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور بلاوجہ ناجائز نکتہ چینی کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں،

"ملاپ" اور "پرتاپ" وغیرہ کا تو ذکر نہیں، جھوٹ اور افترا پردازی ان کی گھٹی میں پڑی ہے اور تعصب و رقابت ان کا پیدائشی حق، لیکن افسوس ان جرائد و مدیران جرائد کے عقل و ادراک پر ہے، جو تعصبات سے بالاتر رہنے اور داد صداقت دینے کا دم بھرتے ہیں،

دیوان سنگھ مفتون جو اپنے آپ کو ریاستہائے ہند کے حالات کا کما حقہ واقف ہونے کا دعویدار سمجھتا ہے۔ اور جس نے ریاستوں کے اندرونی نظم و نسق کی دشمنی ہی کے خیال سے "ریاست" نامی ایک ہفتہ وار اخبار دہلی سے جاری کر رکھا ہے اور جسے اپنی بے تعصبی پر حد سے زیادہ غرہ ہے اور جو بزعم خود اصول صحافت کا یکہ و تنہا علمبردار ہونے کا مدعی ہے، انصاف و صداقت کا خون کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے،

اعلیحضرت ہزاگزالٹڈ ہائی نس کے خلاف اس نے بارہا لغو اور بیہودہ طریق پر محض تعصب کی بنا پر قلم اٹھایا اور خود ساختہ جعلی فسانوں کی تراش خراش سے انہیں بدنام کرنیکی ناکام سعی کی۔ لیکن حق حق ہے اور باطل باطل، اس نے ہمیشہ منہ کی کھائی اور کبھی اپنے فضول منصوبوں میں کامیاب نہ ہوا،

حال ہی "ریاست" کے مدیر شہیر نے اپنی عادت ثانیہ کے مطابق اعلیحضرت مدظلہ العالی کی شان میں پھر گستاخانہ شذرہ سپرد قلم کرکے اپنی مفروضہ بے تعصبی کا ثبوت بہم پہونچایا ہے۔ اس میں اس نے جہاں پناہ کی دولت و ثروت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "نظام دکن کے خزانہ میں اربوں روپیہ موجود ہے، اور وہ کیونکر جمع ہوا؟ اس وقت بارہ ہزار بائیسکل لوگوں کے پاس موجود ہیں اور ہر بائیسکل کے مالک کو ایک روپیہ سالانہ سرکاری خزانہ میں داخل کرنا پڑتا ہے"

یہ ہے صداقت پسندی اور دیانتدارانہ اصول صحافت کی پابندی! بارہ ہزار بائیسکلوں کے ایک روپیہ سالانہ ٹکس سے اربوں روپیہ شاہی خزانہ میں جمع ہوا۔ کاش وہ ذرا فہم و ادراک اور عقل سلیم سے کام لیتا اور ٹکس کی نوعیت پر غور کرتا۔ بلدیہ کا عائد کردہ ٹکس شاہی خزانہ میں جمع ہوتا ہے۔ کس قدر بیخبری۔ لاعلمی اور جہالت کا ثبوت ہے، لیکن وہ کیا کریں۔ نکتہ چینی کیلئے کوئی بہانہ تو چاہئیے خواہ وہ عذر لنگ ہی ہو ہم جناب مفتون صاحب کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اعلیحضرت ان والیان ریاست میں سے نہیں ہیں جو عیش و عشرت میں خزانہ خالی کر دینے ہی کو معیار حکمرانی سمجھتے ہیں، وہ ایک بیدار مغز اور روشن ضمیر حکمران ہیں، اور سلطان ابن سلطان! بادشاہوں کے خزانہ میں روپیہ نہ ہو تو کہاں ہو! کس قدر بھونڈا اور بیہودہ اعتراض ہے،

بریں عقل و دانش بباید گریست

آپ کو یاد رہنا چاہئیے۔ کہ آپ کا کینہ حرص و آز اس قسم کی لایعنی کوششوں سے کبھی پورا نہیں ہوسکتا۔ وقار و عظمت کو قائم رکھنا ہے۔ تو انصاف و صداقت کی رسی کو مضبوط تھامئے،

خدائے برتر و اکبر

حضور فیض گنجور کا اقبال و اجلال دائم رکھے۔ اور آپ کو اپنے حفظ و امن میں رکھے، سلامتی و استقلال کامیابی آپ کے قدم لیتی رہے اور آپ کے بدخواہ ذلیل و خوار رہیں۔ آمین ثم آمین!

سرمایۂ تنظیم

حوادث ارضی جب مسلمانان ہند کی خواب راحت میں مخل ہوئے شورش دشمن نے جب انکی زندگی تلخ کردی تو انہیں "تنظیم قوائے ملیہ" کی سوجھی، جریدہ "تنظیم" کا اجرا عمل میں آیا اور ڈاکٹر کچلو کی پیہم اپیلوں سے متاثر ہوکر عامۃ المسلمین نے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے "محفوظ سرمایۂ تنظیم" میں دل کھولکر چندے دینے شروع کردئیے اور اس حد تک ایک قلیل سے عرصہ میں چندے دینے شروع کردیے اور اس حد تک کہ ایک قلیل سے عرصہ میں کم وبیش دس ہزار روپے کی رقم جمع ہوگئی، "اخبار تنظیم" کے مدیر "مولانا قرشی" ڈاکٹر صاحب کے معتمد خاص تہو وہی روپیہ وصول کرتے رہے اور انہی کے ہاتھوں بنک کے ادخال اخراج رقم ہوتا رہا۔ یہہ ایک مبارک تحریک تہی اور مسلمانوں کی مصیبتوں کا بڑی حد تک یہی ایک بہترین علاج تہا۔ عوام اس کے بہترین نتائج کے بے تابانہ منتظر تھے، کہ یکایک صورت حال بدلگئی قرشی صاحب نے فرائض ادارت کی ادائگی سے ہاتہہ اٹہا لیا اور ڈاکٹر صاحب کو کسی وجہ سے غیر معتبر سمجہہ کر سرمایۂ تنظیم بقول قرشی صاحب مولانا غلام بہیک صاحب نیرنگ اور چند دیگر مقتدر مسلمانوں کے نام منتقل کردیا گیا۔ شک وشبہ کی گنجائش پیدا ہوگئی عوام میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں، اخبارات میں بیانات کی اشاعت ہوئی لیکن اس وقت تک اس بات کا سراغ نہیں چل سکا۔ کہ آخر مسلمانوں کا وہ روپیہ جو ایک اہم ضرورت کے لئے جمع کیا گیا تہا کہاں ہے اور کس مصرف میں آرہا ہے، قرشی صاحب بمبئی میں کسی دوسرے شغل میں مصروف ہیں اور ڈاکٹر صاحب ادہر خاموش بیٹھے ہیں۔ حال ہی میں مولانا غلام بہیک صاحب نیرنگ کا بیان شائع ہوا ہے جس میں آپنے انتقال سرمایہ سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انہوں نے قرشی صاحب سے بنک کی کتاب اور دیگر کاغذات کا مطالبہ کیا ہے، مولانا موصوف نے اپنے مراسلہ میں اسبات کا تذکرہ نہیں کیا۔ کہ آپ نے کب اور کس تاریخ کو قرشی صاحب سے مطالبہ کیا۔ بہرحال ۱۰ جون کے بعد ہی کو لکہا ہوگا لیکن تعجب ہے کہ اس وقت تک قرشی صاحب نے کیوں جواب نہیں دیا۔ اور مولانا موصوف کیوں خاموش ہیں، مسلمانوں کا بہت سا سرمایہ اسی قسم کی لے پرواہیوں کی نذر ہوچکا ہے اور ہورہا ہے، بیشتر ازیں مسجد مچہلی بازار کانپور کا اسی ہزار روپیہ ضائع ہوچکا ہے اور اس نے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈال رکہا ہے۔ اور سرمایۂ خلافت کا غیر صحیح مصرف اس پر نمک پاشی کا کام کررہا ہے۔ اگر یہہ سرمایہ بہی اسیطرح ضائع ہوگیا تو وثوق کے ساتہہ کہا جاسکتا ہے کہ آئندہ قومی ضرورتوں کے لئے چندہ میں ایک حبہ تک وصول نہ ہوگا اور اہم سے اہم اسلامی کام دہرے کے دہرے رہ جائیں گے، لہذا ضرورت کا شدید اقتضا یہہ ہے کہ مولانا اور دیگر بزرگان اس سرمایہ کو فوراً اپنے قبضہ میں لے لیں اور ایک

اعلان کے ذریعہ سے اس عام غلط فہمی کو دور کردیں جو عامۃ المسلمین کو بیقرار کررہا ہے،

قانون تحدید عمر ازدواجی

ہندوستان خصوصاً اہل ہنود میں بچپن کی شادی کا رواج عام ہے۔ چونکہ اس کے عواقب ونتائج ہمیشہ تکلیف اور مصیبت زا ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے اہل ہنود سے قانون کے ذریعہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۵ جون ۱۹۲۸ء کو "تحدید عمر ازدواجی" کا مسودہ رائے صاحب ہربلاس شاردا کی اسمبلی سے پیش کرکے اسے قانونی صورت میں لانے کی خواہش کی، اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے ۶ ہزار اشخاص کے پاس دریافت طلب امور کیلئے فہرست ارسال کی۔ چارسو گواہوں کی شہادتیں قلمبند کیگئیں، اور ۶ ہزار میں سے صرف ۱۲سو کے جوابات موصول ہوئے۔ کمیٹی نے جون ۱۹۲۹ء کو اپنی رپورٹ پیش کی جس ایک ممبر مولوی محمد یعقوب صاحب نائب صدر اسمبلی نے رپورٹ سے اصولاً اتفاق کرتے ہوئے مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ مذہبی پہلو پیش کیا اور تمام روئداد کا نچوڑ ان چند مختصر الفاظ میں کہینچکر رکہدیا ہے،

"اصول مذہب میں مداخلت یا جن معاملات میں مذہب نے قیود قائم نہ کی ہوں ان میں قیود قائم کرنا روا نہیں رکہا جاسکتا۔ جو لوگ مذہب کو ایک مضحکہ انگیز ڈھکوسلا خیال کرتے ہیں وہ مشکل سے مذہبی معتقدات اور جذبات کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ مسلمان کی زندگی مہد سے لیکر لحد تک مذہبی اعمال کا ایک سلسلہ ہے اور اس لئے کوئی بیرونی عنصر جو ان معمولات پر قیود قائم کرنا چاہتا ہے مذہبی نقطۂ نظر سے برداشت نہیں کیا جاسکتا"

"اسلام ایک مہتم مذہب ہے۔ ہمارے یہاں اپنے تمام مکمل قوانین موجود ہیں اور معاملات مذہبی ومعاشری میں مثل ازدواج طلاق، وراثت، اوقاف مذہبی اور وقف علی الاولاد میں ہم اپنے خاص قوانین کے ماتحت عمل درآمد چاہتے ہیں"

مولوی صاحب نے اس مفصل اختلافی نوٹ میں جس کے جستہ جستہ جملے ناظرین کرام کی واقفیت کے لئے درج کردئے گئے ہیں، مسلمانوں کی نمائندگی فرض بطریق احسن ادا کردیا ہے، مسلمان کسی شخصی قانون کو خدائی قانون کے مقابلہ میں مذہباً ترجیح دینے میں قاصر رہیں گے۔ اسلئے حکومت اگر "تحدید عمر ازدواجی" کے متعلق کوئی قانون بنانے کے حق میں ہو تو وہ محض ان لوگوں کے لئے قابل عمل ہونا چاہئے جنہیں اسکی ضرورت کا احساس ہوا ہے۔ کیونکہ مسلمان قانون الہٰی کے پابند ہیں!

قضیۂ فلسطین

۱۹۱۷ء میں فلسطین میں مسلمانوں کی آبادی کم و بیش سات لاکھ تھی اور یہودی بلدہ ہزار کے قریب تھے ۱۹۲۵ء میں یہودیوں کی آبادی ترقی کر کے سوا لاکھ تک پہونچ گئی۔ لیکن مسلمان گھٹ کر سوا پانچ لاکھ رہ گئے۔ فلسطین میں مسجد اقصیٰ واقع ہے اور اس کا ایک حصہ "دیوار گریہ" کے نام سے موسوم ہے۔ یہودی اس دیوار پر قابض و متصرف ہونا چاہتے ہیں اور مسلمان ان کے اس منشا کو پورا نہیں ہونے دیتے۔ جس کی وجہ سے جذبات مشتعل ہوئے اور آخر مظاہرہ بازی ہو کر جنگ خونریزی تک نوبت پہونچی۔ اخبارات کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی بہت سی جانیں تلف اور بہت سی بیکار ہوگئیں۔ بعض اخبارات کا بیان ہے کہ امن وامان بحال ہوگیا ہے اور بعض اس کی تردید کرتے ہیں۔ بہرحال واقعہ بےحد افسوس ناک ہے۔ یہودیوں کی اس فتنہ انگیزی اور شرارت کے خلاف مسلمانانِ عالم میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں اس فتنہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے اور ہر طبقہ و ہر خیال کے مسلمان متفقہ طور پر برطانیہ کو صورتِ حال کی اصلاح کی جانب [illegible] دلا چکے ہیں۔ حالات کا شدید تقاضہ ہے کہ برطانیہ متوجہ ہو [illegible] یہودیوں کے لئے مسلمانانِ عالم کو پریشان نہ ہونے دے۔

حکومت ہند کا اعلان

ان معروضات کے سلسلہ میں جو مسلمانوں کی مختلف جماعتوں نے معاملات فلسطین کے متعلق حکومت ہند کو روانہ کئے ہیں۔ صیغہ خارجہ سیاسیات نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:

ملک معظم کی حکومت کو فلسطین کی صورت حال کے متعلق مسلمانوں کے جذبات سے پوری طرح آگاہ رکھا جاتا ہے۔ دیوار براق کے متعلق جو معروضات آپ نے پیش کی ہیں ان کی نقل ملک معظم کے وزیر ہند کو بھیجی جا رہی ہے۔ اعلان کیا جاتا ہے کہ ملک معظم کی حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ اس سے پہلے جو حالت تھی اسے برقرار رکھا جائے گا یعنی سابقہ حقوق کا تحفظ کیا جائیگا۔ کسی نئے دستور کو رواج نہیں ہونے دیا جائیگا۔

ملک معظم کی حکومت فلسطین کی مسلم آبادی کے حقوق و مفاد کے تحفظ کی ضامن ہو چکی ہے اور آپ کو یقین رکھنا چاہیئے کہ اس اصول میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔ اس حکمت عملی کا اعادہ اس جواب میں بھی کر دیا گیا ہے جو وزیر ہند نے مسٹر سہروردی کو دیا تھا اور جس کا متن یہ ہے وہ اصول جن کی بنا پر ملک معظم کی حکومت حکمبرداری کے نظم و نسق کو قائم رکھ رہی ہے مشہور عام ہیں حکومت کی خواہش یہی ہے کہ آبادی کے ہر ایک طبقے کی مذہبی اور مادی مفاد کا تحفظ حتی المقدور بلا امتیاز کیا جائے۔

قانونی دنیا میں نئی نظیر

جسٹس مکرجی جج عدالت عالیہ کلکتہ کی عدالت میں حال ہی میں مسمات پدم کماری سنہا جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے امتہ اللہ بی بی ہوگئی ہے نے درخواست پیش کی کہ میری عمر ۲۲ سال ہے۔ میں گریجوایٹ ہوں اور اسلام قبول کر چکی ہوں۔ میری شادی ۱۹۲۶ء میں مسمی پرشیر گہوش سے ہوئی تھی لیکن اسلام کی نورانی شعاعوں نے میرے دل کو منور کر دیا ہے۔ میں اپنے خاوند کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے چکی ہوں چونکہ اس نے انکار کر دیا ہے اس لئے مجھے اس کی زوجیت سے آزاد کر دیا جائے۔ میں ایک غیر مسلم خاوند کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتی ہوں۔ اس بیان پر فاضل جج نے تعلقات ازدواج فسخ کر کے محترمہ امتہ اللہ بی بی کو آزاد کر دیا۔ اس قسم کا پہلے بھی عدالت عالیہ ایک فیصلہ صادر کر چکی ہے۔ یہ شریعت اسلامی کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اسلامی شریعت کی رو سے مسلمان عورت کا نکاح کافر سے اور مسلم کا نکاح کافرہ سے نہیں ہو سکتا۔ ہندو مذہب میں طلاق و فسخ نکاح کا وجود نہیں اور قانون مروجہ بھی اس سے عاری ہے۔ لہذا فاضل جج کے اس فیصلہ نے [illegible] کی راہ کھول دی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ اس فیصلہ کی بنیادوں پر ایک [illegible] ضابطہ آئین میں ایزاد کر دیا جائے جس کی رو سے نو مسلمہ [illegible] قبول کرنے کے بعد غیر مسلم شوہر سے نجات پا جائے۔ فاضل جج کا فیصلہ [illegible] ہو گیا ہے۔ لہذا آئین کی [illegible] آئین ساز [illegible] کی جانب متوجہ ہونا چاہیئے!

نقل اور عقل

پچھلے دنوں امرتسر کے [illegible] آنریری مجسٹریٹ کی والدہ محترمہ رحلت کر گئیں۔ اس خبر کو ایک مقامی اسلامی اخبار جو ایک مولوی صاحب کی ادارت میں نکلتا ہے نے درج کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "پرماتما آپ کو اور دیگر متعلقین کو صبر بخشے" مولوی [illegible] خبر کی سطر کسی ہندو اخبار سے نقل کی گئی ہے لیکن نقل [illegible] عقل [illegible] یہ ہے مولویت اور قابلیت اور [illegible]۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سررشتہ تعلیم امرتسر

سررشتہ مذکور کے متعلق ہمیں ایک طویل مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں محکمہ کی بدنظمی اور افسران کی بعض غلط کاریوں کی نسبت بہت کچھ واقعات درج کئے گئے ہیں۔ چونکہ نامہ نگار نے اپنا نام و پتہ نہیں دیا اور بزدلی کا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے ہم اسے درج کرنے سے قاصر ہیں اور افسران تعلیم سے امید کرتے ہیں کہ وہ اصلاحی امور کی طرف اپنی توجہ مبذول کرینگے تاکہ کسی کو شکوہ و شکایت کا موقع نہ ملے۔ نامہ نگار اگر اندراج مضمون کا خواہاں ہے تو اپنا نام و ایڈریس دفتر میں بھیج دے ورنہ مضمون تلف کر دیا جائیگا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرتؐ کی تعلیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں توحید کی اہمیت

حضورؐ نے مذہب کا مقصد یہ بتایا ہے کہ انسان کا اللہ تعالےٰ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ضروری ہے کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے صفات کے متعلق صحیح علم ہو، اس کی عظمت ہیبت اور لاانتہا قدرتوں سے واقفیت رکھتا ہو۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام تعلیم کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات کو ہی قرار دیا ہے اور تمام عبادات اور معاملات میں اس ایک ہی ذات کی محبت اور خوف کو داخل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفات اور اسما الہٰیہ کو اس طرح کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ کہ گویا خدا تعالےٰ انسان کے سامنے آجاتا ہے اور انسان کو وہ کیفیت ایمان وعرفان حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعے انسان تمام رزائل سے پاک ہوکر اپنے حقیقی معبودؐ کی ہستی میں فنا ہو جاتا ہے اور اس کا ہر قول فعل ارادہ اور حرکت الہٰی رضا کے مطابق اور الٰہی اخلاق کے رنگ میں رنگین ہوتی ہے اسی لئے قرآن کریم نے اسلام کا دوسرا نام صبغۃ اللہ رکھا ہے۔ فرمایا صبغۃ اللہِ ومن احسنُ من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون (بقرہ ع ۱۶)

پھر فرمایا کہ اِنَّ صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین (انعام ع آخری) کہ میری نماز۔ قربانی، زندگی اور موت الغرض ہر حرکت وسکون اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ اسی تعلیم پر زور دینے کے لئے فرمایا ہے کہ دین ودنیا کی کامیابی کیلئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان تمام معبودوں ارادوں اور خواہشات کو چھوڑکر اپنی تمام توجہ اللہ تعالیٰ کیطرف لگا دے اور غیر اللہ سے نفع اور نقصان کا متمنی نہ رہے۔ فرمایا، بلیٰ مَنْ اَسْلَمَ وجھہٗ للّٰہِ و ھُوَ محسن فلہٗ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون (البقرہ ع ۱۳) جو شخص اپنے نفس کو صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیگا۔ وہ ہر خوف وحزن سے بچ جائے گا۔

اسلام نے جسطرح توحید پر زور دیکر اسکی اہمیت کو ظاہر کیا ہے۔ ویسے ہی مخالف یعنی شرک کی مذمت کرکے بھی اس پہلو کو نمایاں کیا ہے۔ قرآنِ مجید میں فرمایا،

(۱) ومن یشرک باللّٰہ فکانما خرَّ من السماءِ فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریحُ فی مکانٍ سحیق (حج ع ۴)

ترجمہ۔ جو شخص شرک کرتا ہے وہ گویا (اپنے عالی مقام اشرف المخلوقات سے) آسمان سے گرجاتا ہے اور پرندے اس کو اچک لیتے ہیں یا ہوائیں اس کو نہایت پستی تک لیجاتی ہیں۔

(۲) تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولداً (مریم آخری)

ترجمہ۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔

(۳) لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون (حٰم سجدہ ع ۵)

ترجمہ۔ سورج اور چاند (جو مادی دنیا کے سب سے مفید وجود ہیں) کو بھی سجدہ نہ کرو، ہاں اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔

(۴) ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاءُ (نساء ع ۷)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ شرک وہرگز معاف نہ کرے گا (بغیر توبہ) ہاں اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جہاں اس کی مشیت ہوگی۔ معاف فرمادے گا۔ (باقی آئندہ)

نعتیہ کلام

جو توفیق حق تونے پائی نہ ہوتی — تو عرش بریں تک رسائی نہ ہوتی
گر آدم میں کچھ حق نمائی نہ ہوتی — ملائک کی یوں جبہ سائی نہ ہوتی
نہ طوفان سے کشتیٔ نوح بچتی — وہاں گر تری ناخدائی نہ ہوتی
نہ یوسف کو ملتی نجات آفتوں سے — اگر تیری مشکل کشائی نہ ہوتی
شبانی سے موسیٰ نہ معراج پاتے — اگر تیری جلوہ نمائی نہ ہوتی
نہ چرخ چہارم پہ تو گر بلاتا — تو عیسیٰ کی عزت فزائی نہ ہوتی

دعوتِ عمل

(از جناب شیخ داؤد صاحب عاشق قادری)

پھیلا ہے زمانہ میں اسلام کہاں کیوں کر
دنیا کو کیا روشن، احمدؐ نے یہاں آکر
اسلام کے پیکر میں
یہ راز نہیں پنہاں ظاہر ہے زمانے پر
وحدانیت حق کا، پیغام دیا گھر گھر
ناموس خدا بن کر

سردارِ دو عالمؐ نے اسلام کو دعوت دی
پھولوں سے لدی ڈالی ہر نخلِ تمنا کی
وہ نورِ خدا آیا،
اجڑے ہوئے گلشن میں اک روح نئی پھونکی
ظلمت کدہ تھا عالم پھر اس میں ضیا پھیلی
لو راہ نما بن کر

حضرتؐ کی رسالت سے صدیقؓ کی ہمت سے
حیدرؓ کی شجاعت سے زہراؓ کی عبادت سے
اسلام ہوا روشن
فاروقؓ کی شوکت سے عثمانؓ کی سخاوت سے
حسنینؓ کی جرأت سے خالدؓ کی شہامت سے
تنویر خدا بن کر

ہر دینِ قدیمی میں، اک زلزلہ سا آیا
سیلاب ہدایت کا ہر چار طرف چھایا
بطحا کی زمینوں پر
معدوم ہوئی ظلمت اور نورِ خدا پھیلا
اسلام نے جب جلوہ ہر ایک کو دکھلایا
اک شمس ہدا بنکر

ضو دیکھتے ہی اس کی کفار پریشاں تھے
کفر اور ضلالت کے جو کچھ سر و ساماں تھے
اسلام جو پھیلا ہے
طاغوت زمانے کے سب دیکھ کے حیراں تھے
وہ آج نگاہوں سے معدوم تھے پنہاں تھے
وحدت کی ضیا بن کر

پھیلا ہے دنیا میں کس مشکل و دقت سے
جھیلی ہے ہر اک سختی کس جوشِ رفاقت سے
دی جان شہیدوں نے
خوں اپنا بہایا ہے کس فرطِ مسرت سے
ہارے نہ کبھی ہمت تکلیف و مصیبت سے
اک شانِ وفا بن کر

یہ بات ہے غیرت کی غالب ہو کوئی ہم پر
ہاں جان فدا کر دو، اس شاہِ مکرم پر
اے مومنو چھا جاؤ پھر صفحۂ عالم پر
اس لطف کے پیکر پر اس نورِ مجسم پر
تقلید صحابہ میں
غازی کی ادا بنکر

(مدینہ)

اصلاحی لطیفہ ایک افیونی اکثر پینک میں ایسے سربسجود رہتے کہ دونوں گھٹنوں میں سر آ رہتا۔ آخر یہ خیال ہوا کہ چور دق کر رہا ہے۔ ہوش میں جو آئے تو ایک لکڑی پاس رکھ لی، اور کہا کہ اب کے جو آئے گا تو بچہ خالی نہ جائے گا۔ پھر جو پہلی سی حالت طاری ہوئی، دھن سے ایک لکڑی رسید کی، گھٹنے میں درد جو معلوم ہوا تو بولے، وار تو خالی نہ گیا۔ ایک کھائی اور ایک کھلائی، ادلے کا بدلہ، سید علی سرست، سودا دست بدست۔

کتابِ کائنات کی تفسیر

شانِ اسلام

تاریخ کے اوراق الٹو، دنیا کی تہذیب و تمدن کے ابتدائی مرحلوں سے گذرو اور بتدریج انتہائی منازل کیطرف بڑھتے آؤ، اس دشوار گذار راستے اور پرخطر وادی میں دیکھو گے کہ انسان کو انسان بنانے کے لئے انبیا اور مصلحان قوم نے کیا کیا مصیبتیں برداشت کیں۔ کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ جان جوکھوں میں ڈالی، مارے گئے، جلائے گئے، سولی پر لٹکائے گئے زندہ زمین میں گاڑدئے گئے آروں سے چیرے گئے، وطن مالوف سے نکالے گئے۔ جلاوطن کئے گئے، ہجرت پر مجبور ہوئے۔ غرضیکہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ باغ تمدن کی ابتدا میں جب داغ بیل ڈالی گئی۔ تو اس کی تہ میں خون شہدا رکھا گیا تھا۔ اور خون شہدا ہی سے بعد میں اس کی آبیاری کی گئی، اور انہیں مقدس اور جانباز قافلہ سالاروں کی طفیل تم اب اس باغ کو سرسبز اور شاداب دیکھ رہے ہو،

جب انتہائی منزل پر بڑھتے بڑھتے پہونچو گے۔ تو یہ حقیقت عینی تم پر کھل جائے گی کہ معراج انسانیت ہے اسلام، علم و فضل کا مرقع ہے اسلام، غائت الغایات تہذیب ہے اسلام، علم حکمت کا دفتر ہے اسلام، فہم و فراست کا مجموعہ ہے اسلام، دنیا کے تجربوں اور مشاہدوں کی تصویر ہے اسلام،

کتاب کائنات کی تفسیر ہے اسلام اور صحیفہ فطرت کی تعبیر ہے اسلام، اسلامی سیرت قالب الہیہ میں ڈھلتی ہے اور پھر ساری دنیا کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتی ہے اور اسلامی سیرت مشرکانہ عادات پر غالب آتی ہے۔ چنانچہ اسلامیوں کی اعلیٰ اور ارفع تمدن نے جو توحید نے پیدا کیا تھا۔ مصریوں، یونانیوں، رومانیوں، ایرانیوں اور ہندوں کو نیچا دکھایا۔ اور اپنی فتوحات عظیم کا سکہ دنیائے معلومہ کے اس سرے سے اس سرے تک جمایا۔ یہ ایک تاریخی صداقت ہے۔ کہ وہی قوم دوسری قوم پر غالب آتی ہے جس کا تمدن مفتوحہ قوم سے اعلیٰ اور فائق ہو،

اگر کبھی ناشائستہ اور غیر مہذب قوم کسی شائستہ یا مہذب قوم پر غالب آئی ہے تو وہ کبھی اپنے تمدن کا رنگ مفتوح قوم پر جس کا تمدن فاتح قوم سے اعلیٰ ہو نہیں چڑھا سکی، تاتاریوں نے اسلامیوں پر فتح پائی اور ان کے ممالک تاخت و تاراج کئے۔ مگر بالآخر مسلمانوں کے اعلےٰ اور اشرف تمدن میں جذب ہوگئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اسلامی تہذیب سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگئے اور علوم و فنون اسلامیہ کے سرگرم سرپرست ثابت ہوئے،

دنیا میں سینکڑوں قومیں آئیں، اٹھیں گریں، اور فنا ہوگئیں، کیونکہ ان کا کوئی مستقل مستقر و دوامی مرکز اور ناقابل تبدیل نصب العین نہ تھا۔

اسلام آیا اور بڑی شان سے آیا۔ بڑھا۔ پھیلا اور پھیل رہا ہے اور ابدالاباد تک پھیلتا رہے گا۔ کیونکہ اس کا مرکز مستقل شریعت مؤید اور سرچشمہ ازلی وابدی ہے، وہ سرچشمہ کون سا ہے؟ توحید خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ۔

سجود تست تا هستی است آخر بر جبین من
چساں سرتابم از حکم خمیدن روش ہر دو رم

جس قوم میں ایثار ہے، قربانی ہے، وہ کبھی فنا نہ ہوگی۔ اسلام ایثار ہے قربانی ہے، اس لئے ہمیشہ ہمیشہ زندہ برقرار اور بڑھتا رہے گا۔ قوموں کے عروج و زوال کا فلسفہ کیا ہے ؎

نتیجہ ایک ہی ہے ساری انسانی فسانوں کا
رہی ہے داستانوں میں یہی اک داستاں باقی

کہ آغاز جلال قوم ہے اخلاص و آزادی
رہیں ایثار و قربانی سے قومیں کامراں باقی

بڑھی معدومئی ایثار سے جب دولتِ شخصی
رہیں پھر چند بے عیاشانہ بزم آرائیاں باقی

ہوئے پھر اپنی نوبت میں خود عیش و عشرت سے
نہ کلدانی نہ رومانی نہیں ساسانیاں باقی

یہی چکر رہا جاری، ترقی و تنزل میں
اعادہ ہے اسی نکتہ کا تاریخ جہاں باقی

پر اے اسلام ہیں یعنی ترے ایثار و قربانی
رہیگی تیرے حصے میں حیاتِ جاوداں باقی

(الف دین)

پردہ

مسلمانوں کی حرمت کا علمبردار ہے پردہ
شرافت کا نشان ناموس کا اظہار ہی پردہ

شریعت کے چمن کا اک گلِ بے خار ہی پردہ
کہ آئینِ جناب احمدِ مختار ہے پردہ

دلوں میں شر نہ ہو تو مانعِ اغیار ہی پردہ
نظر کے تیر کو اک آہنی دیوار ہے پردہ

بقائے عفت و عصمت کا دعویدار ہی پردہ
رگِ جانِ شرارت کے لئے تلوار ہے پردہ

جہانِ آبرو میں شیوۂ احرار ہے پردہ
خواتیں کے گلے کا فیض گویا ہار ہے پردہ

فیض محمد فیض لودھیانوی

داستانِ پارینہ

بغرضِ محسن

افریکہ کے ایک مشہور جزیرے میں خزیمہ بن بشر الاسدی ایک شخص رہتا تھا. جو اپنی سخاوت و دولتمندی کیوجہ سے بہت مشہور تھا۔ جود و کرم کے باب میں بے اختیار تھا۔ اپنا مال دوسروں کی ہمدردی میں صرف کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ملک افریقہ میں اس کو عزت وقدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور سا افریقہ کا بچہ بچہ اس کے نام اور کام سے واقف تھا

دولت ڈھلتی ہوئی چھاؤں ہے۔ کیسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی کوئی اس کے ساتھ کتنا ہی اچھا سلوک کرے مگر اس سے حسن سلوک کی توقع نہ کرنا چاہیئے ،

یہی سلوک اس نے خزیمہ سے کیا اور اس کو کوڑی کوڑی کا محتاج کر دیا۔ کل جو بہت بڑا دولتمند اور سخی مشہور تھا۔ آج وہ مفلس اور بخیل کے معزز خطاب سے یاد کیا جارہا تھا۔ کل جو لوگ اس کی مدح میں سینکڑوں قصیدے سناتے تھے آج اس پر بخل کا الزام دینے لگے۔ کل جو دوست تھے، آج وہ دشمن ہیں ،

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک آدھ مرتبہ دوستوں نے اسکی مدد کی لیکن آخر کو انکار کر دیا۔ ان میں وہ ہمدرد شامل تھے جن کو خزیمہ اپنی دولت کا مالک سمجھتا تھا۔ جن کی ہمیشہ خاطر و مدارات کیجاتی تھی۔ آج ان کے انکار سے جتنا اس کو صدمہ ہوا وہ ناقابل بیان ہے۔ زمانہ کی بیوفائی کا نقشہ اس کے سامنے تھا۔ اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے، کبھی دوستوں کی بے اعتنائی اور بیوفائی کا خیال کرتا جن کے لئے اس کا چولہا ہمیشہ گرم رہتا تھا۔ جن کو وہ دل وجان سے عزیز رکھتا تھا۔ کبھی اس انقلاب کا خیال کرتا جس نے یکایک اس کی کایا پلٹ دی۔

اپنی بیوی سے کہا۔ "میرے لئے اب مرنا بہتر ہے میں موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ جن دوستوں کے ساتھ میں نے ایسے احسانات کئے کہ وہ عمر بھر نہیں اتار سکتے۔ آج وہ دوست مجھے بھولے بیٹھے ہیں، ہائے جن دوستوں پر مصیبت کا وقت آجاتا تو میرے لئے کھانا پینا حرام ہو جاتا۔ اول ان کی خبر لیتا بعد میں اپنے متعلق کچھ کرتا۔ آج وہ میری مصیبتوں کو دیکھکر ہنستے ہیں۔ اب میں اپنا دروازہ بند کر دیتا ہوں۔ جو کبھی عمر بھر نہ کھلیگا۔ اب میں کسی کے آگے یہ ہاتھ نہ پھیلاؤنگا۔ میری پیاری! تو بھی میرا ساتھ دے۔ اپنی عزت کو مت ضائع کر۔ یہ دنیا ایک دن فنا ہو جائیگی۔ اٹھ اور کمربستہ ہو جا۔ دروازہ بند کر لے اور اس وقت تک مت کھول۔ جب تک ہم اس دنیا سے چل نہ بسیں ،

خزیمہ کی بیوی یہ سنکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ بہت صبر کرکے اٹھی، اور دروازہ کو اندر سے مقفل کرکے کنجی خزیمہ کے حوالے کر دی ،

(۲)

خزیمہ کا دروازہ بند تھا۔ کچھ عرصہ تک تو انہوں نے کسی طرح بچی کچی چیزوں پر گذارہ کیا۔ آخر وہ بھی ختم ہو گئیں، اب کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ فاقہ پر فاقہ ہو رہا تھا۔ دونوں میاں بیوی لاغر و نحیف ہوگئے۔ آنکھیں اندر دھنس چلی گئیں۔ چہرے پر جھریاں پڑ گئیں دروازے کا بند ہونا کسی پر مخفی نہ تھا۔ لوگ یہ دیکھکر حیران ہوگئے۔ یہ خبر تمام ملک میں مشہور ہوگئی۔ کئی مہینے گذر گئے۔ مگر خزیمہ کا دروازہ نہ کھلا۔ اور نہ کسی نے ازراہِ ہمدردی اس کے کھلوانے کی کوشش کی۔

آج خزیمہ اور اسکی بیوی کی موت کی رات ہے دونوں اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں گزر رہے ہیں۔ آدھی رات گذر گئی کہ باہر دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ خزیمہ نے سمجھا۔ شائد کوئی آپس میں باتیں کر رہے ہوں۔ وہ بے پروا ہو کر چارپائی پر لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد پھر کسی نے دستک دی اور پوچھا۔ کیا خزیمہ بن بشر ہیں ؟

خزیمہ گرتے پڑتے دروازہ تک گیا اور کہا "کون ہے" آواز آئی۔ کھولو دروازہ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ خزیمہ نے دروازہ کھولدیا۔ باہر ایک نقاب پوش سوار موجود تھا۔ اس نے چار ہزار اشرفی کی تھیلی خزیمہ کے حوالے کی اور کہا۔ "یہ تمہاری ملکیت ہے۔ اس سے اپنے اخراجات پورے کرو"۔ یہ کہکر نقاب پوش سوار جلدی سے نظروں سے غائب ہو گیا۔ لیکن خزیمہ پیچھے دوڑا اور پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ نقاب پوش نے جواب دیا "میں ہوں سخیوں کا دوست اور ہمدرد" خزیمہ نے کہا آپ کے جواب سے میں کچھ نہیں سمجھ سکا۔ ازراہِ کرم کچھ اور وضاحت کیجئے، اس سے زیادہ صراحت نہیں ہو سکتی۔ نقاب پوش نے جلدی سے جواب دیا۔ مجبوراً خزیمہ گھر واپس آیا۔ بیوی سے سب واقعہ بیان کر دیا۔ جس کے سنتے ہی اس کے دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ چراغ روشن کیا اور تھیلی میں سب اشرفیاں پاکر دونوں بہت خوش ہوئے ،

(۳)

نقاب پوش آدہی رات کو اٹہا اور گہوڑے پر زین رکہکر کمپ کو چلدیا۔ بیوی کو بالکل خبر نہ ہوئی وہ اطمینان سے سوئی تہی۔ اتفاقاً وہ خواب سے بیدار ہوئی شوہر کو بستر پر نہ پاکر وہ سکتہ کے عالم میں آگئی۔ شوہر کے متعلق طرح طرح کے بُرے خیالات اس کے دل میں پیدا ہورہے تھے۔ کبہی وہ اپنے دل کو مطمئن بنا دیتی۔ مگر دل مطمئن نہیں رہنا چاہتا تہا۔ اسی حالت میں کچہہ وقت گذرگیا کہ کسی کے آنیکی آواز سنائی دی۔ اور ساتہہ ہی اس کا شوہر اندر داخل ہوا۔ بیوی کو مضطرب دیکہہ کر کہا کیوں پریشان کیوں ہو؟ بیوی نے کچہہ جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچہنے پر کہا۔ محض تمہارے حسن سلوک سے۔ اس وقت تم کہاں گئے تھے؟

مجہے کچہہ کام تہا۔

میں یہ ماننے کے لئے کسی طرح بہی تیار نہیں ہوں کہ تم رات کے وقت اکیلے باہر نکلو۔ دن کو کہیں جاتے ہو تو ساتہہ غلام رہتے ہیں اور رات کے وقت بغیر غلام اور ہتہیار کے۔ جہوٹ کی بہی حد ہوگئی۔ بیوی نے ذرا تیزی سے کہا۔

قسم ہے خدا کی میں جہوٹ نہیں بولتا۔

پہر مجہے اطلاع دیکر کیوں نہ گئے۔ اگر دوسرا نکاح کیا ہے تو صاف کہدو جہجکتے کیوں ہو۔ نقاب پوش نے قسم کہائی اور کہا میں نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ مگر ایک سخت ضروری کام تہا جس کا راز میں رہنا اچہا ہے۔ میں اس کو بیان نہیں کرسکتا۔

لیکن مجہہ سے مخفی رہنا اچہا نہیں۔

تم وعدہ کرو کہ کسی کو نہ بتلاؤگی۔

میں سچے دل سے وعدہ کرتی ہوں کہ کسی سے نہ کہونگی۔ نقاب پوش نے سارا واقعہ کہہ سنایا جس کو سنکر بیوی بہت خوش ہوئی اور کہا کہ میں خوش ہوں اور میرا دل آپ سے بالکل مطمئن ہوگیا ہے۔

(۴)

صبح ہوئی مہینوں کے بعد آج دروازہ کہولا گیا۔ جتنا خزیمہ پر قرض تہا اس نے ادا کردیا اور حساب بیباق ہوگیا دو تین دن اور اپنے وطن میں رہا۔ لیکن اب اس کا دل وہاں سے اچاٹ ہوگیا۔ اب اس نے فلسطین جانے کا ارادہ کرلیا۔ جہاں ان دنوں سلیمان بن عبدالملک مقیم تھے۔ جب فلسطین پہونچا تو خزیمہ خلیفہ وقت کو ملنے گیا اطلاع کرائی۔ خزیمہ کافی شہرت حاصل کرچکا تہا۔ خلیفہ سلیمان بہی اس سے واقف نہ تہا۔ فوراً سلیمان نے خزیمہ کے اندر آنیکی اجازت دیدی۔ خزیمہ محل میں داخل ہوا اور آداب سلطنت بجالایا۔ سلیمان نے اس کی عزت کی اور معزز جگہ پر بیٹہنے کا اشارہ کیا۔ پہر پوچہا۔ خزیمہ تم بہت دنوں کے بعد دربار خلافت میں حاضر ہوئے ہو۔ اتنے دنوں سے کہاں تھے۔ خزیمہ نے عرض کیا۔ دنیا نے میرے ساتہہ بہت بیوفائی کی۔ مجہے کوڑی کوڑی کا محتاج بنادیا جسکی وجہ سے میں حاضر نہ ہوسکا۔

پہر کیا دنیا تمہاری وفادار ہوگئی جس سے تم یہاں تک آسکے۔ سلیمان نے ہنس کر کہا۔

خزیمہ نے اس پر نقاب پوش سوار کا قصہ بیان کردیا۔ خلیفہ نے کہا۔ نام کیوں نہیں پوچہا؟

میں نے نام پوچہا۔ مگر انہوں نے اس قدر کہا۔ سخیوں کا دوست، ہمدرد۔

کیا تم اس کی صورت سے بہی واقف نہیں ہو؟

جی بالکل نہیں۔

سلیمان! کاش تم اس سے واقف ہوتے تو میں اس کو اس غیر معمولی ہمدردی کے صلہ میں سلطنت کا بہت بڑا عہدہ دیتا۔

خزیمہ! میری کم بختی ہے کہ میں اپنے سب سے بڑے محسن کو نہیں جانتا جس کیوجہ سے میری حالت سدہر گئی۔ اس کے بعد خلیفہ سلیمان نے خزیمہ کو افریقہ میں اس جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ جہاں اس کا وطن تہا۔ جب خزیمہ وہاں پہونچا تو وہاں کا والی جو اپنی سخاوت کیوجہ سے عکرمہ الفیاض مشہور تہا۔ مع فوج کے خزیمہ کے استقبال کے لئے آیا اور نہایت ہی شان وشوکت سے اس کو دارالریاست میں لیگیا۔ دوسرے دن خزیمہ نے دربار کیا اور بہت بڑے مجمع کے سامنے تخت ولایت پر بیٹہا۔ اور تمام حسابات دیکہنے شروع کئے۔ لیکن بدقسمتی سے بہت سا روپیہ عکرمہ کے ذمہ برآمد ہوا۔ خزیمہ نے روپے کا مطالبہ کیا۔ مگر عکرمہ نے جوابدیا۔ میرے پاس کچہہ بہی نہیں ہے۔ میں اتنا روپیہ ادا کرنیکی طاقت نہیں رکہتا۔

پہر غبن کیسے ہوا۔ خزیمہ نے غصہ میں کہا۔ مجہہ سے غلطی ہوئی ہوگی۔ اس کے بدلے آپ جو برتاؤ میرے ساتہہ کریں۔ میں تیار ہوں۔ عکرمہ نے بہادری سے جوابدیا اس کی پیشانی پر کسی قسم کے شکن نہیں تھے۔ اس کے چہرے سے بشاشت ٹپکتی تہی جیسے وہ سب قسم کی مصیبتیں سہنے کو بخوشی تیار ہے۔ خزیمہ نے اس غبن کے ضمن میں عکرمہ کو قید کردیا۔ پاؤں میں بیڑیاں ڈالدیں اور اس جوانمرد عکرمہ الفیاض کو قید خانے بہیجدیا گیا۔ لیکن اس وقت تک اس کے چہرے سے کوئی تردد کا نشان ظاہر نہ ہوا۔

(۵)

عکرمہ کو قید ہوئے تین مہینے ہوئے۔ ایک دن اس کی بیوی نے اپنی باندی سے کہا۔ آج تم اس شہر کے حاکم کے پاس جاؤ اور اس کو تنہائی میں بلاکر کہو کہ افسوس کا مقام ہے۔ ایک شخص کسی کی حالت کو درست کرے احسان کرے اور دوسرا اپنے محسن کو احسان کے بدلہ میں قید کردے۔ افسوس،

باندی یہ سنکر اسی وقت خزیمہ کے محل میں گئی اور اس کو تنہائی میں بلاکر سب کچھ کہدیا۔ جس کو سننے سے خزیمہ انگشت بدندان ہوگیا۔ تھوڑی دیر اسی طرح خاموش رہنے کے بعد خزیمہ نے باندی سے کہا۔ تم جاکر اپنی بیگم صاحبہ سے صرف اتنا کہدو، آپ کا شکریہ، مجھے سخت افسوس ہے۔

باندی کے چلے جانے کے بعد خزیمہ نے تمام رؤسا اور بڑے بڑے عہدیداروں کو اپنے پاس بلوایا اور ان سب کو لیکر قید خانہ کا رخ کیا۔

عکرمہ قید کی تنگ و تاریک کوٹھری میں بیٹھا خدا کی یاد میں محو ہے۔ اب بھی اس کے چہرے سے غیر معمولی بشاشت ٹپکتی ہے۔ گو قید کی سختیوں نے اس کی بہت بری حالت کردی ہے۔ کسی کے آنیکی آہٹ پاکر عکرمہ نے سر اٹھاکر دیکھا۔ تو خزیمہ معہ چند معزز اشخاص کے کوٹھری کیطرف آرہا ہے۔ عکرمہ کسیقدر سہم گیا۔ وہ یہ سمجھ کر رہ گیا۔ کہ اب وہ قتل کردیا جائیگا اس خیال سے وہ متردد ہوا اور چہرہ پر مایوسی کے آثار نمایاں ہوگئے۔ معاً اس کی حالت بدل گئی اس کے چہرے پر استقلال کی جھلک پیدا ہوگئی۔ اور وہ خوشی سے آئندہ آنیوالی مصیبت کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوگیا۔

جونہی خزیمہ قریب پہونچا وہ دوڑ کر عکرمہ سے لپٹ گیا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی جو بھیانک کوٹھری میں گونج اٹھی۔ عکرمہ یہ انقلاب دیکھکر مبہوت تھا اس نے تھوڑی دیر بعد خزیمہ سے کہا۔ آخر اتنی ہمدردی کیسی اور سختی کیسی؟

خزیمہ نے کہا، میں اپنے محسن کے ساتھ یہ سلوک کروں، مجھے تہ دل سے معاف فرمائیے،

میں معاف کرنے والا کون؟ خدا ہم دونوں کو معاف کریگا۔ عکرمہ نے متانت سے جواب دیا۔

اس کے بعد عکرمہ کے پاؤں بیڑیوں سے آزاد کئے گئے اور دونوں قید خانہ سے باہر نکل گئے۔ عکرمہ نے اپنے گھر جانا چاہا لیکن خزیمہ نے کہا۔ میں اس حالت میں آپکو گھر نہ جانے دونگا۔ مجھے آپ کی اہلیہ سے بہت شرمندگی ہے،

خزیمہ عکرمہ کو اپنے محل میں لیگیا۔ وہاں عکرمہ نے غسل کیا۔ نئی پوشاک زیب تن کی۔ خزیمہ پہلے ہی سے عکرمہ کے گھر کھانے پینے کا سامان اور بہت سا روپیہ بھجوا چکا تھا۔ عکرمہ کو لیکر اس کے گھر گیا اور عکرمہ کی بیوی سے معافی اور معذرت چاہی۔ عکرمہ کی بیوی ایک نیک بخت اور تیز فہم عورت تھی، وہ اپنے شوہر سے بہت ہی محبت کرتی تھی۔ اپنے شوہر کو کمزور اور نحیف دیکھکر اس کو بہت رنج ہوا اور پھر خزیمہ کی معذرت دو متضاد کیفیات کا اثر اس کے قلب پر ہوا جس سے بلاتحاشا اس کی چیخ نکل گئی جس سے لوگوں نے سمجھا۔ کہ شائد اس کی روح پرواز کرگئی لیکن وہ سنبھل گئی اور خزیمہ سے کہا۔ مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جن سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں،

خزیمہ نے کہا۔ اس میں شکریہ کی ضرورت نہیں۔ قصور میرا اور شکریہ آپ ادا کریں،

عکرمہ کی بیوی نے کہا۔ مجھے اپنے شوہر کی جدائی ایک لمحہ بھر کے لئے بھی منظور نہیں ہے۔ محض اسی لئے میں نے باندی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ بالفاظ دیگر اس کو احسان جتانے سے تعبیر نہ کیجئے۔ ورنہ میں شوہر کی جدائی قبول کرلیتی، لیکن اس واقعہ کا اظہار نہ کرتی،

عکرمہ نے کہا مجھے سخت افسوس ہے کہ تم صبر نہ کرسکی۔

بیوی! واقعی میرا قصور ہے،

خزیمہ! مجھے شرمندہ مت کیجئے۔ یہ سب کچھ میرا قصور ہے،

بیوی! لیکن آپ نے جو سامان بھجوایا ہے اسے واپس لے جائیے۔ ہمارے پاس خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔

خزیمہ! وہ آپ اپنے مصارف میں صرف کریں علاوہ ازیں امیرالمومنین میرے محسن کے دیکھنے کے مشتاق ہیں،

خزیمہ نے اس سب واقعہ کی اطلاع سلیمان کو دی جس نے فوراً عکرمہ کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کردیا۔ اور خزیمہ عکرمہ کی ماتحتی میں آگیا۔

وحید بخش (حیدرآباد)

اطلاع

جن احباب کا سال خریداری ماہ ستمبر میں ختم ہوتا ہے انکی خدمتمیں آئندہ اشاعت کا رسالہ وی پی ارسال ہوگا۔ واپس کرنیوالے مہربان پہلے ہی اطلاع دے دیں، منیجر

ابوالقاسم بغدادی

بغداد میں ایک شخص جس کا نام ابوالقاسم طنبوری تھا اس کے پاس جوتیاں تھیں انہیں پہنتے پہنتے اسے سات برس ہو چکے تھے جب وہ کہیں سے خراب ہو جاتیں تو ان کو گٹھوا لیتا۔ اسی طرح سات سال پیوند پر پیوند لگانے سے جوتیاں بہت بھاری اور بدنما ہو گئی تھیں۔ اس کے اس بخل نے شہر میں اسے مشہور کر دیا اور ابوالقاسم کی جوتیاں ضرب المثل ہو گئیں۔

(۱)

ابوالقاسم ایک دولتمند آدمی تھا۔ ایک دن وہ بازار میں جا رہا تھا کہ ایک دلال نے کہا کہ اے ابوالقاسم ایک شخص حلب سے آیا ہے اور اس کے پاس بہت خوبصورت کانچ کا قرابہ ہے جس پر طلائی کام کیا ہوا ہے۔ ضرورتمند ہونے کی وجہ سے ارزاں قیمت پر مل جائیگا۔ ابوالقاسم نے اسے ساٹھ دینار میں خرید لیا۔ چند روز کے بعد ایک اور دلال بازار میں ملا۔ اس نے ابوالقاسم سے کہا۔ کہ نہایت خوشبودار گلاب کا عرق ایک تاجر کے پاس ہے اور بہت تھوڑی قیمت پر مل جائیگا۔ ابوالقاسم نے وہ گلاب کا عرق بھی ساٹھ دینار میں مول لے لیا اور اسی سنہری قرابہ میں بھر کر مکان کے دروازہ کے ایک تختہ پر رکھ دیا۔

(۲)

ابوالقاسم ایک دن حمام میں گیا تھا۔ وہاں اس کے چند دوست بھی مل گئے، انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم خدا کے فضل سے تم محتاج نہیں ہو۔ اگر کہو تو ان جوتیوں کے بدلے نئی جوتیاں منگوا دی جائیں۔ ابوالقاسم نے مرفسانہ کہا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو۔ وہ حمام کے اندر چلا گیا۔ جب باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی جوتیوں کی بجائے ایک جوڑا رکھا ہوا ہے۔ ابوالقاسم نے اسے خوشی خوشی پہن لیا اور گھر چلا گیا۔

(۳)

ان جوتیوں کے بدلنے کا اصل قصہ یہ تھا کہ اسی روز قاضی شہر بھی اسی حمام میں نہانے کو آئے ہوئے تھے، چند مسخروں نے قاضی کی جوتیاں تو ابوالقاسم کے کپڑوں کے پاس رکھ دیں اور ابوالقاسم کی جوتیاں قاضی کے لباس کے پاس رکھ دیں، اور اپنی جوتیاں نہ دیکھیں۔ تو لوگوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ابوالقاسم کی مشہور جوتیاں پڑی ہوئی ہیں۔ قاضی گھر آئے اور ابوالقاسم کو بلا بھیجا۔ چپراسی نے قاضی کی جوتیاں بھی وہیں دیکھیں تو ابوالقاسم کو معہ جوتیوں کے قاضی کے پاس لے آیا۔ اور جوتی کو چرانے کے الزام میں ابوالقاسم پر جرمانہ کیا گیا اور اس کی جوتیاں اسکو واپس دیدی گئیں۔

(۴)

ابوالقاسم بہت پریشان ہوا اور جوتیاں لیکر دریائے دجلہ پر گیا اور دریا میں ان کو پھینک دیا۔ اتفاقاً ماہی گیر نے دریا میں جال ڈالا اور ابوالقاسم کی جوتیاں اس میں آ گئیں۔ چونکہ جوتیوں کو تمام شہر جانتا تھا۔ اس لئے ماہی گیر کو خیال ہوا کہ نہ معلوم کیوں جوتیاں یہاں آ گئیں۔ ان کو اٹھا لایا اور دروازہ کے باہر ہی سے ابوالقاسم کے گھر میں جوتیاں پھینک دیں، سوئے اتفاق سے ایک جوتی اسی طلائی قرابہ میں لگی جس میں گلاب بھرا ہوا تھا، قرابہ ٹوٹ گیا اور گلاب ضائع ہو گیا۔

(۵)

اس سے ابوالقاسم کو بہت صدمہ ہوا اور یہ ارادہ کر لیا کہ ان کو زمین میں گاڑ دوں۔ رات میں کسی شخص کی دیوار کے نیچے ایک گلی میں زمین کھودنے لگا۔ کھودنے کی آواز سے صاحب خانہ کی آنکھ کھل گئی اور یہ خیال کر کے کہ کوئی نقب لگا رہا ہے ابوالقاسم کو پکڑ لیا اور کوتوالی لے گیا۔ جہاں اس پر جرمانہ کیا گیا اور یہ جرمانہ گھر کا تمام اسباب نیلام کر کے وصول کیا گیا۔ اب تو ابوالقاسم نہایت پریشان تھا اور اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ آخر کار وہ اپنی جوتیاں سرا کی ایک موری میں پھینک آیا۔ ان جوتیوں سے پانی رکنے لگا اور تعفن ہو گیا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ابوالقاسم کی جوتیاں پڑی ہوئی ہیں۔ لوگ ان کو حکومت میں لے گئے اور چونکہ ابوالقاسم کی جوتیوں سے ہر شخص واقف تھا اسلئے بیچارہ گرفتار کر کے لایا گیا اور اس پر غلاظت پھیلانے کا جرم قائم ہوا۔ اور اس جرم میں اس کے باقیماندہ سرمایہ سے تاوان وصول کیا گیا۔

(۶)

ان جھگڑوں سے ابوالقاسم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جوتیاں مجھ سے خفا ہو گئی ہیں، اپنے گھر میں انکو لایا۔ انہیں دھویا اور سوکھنے کی غرض سے چھت پر رکھ دیا۔ ایک کتا وہاں آیا اور انہیں جلدی میں کھانے کی شے سمجھ کر منہ میں دبا لیا اور دوسرے مکان کی چھت پر لیکر کودا۔ اتفاقاً اس کے منہ سے جوتیاں چھوٹ گئیں اور صاحب خانہ کے سر پر گریں۔ صاحب خانہ نے انہیں ابوالقاسم کی جوتیاں دیکھ کر غصہ میں یہ خیال کیا کہ ابوالقاسم نے ارادتاً یہ جوتیاں پھینک کر ماری ہیں اور وہ ان جوتیوں کو حاکم کے پاس لے گیا۔ ابوالقاسم

مراسیت کے ادعائے قریشیت کی تاریخی حقیقت

(ضمیمہ نمبر ۱۳) (فٹ نوٹ متعلقہ ضمیمہ نمبر ۱۱)

سلسلہ
میراثن۔ اس سے پیشتر مراثن کے بعض قسم کے مجلسی مشاغل اور ان کی تشریح سے ہم نے عمداً احتراز روا رکھا۔ اور اب بھی ہم بالطبع اس کی تفصیل میں جانا پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن سوال زیر تحقیقات ایک ایسی منزل پر پہنچ چکا ہے۔ کہ جس کے رو سے تاریخی تجسس کی غرض سے فرد تا اس طرف ملتفت ہونا پڑا۔ لہذا یاد رہے۔ کہ نہ تو کوئی مخصوص اشارہ الیہ ہی ہے۔ اور نہ کوئی حملہ مقصود۔ بلکہ اظہار حقیقت مطلوب۔

(۱) (۱) میراثی ۔	صیغہ مونث ۔	میراثن	بلحاظ مطلب و مدعا باہم مترادف الفاظ ہیں۔
(۲) میراسی	"	میراسن	
(۳) مراسی	"	مراسن	
(۴) ڈوم	"	ڈومنی	
(۵) ڈومب	"	ڈومبانی	
(۶) لوریکا	"	لوریانی والولی	
(۷) لنگا	"	لنگیانی	

(۲) میراثن۔ مث ۔ "a singing girl" یعنی گانیوالی لڑکی۔ دیکھو سٹوڈنٹ پریکٹیکل ڈکشنری۔ صفحہ ۸۲۷

(۳) ضلع فیروز پور میں جین سید مستورات کے عقیدہ میں بخشندۂ دولت و فرزند سمجھا جاتا ہے۔ اور دافع بلیات بھی۔ مستورات آسیب زدہ طورت سے سید کی چوکی یا بیٹھک کرانی کی خواہش کرتی ہیں۔ تو او سوقت

Then, sealed in a mirasan's house who sings in jain shah's honour

ایک میراثن کے گھر میں بیٹھ کر جو جین شاہ کی شان میں سوہلے گاتی ہے۔ آسیب زدہ اپنے سر کو زور سے ہلانا شروع کرتی ہے۔..........

The mirasan takes the offerings .. ..

میراثن چڑھاوے لیتی ہے۔ دیکھو گلاسری جلد اوّل۔ صفحہ ۲۰۳

(۴) مالیر کوٹلہ میں مستورات کا عقیدہ ہے۔ کہ شیخ صدرالدین بر آرندہ حاجات ہیں۔ اس لئے انجاح مقاصد کے لئے وہ منت مانتی ہیں۔ کہ اگر کام دل میسر آیا۔ تو مزار پر چڑھاوا چڑھائیں گی۔

They often perform the Ceremony - Hazrat 'Shaikh ki chauki'. Sometimes they keep awake the whole night and employ a mirasan who sings songs, especially eulogies of the Shaikh, and sometimes play the Chauki in the day time ....

The Mirasan beats her drum and sings the Shaikh's praises ....

Then the merasan sings more vigorously, generally repeating over and over again the part of the song at which the woman showed the first signs of having fallen under the Shaikh's influence,

ترجمہ۔ وہ اکثر حضرت شیخ کی چوکی کی رسم ادا کرتی ہیں۔ بعض اوقات وہ رت جگا کرتی ہیں۔ یعنی تمام رات جاگتی ہیں۔ اور ایک میراثن معین کر لیتی ہیں۔ جو سوہلے گاتی ہے۔ بالخصوص شیخ کی منقبت۔ اور بعض اوقات میراثن دن کو بھی چوکی کرتی ہے۔..........

میراثن اپنی ڈھولک بجاتی ہے۔ اور شیخ کی مدح گاتی ہے۔

(جب چوکی کرانی والی عورت بحالت آسیب زدہ ہوئے سر ہلانا شروع کرتی ہے) تو اس پر میراثن زیادہ جوش و خروش سے گاتی ہے۔ اور بالعموم گیت کا وہ حصہ بار بار دہرانی

ہے۔جس پر عورت مذکورہ نے سب سے اول شیخ کے اثر کو قبول کرنے کے آثار ظاہر کئے تھے۔

دیکھو۔گلاسری جلد اول صفحہ ۹۲۲

(۵) مالیر کوٹلہ میں مسلمان عموماً اور افغان خصوصاً پہلے حمل کے موقعہ پر دو قسم کی رسوم کے پابند ہیں۔...... ساتویں ماہ کے اخیر میں عورت غسل کرتی ہے۔ تو اس وقت جو رسم ادا کی جاتی ہے۔اس کے دوران میں

While a Mirasan sings the appointed eulogies, called Sohla, of Shaikh Sadr jahan, to a drum accompaniment and the Mirasan dismissed with her fee

ترجمہ۔میراثن شیخ صدر جہان کی منقبت میں مقررہ دوہے گاتی ہے۔جس کو سوہے کہتے ہیں۔اور ساتھ ہی ڈھولک بجاتی ہے۔........ میراثن کو حق الخدمت دے کر رخصت کیا جاتا ہے۔دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۴۵۹

(۶) لاہور میں جس ماہ کے آغاز میں جب "ربعہ" کی رسم ادا کی جاتی ہے۔تو اس موقعہ

And a Dumni sings songs.

ڈومنی دوہے گاتی ہے۔دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۴۶۰

(۷) رہتک میں ستوانسی کی رسم ساتویں مہینے کے شروع میں کی جاتی ہے۔

The Dum woman, who sings on the occasion, gets a rupee or two.

ترجمہ۔ڈومنی جو اس موقعہ پر گیت گاتی ہے۔ایک روپیہ یا دو روپیہ لیتی ہے۔دیکھو گلاسری مذکورہ صفحہ ۴۶۱

(۸) بہاولپور میں ختنہ کی تقریب پر برادری کی دعوت کی جاتی ہے۔اور اسے راگ رنگ سے محظوظ کیا جاتا ہے۔

And sometimes Domni's are employed to keep the singing up all night.

ترجمہ اور بعض اوقات ڈومنیوں کو تمام رات گانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔دیکھو۔گلاسری جلد اول صفحہ ۴۶۲

(۹) سیالکوٹ میں "مائیوں" کے روز سے ہی میراثنیں گانا اور ڈھولک بجانا شروع کر دیتی ہیں۔اور اس قسم کے گیت جیسے "جگنی" "چھلا" "ریلو" "بگا" "چھیرے والا" "نواں رنگ" اور سسی مولوی غلام رسول صاحب مرحوم گاتی ہیں۔

Singing and beating of drums begin from the day of the Mayan, or mains, by Mirasi women, who sing such songs as the jugni Challa, Relu, Bugga, Cheriwala Nawarang, and Sasi as sung by Maulvi Ghulam Rasul,

دیکھو۔گلاسری جلد اول صفحہ ۸۳۹

(۱۰) کرنال میں بچہ کی پیدائش کے موقعہ پر

On the 7th day the female Dum or bard comes and sings.

ترجمہ۔ساتویں دن ڈوم یا بھاٹ عورت آتی ہے۔اور گیت گاتی ہے۔دیکھو گلاسری جلد اول صفحہ ۹۲۲

(۱۱) ملتان میں منگنی کے متعلق اگر مرد کی رسائی لڑکی تک نہیں ہو سکتی۔تو وہ ایک میراثن یا ماچھیانی کو مامور کرتا ہے۔کہ وہ اس کے باپ کے گھر جا کر اس کے نام سے لڑکی کے سر پر کپڑا ڈال دے۔

He employs a Mirasan or a Machhiani to go to her father's house and throw the cloth over head in his name.

دیکھو۔گلاسری جلد اول صفحہ ۹۰۶

(۱۲) بہاولپور میں کئی قسم کے رقص ہوتے ہیں۔جھومر خاص یا سادہ۔جھومر دکیانوال یا جھیج۔سادہ جھومر کو "زلاون" بھی کہتے ہیں۔

The Zalawin is danced by village woman or by Mirasans.

حکمت و موعظت

اشاراتِ لطیفہ

سنا ہے کہ پیارے خدا کے جو تھے — نہ کرتے تھے وہ دشمنوں کو بھی تنگ
تجھے کیسے حاصل ہو یہ مرتبہ — کہ ہے دوستوں سے بھی پرخاش جنگ

ایک احمق اگر ہو محفل میں، — ہو بگجے دانا کئی خفا دل میں
حوض اگر اک گلاب سے ہو بھرا — ایک کتا پلید کر دے گا

پیٹ کو رکھ طعام سے خالی — کہ نظر آئے معرفت کا نور
تو ہے حکمت سے اس لئے خالی — کہ ہے کھانے سے ناک تک معمور

جو عالم کہے اس کو دل سے سنو — نہیں ہے وہ عاقل بلا سے نہ ہو
سنو! قول یہ کچھ بھی سچا نہیں — کہ سوتے کو سوتا جگاتا نہیں،
سدا ہو نصیحت سے تم بہرہ ور — لکھی گو نصیحت ہو دیوار پر

چپ ہے جب تک آدمی پردے میں ہے — گفتگو سے کھلتے ہیں عیب و ہنر
بند مٹھی میں دہری ہے چیز کیا — کون بتلائے کسی کو خبر کیا

ترجمہ گلستاں — محروم

حکائت

مثنوی میں ہے۔ کہ ایک شخص ایک عورت کے پیچھے چلا، اس نے پوچھا۔ کہ تو میرے پیچھے کیوں آتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں تجھ پر عاشق ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا۔ میرے پیچھے میری بہن آ رہی ہے وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے، ہوسناک تو تھا ہی۔ فوراً پیچھے لوٹا۔ لوٹا ہی تھا کہ اس نے ایک دھول اس کے رسید کیا۔ اور

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی — در بیانِ دعوئ خود صادقی
پس چرا بر غیر افگندی نظر — ایں بود دعوئ عشق ای بے ہنر

کہ مردود اگر تو عاشق تھا تو غیروں پر کیوں نگاہ کی۔ محبت تو وہ چیز ہے۔ کہ

ہمہ شہر پر زخوباں منم و خیال ماہی — چہ کنم کہ چشم یکبیں نکند بکس نگاہے

جس کو خدا سے تعلق ہو جائے پھر چاہے تمام دنیا ہی حسینوں سے بھر جائے۔ مگر یہ اپنے محبوبِ حقیقی کو چھوڑ کر کبھی دوسری طرف متوجہ نہ ہو،

ایں نہ عشقست آنکہ بر مردم بود
ایں فساد خوردنِ گندم بود

یہ کیسی محبت کہ دعوٰے خدا کی محبت کا اور دوسروں سے تعلق ہے، اگر چار دن کھانے کو نہ ملے تو سب بھول جائیں۔ یہ سب نفس کی شرارت ہے اور یہی وجہ ہے کہ عشق ان ہی کو ہوتا ہے۔ جن کو خوب فرصت و فراغ ہے ورنہ جو لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں ان کو کبھی ایسی لغویات کی نہیں سوجھتی۔ افسوس ہے کہ خدا تعالےٰ نے تو فراغت اس لئے دی تھی کہ دین کا کام کریں۔ مگر زیادہ تر ایسے ہی لوگ محروم ہیں۔ خوب کہا ہے،

خوشا روزگار ے کہ دارد کسے — کہ بازارِ حرصش نہ باشد بسے
بقدرِ ضرورت یسارے بود — کند کارے از مرد کارے بود

کہ بڑا خوش نصیب ہے وہ جسے حرص نہ ہو اور ضرورت کے موافق کھانے کو ملے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم قدر نہیں کرتے اور اس بیکاری میں علتیں لگا لیتے ہیں،

عزتِ نفس

کسی قوم کی ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اس کے ہر فرد کو من حیث القوم سیلف ریسپکٹ یعنی خود اپنی عزت کرنے کا خیال دلایا جائے۔ اسلام اور قرآن پاک نے اپنی تعلیمات میں اس نکتہ کو بھی بوجہ اتم ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ کہ کنتم خیر امۃ" (تم تمام قوموں سے بڑھ کر ہو)

قرن اول میں یعنی جب تک اسلام اسلام رہا۔ یہ خیال تمام مسلمانوں میں اس قدر جاگزیں تھا۔ کہ قوم کا ہر فرد من حیث القوم اپنے آپ کو افضل ترین عالم سمجھتا تھا، یعنی عزت نفس کا احساس تھا۔ جو مسلمانوں کو ہر قسم کی حوصلہ مندیوں، اولوالعزمیوں اور بلند خیالیوں کا باعث تھا۔ تاریخوں میں تم نے پڑھا ہو گا کہ ایک معمولی درجہ کا مسلمان بھی قیصر و کسریٰ کے دربار میں کس دلیری و آزادی سے سوال و جواب کرتا تھا۔ افسوس کہ اب مسلمانوں میں یہ مبارک احساس باقی نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ہر جگہ ذلیل و رسوا نظر آتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۱۵ نمبر ۱۲

اَلقُرَیْش

امرتسر ۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ

صَحافتِ حاضِرہ کی مُشکلات

قومی جرائد کی بیچارگی

صحافتِ حاضرہ جن مصائب مشکلات میں مبتلا ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں، حالات موجودہ کو پیش نظر رکہتے ہوئے اس بات کا قطعی یقین نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی اخبار فارغ البالی اور کامیابی سے چل رہا ہو، زمیندار ایک موقر و مقتدر روزنامہ ہے اور کہنہ مشق کارکنوں کے زیر اہتمام مدت سے نکل رہا ہے، لیکن دور حاضر کی مشکلات اور زمانہ کی بدمزاجی نے اسے بہی بادلِ ناخواستہ اپنی ضخامت و قدامت کم کر دینے پر مجبور کر دیا، "انقلاب" ایک متین اور بہترین اسلامی روزنامہ ہے، حکومت کی ہمدردیاں بہی کسی قدر اس کے شریک حال ہیں، لیکن بجائے خود وہ بہی مطمئن نہیں،

جب ان وسیع مقاصد اور اعلی پایہ کے اخبارات کا جو بہت بڑی حد تک اسلامی حقوق کے نگران کار سمجہے جاتے ہیں اور جو ہر صیغہ و شعبہ کے متعلق وسیع معلومات رکہتے ہوئے بہتر سے بہترین اخباری خدمات انجام دے رہے ہیں، یہ حال ہے، تو ان جرائد کی بیچارگی کا موازنہ کرنا کچہہ مشکل نہیں، جو مخصوص مقاصد کے حامل ہیں، اور جن کی وسعت کسی خاص قوم یا فرقہ و زمرہ تک محدود رہی، اور جن کے لئے نہ صرف مقاصد کے لحاظ سے بلکہ نام کی نسبت سے بہی دائرۂ مخصوصہ سے باہر قدم رکہنا غیر مناسب خیال جاتا ہو،

سیاستِ حاضرہ کی پیچیدگیوں اور گوناگوں الجہنوں نے خیالات میں اس قدر تضاد پیدا کر دیا ہے کہ اختلاف و تخالف میں قوم و مذہب کچہہ یاد نہیں، ایک ایک کا مخالف اور ایک ایک کا دشمن! پہر کس کی قوم اور کیسی ملت، یہ ہیں وہ اسباب جو قومی جرائد کی بیچارگی کا موجب ہیں اور جنکی وجہ سے سب پامال ہیں،

القریش کا مستقبل

"القریش" جو محض اللہ جل شانہٗ کے فضل و کرم اور حضور نظام خلد اللہ مقامہ کے الطاف شاہانہ پر جاری ہے، سولہ سال سے قومی خدمات انجام دے رہا ہے، ان خدمات کا بارہا قوم کیطرف سے زبانی اور تحریری اعتراف کیا گیا۔ اور القریش کا وجود قوم کی ضروریات مخصوصہ کے لئے اتنا مفید اور کارآمد خیال کیا گیا۔ کہ اس کا دہرانا خود ستائی کے درجہ تک پہونچتا ہے، لیکن بایں ہمہ اس کی اعانت و معاونت کے وعدے ہمیشہ وعدے رہے اور کبہی عملی اعتراف کا ثبوت پیش نہ کیا گیا۔ توسیع اشاعت کے لئے کبہی وہ کوششیں بروئے کار نہ آئیں، جو ایک قوم کی طرف سے اپنے قومی ترجمان کے بقا و احیا کے لئے لازم ہیں، یہی نہیں، بلکہ برادرانِ قریش نے بارہا ان قیمتی مواقع کو دانستہ ضائع کر دیا۔ جو ان کی جماعتی ترقی و خوشحالی کے لئے ازبس مفید تہے۔ اور جن سے منصۂ عروج و اقبال پر جلوہ گر ہونے کے ذرائع پیدا ہونیکی توقع تہی،۔

ہمارا سولہ سالہ تجربہ شاہد ہے کہ قریش میں آثار زندگی باقی نہیں، وہ کسی آواز پر بہی کان دینے کے قابل نہیں رہی، مرکسیوں نے ان کے نسب ناموس پر شرمناک حملہ کیا۔ انہیں غیر باپ کی جانب منسوب کیا، انکی تحقیر و تذلیل میں کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا مگر وہ بیدار نہ ہوئے، یہ خدائے علیم و خبیر کی طرف سے ان کے لئے ایک آخری وعید تہی، لیکن ان کے قلوب کچہہ اس قدر ہی پتہرا گئے ہیں۔ کہ اس انتہائی تذلیل اور آخری وعید کا بہی انہیں کوئی اثر نہیں ہوا۔

اس جمود و سکوت اور بےحسی کے عواقب و نتائج سوائے اس کے کچہہ نہیں ہو سکتے کہ وہ مٹ جائے اور غیر اس کی جگہ لے لیں، لہٰذا سوائے اس کے کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ کہ اس کو اس کے حال پر چہوڑ کر خدائے فاطر السموات والارض سے کسی اور اسلامی خدمت کی انجام دہی کی توفیق چاہی جائے، و باللہ التوفیق!

قوم کی سرد مہری و بے پرواہی اور کچہہ دل آزاری اسباب کی داعی ہے کہ ہم اپنا نصب العین بدل دیں اور اس کے آرام و راحت میں مخل نہ ہوں، لہٰذا بفضل اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت سے "القریش" کا رنگ ترتیب بالکل جداگانہ ہوگا۔ اسے کسی خاص فرقہ و قوم سے کوئی خاص لگاؤ نہ ہوگا۔ وہ خالص اسلامی اخبار ہوگا اور حتی الامکان ذاتیات کی الجہنوں سے پاک اور بالاتر رہ کر خالص اسلامی خدمات انجام دینے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالےٰ ہمارے عزائم و ارادوں میں برکت عطا کرے۔ آمین! ثم آمین!!

یوم میلاد النبیؐ

ہندوستان کے طول و عرض میں "یوم میلاد النبی" نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر تقریریں ہوئیں تبلیغی وعظ کئے گئے، اصلاحی امور پر غور کیا گیا۔ بعض مقامات کے مسلمانوں نے رواج کی مذمت کرتے ہوئے تقسیم وراثت اور دیگر امور کو شرعی احکام کے تحت انجام دینے کی پرزور تلقین کی اور عوام نے اسے بطیب خاطر قبول کیا۔ اگر مسلمان ہر اسلامی تقریب کو اسی شان سے منانے کے خوگر ہو جائیں تو ان کی تمام پسماندگیاں اور نحوستیں دور ہو سکتی ہیں۔ بعض علاقوں میں اگرچہ کج فہموں نے اس تقریب کی مخالفت میں بھی شر انگیزی سے کام لینا چاہا۔ لیکن خدائے برتر و توانا نے انکی کسی دال نہیں ہونے دی، مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی قابل صد مبارکباد ہیں۔ کہ ان کی یہ نیک تحریک بدرجہ اتم مقبول اور بوجہ احسن کامیاب ہوئی،

دولتِ آصفیہ

اخبارات میں یہ خبر وثوق کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔ کہ تاجدار دکن ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ حکومت کے نظم و نسق میں کچھ تغیرات کرنیوالے ہیں، رائے عالی یہ ہے کہ شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولیعہد کو مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب وزیر اعظم کی سبکدوشی پر "صدر اعظم باب حکومت" کی خدمات تفویض کی جائیں۔ اور چھوٹے صاحبزادہ کو صرف خاص کی وزارت سپرد کیجائے اخبارات کا بیان ہے کہ اعلیحضرت ممدوح الشان نے اس مسئلہ میں حکومت ہند سے گفت و شنید کرلی ہے، عوام میں اس تجویز پر پسندیدگی کا اظہار ہو رہا ہے اور وہ اس لئے کہ شاہی خاندان کے اراکین کو کبھی ایسے ذمہ دارانہ مراتب سپرد نہیں کئے گئے۔ اگر ان تجاویز نے حقیقت کی صورت اختیار کرلی تو ان تجربات کے نتائج کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کیا جائیگا۔

آہ! ہم کدھر جا رہے ہیں

ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے مذہبی اخبار اپنی تمام کوششیں مذہبی تبلیغ اور ملی تنظیم پر صرف کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کے مذہبی جرائد بخلاف اس کے میدانِ مناظرہ گرم کرکے دلوں میں بغض و عناد اور کدورت کا دریا موجزن کر دینے ہی کو بہترین اسلامی خدمات سمجھتے ہیں جس سے نہ صرف اغیار کو ہنسی کا موقع ملتا ہے بلکہ ان مواقع سے فائدہ اٹھا کر وہ اسلام کے خلاف زہر اگلنے، فتنہ ارتداد کھڑا کرنے اور اسلامی حقوق تلف کرنے کیلئے عملاً تیار ہو جاتے ہیں مسلمانوں کا کوئی مذہبی اخبار اٹھا کر دیکھو، اس میں فرقہ داری کی تعلیم نہایت مکروہ طریق پر ہوگی، شیعہ حنفیوں کے خلاف دریدہ دہن ہوگا۔ تو حنفی اہل تشیع کے خلاف ہرزہ درا۔ چکڑالوی و احمدی وغیرہ کے جھگڑوں میں اتحاد و اتفاق کا بے محابانہ خون کیا جا رہا ہے،

ایک مقامی مذہبی اخبار اس وقت ہمارے سامنے ہے اور وہ سر تا سر اسی قسم کے مواد سے پُر ہے۔ جو مضامین اس میں فخریہ درج کئے گئے ہیں۔ ان کے عنوانات یہ ہیں " اہل سنت والجماعت اور جماعت اہل حدیث کا زبردست مناظرہ "، "اہل حدیث کی زبردست شکست"۔ "مناظر اہل حدیث کی فراری"۔ "شیعہ کا مناظرہ سے فرار"

اسلام نے فرقہ داری اور دل آزاری کی تعلیم نہیں دی۔ لیکن ان اسلامی جرائد کی یہی بہترین اسلامی خدمات ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون،

عنوانات متذکرہ کے تحت ایک مضمون میں لکھا ہے۔ کہ

"شیعوں نے اپنے مقابل اہل سنت والجماعت کے مناظر کی خبر سنکر حوصلہ ہار دیا اور جواب دیدیا۔ اس لئے شیعوں نے عین وقت پر ۱۲ اگست کو پولیس میں درخواست دیدی کہ مناظرہ بند کرا دیا جائے، ہم قتل کردئے جائیں گے"!

یہ ہے اخوت اسلامی اور تحقیق صحتِ عقائد کا ردّیہ، کہ بھائی کو بھائی سے قتل کا خطرہ لاحق ہوا اور اسے پولیس میں درخواست دینے کے سوا چارہ نہ رہا۔ کاش! یہ زور تبلیغ و اشاعت اسلام پر صرف کیا جائے۔ یہ مساعی تنظیم قوائے ملیہ پر صرف ہوں افسوس مسلمان اس کرب و بلا کے دور میں بھی افتراق و تشتت سے بچکر تحفظ حقوق اسلامی کیطرف متوجہ نہیں ہوتے، فاعتبروا یا اولی الابصار،

افغانستان

غازی امان اللہ خان آج کل مصر میں ہیں، ورڈر کی قصد رکھتے ہیں، جنرل نادر خاں اور ان کے ہمراہیوں کے پیہم حملوں اور متواتر یورشوں نے بچہ سقہ کے قدم متزلزل کردئے ہیں۔ جس قدر خبریں موصول ہوتی ہیں وہ تمام دکمال جنرل نادر خاں کی فتح مندی و کامیابی کی مظہر ہیں۔ اور ان کی کوئی تردید نہیں ہوتی، جوش و ہیجان کا یہ عالم ہے کہ ایک محاصرہ کے دوران میں افغانستان کی جنگجو عورتوں کو مخالف فریق کی عورتوں سے تبر و شمشیر سے دست بدست ہونا پڑا جس میں کئی عورتیں قتل ہوگئیں۔ بچہ سقہ اور اس کے سرداران جنگ نے بیچارگی کے عالم میں قبیلہ ہزارہ کے سردار سے امداد کے لئے عاجزانہ درخواست کی جو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دی گئی۔ جنرل موصوف کی ہمت و جرات اور پامردی قابل ہر ستائش ہے، اگر حالات اور فضل ایزدی نے مساعدت کی تو یقین کیا جاتا ہے۔ کہ بہت جلد ڈاکوؤں کی حکومت تحس نحس کر دیجائیگی۔ ایک اسلامی سلطنت کے تحفظ کے لئے جنرل موصوف انتہائی مساعی عمل میں لا رہے ہیں۔ لہذا مسلمانان ہند کا فرض

ہے کہ وہ اس موقع پران کی ہرممکن طریق پر امداد کریں اور خدائے قادر وکریم سے انکے لئے فتح وکامرانی کی دعا کریں،

روس اور چین کی جنگ

روس اور چین کی حکومتوں میں کئی ماہ سے کشیدگی چلی آتی تھی، بالاخر پچھلے دنوں دونوں حکومتوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور روسی فوجوں نے چینی سرحد کو عبور کرکے معرکہ کارزار گرم کردیا اس وقت تک جس قدر خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پیش قدمی اور آغاز جنگ کا الزام روسیوں پر عائد ہوتا ہے۔ سنا ہے کہ روسی اسکاوٹوں نے لوٹ مار بھی کردی ہے، لیکن اگر لوٹ مار کی خبر درست ہے تو اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ یہ جنگ بھی سرمایہ ومحنت کی جنگ ہے، اس لوٹ مار میں بھی چینی تاجروں پر آفت کا پہاڑ ٹوٹا ہے

روس وچین کی جنگ معمولی واقعہ نہیں ہے۔ سیاسیات عالم میں اس سے ایک زبردست انقلاب رونما ہونیکی توقع ہے۔ اگر چین میں اشتراکیت کا نظام نافذ ہو گیا تو مغرب کی استعمار پرست قوتوں کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ رونما ہو جائیگا۔ ہندوستان کے تین دروازوں سے اشتراکیت کا بھوت جھانک سکیگا۔ اس سے ہندوستان کی سیاسیات پر جو اثر پڑیگا۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں،

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

"زمیندار" کی مشکلات

موقر روزنامہ زمیندار اپنی ایک اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ وہ چالیس ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اور اخبار کم وبیش ڈیڑھ ہزار روپے ماہانہ گھاٹے میں چل رہا ہے، اب کارپردازان روزنامہ نے اس کی تقطیع اور حجم میں نمایاں کمی کردی ہے۔ تعجب ہے کہ جس اخبار کی دس ہزار کے قریب اشاعت بتائی جاتی ہو، اور پھر آمدنی کے وسیع ذرائع رکھتا ہو وہ اس قدر نقصان میں رہے کہ چالیس ہزار روپے کا مقروض ہو، ہمارے خیال میں پبلک کی یہ اس بد مذاقی کا نتیجہ نہیں ہے، جس کا شکار دیگر اخبار ہوتے ہیں، بلکہ یہ "زمیندار" کی بعض اپنی غلطیوں کا موجب ہے کہ عوام اور ان لوگوں نے جو اس کی ہر ادا پر سو جان سے قربان ہونیوالے تھے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

"زمیندار" کی ہر آواز پر دنیائے اسلام "لبیک" کہنا اپنا فرض سمجھتی تھی لیکن جب سے اس نے مسلمانوں کے حقوق کا خیال نہ کرتے ہوئے نہرو رپورٹ کی موافقت میں زمین آسمان پر اٹھالی، مولانا محمد علی کے اخبار "ہمدرد" کی بندش پر اظہار افسوس وہمدردی کے بجائے انکی تضحیک کی اور مضحکہ اڑانے میں باک نہ کیا۔ "انقلاب" اور بعض مقتدر مسلمانوں کی مخالفت میں زبان درازی شروع کردی تو اس کا اثر گھٹنے لگا۔ اور نتیجہ ہوا

کہ آج انہیں بزبان خود اپنی بے مائگی کا اعتراف کرنا پڑا۔

سمرنا اور انگورہ کے چندہ میں زمیندار کی ایک آواز پر لاکھوں روپے جمع ہو گئے تھے لیکن غازی امان اللہ خاں کی امداد واعانت کے لئے مسلسل تین ماہ تک برزور اعلانات کرنے کے باوجود ڈیڑھ ہزار سے زیادہ رقم جمع نہ ہوسکی، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ زمیندار اب وہ زمیندار نہیں اور اس کے قدردان اب اسے ان نگاہوں سے نہیں دیکھتے، کاش! کارپردازان زمیندار سلامت روی کو ہاتھ سے نہ دیتے اور یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ سچ ہے۔

کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے
کہ اس کا خدا عالم الغیب ہے

اعوان برادری کی بیداری

دنیا جاگ رہی ہے اور ہم سو رہے ہیں، اقوام عالم بیدار ہو رہی ہیں اور ہم تسلی محو خواب گراں ہیں، وہ بڑھ رہی ہیں اور یہ گر رہے ہیں، انہیں نہ احساس زیاں، اور نہ شوق تقلید!

حال ہی میں اعوان برادری کا قومی شیرازہ بندی کے لئے خانصاحب پیر حیدر شاہ افسر مال کی صدارت میں حسن ابدال کے مقام پر ایک جلسہ منعقد ہوا اور جس میں بڑی بڑی مفید تجاویز پاس کیگئیں، خانصاحب ملک اللہ یار خاں ڈپٹی کانسرویٹر، ملک شیر باز خاں وکیل، قاضی محمد اسلم وکیل، لفٹننٹ قاضی محمد یوسف اور کئی مقتدر اور معززین قوم شریک جلسہ ہوئے، انجمن کا نام "انجمن ترقی قوم اعوان" تجویز کیا گیا۔ قومی اخبار کے اجرا کی تجویز ہوئی، کیمبل پور، سرگودہ، میانوالی، ہزارہ جہلم، راولپنڈی، گوجرات، کوہاٹ، بنوں، پشاور اور ڈیرہ اسمعیل خاں وغیرہ میں انجمن کی شاخیں قائم کرنے کا جلسہ میں فیصلہ کردیا گیا، لیکن "قریش" خاموش وبے پروا۔ ان کی انجمن کا نام لینا گناہ، اجتماع کی کوشش کفر نہیں اصلاحی امور کی جانب توجہ دلانا جہالت، وہ قومی جلسہ کے نام سے شرماتے ہیں نسب وناموس، عزت ودقار خطرہ میں ہے تو ہو، ان کی بلا سے، خدا انہیں حساس دل دے چشم بینا عطا کرے کہ وہ اقوام عالم کی جد وجہد اور دوڑ دھوپ دیکھ سکیں!

مسلم خواتین اور رسوم

آل انڈیا مسلم خواتین کانفرنس کے ایک اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ رسوم قبیحہ اور بدعات مذمومہ کا بڑھتا ہوا سیلاب چونکہ قوم کیلئے تباہ کن نتائج پیدا کررہا ہے اس لئے اسکے کماحقہ انسداد کیلئے ہندوستان

مراسیت کے ادعائے قریشیت کی تاریخی حقیقت

(ضمیمہ نمبر ۱۲)

فٹ نوٹ متعلقہ ضمیمہ نمبر ۱۱

(۱۲) عہد اسلام میں سرزمین ہند پر جب شیعہ ازم کے قدم جمے۔ تو ڈوم قوم کے اکثر افراد نے اس تحریک کو لبیک کہا۔ مرثیہ خوانی کی ضرورت تو تھی ہی اس لیے "مرثی" نامزد کیے گئے۔ جس کے معنے ہیں۔ مرثیہ خواں یعنی مراثی بفتح میم و کسر ثا مثلثہ جمع مرثیہ جو بگڑتے بگڑتے غلط العام میں "مراسی" ہو گیا۔

(۱۳) A Minstral (Mirasi or Domb) یعنی گویا (میراثی یا ڈومب)، گزٹیر علاقہ کچھی

(۱۴) نائی۔ میراثی۔ جوگی اور ان کے ہم پیشہ درگروہ ہیں۔ دیکھو پنجاب کاسٹس

(۱۵) نائی بھاٹ اور میراثی دیہات کے حقیقی کمیں ہیں۔ پنجاب کاسٹس

(۱۶) Mirasi or Dum یعنی میراثی یا ڈوم مترادف الفاظ ہیں پنجاب کاسٹس

(۱۷) مراسی شمالی ہندوستان کی جرائم پیشہ اقوام میں سے ایک ہے۔ دیکھو ہندو کاسٹس اینڈ سکٹس

(۱۸) میراثی جس کو امیر عاصی بھی لکھا جاتا ہے۔ صوبہ کے گویے اور نسب بنانے والے ہیں مردم شماری ہند ۱۸۹۱ء۔ جلد ۱۹

(۱۹) پنجابی زبان میں بالعموم حرف س استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے
شیث نبی ہے پیر جولاہیاں دا تے شیطان ہے پیر مراسیاں دا
دیکھو ہیر سید وارث شاہ صاحب مرحوم

(۲۰) میراثی شجرہ خواں بھی ہے۔ مطرب بھی ہو گویا بھی ...... میراثی کی معاشری حالت تمام منتی اقوام کی طرح بہت گری ہوئی ہے۔ لیکن میراثی بیاہ شادی اور ہر قسم موقعات پر شجرہ خوانی کے لیے حاضر ہوتا ہے۔ میراثی عام طور پر بھاٹ کی طرح ایک موروثی کمین ہے۔ اور اپنے مطالبات کے تقاضے کی شدت کے لیے بہت بڑا مشہور ہے۔ جن سے وہ اپنے لاگ کا مطالبہ کرتا ہے۔ بصورت نادہندگی ان کے آبا و اجداد کی ہجو گوئی اور مذمت کی دھمکی دیتا ہے۔ دیکھو پنجاب کاسٹس

(۲۱) ڈومنا جسے ڈومرا بھی کہا جاتا ہے۔ اور جسے میں اسے ڈوم بھی کہتے ہیں یہ پہاڑی علاقہ میں چوہڑا ہوتا ہے۔ پنجاب کاسٹس

(۲۲) ڈوم موت کا فرشتہ ہے۔ ڈوم۔ برہمن اور بکری ضرورت کے وقت نکمے ہوتے ہیں۔ جھگڑے۔ کشتیاں اور ڈوم تینوں ٹیڑھا چلنے ہیں پیپل آف انڈیا

(۲۳) قوانین منو کے رو سے ہندی الاصل اقوام میں اعلےٰ اور ادنےٰ شریف اور رذیل کی امتیاز کا جو دستورالعمل رائج چلا آتا ہے۔ اس کے رو سے میراثی (اس سے) نیچی ذاتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ دیکھو ملتان کے ضلع کا جغرافیہ اسی طرح سے ڈوم بھی۔ دیکھو گوجرانوالہ کے ضلع کا جغرافیہ۔ ضلع راولپنڈی لاہور اور سیالکوٹ میں میراثی (رت سے) نیچی قوموں میں داخل ہیں۔ دیکھو اضلاع مذکورہ کے جغرافیے۔

(۲۴) میراثی شادیوں اور دیگر خانگی رسومات کے متعلق ادنےٰ خدمات بجا لاتا ہے جس کا معاوضہ اسے بصورت نقدی یا جنس دیا جاتا ہے۔ وہ فصل کے موقع پر خیرات بھی مانگتا ہے۔ دیکھو گزٹیر علاقہ کچھی بلوچستان

(۲۵) میراثی ذات سے ہو یا نسب سے بلحاظ مطالب و مدعا یکساں مختلف ملکوں میں عام طور پر جن ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) میراثی (۲) امیر عاصی (۳) میراسی (۴) مراسی (۵) ڈوم لیرا یا معروف (۶) ڈوم یا داؤ جھمول (۷) ڈومب (۸) لنگاہ (۹) لوری (۱۰) جپسی Gypsy (۱۱) لولی

(۲۶) لوری یعنے ڈوم۔ دیکھو تاریخ بلوچستان۔ میراثی یا ڈوم باہم مترادف الفاظ دیکھو۔ پنجاب کاسٹس جلد اول میراثی یا ڈومب۔ دیکھو گزٹیر علاقہ کچھی بلوچستان Loris or Gypsies یعنی لوریاں یا جپسیاں۔ دیکھو گزٹیر علاقہ کچھی۔ لولی یا لوری۔ دیکھو غیاث اللغات...... لوری قبائلی لوگوں میں منحوس طبقہ خیال کیے جاتے ہیں جن کے ساتھ شادی بیاہ ممنوع ہے۔ شادیوں کے موقعہ پر دلہا اور دلہن کے پرانے کپڑے اور تمام جانوروں کا ناکارہ گوشت جو ضیافت کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں۔ اور ایک گدھا دلہن کے رشتہ داروں سے اور ایک بیل دلہا کے رشتہ داروں سے ان کا حق ہوتا ہے۔ دیکھو گزیٹیر ضلع چاغی۔ بلوچستان۔ لوری یہ عجیب سیاہ فام فرقہ تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے...... مغنی (گویے) سرکردگان قبائل کے گھرانوں میں شادی اور ماتم کے موقعہ پر شعر کہنے والے جن کے مہمان خانوں میں وہ مطلوبہ ادنےٰ خدمات

بھی انجام دیتے ہیں۔۔۔۔ بھان متی اور مداری کے کھیل کرتے ہیں۔ لوری آوارہ گرد اور بدمعاش مشہور ہیں۔ دیکھو۔ گزیٹیر علاقہ جہالاوان

گویا یعنی میراثی یا ڈوم ب کاشتکاروں کے ہمراہ رہتا ہے۔ جس کا کام ڈھول بجانا ہے۔۔۔۔۔ گاؤں کے دیگر کمینوں اور کاریگروں میں میراثی یا گویا۔ کوری یا جولاہا موچی۔ لگڑا یا چوہڑہ۔ حجام یا نائی۔ کمہار۔ خشت ساز اور دیا شامل ہیں۔ دیکھو گزیٹیر علاقہ کچھی۔ لوریوں سے خاص طور پر اس لئے خوف کیا جاتا تھا کہ وہ ہجویہ نظمیں مرتب کرنے میں دستگاہ رکھتے تھے۔ دیکھو گزیٹیر علاقہ جہالاوان

شادی بیاہ کے موقعہ پر مرکز میں ایک لوری کھڑا ہو کر ڈھول پیٹتا ہے۔۔۔ موسیقی بھی عام پسند تفریح ہے۔ لیکن عام طور پر یہ لوریوں تک ہی محدود ہے جن کا پیشہ قومی بہادروں کی شان میں گیت تصنیف کرنا ہے۔ عام طور پر ہر ایک قوم کا اپنا اپنا مطرب (گویا) ہوتا ہے۔ دیکھو گزیٹیر علاقہ جہالاوان

مقامی دلچسپی سے زیادہ اہمیت رکھنے والا۔ لوری فرقہ ہے۔ جس کو دنیا جہان کے خانہ بدوش کی کسی وسیع المشرب برادری کے ساتھ ملنے میں مطلقاً کوئی دقت نہیں ہو سکتی۔ وہ تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے حسب و نسب کے متعلق ان سے پوچھا جائے تو وہ بالعموم اپنا تار و پود اس خاص قوم کے ساتھ وابستہ کر لیتے ہیں۔ جس کے ساتھ کہ وہ رہتے ہیں۔ گداگری میں کمال رکھتے ہیں۔ کئی ان میں سے ڈوم یا پیشہ ور مطرب ہیں۔۔۔۔ یہ خوش باش۔ لاابالی۔ رند لم یزل۔ خانہ بدوش۔۔۔۔ گویا۔ کرتب گر۔ خرکش۔ مداری فتنہ کرنیوالا۔ نیم حکیم۔ ہرفن مولا۔ ہر ایک امر میں جلد باز۔ لیکن کسی امر میں بھی پائندگی نہ رکھنے والا ہے۔ وہ اپنی داستانِ زندگی کو ان الفاظ میں تلخیص کرتا ہے کہ ہم خانہ بدوش ہی پیدا ہوئے۔ خانہ بدوش ہی جیئے۔ اور خانہ بدوش ہی مریں گے۔ جب ہم شکم سیر ہوتے ہیں۔ تو اس وقت تحمید کرتے ہیں۔ اور جب ہمارا پیٹ ہوتا ہے۔ تو دسیسہ کاری یا گداگری کرتے ہیں۔۔۔۔۔ نہ ہمارا کوئی مولد و منشا ہے۔ نہ ہمارا کوئی مسکن اور نہ کہیں ہمارا مدفن۔ ولادت ہماری جنگل۔ گھر گھاٹ ہمارا بیابان۔ اور قبر ہماری صحرا۔ دیکھو۔ مردم شماری بلوچستان سال ۱۹۱۱ء

(۲۷) جپسی۔ یہ ایک خانہ بدوش قوم سارے یورپ میں پھرتی رہی ہے۔ جن کی عادات اور رسم و رواج میں کبھی فرق نہیں آیا۔ یہ سیلانی لوگ ہسپانیہ میں "جتانو" اطالیہ میں "زنگاری"۔ انگلینڈ میں جپسی۔ جرمنی میں زگونر اور روس میں "تزگنی" کہلاتے ہیں۔ اور جو اپنے تئیں "تزدمن" کہتے ہیں۔ تحقیقات سے اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ دراصل یہ ہندوستان سے نکلے تھے۔ بوہیمیا اور مصر سے گھومتے گھومتے یورپ پہنچے تھے۔ دیکھو ادبی دنیا بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء

جپسی ایک آوارہ گرد نسل ہے۔ جس کے قبائل اوائل میں ہندوستان سے آئے اور چودھویں یا پندرھویں صدی میں یورپ میں داخل ہوئے۔ اور اس وقت ٹرکی۔ روس۔ ہنگری۔ ہسپانیہ۔ انگلستان وغیرہ ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چوری رمل۔ گھوڑوں کا بیوپار اور پرانی معمولی اشیا کی مرمت وغیرہ سے گذارہ کرتے ہیں دیکھو ویبسٹر ڈکشنری جلد اول

جپسیوں (لوریوں) کے متعلق پورٹر ہمیں بتلاتا ہے۔ کہ ان الفاظ سے سیاہ نسل مراد ہے۔ اور جپسیوں کو یہ نام (لوری) ایران میں دیا گیا تھا۔ دیکھو سائیکلوپیڈیا آف انڈیا۔ جلد سوم

جپسی"۔ آوارہ گرد قوم کا ایک فرد۔ جس کی قبائل اوائل میں ہندوستان سے آئے چوری وغیرہ پر گذارہ کرتے ہیں۔ (۲) سیاہ فام آدمی (۳) مکار اور عیار آدمی دیکھو ویبسٹر ڈکشنری۔ لوری جپسی لوریوں یا پیشہ ور مطربوں میں رائج ہے اور غالباً یہ جپسیوں کی زبان ہے۔ دیکھو مردم شماری بلوچستان بابت سال ۱۹۰۱ء جلد ۵

جپسی Gypsy بمعنی کنجر۔ خانہ بدوش۔ نٹنی۔ ٹھگنی۔ دیکھو رائل ڈکشنری

(۲۸) لولی۔ حرف لام بہ رائے مہملہ بدل شود (غیاث اللغات) چنانچہ لوری۔ لولی۔ معروف است و این منسوب بہ لول است۔ کہ بہ معنی بے شرمی و بے حیائی باشد (غیاث اللغات) تبدیل رائے بے نقطہ بہ لام۔ ہمچو سور (سول) بمعنے دیوار رکا چار دکا چال بمعنے آچار۔ (برہان قاطع)

لول باثانی مجہول بروزن غول۔ بے شرم و بے حیا را گویند (برہان قاطع) لولی بروزن و معنی لوری است۔ کہ سرود گوے کوچہ ہا و گدائے در خانہ ہا باشد

مراسیت کا ادعائے فرشتیت اپنی لغویت کے لحاظ سے جذبے روح تو تھا۔ مگر ان تاریخی حقائق نے اس بنا پر کہ نہ پائے رفتن و نہ جائے ماندن پسپائی بھی مشکل و استقامت بھی غیر ممکن۔ اسے نعش بے گور بنا دیا۔ واحسرتا۔

کل تیرے عاشق کی جاناں کیا ہی رسوائی ہوئی
ٹھوکریں کھاتی پھرے تھی نعش کفنائی ہوئی

گوجرانوالہ
۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء
قاضی نظیر حسین فاروقی
ریٹائرڈ مستوفی

ایک عجیب و غریب افسانہ

ایک انگریز لڑکی کی منگھڑت کہانی

ذیل کا چھوٹا سا افسانہ جو کسی انگریز لڑکی نے محض سنی سنائی باتوں سے متاثر ہو کر لکھا۔ اور اسمیں ہندوستانی تمدن و معاشرت کا مضحکہ خیز خاکہ کھینچتے ہوئے اپنی بوالعجبی کا ثبوت دیا ہے۔ ناظرین کرام کی دلچسپی و تفنن کیلئے اور اسلئے کہ احباب ان خیالات سے جو ہندوستانیوں کے متعلق یورپین لوگ رکھتے ہیں۔ واقف ہو جائیں۔ جناب سید ذوالفقار علی صاحب ترمذی المؤسوی بی۔ اے کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس انگریزی افسانے کا آپ ہی نے ترجمہ کیا ہے۔

مقدمہ ۔ کچھ عرصہ ہوا ایک نوجوان انگریز لڑکی نے جو ہندوستان اور اس کی معاشرت سے محض ناواقف تھی۔ ہندوستانی تمدن اور معاشرت پر ایک ناول لکھ کر اہل انگلستان سے خوب داد لی۔ ذیل کا ایک چھوٹا سا افسانہ بھی ایک انگریز لڑکی ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اس خاتون نے ہندوستان اور اسکے باشندوں کو آنکھ سے نہیں دیکھا بلکہ اسکی معلومات کا ذخیرہ اسکے فوجی بھائیوں کی کہانیاں ہیں۔ جو اسے اکثر سنایا کرتے تھے۔ سبحان اللہ! ہماری زندگی کا عجیب فوٹو ہے!! اس انگریزی افسانہ میں کئی جگہ ہندوستانی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مس صاحبہ اہل انگلستان پر واضح کرنا چاہتی ہیں کہ وہ ہندوستانی زبان سے بخوبی واقفیت رکھتی ہیں۔ مثلاً کرپان کی جگہ چلمچی۔ چارپائیوں کی جگہ چپاتیاں۔ چپاتیوں جگہ چارپائیاں۔ اسی طرح جس شوخ مزاجی سے ہندوستانی معاشرت کا نقشہ کھینچتی ہیں۔ وہ مضحکہ خیز بھی ہے اور قابل افسوس بھی۔ ایسے لال بجھکڑ مغربی مصنف ہی ہندوستانیوں کی دل آزاری کا موجب ہوا کرتے ہیں۔ (مترجم)

علی محمد ایک نوجوان سکھ اپنی معشوق رعنا کے انتظار میں کھڑا گن گن کر گھڑیاں کاٹ رہا تھا۔ علی محمد کا سکھ ہونا اسکی شکل و شباہت اور پوشاک سے عیاں تھا۔ "داڑھی منڈی ہوئی (بلکہ سر سے بھی گنجا تھا) اور بائیں شانہ سے مقدس چلمچی یعنی سکھوں کی مذہبی تلوار لٹک رہی تھی"۔ وہ حقے یعنی ہندوستانی سگرٹ کے کش لگا رہا تھا۔ اور اپنی پیاری موہنیا کے لئے ہمہ تن چشم بن رہا تھا۔

خوبصورت موہنیا ایک باسلیقہ خاتون تھی۔ جولاہہ رکے "مہتروں" کے ایک معزز گھرانے کی چشم و چراغ تھی۔ موہنیا کا باپ اپنی ریاست و امارت کی وجہ سے نہایت مغرور اور متکبر تھا۔ مگر اس نے اپنی نور نظر کو تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ جسکی برکت سے وہ دو زبانیں یعنی اردو اور ہندوستانی بکمال فصاحت و صراحت بول سکتی تھی۔ یکلخت ایک گھوڑے کی بگٹٹ دوڑنے کی آواز نے مجسمہ انتظار علی محمد کے دل کی حرکت کو تیز کر دیا۔ اب موہنیا ہر لحظہ نزدیک آتی جاتی تھی۔ آخر وہ ایک چھکڑے یعنی ہندوستانی موٹر کار پر سوار مجسم صورت بنے نمودار ہوئی۔ اُسکے حسین چہرے سے خاندانی حسن" اور امیرانہ رعب ٹپک رہا تھا۔ موہنیا نے ایک معشوقانہ انداز سے گھوڑے کی باگ "خالسامان" یعنی ہندوستانی سائیس کے ہاتھ میں دی۔ جو اسکے پیچھے چھکڑے میں بیٹھا تھا۔ پھر اسے حکم دیا۔ کہ "جاؤ بھرا" (جس کا مطلب ہے کہ چلے جاؤ) خالسامان ادب آداب بجا لایا۔ اور گھر کو راہی ہوا۔

موہنیا نے اپنی ناک اپنے عاشق کی ناک سے دو تین منٹ بہت زور سے رگڑی کیونکہ ہندوستان میں اونچے گھرانوں کے لوگ اسی طرح سلام کرتے ہیں۔ جب اس ناک سے بوسہ بازی کا سلسلہ ختم ہوا۔ تو علی محمد ایک لمبی اور سرد آہ کھینچکر اپنی دلی آرزو لبوں تک لایا۔ میری غزال رعنا کیا تمہارا معزز باپ ابھی تک ہماری شادی پر رضامند نہیں ہوا۔

موہنیا نے شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں۔ بہت کچھ کسمسائی پھر ٹھنڈی سانس لی۔ اور دلآویز لہجہ میں گویا ہوئی۔ "میرے پیارے بل"۔ والد سے تو پہلے سے بھی زیادہ اڑے بیٹھے ہیں۔ جب میں نے ان سے بیاہ کی بات چھیڑی تو انکا چہرہ مارے غصے کے لال انگارہ ہو گیا۔ انہوں نے زمین پر زور سے پاؤں مار کر کہا۔ نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میری پیاری موہنیا جسکے تن بدن میں سولہ پشتوں سے مہتر خاندان کا پاکیزہ خون موجزن ہے کس طرح کسی کمینے اور نیچ ذات سے شادی کر سکتی ہے۔

علی محمد کا رنگ زرد پڑ گیا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ تمام جسم میں کپکپی دوڑ گئی کچھ دیر کے بعد ٹھہر ٹھہر کر دوبارہ بولا۔ کیا یہ واقعی سچ ہے۔ اس مجنوں بوڑھے کو یہ جرأت کیونکر ہوئی"۔ پھر مدت تک خیالات میں مستغرق رہا۔ آخر جب کچھ امید کی جھلک نظر آئی۔ تو بول اٹھا۔ لیکن ہمیں اس کا کچھ تدارک ضرور کرنا چاہیے۔ کیا آج رات وہ کہیں باہر جائینگے"؟ ہاں رات کو مہاراجہ کے ہاں رنگی دعوت ہے۔ موہنیا نے جواب دیا یہ سنکر علی محمد کی خوشی کی کچھ انتہا نہ رہی۔ اور جوش مسرت میں اس نے تین چار تالیاں بھی لگا دیں۔ کیونکہ ہندوستانی اپنی خوشی کا اظہار اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

آہ تب تو بازی اپنی ہی ہے۔ مگر ہمیں چاہیے۔ کہ ابھی ابھی بھاگ نکلیں۔ اور رجسٹری آفس میں جاکر اپنے بیاہ کا بیان دیدیں۔ ایکبار سرکاری رجسٹر میں اندراج ہو جائے۔ تو پھر

مس صاحبہ کو اتنا بھی علم نہ تھا۔ کہ سکھوں میں تمباکو کا استعمال حرام ہے۔ ایڈیٹر

ہمیشہ کے لئے بے کھٹکے ہو جائیں گے۔ میری موہنیا پیاری موہنیا میں عمر بھر کا تمہارا حلقہ بگوش رہونگا۔ میری انارکلی میں تمہیں شکایت کا موقع نہ دونگا۔ تمہاری تمام عمر آرام و خوشی میں بسر ہوگی۔ تیرے سونے کیلئے نرم اور عمدہ "چیاپائیاں" ہونگی۔ اور تیرے کھانے کے لئے لذیذ اور مرغن "چارپائیاں" ہونگی۔ بلکہ تیرے دسترخوان پر گھی کی تلی ہوئی "چارپائیوں" کے سوا اور قسم کے کھانے لانے تک کی بھی سخت ممانعت ہوگی۔ میری پیاری بلبل میں صرف اسی پر ہی قناعت نہیں کرونگا۔ بلکہ ہر صبح ناشتے سے پہلے جنگل میں شکار کو جاونگا۔ اور تیرے لئے "ونٹ" اور ہاتھی شکار کرکے لاؤنگا۔

یہ سنتے ہی موہنیا کے غصے کا پارہ ۲۱۲ درجے سے بھی اونچا چڑھ گیا اور اس دیوانے پر یوں بکھر پڑنے لگے۔

تمہیں شرم نہیں آتی کہ مجھے اس وقت بیکس سمجھ کر میری ہتک کرتے ہو۔ لاہور کے خاکروبوں کا شریف اور ممتاز خاندان کبھی بھولے سے بھی ایسے ناپاک جانوروں کے گوشت کو نہیں چھو سکتا۔ ہم سوائے ترکاریوں کے اور کچھ نہیں کھاتے بلکہ سبزی نہ ملے۔ تو ہم گھانس پر ہی گذران کر سکتے ہیں۔ جڑیں چبا سکتے ہیں لیکن ہمارا مذہب ہمیں جیوہتیا کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میرے جسم میں اب خاندانی خون دورہ کر رہا ہے۔ ہاں وہی خون جو بہادرانہ شجاعت کے موقعوں پر میرے آبا و اجداد کی رگوں میں دوڑا کرتا تھا۔ بس تم آئندہ اب کبھی خاتون کا دل نہ دکھاؤ گے۔

لو میں دنیا کو ایک فضول بلی یعنی ہندوستانی کتے سے نجات دلوانا چاہتی ہوں یہ کہا اور "علی محمد کی چلمچی" اس سے چھین لی۔ اور ایک ہی ہاتھ میں اس کا کام تمام کر دیا۔

جب لاش کو اٹھایا گیا تو معلوم ہوا کہ "نلوار ہیٹھ" یعنی ہندوستانی دل میں لگی ہے

اختصارات

— **ناگپور** کے پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر کے ایک کلرک نے بایں خیال خودکشی کرلی کہ ۲۴ اگست ۱۹۳۰ء کو دنیا کا خاتمہ ہو جانیوالا ہے۔

— **ویانا** میں اندھوں کی کانفرنس ہوئی جس میں ۲۲ ممالک کے ایک سو مندوبین شریک تھے

— **لنڈن** میں لارڈ ہیڈلے ایک نئی مسجد کی تعمیر کی تحریک کر رہے ہیں۔

— **ملاپ** میں ایک گمنام خط شائع ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انقلابی جماعت نے اپنے سپاہی نمبر ۵۰ کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ پچہ سنگھ کو ۷ ستمبر تک قتل کر دے

— **گذشتہ سہ ماہی** میں ہندوستان کے تجارتی تنازعات میں پچاس لاکھ دن کا نقصان ہوا۔ ہندوستان ۵ لاکھ مزدور بیکار رہے۔ ۲۰ مرتبہ ہڑتال کی نوبت آئی۔

— **مولانا ظفر علیخاں** وغیرہ کے مقدمہ میں تین رہا۔ اور سات قید کئے گئے۔

— **اعلیٰحضرت** حضور نظام والئے دکن نے بمبئی کے ایک کارخانہ کو جس کو ہڑتال کی وجہ سے بیشتر نقصان ہوا تھا۔ پچاس لاکھ روپیہ قرض عطا فرمایا۔

— **بغداد** میں سیاسی تعلیم کے لئے ایک عظیم الشان درسگاہ قائم ہو رہی ہے۔

— **پنجاب** کے اچھوتوں کی اد دھرم کانفرنس جداگانہ حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے

— **فلسطین** میں یہودیوں اور عربوں کے جنگ میں فریقین کی بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔

— **ولیو یداس** ایڈیٹر "گہنگار" کو سرور دو عالم کی گستاخی کے پاداش میں تین ماہ قید بامشقت کی سزا ہوئی۔

— **حکومت پٹیالہ** نے ۴۳ اکالی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔

— **امسال کانگرس** کا اجلاس "لاہور" میں ہونیوالا ہے۔ لیکن لاہور کانگرس پارٹی میں شدید افتراق ہے۔

— **جنرل نادر خاں** نے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ ملک کو ڈاکوؤں سے پاک کرکے غازی امان اللہ کو واپس لانا چاہتے ہیں۔

— **مہاتما گاندھی** نے کانگرس کے صدارت سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ ۱۹۳۰ء کی صبح کو وہ آزاد ہو بیدار ہونیوالے تھے۔

— **کانگرس** کی بعض بے قاعدگیوں کی وجہ سے مسلمان شرکت کانگرس کو قومی مفاد کے منافی خیال کرتے ہیں۔

— **مولانا احمد سعید** اور بعض مسلمان احکام اسلام کے خلاف شادی کے لیے تعیین عمر پہ زور دے رہے ہیں۔

— **دہرم سالہ** میں ایک ماہ برابر بارش ہوتی رہی مطلع ابرآلود رہنے کی وجہ سے سورج سالم ماہ دیکھا نہیں گیا۔

— **طہران** میں خوفناک سیلاب سے ۵ ہزار مکان منہدم اور ایک سو نفوس ہلاک ہوئے

— **ملتان** میں ایک شخص کو ۲ روپے کے غبن کے الزام میں ایک دن قید اور پچاس روپے جرمانہ ہوا

ترجمہ: زلادن "(ایک قسم کا زنانہ ناچ) جس میں دیہاتی عورتیں یا میراثنیں رقص کرتی ہیں۔

دیکھو گلاسری جلد اوّل صفحہ ۹۱۹

(۱۳) Mirasan as dancers.

ترجمہ: میراثنیں۔ رقاصات۔ دیکھو گلاسری جلد اوّل کے ضمیمہ کا صفحہ ۲۸

(۱۴) ناچ گانے میں میراثنیں معزز خاتونوں کے ہاں جاکر طرح طرح کے کرتب دکھلا کر ان کا دل خوش کیا کرتی ہیں۔ اس کام میں ان کی آمدنی بھی کم نہیں ہے۔ دیکھو رسم و کوشش جلد ۱ صفحہ ۱۰۶

(۱۵) نالوں گھسی ڈومنی ناچے تال بے تال۔ (پنجابی ضرب المثل)

(۱۶) دکنی ہند اور بمبئی میں ڈوم اپنی بیٹیوں کو بچپن ہی سے ناچ گانے کی تعلیم دیتے ہیں دست و کوشش

(۱۷) گوڑ گاؤں میں طوائفیں اکثر میراثی لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۲۲۱

(۱۸) لوریوں کی مستورات ملک بھر میں دایہ گری کا کام کرتی ہیں۔ مردم شماری بلوچستان رسالہ ۱۹۱۱ء

(۱۹) لوریوں کی عورتیں ہاتھ دیکھنے اور قسمت بتانے ہیں۔ رپورٹ دیہی گزیٹیر علاقہ جہلاوان ۱۹۰۶ء

(۲۰) ازاں لوریاں برگزیں دہ ہزار — زن و مرد و برزخم بربط سوار۔ (شاہنامہ)

(۲۱) فغان کیں لولیان شوخ شیریں کار شہر آشوب — چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را۔ (حافظ)

لولی: قحبہ فاحشہ باشد، منسوب بہ آن است۔ برہان قاطع

لولی: در ہندوستان قحبہ و فاحشہ را گویند۔ برہان قاطع

یہ تمام تر تاریخی حوالہ جات اس بات کے مظہر ہیں کہ میراثی یا میراثن لفظ میراث سے مشتق نہیں، بلکہ اس کی نسبی حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

اندکے باتو بگفتم غم دل ترسیدم —
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

یکم ستمبر گوجرانوالا ۱۹۲۹ء
قاضی نظیر حسین فاروقی
ریٹائرڈ مستوفی

تصحیح

ضمیمہ نمبر ۱۱ میں حسب ذیل غلطیاں رہ گئی ہیں، احباب اپنے اپنے رسالہ صحت کریں۔

(۱) صفحہ ۱ ، ادجھل گئی تھی کی بجائے ادجھل نہ تھی ہونا چاہیئے۔
(۲) ” ” تمنا بھر آئے ” تمنا بر آئے ” ”

ضمیمہ ۱۲

(۱) صفحہ ۱۲ ، ہمارا پیٹ ہوتا ہے کی بجائے ہمارا پیٹ خالی ہوتا ہے۔
(۲) ” Gypsy ” Gipsy
(۳) ” جد بے روح تھا ” جسد بے روح تو تھا ہی

مراسیوں کا معاش، معاصر مسلم راجپوت اپنی تازہ اشاعت میں "ایک راجپوت کی افسوس ناک روش" کے عنوان سے ایک شادی کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ شادی کے بعد ایک مراثی صاحب خانہ کے پاس آدھمکا اور سٹہ بازی (پنجابی گیت) کرکے اپنا اڑا ادا کر کے مقرر ہوا کہ سوا سو روپے کی گھوڑی لیکر ٹلا، کیا مراثیوں کا سرغنہ قریشیت کا مدعی بتا سکتا ہے کہ یہ انعام کس صلہ میں حاصل ہوا؟ کیا یہ اکل حلال ہے اور یہی شان قریشیت ہے؟ اور اسی پر دنیا رجبانوں کے صحیح النسب قریشیوں کو مخلوط النسل بیان کرکے ایک شریف اور افضل ترین قوم کو بدنام کیا جا رہا ہے؟ ذرا گریبان میں منہ ڈالو اور اپنی کسب معاش اور عادات و اطوار تو دیکھو۔ (نقد مرا)

اخبار و حوادث

ضلع کیمبل پور کے ایک گاؤں میں کسی محمد خاں نامی شخص کی دوسری عورت نے اپنے سوتیلے دس سالہ لڑکے کو کلہاڑیوں سے ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اسکے گوشت کو بھون کر دسترخوان پر رکھ دیا۔ محمد خان کے آنے پر یہی بھونا ہوا گوشت اسے کھانے کے لئے دیا۔ لیکن پڑوسیوں کے کہنے پر اس نے لڑکے کی تلاش کی۔ تو چارپائی کے نیچے سے لاش برآمد ہوئی۔ قاتلہ زیر حراست ہے۔

کنٹرولر آف ملٹری اکاونٹس نے اپنے محکمہ کے تمام کلرکوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ پولیٹکل جلسوں میں شریک ہونے سے محترز رہیں

امرتسر کے ہیڈ پوسٹ آفس کا رام ناتھ نامی ایک کلرک ایک ہزار چار سو روپے کے نوٹ نکالنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔

وائسرائے ہند نے سیلاب زدگان پنجاب کی امداد و اعانت کے لئے گورنر پنجاب کو ایک ہزار روپیہ ارسال کیا ہے۔

روس و چین کے مابین شدید جنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ اور باہم حملے ہو رہے ہیں

امسال اس قدر طوفان آئے کہ دنیا کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ خبر ہے کہ جزائر فلپائن میں خوفناک طوفان کی وجہ سے دوسو جانوں کا نقصان ہوا ہے۔

ہفتہ گزشتہ کی خبر ہے۔ کہ مراد آباد میں ایک معمولی سی بات پر ہندو مسلمانوں میں سخت فساد ہو گیا۔ جس سے کئی ایک زخمی ہوئے۔

نکودر میں سیاسی کانفرنس کے سلسلہ میں نقض امن و اشتعال پر چھ مسلمان اور تین ہندو گرفتار کر لئے گئے۔

مہاتما گاندھی نے بھوپال میں ہندو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے جلسہ میں والیٔ بھوپال کی سادہ طرز زندگی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کہ تاجدار بھوپال کی سادگی پر مجھے خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمر فاروق کا مبارک زمانہ یاد آ گیا ہے۔ یہ ایک معتدل ہندو اور فاضل مبصر کی رائے ہے۔ لیکن دیکھیں کل متعصب ہندو جو اس [illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible] کو کچلنے کے [illegible] [illegible] اپنے باپ کے [illegible] قتل کے واقعات بیان کئے اور بتایا کہ ہم سکہ نے کس وحشیانہ پن اور بے دردی سے سردار موصوف کو شہید کیا

جب میرے باپ نے ہم سکہ کی متابعت سے انکار کر دیا۔ تو اس ظالم نے ان کی ناک چھیدکر ایک رسی ڈالی اور اس رسی کو تھیلیوں کے اندر سے گذار کر ناخنوں کے نیچے سے باہر نکالا اور اسی حالت میں آپ کو توپ سے اڑا دیا گیا۔ (انقلاب)

سول اینڈ ملٹری کو معلوم ہوا ہے۔ کہ آفریدی جرنل ہاشم خاں کی امداد کے لئے جلال آباد گئے تھے۔ واپس آگئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] کے مقتدائے اعظم حاجی ترنگ زئی نے کابل پر حملہ کرنے کے لئے مہمندوں کا ایک [illegible]

انقلاب کے نامہ نگار کا بیان [illegible] کہ اسوقت تک جرنل نادر خاں کی امانت میں بھیجا جا چکا ہے

کلکتہ میں زمین دوز ریلوے کی تعمیر کے تجربے ہو رہے ہیں۔ مختلف مقامات پر اسٹیشن بنانے کے لئے آزمائشی سرنگیں بنائی جا رہی ہیں [illegible] ماہرین فن کے معائنہ کے لئے انگلستان بھیجے گئے ہیں۔

اعلیٰحضرت شہریار دکن کے [illegible] میں ناندیڑ کے سکھوں اور مسلمانوں کا جھگڑا چکانے کے لئے برطانی ہند کے کسی یورپین جج کا تقرر مذکور [illegible] معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلے میں عدالت عالیہ کلکتہ کے جج مسٹر جسٹس اے۔ ایچ کنگ کی خدمات مستعار لی گئی ہے۔

سرکار آصفیہ نے نشتر حق [illegible] کی ضبطی کے احکام جاری کر دیے ہیں۔

اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ دریائے انڈس کے سیلاب سے جو اب سندھ میں پہنچ گیا ہے۔ اور قیامت عظمیٰ کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ دیہات بالکل غرق اور نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ اس عظیم الشان تباہی میں بے شمار انسانوں کی جانیں تلف ہوئیں۔ اور مویشی کا بیشمار نقصان ہوا ہے۔ صرف ضلع سکھر میں فصل اور مویشی کا جو نقصان ہوا ہے۔ اسکا اندازہ ۵ لاکھ روپیہ ہے۔

ضلع جہلم و تھر سر ضلع [illegible] سے نہایت خوفناک اطلاعات موصول ہو رہی ہیں معلوم ہوا ہے کہ بیسیوں سو اسو روپیہ کے قریب لاشیں بہتی ہوئی وہاں پہنچی ہیں۔ اور یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ لاشیں کہاں سے آئی ہیں۔ اور کن لوگوں کی ہیں۔ نوگراں جو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ اور چاروں طرف پانی پانی کھڑا ہے۔

بخدمت جناب مہتمم صاحب
عثمانیہ لائبریری
چادرگھاٹ، حیدرآباد

روز بازار، الیکٹرک پریس [illegible] امرتسر میں محمد علی [illegible] صدیقی ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر کے اہتمام میں چھپا اور دفتر القرین امرتسر سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ تعالیٰ اِنّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم

سیاسیاتِ قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ جو ہر ماہ ۲ و ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

القریش

دورِ جدید

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ ۳ روپیہ　　　　قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۱۵	امرتسر ۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ہجری	نمبر ۱۴

آفتابِ رسالت کا طلوع

(از جناب فیض محمد صاحب فیض لدھیانہ)

دورِ تاریکی میں تھے ہم پوجتے اصنام کو　　تو نے آکر کر دیا روشن خدا کے نام کو
تیرے دم سے وہ فتح ہوئی اسلام کو　　دائرہ میں لے لیا عرب و عراق و شام کو
آسمانِ کفر سے ظلمت کا بادل چھٹ گیا
لشکرِ طاغوت کا سب زورِ بازو گھٹ گیا

گمرہوں کو راستی کا راستہ دکھلا دیا،　　شرک کی ہر بات کو توحید نے ٹھکرا دیا
جا بجا قرآن کی تعلیم کو پھیلا دیا　　ذکرِ وحدت سے غرض ہر قلب کو گرما دیا
آفتابِ نور سے گھر گھر اجالا ہو گیا
فیض دنیا میں نبیؐ کا بول بالا ہو گیا

الحِکمۃُ وَالموعِظَۃ

انسان سہولت وتن آسانی، آرام وراحت سے نہیں بلکہ مشکل ودقت میں پڑنے اور مصیبتیں جہیلنے سے آدمی بنتا ہے، دقتیں انسان کے لئے بہٹی کا کام دیتی ہیں، جو اس کا جوہر چمکا دیتی ہیں، یا استاد ہیں کہ مار مار کر دانش وعقل سکہاتے ہیں، انسان کامیابی سے زیادہ ناکامی سے ہوشیار ہوتا ہے اور تجربہ حاصل کرتا ہے، دنیا کی بڑی بڑی ایجادیں اور مہتم بالشان کاموں کے آغاز میں ہمیشہ پہلے ناکامی ہوئی ہے، لہذا انسان طلب صادق، عزم بالجزم اور استقلال کا پتلا ہونا چاہیئے،

اپنے ہاتھ پاؤں اپنے وسائل اپنے روپے اور اپنی تدبیر بروئے کار لانا اور متوکل علی اللہ مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی طاقت ہمت اور زندگی ہے اور جہاں ہمت ہی نہ ہو وہاں بیکسی بے بسی، بے یاری وبے مددگاری اور سارے حرمان نصیبی اور مایوسی کے سامان جمع ہیں، عالی ہمت آدمی پانی کیطرح اپنا راستہ تلاش کر لیتے ہیں اور نہ صرف خود منزل مقصود تک پہونچ جاتے ہیں بلکہ اپنے ساتہہ دوسروں کو بھی پار لگا دیتے ہیں،

کفار قریش قدم پہچانتے پہچانتے اور پتہ لگاتے لگاتے جب غار ثور تک پہونچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق نے آہٹ سنی، نہایت مضطرب ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ کفار آن پہونچے اب ہم دونوں کا یہیں خاتمہ ہے، حضرت رسول خدا نے ایسے نازک حالت میں جبکہ موت آنکھوں کے سامنے پہر رہی تہی اور تمام امیدوں کا خاتمہ تہا، بےنظیر توکل باللہ واستقلال وعدیم المثال جوانمردی سے ارشاد فرمایا لا تحزن اِن اللہ معنا اے ابوبکر کیا غم ہے اللہ ہمارے ساتہہ ہے، (توبہ پ ۱۰) یہ وہ جان بخش الفاظ ہیں جو صفحہ تاریخ میں آب زر سے لکہنے کے قابل ہیں اور توکل واخلاص باللہ کی مجسم تصویر ہیں، یہ اسوۂ حسنہ مسلمانوں کے لئے قابل توجہ وعمل ہے،

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ بن الخطاب اپنے ہاتہہ سے اینٹیں بنایا کرتے تھے ایک روز اسی حالت میں تہک کر آپ آرام لینے کی غرض سے دوپہر کیوقت کسی درخت کے سایہ میں ذرا سی دیر کے لئے لیٹ گئے۔ تکان کیوجہ سے نیند آگئی، مسلمانوں اور اسلام کا دشمن خونخوار وسفاک انعام کے لالچ میں تیغ براں لئے ہوئے آپکی طرف بڑہا چلا آتا ہے، امیرالمومنین کو بےخبر پاکر اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی، مگر جوں جوں قریب آتا جاتا ہے اس کی بسالت وبہادری، شجاعت ومردانگی جبن وبزدلی سے بدلتی جاتی ہے، آخر کار ہیبت اور خوف وہراس کیوجہ سے ہاتہوں میں رعشہ پیدا ہوگیا۔ اور تلوار ہاتہ سے چہٹ گئی،

وہ کونسی قوت وطاقت تہی کہ جس نے ایک نہتے اور بے سروسامان مسلمان پر ایک مسلح بہادر کو حملہ آور نہ ہونے دیا؟ وہ محض امیرالمومنین کا تقوی اور آپ کا تقدس تہا۔ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین (البقرہ)

نسخۂ اکسیر

اک مولوی صاحب نے سر راہ گذر آ — ملت کی غریبی کی دکہائی کہیں تصویر
بولے کبہی زوروں پہ تہا سیلاب ہمارا — ہر موج رواں جس کی تہی چلتی ہوئی شمشیر
اجلال کا یہ رنگ سلاطین تہے تشدد — اقبال کا یہ ڈہنگ کہ تہے صاحب توقیر
ہم خلق محمد کے تہے تصویر مجسم — ہم نور نبوت کی نظر آتے تہے تنویر
کچہہ ایسی ہوا اپنے زمانے میں بندہی تہی — کرتا تہا ہر اک پیر وجواں عزت وتوقیر
اب واقعہ یہ ہے کہ وہی چرخ وہی ہم — کلمہ وہی لب پر ہے وہی نعرۂ تکبیر
پہلے بہی تہجد کے لئے اٹھتے تہے شب کو — اب بہی ہے وہی رونا وہی نالۂ شبگیر
اتنی تو ہے تبدیلی کہ خوں میں نہیں جنبش — ہاں قلب وجگر میں بہی نمایاں نہیں تاثیر
چہائی ہوئی زردی سی ہے صورت پہ ہماری — ہر مسلم دل خستہ نظر آتا ہے دلگیر
صرصر نے کیا مزرع اسلام کو پامال — اجڑی ہوئی کہیتی کی نظر آتی ہے تصویر
ہاں پستی مسلم کا سبب کوئی بتلائے — معراج ترقی کی بتلائے کوئی تدبیر
جاتا تہا ادہر سے کوئی دیوانہ نکلکر — اس نے جو سنی مولوی صاحب کی یہ تقریر
بولا کہ خطا وار ہوں اے ہادیٔ ملت — ہو اذن مبارک تو میں کہولوں لب تقریر
پستی کا سبب اسکے سوا اور نہیں کچہہ — انصاف سے پوچہو تو یہ ہے آپکی تقصیر
لڑتے ہی رہے پارٹیاں اپنی بناکر — کی بیٹھ کے ممبر پہ مسلمانوں کی تکفیر
دنیا سے تمہیں کہو دیا ہے خواہش نے تمہاری — بےکار ہے بیکار ہے یہ شکوۂ تقدیر
خواہش ہے ترقی کی اگر آپ کے دل میں — میں تم کو بتاتا ہوں عجب نسخۂ اکسیر
قرآن کی تعلیم ہو اور حسن عمل ہو — بن جاؤ بزرگوں کیطرح کیوں نہ جہانگیر
اجداد کا وہ طرز عمل سامنے رکہہ لو — کرتے تہے جو رحم دیدہ دل خلق کو تسخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش امرتسر
۲ ، اکتوبر ۱۹۲۹ء

ایک ناقابلِ قبول قانون

شاردا بل اور مسلمان

قانون تحدید عمر ازدواجی جو "شاردا بل" کے نام سے مشہور ہے اور جس کے جواز وعدم جواز پر سال بھر سے بحث وتمحیص ہو رہی ہے اور جسے مسلمان قانون آلہی میں صریح مداخلت خیال کرتے ہیں۔ ہندوستان کے تمام مقتدر علمائے کرام کے فتاوے اور معزز ترین جرائد اسلامی کی آرا ءظاہر ہو جانے کے باوجود آخر اسمبلی کے ۲۳ ستمبر کے اجلاس میں ہندو اکثریت واستبدادیت سے ۱۴ آرا کے مقابلہ میں ۶۷ آرا سے پاس ہو گیا،

ممبران اسمبلی نے یہ جانتے ہوئے کہ مسلمانانِ ہند اپنے مذہبی قوانین میں کسی قسم کی دست اندازی قبول نہ کرتے ہوئے اسکی خلاف ورزی پر مجبور ہونگے، اور ملک میں ایک نئے فتنہ کا ظہور ہوگا قانون مذکور کو پاس کرنے میں ذرہ بھر تدبر وتفکر اور دور اندیشی سے کام نہیں لیا۔

ہندوؤں میں بچپن کی شادی کا رواج عام ہے اور اس کے نتائج بھی بلاشبہ پریشان کن ہوتے ہیں اور اس بارہ میں اُن کی مذہبی آئین ان کی کوئی دستگیری و رہنمائی نہیں کرتی، البتہ انہیں واقعی ایسے قانون کی احتیاج تھی، لیکن مسلمانوں کو جن کا ایک مسلمہ اور معقول ترین قانون شریعت موجود ہے۔ ایسے قانون کی پابندی کے لئے مجبور کرنا یقیناً ان کی دل آزاری اور شریعتِ حقہ اسلامیہ کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ جسے مسلمان کسی طرح اور کسی حالت میں بھی برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں اور نہ ہونگے، لہذا ممبران اسمبلی کا فرض اولین یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے جذبات اور قانون آلہی جس کے کہ وہ پابند ہیں کا احترام کرتے ہوئے انہیں اس کی زد سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے، لیکن ایسا نہیں کیا گیا جس سے ہم یہ خیال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ مسٹر شاردا والے بل پیش کرنے اور ممبران اسمبلی نے مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہ کرتے ہوئے اس کی تائید کر نہیں دانستہ اور مذہبی رقابت سے مسلمانوں کی پریشانیوں میں اضافہ کے اسباب پیدا کئے ہیں اور وہ خرمن میں ایک چنگاری ڈال کر تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں اور بس!

شریعت حقہ اسلامیہ کے خلاف ایک قانون پیش کرنا اور اسے اکثریت کے بل پر پاس کرلینے سے سوائے اس کے کچھ مقصود نہیں، کہ مسلمانوں کو حکومت سے ٹکرا دیا جائے اور نہیں باغی وسرکش ثابت کر کے اپنا الوسیدھا کر لیا جائے، ہم کہیں گے اور بلا خوف تردید کہیں گے کہ یارانِ وطن کی یہ سب سیاسی چالیں ہیں، انکی تمام کوششیں اور تمام مساعی دنیائے اسلام کو نقصان پہونچانے کیلئے مختلف پہلوؤں میں صرف ہو رہی ہیں، اگر یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان عیاریوں سے تمہیں کبھی شاہد مقصود حاصل نہ ہوگا، ہندو مسلم اتحاد کے میثاق پر یہ ایک زبردست چرکا ہے اور اس سے ملکی مفاد کو اس قدر نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ کہ سال ہا سال کی قربانیاں اکارت جائیں اور وہ چیز جسے تم "سوراج" کے نام سے یاد کرتے ہو اور جسے تم لیلائے مقصود سمجھتے ہو کبھی ہاتھ نہ آئے،

یکم اپریل سنہ ۳۰ء کو یہ قانون نافذ ہوگا اور قابل عمل قرار دیا جائیگا۔ جو لوگ اس کی خلاف ورزی کریں گے ان سے قانونی مواخذہ کیا جائیگا۔ لیکن مسلمان اپنے ارادہ کا اظہار کر چکے ہیں، بارہا بتایا جا چکا ہے کہ وہ کسی ایسے قانون پر جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہوگا عمل کرنے کیلئے تیار نہ ہونگے، لہذا ہم حکومت کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر اس قانون کی پابندی سے مسلمانوں کو مستثنٰی قرار نہ دیا گیا تو اسلامی ہند میں غیظ وغضب کا طوفان برپا ہو جائے گا۔ اور اگر ضرورت ہو گی تو مسلمان اس قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرینگے، اور اس میں سرکاری وغیر سرکاری یعنے ملازم وآزاد، سیاسی وغیر سیاسی، انتہا پسند واعتدال پسند، خلافتی وغیر خلافتی بلا تمیز سب شریک ہونگے، کیونکہ مذہب میں دست اندازی ہرگز برداشت نہیں کی جا سکتی،

ہم ویسرائے ہند کی دانشمندی وتدبر اور حکومت کی مصلحت کیشی اور معاملہ فہمی سے امید کرتے ہیں کہ وہ نفاذ قانون مجوزہ سے قبل ایک خاص اعلان کے ذریعہ مسلمانوں کو مستثنیٰ کر کے انہیں مطمئن کر دیں گے!

ہولناک نتائج کا اندیشہ

شاردا بل کے پاس ہونے سے اسلامی ہند کے طول وعرض میں ایک ہیجان انگیز اضطراب پیدا ہو گیا ہے، اسلامی انجمنوں اور جماعتوں اور مقتدر مسلمانوں اور عمائدین قوم کیطرف سے حکومت کو اس کے ہولناک عواقب ونتائج سے مطلع کیا جا کر خواہش کی جا رہی ہے

کو وہ مسلمانوں کو قانون مذکور کی زد سے مستثنےٰ کر دے۔ اسی سلسلہ میں مسٹر اے۔ ایچ غزنوی ایم۔ ایل۔ اے نے اخبارات میں حسب ذیل بیان شائع کرایا ہے۔

"ان لوگوں کو جنہوں نے مذہب کو کھیل بنا رکھا ہے یقین دلانا بہت مشکل ہے اور یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ کہ اس قسم کا قانون جس کا مخالفانہ اثر ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے کسی ایک کے مذہب کی اصل و اساس پر جا کر پڑتا ہے اسمبلی میں منظور ہو گیا۔

مسٹر غزنوی نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ وہ اس قانون کو جو فسادات کا سرچشمہ ہے کتاب آئین میں درج کر کے گویا آگ پر تیل ڈالنے کی مرتکب ہوگی، معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو ان باتوں کا مطلق احساس نہیں کہ اس قانون کے نفاذ سے کیسے ناگوار نتائج رونما ہونگے۔ میں حکومت کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے سے ہندوستان کے تمام مسلمانوں اور بہت سے وفادار ہندوؤں کی ہمدردی اور تائید و حمایت ہاتھ سے کھو دیگی۔

مسٹر غزنوی آخر میں لکھتے ہیں، لوگ اس بات پر آمادہ ہیں کہ حکومت کے خلاف بہت بڑے پیمانہ پر ستیہ گرہ کریں۔ حکومت نے چند پر جوش ریفارمروں (مصلحین) کو خوش کرنے کے لئے عام ناراضی اور عدم اطمینان پھیلانے کی کوشش کی ہے، ان ریفارمروں کو اس امر کا قطعاً احساس نہیں کہ وہ ایک ایسی آگ کو ہوا دیکر شعلہ افروز کر رہے ہیں، جسے بجھانا مشکل ہوگا۔"

راول برادری کی بیداری

زندہ اور عزت سے زندہ رہنے کی متمنی قومیں بیدار ہو رہی ہیں اور قومی شیرازہ بندی اور اصلاح حال کے لئے مصروف عمل، وہ منصۂ عروج پر کامیابی کا پرچم لہرانے کے لئے متعدد مساعی سے کام لیتی ہوئی شاہراہ پر رواں دواں ہیں، لیکن جنہیں زندہ ہوتے ہوئے بھی اپنی موت کا یقین ہو گیا ہے وہ حرکت نہیں کرتیں اور پہلو تک بدلنے کے لئے کوشش کرنا بے سود سمجھتی ہیں۔

کبھی گذشتہ اشاعت میں "اعوان برادری کی بیداری" کا ذکر ہو چکا ہے۔ آج ہم ناظرین کرام کو "راول" برادری کی مساعی جمیلہ اور ہمت مردانہ سے سبق لینے کی دعوت دیتے ہیں۔

"راول" برادری نے اپنی قومی ترقی اور اصلاحی امور پر غور کرنے کیلئے اپنا ایک "سنٹرل بورڈ" قائم کر رکھا ہے جس نے اپنے ۳۰، ۳۱، اگست اور یکم ستمبر کے شاندار اجلاس میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ "قوم کو ترقی پذیر فتہ اقوام کے دوش بدوش چلانے کے لئے افراد قوم کو اتحاد و یگانگت کی سٹیج پر لانے کے علاوہ نونہالان قوم کی تعلیم پر سالانہ کم از کم دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ صرف کیا جائے، بیکار لڑکوں کو دستکاری و صنعت سکھائی جائے، پاسپورٹوں کے لئے آسانیاں بہم پہونچائی جائیں۔ بورڈ کی طرف سے ایک رسالہ جاری کیا جائے، ہر فرد قوم کا فرض ہوگا۔ کہ وہ آئندہ مردم شماری میں اپنی قوم "راول" تحریر کرائے، اور راول بلڈنگ کے نام سے ایک قومی عمارت تعمیر کرائی جائے۔"

کس قدر سلجھے ہوئے اور قابل تقلید خیال ہیں، دو ہزار کے تعلیمی بجٹ اور قومی بلڈنگ کے لئے تجاویز پاس ہوتے ہی دونوں فنڈوں میں معقول رقوم جلسہ ہی میں جمع ہو گئیں اور عملی کام شروع کر دیا گیا، سچ ہے، کام کرنے والے باتیں نہیں بنایا کرتے اور باتیں بنانے والے کام نہیں کر سکتے۔

ہمیں خیال تھا کہ قصابوں اور مراسیوں کے تتبع میں "راول" برادری بھی قریشیت کا اعلان کر دیگی، لیکن نہیں، انہیں عربی باپ کا بیٹا بننے میں فخر نہیں وہ کام کرنا چاہتے ہیں اور راول رہ کر اپنی قومی اصلاح کے طالب ہیں وہ کوئی نئی کینچلی بدل کر پریشان نہیں ہونا چاہتے ان کے دل میں ترقی کی امنگ اور اصلاح کی تمنا ہے اور یہ امیدیں جب ہی پوری ہو سکتی ہیں کہ "صداقت" کو ہاتھ سے نہ دیا جائے، مراسیوں نے اپنے باپ کو نکالا جواب دیکر غیر باپ کی اولاد بننا چاہا تو منہ کے بل گرے ان کی آنکھیں صراط مستقیم دیکھنے سے عاری ہو گئیں، شاہراہ امید پر چلنے سے ان کے پاؤں لنگ ہو گئے اور نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے۔

ہم "راول" برادری کے احساسات کی دل سے قدر کرتے ہیں اور دعا ہے کہ خدا انہیں اپنے عزم میں کامیاب کرے اور وہ استقلال و ثبات قدمی کے ساتھ قومی خدمات انجام دیتے رہیں، اور کسی کے طفیل دلاؤ دن بخت تر لیتی بھی پہلو بدلیں آمین۔

افغانستان

افغانستان کی خانہ جنگی اور افراتفری میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا، ہاں اتنا ضرور ہوا کہ جنرل نادر خاں کی حکمت عملی اور متواتر جد و جہد سے ہوا کا رخ کسی قدر تبدیل ہو گیا ہے اور حالات کسی حد تک امید افزا نظر آتے ہیں، تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ "بچہ سقہ" کی فوجیں ہزیمتوں پر ہزیمتیں اٹھا کر الٹے پاؤں بھاگ رہی ہیں اور نادر خانی افواج بڑھی چلی جا رہی ہیں، اگرچہ خانہ ساز علماؤں کے فتاویٰ کفر اب بھی جنرل موصوف اور ان کے معاونین کے خلاف جاری و ساری ہیں، لیکن بہت سے قبائل نے ملکی تباہی اور خانہ بربادی سے متاثر ہو کر نادری افواج کی قوت و بسالت کو دوگونہ کرنے کے لئے عملی قدم اٹھا لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اب سقوی افواج کے دانت

کیبنٹے ہو رہے ہیں، اگر خدا کو منظور ہوا حالات نے مساعدت کی، تو یقین غالب ہے، کہ افغانستان کا اقتدار مستقبل قریب میں بحال ہو جائیگا۔

یہ امر ضرور قابل افسوس ہے، کہ شاہی خاندان مختلف حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے، غازی امان اللہ خاں ٹرکی پہونچ گئے اور حکومت ترکی نے آپ کی خواہش پر جزیرہ مارمورا میں آپکی رہائش کے لئے ایک مقام تجویز کر دیا۔ ملکہ ثریا کی والدہ آستانہ میں ہیں گی محمد صدیق خاں اور غلام جیلانی خاں اطالیہ میں اقامت گزیں ہونگے اور محمود خاں طرزی اور عنایت اللہ خاں ایران میں اور غلام نبی روس میں اور امیر عنایت اللہ خاں طہران میں، وقس علیٰ ہذا، ایک سے ایک جدا ہو گیا۔

ممکن ہے کہ جنرل نادر خاں کی فتح و کامرانی کے بعد یہ لوگ پھر کابل میں جمع ہو سکیں اور خداوند کریم خاندان کی شیرازہ بندی کی از سر نو کوئی صورت پیدا کر دے۔

مسلمانانِ ہند کا فرض ہے کہ وہ نادر خاں موصوف کی نصرت و کامیابی کے لئے خدائے برتر سے دعا کریں اور حتی الامکان ان کی مالی اور ہر ممکن امداد سے دریغ نہ کریں۔

ضلع امرتسر کا نیا بندوبست

صوبجات ہند میں صرف صوبہ بنگال ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنی گوناگوں مصیبتوں کے ساتھ "بندوبست" کی مصیبت سے مامون و محفوظ ہے اور یہ اس وقت کے بنگالی مدبران کی دانش مندی کا نتیجہ ہے، جنہوں نے انگریزی عملداری کے آغاز میں حکام وقت سے اس بات کا قطعی فیصلہ کرا لیا۔ کہ صوبۂ بنگال کا بندوبست دوامی ہوگا اور اس کے بعد اسے اس مصیبت میں مبتلا کرنیکی کوشش نہ کی جائیگی۔ اگرچہ بعد میں بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کرنیکی کوشش کیگئی لیکن حالات نے مساعدت نہ کی اور بنگال جوں کا توں تقسیم ہونے سے بچ گیا۔

چونکہ دیگر صوبجات میں اس ضرورت کا احساس نہ کیا گیا۔ اس لئے ان کیلئے بست سالہ بندوبست تجویز ہوئے اور اس پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ اسی قاعدہ و قانون کے مطابق صوبہ پنجاب کے ضلع امرتسر کا غالباً تیسرا بندوبست ۱۹۱۱/۱۹۱۲ء میں کیا گیا جس میں مالیہ کی شرح تقریباً ۳۳ فیصدی بڑھا دیگئی۔ یہ شرح اگرچہ زیادہ تھی۔ لیکن مسٹر کرک مہتمم بندوبست نے اپنی آخری رپورٹ میں یہ الفاظ سپرد قلم کرکے کہ "ضلع کی حالت عمومی اور پیداوار کے لحاظ سے مجوزہ شرح بہت قلیل ہے" مکرر بندوبست کی دعوت دی، چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ اسی بنا پر حکام مال نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں ضلع امرتسر کا پھر بندوبست کیا جائے، معتبر خبر ہے کہ جملہ انتظامی امور طے ہو گئے ہیں اور دو چار ماہ تک ابتدائی کارروائی شروع ہو جائیگی،

گذشتہ چند سالوں میں کبھی امساک اور کبھی سیلاب کی وجہ سے کئی بار فصلیں تباہ و برباد ہوئیں، مویشی کی بیماری اور بعض دیگر ناگزیر واقعات نے زمینداروں کی حالت اس قدر پتلی کر دی کہ وہ مجوزہ معاملہ بھی فارغ البالی سے ادا کرنے کے قابل نہ رہے اور بعض اس قدر مقروض ہو گئے کہ اپنی ملکیتی اراضی فروخت کرنے پر مجبور ہوئے اور اکثر علاقہ بار میں تلاش معاش کی وجہ سے چلے گئے، ان حالات میں تقاضائے انصاف یہ تھا۔ کہ افسران مجاز کونسل کے جدید فیصلہ کے مطابق ضلع امرتسر کے بندوبست کا بیس سال تک اور خیال نہ کرتے اور اگر کسی وجہ سے یہ نہیں ہو سکتا تھا تو ایک معین میعاد کے لئے اس تجویز کو ملتوی کر دیتے، مگر افسوس ہے کہ ان حالات پر کوئی توجہ نہیں دیگئی

مقامی افسران کا ہمدردانہ رویہ

زمینداران ضلع نے بندوبست کے خلاف مختلف جلسوں میں صدائے احتجاج بلند کی اور التوائے بندوبست کے لئے بلند بانگ استدعا کی، جس پر رائے صاحب لالہ دیوان چند صاحب ریونیو اسسٹنٹ اور چودہری جلال الدین صاحب تحصیلدار امرتسر نے انصاف اور ہمدردی پبلک کی راہ سے استصواب رائے عامہ کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ تحصیل امرتسر کے زمینداران کو جنڈیالہ اور کتھونگل کے مقامات پر جلسہ کرنے اور اس میں اپنے آزادانہ خیالات ظاہر کرنے کی دعوت دیگئی، جلسے منعقد ہوئے اور تقاریر میں زمینداروں نے اپنے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اعداد و شمار کے ساتھ ثابت کیا کہ گذشتہ چند سالوں میں زمینداران کو کس قدر اور کس قسم کے نقصانات کا متحمل ہونا پڑا ہے، انہوں نے یہ بھی بتا دیا کہ زمیندار زیور اور برتنوں تک فروخت کرکے معاملہ ادا کر رہے ہیں، اور بعض اس قابل بھی نہیں رہے۔

رائے صاحب اور چودہری صاحب کی رعایا نوازی و ہمدردی ہر نوع قابل ستائش ہے، زمینداران امرتسر کو ان کا مشکور ہونا چاہیئے کہ انہوں نے ان کے احساسات کو من و عن صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، اگر صاحب موصوف اس خوفناک طغیانی اور تباہ کن سیلاب کو جس نے پنجاب کے اکثر حصص کے زمینداروں کو بے خانماں کرکے ایک خطرناک قحط کے آثار پیدا کر دئے ہیں کے عواقب و نتائج پر غور کرتے ہوئے ضلع امرتسر کے بندوبست کو چند سال کے لئے ملتوی کر دیں، تو پبلک عامہ کی ہمدردی و سپاس گذاری بیش از بیش حاصل ہو سکتی ہے اور اگر اس پر کوئی توجہ نہ دیگئی تو بندوبست کا نتیجہ یعنے معاملہ میں ۲۵ فیصدی کا اضافہ زمینداروں کے لئے ایک نئی مصیبت کا باب کھول دیگا۔ اور رعایا سخت از سخت مشکلات میں مبتلا ہو جائیگی؛

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

اقسامِ شرک اور اُن کے اخلاقی نقائص

بُت پرستی:- اس کے متعلق فرمایا فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور (حج ع ۴) یعنی بتوں کی پرستش سے علاوہ گناہ اور نافرمانی الٰہی کے بعض گندے اخلاق اور جھوٹ کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کو جعلی معبودوں کے قیام کے لئے بہت سے جھوٹے قصے گھڑنے پڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس قسم کے شرک سے انسانی قربانی کا عملی گناہ صادر ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات نادان ایسا کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے کہ انسان کا خون بت وغیرہ کے لئے گرایا جاوے

(۲) عناصر پرستی:- فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن (حٰم سجدہ ع ۵) عناصر پرستی کا نتیجہ جہالت، کم علمی، کم ہمتی اور انسانی خوبی سے تغافل اور پست خیالی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان ان چیزوں سے خدمت لینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے لیکن جب وہ ان کو معبود قرار دے لیتا ہے۔ تو وہ ان کی تحقیقات نہیں کر سکتا اسلام نے اسی لئے فرمایا ہے:- وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعًا منہ (جاثیہ ع ۲) کہ یہ تمام چیزیں تمہاری خادم بنائی گئی ہیں۔ تم ان سے کام لو

(۳) ابنیت کا عقیدہ:- اس قسم شرک کے معتقد کی ذہنیت اس طرف چلی جاتی ہے کہ وہ غلط طور پر خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق غیر معمولی خیال کرتا ہے۔ اور اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری کو پورے طور پر ادا نہیں کرتا۔ قرآن کریم نے یہود وغیرہ کا جو کہ عزیرؑ کو خدا سمجھتے تھے۔ ذکر کر کے فرمایا ہے وقالوا لن تمسنا النار الا ایامًا معدودۃ ط کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم صرف چند روز تک آگ میں رہیں گے۔ فرمایا قل اتخذتم عند اللّٰہ عہدًا فلن یخلف اللّٰہ عہدہ ام تقولون علی اللّٰہ ما لا تعلمون، کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ یا تم بطور افترا یہ بات کہتے ہو؟ یعنی یہ خیال سراسر غلط ہے

(۴) ثانویت اللہ کا عقیدہ:- دو خداؤں کے ماننے سے بھی نظام عالم مادی اور اخلاقی قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک انسان ایک قدوس ذات کے سامنے اپنے آپ کو جوابدہ نہیں سمجھتا۔ وہ اخلاقی تکمیل کیلئے جدوجہد نہیں کر سکتا۔ اسی لئے فرمایا:-

لو کان فیھما الھۃ الا اللّٰہ لفسدتا،

اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام نے نیکی کی تعریف ہی یہ کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مستجمع صفاتِ کاملہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا جائے۔ جتنا جتنا انسان اس رنگ میں رنگین ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ نیک ہوتا ہے۔ اور نیکی میں ترقی کرتا ہے۔ پس اخلاقی تکمیل کے لئے توحید کا عقیدہ نہایت ضروری ہے۔

اسلام نے توحید باری کے بارہ میں نہایت مفصل تعلیم دی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک مت قرار دو۔ وہ اپنی ذات میں یگانہ اور بے مثال ہے۔ تم اس کی صفات میں اس جیسا کسی کو مت خیال کرو۔ وہ اپنی صفات میں بے مانند ہے۔ تم اُسکے کاموں کو اُسکے غیر کی طرف منسوب مت کرو۔ وہ اپنے کاموں میں یکتا ہے۔ تم اُس کی تعظیم اور عبادت میں کسی کو اُس کا ہمسر مت بناؤ۔ وہ واحد اور اکیلا خدا ہے۔ جو ازلی و ابدی ہے۔ تم کو اسی باقی رہنے والی ہستی سے حقیقی محبت کرنی چاہیئے۔ باقی سب چیزیں فانی ہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُسکو فنا نہیں

قرآن شریف میں ہر شق کے متعلق متعدد آیات موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد،

کہہ دے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ وہ سب کا سہارا ہے۔ نہ اُس کا بیٹا ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے۔

تذکرۃ السلف

عارف کامل تھے محی الدین پیرِ دستگیر
مانگتے ہیں بھیک جن کے نام سے اکثر فقیر

شیخ عبد القادر جیلانی اُن کا نام تھا
رات دن تسبیح اور ورد و وظائف کام تھا

اُن کی ساری زندگی گذری تھی حق کی یاد میں
ہیں بہت مشہور اُنکی قبر ہے بغداد میں

ہر برس جاتے مسلمان ہیں زیارت کیلئے
در حقیقت وہ جگہ ہے اک نصیحت کیلئے

اُن کی سچائی کا اک دلچسپ قصہ ہے سنو
یہ نصیحت جس میں ہے جو کچھ کہو سچ سچ کہو

شوق تھا بچپن ہی سے اُن کو ہو گیا تھا علم کا
کر کے کچھ ہمت اُنہوں نے اپنی اماں سے کہا

آپ مجھ کو دیں اجازت تاکہ میں بغداد جاؤں
اور وہاں جا کر پڑھوں اِک روز عالم بنکے آؤں

شہر سے اُن کے بہت تھا فاصلہ بغداد کا
آنے جانیوالے دل رکھتے تھے اِک فولاد کا

اُس زمانہ کا سفر ہوتا تھا مشکل اِس قدر
جس زمانہ میں نہ تھیں آسانیاں کچھ اِسقدر

دیکھیے ہر جگہ اونٹوں کے قدموں کے نشان
تھیں کہاں اُسوقت میں یہ ریل اور یہ گاڑیاں

لاد کر لیجاتے تھے سامان اونٹوں پر تمام
پانی اور سایہ کا کوسوں تک نہیں ہوتا تھا نام

اور اکٹھے ہو کے جاتے تھے بہت سے آدمی
تاکہ کچھ خطرہ میں پڑ جائے نہ اُن کی زندگی

تھے مہینوں میں پہنچتے منزلِ مقصود پر
ڈاک کا کچھ سلسلہ تھا اور نہ تھے یہ تار گھر

جس سے کچھ پردیس میں رہکر نہ گھبرائے جی
خیریت بچھڑے ہوؤں کی اِس سے ملجائے کبھی

ہوگا کس ماں کا بھلا کہئے تو لوہے کا جگر
کالے کوسوں دور ہو نظروں سے جب نورِ نظر

علم ہی کے واسطے تھا چونکہ یہ پہلا سفر
اِس لیے ماں نے بنایا اپنا پتھر کا جگر

اور لیکر نام اللہ کا کیا رخصت انہیں
کر رہی تھی گو بہت بیچین یہ فرقت انہیں

کھانے پینے کی تھیں کچھ چیزیں جو کیں بیٹے کے ساتھ
یہ سفر میں تا کسی کے آگے پھیلائے نہ ہاتھ

کچھ روپے بھی خرچ کرنے کے لیے اُن کو دئیے
راہ میں چوری چکاری کا جو ڈر تھا اسلیے

بند کر کے صدری کے استر میں اُن کو سی دیا
شیخ کی پیشانی کو چوما محبت سے کہا

تُم سے میں اک بات کا اقرار لیتی ہوں اگر
اسکو پورا کر سکو پھر کچھ نہیں مجھ کو خطر

یہ کہا بیٹے نے میں حاضر ہوں جو کچھ حکم ہو
میں بجا لاؤں گا اُسکو آپ اب بتلائیں تو

اُن کی اماں نے کہا "ہر وقت تُم سچ بولنا
جھوٹی باتوں پر نہ تُم اپنی زبان کو کھولنا"

کر کے وہ اقرار اپنی ماں سے یہ رخصت ہوئے
دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ میں وہ چل دئے

سب مسافر رات اور دن کرتے جاتے تھے سفر
ہو گیا اُن کا کسی جنگل میں اک دن جب گذر

ڈاکوؤں نے آن گھیرا راستے کو سب قافلہ
قافلہ والوں میں لڑنے کا نہیں تھا حوصلہ

اُن کا سب اسباب لوٹا اور انہیں زخمی کیا
شیخ کے بھی پاس آیا ایک ڈاکو اور کہا

لڑکے! کچھ کہتا ہے تو کچھ مال بھی ہے تیرے پاس
جب اُنہوں نے یہ کہا ہاں کچھ روپے ہیں میرے پاس

تو یہ سنکر ہنس دیا ڈاکو وہ سمجھا جھوٹ ہے
یہ تو خود محتاج ہے کیا ہونگے پاس اسکے روپے

ایک ڈاکو دوسرا آیا اور وہی اُس نے کہا
اور ایسی جھوٹ سنکر شیخ کی وہ ہنس پڑا

الغرض آئے کئی ڈاکو، مگر نادان تھے
جب تو باتیں شیخ کی سنکر وہ سب حیران تھے

شیخ کو پھر لے گئے جلدی سے وہ افسر کے پاس
دیکھتا تھا جو کھڑا وہ حال اپنے گھر کے پاس

پوچھا افسر نے کہاں ہیں وہ روپے ہم کو دکھا
شیخ نے صدری کا استر کھول کر دکھلا دیا

ڈاکوؤں نے دیکھا لڑکے نے نکالے وہ روپے
اور زمین پر پھینک کر بولا اُٹھا لے وہ روپے

سارے ڈاکو اُسکی اِس سچائی پر حیران تھے
اُس کی اِس حالت پر اور دانائی پر حیران تھے

دیکھکر صورت کو اُن کی پھر یہ افسر نے کہا
جانتا تھا کیا نہیں" اِس بات سے واقف نہ تھا

یہ روپے چھن جائینگے معلوم ہو جائینگے جب
ایک پائی بھی رہیگی جیب میں پھر تیرے کب؟

کیا سمجھ کر تو نے سچ سچ کہہ دیا یوں برملا
ہم کو بھی معلوم ہو" تب شیخ نے اُس سے کہا

میں سفر کے واسطے تھا گھر سے جب چلنے لگا
میری اماں جان نے وعدہ تھا یہ مجھ سے لیا

تو ہمیشہ بولنا سچ" گو مصیبت تجھ پہ آئے
بھولکر بھی جھوٹ تیرے منھ تلک آنے نہ پائے

گو سمجھتا تھا کہ یہ میرے روپے چھن جائینگے
جا کے پھر واپس نہ میری جیب میں یہ آئینگے

لیکن اپنی ماں سے جو اقرار تھا میں نے کیا
تو ڈر دنیا میں اگر اُسکو تو بے شک رہتا بُرا

چوروں کے سردار کے دِل پر پڑا اِس کا اثر
ساتھ والوں سے کہا یہ سرد آہیں کھینچ کر

جس قدر اسکو ہے اپنی ماں کے کہنے کا خیال
اور روپوں کے جانے کا ہرگز نہیں اسکو خیال

کاش ایسا ہی خدا کا مجھکو بھی ہوتا خیال
اور میرے دل میں رہتا اُسکے وعدے کا خیال

تو بہت اچھا تھا اِن کاموں میں پڑتا ہی نہیں
خوف سے دِل کانپ اُٹھتا اُن کو سنتا ہی نہیں

یہ کہا اور شیخ کے قدموں پہ رکھا اپنا سر
صدق دل سے توبہ بھی کی ہاتھ اُنکے چوم کر

اور ڈاکو بھی بہت نادم ہوئے اور توبہ کی
اور کیا اقرار پھر ڈاکہ نہ ماریں گے کبھی

دیکھو اک بچے کی سچ سچ بات نے کیا کر دیا
کس قدر خوفِ الٰہی اُن کے دل میں بھر دیا

بچ گئے کتنے گناہوں سے مسلمان ہو گئے
اور کئے سے اپنے وہ آپ ہی پشیمان ہو گئے

کتنی تکلیفیں اُٹھائیں ہیں سفر میں جب کہ شیخ
علم بھی حاصل کیا وہ کچھ نہ تھا جس کا یقین

علم حاصل کر کے اتنا پھر وہ آئے اپنے گھر
اور لوگوں کو سکھایا آ کے نئے دین سیکھ کر

اک زمانہ جانتا ہے اُنکو اپنا دستگیر
آج تک دنیا میں اُن کا نام ہے پیرا پیر

بصائر و عبر

تاریخ کا ایک عبرت انگیز ورق

سوڈان محمد علی پاشا کے زمانہ سے مصر کا جزو سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ وہاں چھوٹے چھوٹے امرا نیم خود مختاری کی حالت میں حکمران تھے لیکن ۱۸۸۱ء کے قریب وہاں ایک نہایت نیک و پاک باطن اور غیور و باحمیت بزرگ کا ظہور ہوا جس کا نام محمد احمد تھا اور جو تاریخ میں مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہے، یہ بزرگ بڑا خدا پرست بڑا صالح اور بڑا ہمت ور تھا سوڈان میں مصری شروع ہی سے مظالم برپا کرتے آئے تھے، اور وہاں بد نظمی انتہا پر پہونچی ہوئی تھی، بڑے بڑے بردہ فروشوں نے جابجا منڈیاں قائم کرلی تھیں اور وہ بڑی بیدردی کے ساتھ سوڈانی بچوں اور بچیوں کو پکڑ پکڑ کر بردہ فروشی کیا کرتے تھے، محمد احمد نے یہ حالات دیکھے تو اس کا دل درد و کرب سے معمور ہوگیا، اس نے خدا کے نام پر قوم کو دعوت دی، اور گنتی کے دنوں میں اس کی تحریک دور دور تک پہیل گئی، ۱۸۸۱ء کے قریب اس کے پاس انصار کا ایک بہت بڑا گروہ جمع ہوگیا اور اس نے سوڈان کو ظلم و جبر سے نجات دلانے کا تہیہ کرلیا،

جب مہدی کی تحریک نے مصریوں اور انگریزوں کیلئے نازک صورت حال پیدا کردی، تو گارڈن کو سوڈان کا گورنر بنا کر بہیجا گیا۔ گارڈن ۱۸۸۴ء میں وہاں پہونچا لیکن اسوقت تک مہدی کی طاقت سوڈان کے ہر حصہ میں پہیل چکی تہی، اور وہ خرطوم پر پیش قدمی کر رہا تھا ۱۸۸۵ء میں محاصرہ کے بعد خرطوم پر مہدی کا قبضہ ہوگیا، اور گارڈن مارا گیا۔ انگلستان کے باشندوں میں انتقام کا شور مچگیا مگر حکومت برطانیہ کو چونکہ اس وقت کابل کی مہم درپیش تہی اور روس سے جنگ چھڑ جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا، لہذا مصری اور انگریزی فوجیں سوڈان سے ہٹا لیگئیں اور مہدی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ مہدی مصر کو بہی انگریزی قبضہ و تصرف سے نجات دلانے کا آرزو مند تھا مگر ۱۸۸۵ء میں اس کا انتقال ہوگیا، نور اللہ تعالیٰ مضجعہ،

مہدی کے انتقال کے بعد خلیفہ عبد اللہ سوڈان کا امیر بنا۔ یہ شخص بہی بڑا الوالعزم اور ہمت ور تھا اور اس کے سپہ سالار انتہائی قابلیت کے ساتھ فوج کی کمان کرتے تھے ان میں عثمان سب سے زیادہ مشہور ہے، ۱۸۹۶ء تک انگریزوں کو سوڈان کیطرف متوجہ ہونیکی جرأت نہ ہوئی اور درویش مہدی کے پیرو، آرام سے حکومت کرتے رہے مگر ۱۸۹۶ء میں حکومت اٹلی حبش میں مشکلات سے دوچار ہوگئی، اس لئے کہ ایک طرف اہل حبش اس کا ناطقہ بند کئے بیٹھے تھے اور دوسری طرف [illegible] پر حملہ بول رہا تھا، حکومت اٹلی نے انگریزوں سے درخواست امداد کی۔ انگریز مدت سے سوڈان پر قبضے کے آرزو مند تھے،

اس موقع پر حالات انہیں سازگار نظر آئے اور لارڈ کچنر کو جو اسوقت جنرل کچنر تھے، مصری اور انگریزی فوجوں کے ساتھ سوڈان پر پیشقدمی کا حکم ملگیا۔ لیکن اعلان یہی کیا گیا کہ یہ حملہ مصر کے نام پر اور مصر کی خاطر تیار کیا گیا ہے،

جنرل کچنر پورے ساز و سامان کے ساتھ حملہ آور ہوئے درویشوں کی افواج نے پے در پے شکستیں کہائیں، سب سے پہلے ڈنگولہ اور بربر پر انگریزوں اور مصریوں کا قبضہ ہوگیا، بعد ازاں ۷ اگست ۱۸۹۷ء کو ابو حامد ان کے ہاتھ آگیا، اپریل ۱۸۹۸ء عتبرہ کے میدان میں درویشوں کی بہت بڑی قوت پامال ہوگئی اور ان کا مشہور جرنیل امیر محمود پکڑا گیا، ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ام درمان کے میدان میں شدید خونریز جنگ ہوئی جس میں ساڑہے دس ہزار کے قریب درویش شہید ہوگئے اور خلیفہ عبد اللہ خود ہمراہیوں کی قلیل جماعت کے ساتھ بہاگ نکلا۔ ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء میں وہ غریب ایک چہوٹی سی لڑائی میں مارا گیا،

بیان کیا جاتا ہے کہ لارڈ کچنر نے گارڈن کے انتقام میں مہدی کی قبر اکھڑوا دی تہی، لارڈ کچنر سمندر میں غرق ہوجانے کے باعث ارضی قبر سے محروم رہے تھے، علامہ اقبال نے ایک نظم میں لارڈ کچنر کے انجام کو قدرت کے انتقام کا کرشمہ قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں،

خواجہ را پندار پیغامے بگو　　کامگارے روز ناکامے بگو
آدمی کو صید آدم مے کند　　سنگ خود بر تیشۂ خود میزند
مہلتش بخشد خدائے دیرگیر　　تا بہ بند دیگرے آید اسیر
تاجزا ہا در عملہا مضمر است　　پیش من پایان کارے کچنر است
پیکر او را زمیں گورے نداد　　جان خود جز در دیم شورے نداد
اندکے اندیش گر داری نظر　　انتقامے خاک دو دیشے نگر

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

فتح سوڈان اگرچہ مصر کے نام پر عمل میں آئی تہی، مگر بعد فتح انگریز اور مصری مشترکہ طور پر سوڈان کے حاکم بن گئے ۱۸۹۲ء میں توفیق پاشا کا انتقال ہوگیا اور اسکی جگہ عباس حلمی پاشا خدیو مصر بنے جو اس وقت مصر سے جلاوطن ہیں، عباس حلمی اگرچہ بہت بڑے صاحب عزم نہیں تھے تاہم وہ انگریزی قبضہ و تصرف کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے۔ اس لئے انگریزوں نے انہیں کسی زمانہ میں پسند نہیں کیا اور آخر ۱۹۱۴ء میں انہیں حکومت مصر سے علیحدہ کردیا،

مراسیت کے ادعائے قرشیت کی تاریخی حقیقہ

(ضمیمہ نمبر ۱۴)

فٹ نوٹ متعلقہ ضمیمہ نمبر ۱۱

سے امیر عاصی، ازمنہ ماضیہ میں علم موسیقی ہنود کے رگ و ریشہ میں اس حد تک سرایت کر چکا تھا۔ اور وہ اس کے اس قدر شائق تھے۔ کہ ہندو سوسائٹی کی ذات پات کی طرح انہوں نے راگ کی سروں کی بھی ذاتیں معین کر دیں۔ چنانچہ (۱) کھرج پنچم مدہم ــ برہمن ہیں ۔ (۲) رکھب دہیوت ــ کھتری ہیں (۳) گاندہار ــ نکھاد ــ ویش ہیں (۴) کاکلی ــ شودر ہیں ۔ (کومل کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔)

ڈوم (میراثی) شودر کلاس طبقہ کی ان سیاہ چہرہ اقوام میں سے ہیں۔ جنکو اوائل میں آریاؤں نے مطیع و منقاد کیا تھا۔ قوانین منو کے مطابق پیشہ کی تقسیم کار کے لحاظ سے منجملہ دیگر خدمتگذارانہ کمیا نہ امور لاگیانہ لوازم کے میراثیوں کا قومی پیشہ گیت دیا ہے۔ مزید براں اپنے ججمانوں کی چند پشت تک پیڑیاں (انساب) یاد رکھنا۔ ان کی کلیان کرنا۔ اور ان کے اچھے اچھے گیت بنا کر سارنگی اور رباب پر گانا بھی ان کے فرائض میں داخل ہے۔ بتکدہ ہند جب زیر نگین اسلام ہوا۔ تو منجملہ دیگر ہندی النسل اقوام کے ڈوم بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ تو اسلام نے صرف تبدیل مذہب ہی سے واسطہ رکھا۔ اور ان کے پیشہ سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اسلئے اگرچہ "مرثی" سے "مراسی" بھی بعین ممکن۔ لیکن مفہوم ہوتا ہے کہ ڈوم اپنے بعض قسم کے دیرینہ مشاغل و افعال کی وجہ سے عہد اسلام میں "امیر عاصی" یا "میر عاصی" بھی پکارے گئے جو رفتہ رفتہ غلط العام میں میراسی کہے گئے۔ اور پھر کسی بیت ملی اختراع کی تیغ سے س مبدل بہ ث ہو کر میراثی ہو گئے۔ لیکن جس طرح بیگ لگانے سے مردے زندہ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح س مبدل بہ ث ہونے سے میراثی عربی النسل نہیں بن سکتے کیونکہ سوال لفظوں یا حرفوں کے تغیر و تبدل کا نہیں۔ بلکہ نسب کی تحقیق کا ہے۔ اور بلحاظ نسب قدیم ڈوم۔ چوہڑہ۔ میراثی۔ ملیچھ۔ جھیور۔ اور چنگڑ سب ایک ہی اصل اور نسل سے ہیں۔ یہیں قصہ ختم۔ اور اس بحث کی بحث نیز طرز ری۔ تاہم اتمام حجت کی غرض سے ہم کہہ دیتے ہیں۔ کہ مرثی سے مراسی ہوئے تو۔ اور اگر امیر عاصی سے مراسی کہلائے تو۔ دونو صورتوں میں پایا جاتا ہے کہ بس ــ ؎ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

(۱) نسب دان - یہ (ڈوم میراثی) اپنے ججمانوں کی پیڑھیاں (انساب) یاد رکھتے ہیں۔ اور جب ان کی کلیان کرتے ہیں۔ تو دس دس بیس بیس پشتوں تک سرزبانی کہہ جاتے ہیں اور ان کے اچھے اچھے گیت بنا کر سارنگی اور رباب پر گاتے ہیں۔ دیکھو گزٹیر دنس پر دیپ جلد دوم

سے مرثی بمعنے مرثیہ خواں ۔ مراثی جمع مرثیہ

(۲) صرف میراثی ہی نہیں۔ بلکہ بھاٹ بھی جسے پنجاب میں اکثر بھٹ بھی کہتے ہیں۔ میراثی کی طرح کلاونت اور نسب دان ہے۔ اور بعض لوگ اسے ثنا خواں بھی کہتے ہیں۔......
لیکن بھاٹ چونکہ اکثر اس قدر دور رہتا ہے۔ کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر بلایا نہیں جا سکتا اسلئے میراثی یا ڈوم کو عموماً زائد طور پر رکھا جاتا ہے۔ جو ایسے موقعوں پر بھاٹ کا کام دیتا ہے۔ دیکھو پنجاب کا سنسس۔ فقرہ ۵۲۶

(۳) جاٹ بھی میراثیوں سے خدمت (کمیانہ کام) لیتے ہیں۔ گو بعض جاٹ اقوام کا موروثی نسب دان سانسی ہے۔ راجپوت بھی عموماً بھاٹوں کے علاوہ میراثیوں سے بھی کام (خدمت) لیتے ہیں۔ لیکن میراثی نسب دان بھی ہے۔ مطرب بھی اور گویا بھی......
میراثی کی موجودہ حالت تمام مغنی اقوام کی طرح بہت گری ہوئی ہے۔ لیکن میراثی بیاہ شادی اور ہر قسم کی تقریبات پر نتیجہ خوردنی کے لئے موجود ہوتا ہے۔ دیکھو پنجاب کا سنسس ۵۲۷

(۴) سانسی۔ ان کا وسطی پنجاب کی جاٹ اقوام سے کچھ عجیب قسم کا تعلق ہے۔ جن کے وہ موروثی نسب دان ہیں۔ یا کلاونت۔ پنجاب کا سنسس ۵۲۸

(۵) میراثی اگر ہندی الاصل اقوام کی چند پشت تک نسب دانی پر فخر کر سکتے ہیں۔ اور اس سے اپنے لئے دلیل قرشیت خیال کر سکتے ہوں۔ تو پھر اس معیار کے لحاظ سے ادعائے قرشیت کا حق سانسیوں کو بطریق اولیٰ پہنچنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض جاٹوں کے نسب نامے بعض میراثیوں نے پرانے سانسیوں ہی سے سیکھے۔

پہلے میخانہ میں تھیں میر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کی امامت کے لئے

میراث بمعنے مردہ کا مال۔ ورثہ۔ دیکھو عربی لغات فیروزی جلد اول

میراث اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ لیکن ڈوم میراثیوں کے لئے اس سے دلیل عربیت و قرشیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس سے ان کے مزعومہ و موہومہ ادعائے قرشیت جدیدہ کا ثبوت ہی مل سکتا ہے۔ اور نہ ان معنوں میں اس لفظ کا اطلاق میراثیوں پر ہو ہی سکتا ہے کیونکہ لفظ اور اس کا سوال نہیں۔ لفظ اور اس کی بحث نہیں۔ بلکہ سوال ہے تو نسب کا۔ اور ثابت ہے تو نسب کی اپنی نسب سے۔ مراثیت کا سوال ایسا ہی صاف اور واضح ہے۔ جیسا کہ قیامت سے قبل آفتاب کا ہمیشہ مشرق سے طلوع ہونا اور مغرب میں غروب ہونا۔

اسلئے ہم پایہ ثبوت تک پہنچا کر کی چوٹ کہہ دیتے ہیں کہ ڈوم۔ چوہڑہ۔ میراثی۔ ملیچھ۔ جھیور اور چنگڑ سب ایک ہی آغاز۔ ایک ہی جڑ۔ ایک ہی بنیاد۔ ایک ہی بیج۔ ایک ہی اصل ایک ہی نسل اور ایک ہی نسب سے ہیں۔

میراثی کے ہم جد و ہم نسب ڈوم۔ چوہڑے۔ ملیچھ۔ جھیور اور چنگڑ سب تاریخی لحاظ سے

ہندی النسل اور ہندی الاصل مانے جاتے ہیں۔ تو پھر نقطہ حرف ث ہی کی عارضی تبدیلی سے میراثی عربی النسل یا قرشی النسب کیونکر بن سکتا ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تد یا تیر اور اڑ یا بیر نا ممکن ہے کہ کتو اصل بھی ہو کسی لفظ کا عربی زبان سے ہونا ہی دلیل قرشیت نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہو تو پھر یہ استحقاق حجام۔ مغلی۔ خیاط۔ بزاز۔ نائی اور صراف کو بھی پہنچنا چاہیئے۔ جو عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ اور ان ناموں سے ان کی اقوام نامزد ہیں۔ بحالیکہ یہ سب کے سب قرائین ملو کے رو سے ہندی النسل ہیں۔

میراثی خواہ میراث سے ہو یا مرا سے تمام صورتوں میں اس کے ہندی النسل اور ہندی الاصل ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا۔ عام بول چال کے لحاظ سے صرف میراثی یا مراسی ہی نہیں بلکہ ڈوم مراسی بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ کسی حقارت کے لئے نہیں۔ بلکہ اسکے باہمی نسبی تعلق کی بنا پر بولا جاتا ہے۔ ایک مدت کے لئے یہ فرض کرتے ہوئے کہ اگر میراثی کی وجہ تسمیہ لفظ میراث پر مبنی ہو سکتی ہو۔ تو پھر امیر عاشی۔ میراثی اور مراسی کی وجہ تسمیہ کیا ہوگی اور پھر ان ایام دو شیست کس پر ... کے لئے بہت سینہ اور بہت بڑا سینہ بھی طیار کرنا پڑے۔ کیونکہ یہ سب باہم مترادف الفاظ ہیں۔

ورث۔ میراث۔ مالیکہ از مردہ رسد بہ کسے۔ دیکھو۔ صراح۔ میراث بمعنے گرفتن۔ پس اگر میراث سے میراثی منسوب کیا جائے۔ تو اس کے معنے ہونگے پکڑنے والا۔ بحالیکہ کوئی میراث از قسم اراضی زرعی یا از قسم اثاث البیت میراثی کو ان کے متوفی ججمانوں سے جن کی وہ مدۃ العمر پاٹھریاں یاد رکھتا اور کلیان کرتا رہا نہیں پہنچتی۔

پس میراثی کی وجہ تسمیہ تقسیم میراث سے متعلق نہیں۔ بلکہ ہندی نژاد اقوام کے دستور قدیمہ کے مطابق جس طرح برہمنوں۔ نائیوں اور چوہڑوں کی وراثت میں اپنے ججمانوں اور جاٹوں کے چند گھرانے خدمتگذاری کیلئے معین ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے میراثیوں کی وراثت میں بھی جاٹوں اور دیگر اقوام کے ججمانوں کے چند گھرانے مشخص ہوتے ہیں۔ اور بس۔ چنانچہ وہ میراثی جو شہری یا دیہاتی آبادی سے دور زمانہ حال میں بھی جھونپڑوں میں رہتے ہیں۔ اسی موخر الذکر قسم کی ورثہ کے معترف ہیں۔ اور اسی بناء پر اپنے آپ کو میراثی کہتے ہیں۔ چونکہ اس تاریخی کریدو اور علمی جدوجہد کی غرض صرف اس بات پر بھی مبنی ہے۔ کہ اس ذریعہ سے مراسی جلد از جلد اپنی اصلی اور نسلی حقیقت سے واقف و آگاہ ہو سکیں۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ

اکسیر شباب خضاب خوردنی

گذشتہ اٹھ برس سے پیشتر ہی آپ کے بال تھوڑے یا زیادہ سفید ہو گئے ہیں اور جوان ہی ... آپ ... نہیں۔ کہ دن آنا شروع ہو جائے۔ کہ ایک مرتبہ کسی ... یا ایک ... کبھی ... نہیں یا ضعف مردی کے امراض میں مبتلا ہیں۔ بالکل بھوک ... بالوں کے ... گئے ہیں۔ بال ایک ایک کر کے سفید ہو گئے ہیں۔ تو جلد سے جلد اکسیر شباب خضاب خوردنی منگا کر صرف چالیس دن کھایئے۔ اسکے کھانے سے کل شکایتیں جاتی رہینگی۔ آپکو ... بڑھاپے سے جوان بنا دیگا۔ ... بال ... سیاہ و ملائم مثل قدرتی بالوں کے ہو جائینگے پھر ... ہونگے۔ پھونسیاں ... علاوہ ... بینائی تیز ہو جاتی ہے۔ عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ دانت عینک کیلئے ... محفوظ رہتے ہیں۔ بے اولادوں کیلئے از حد مفید ہے۔ ... چالیس روز کھا کر آپ قوت کو ضبط کر سکیں۔ خدانخواستہ اگر اثر چند روز ... ہو ... تو کل قیمت واپس۔ اعتبار نہ ہو تو ٹکٹ لگا کر اقرار نامہ لکھا لیجئے

چالیس روز خوراک کی رعایتی قیمت دس روپے (عـــہ) محصول وغیرہ تیرہ آنے (۱۳؍)

نوٹ

... قیمت ... محصول ... کے ساتھ خاص رعایت ہے

میرا نجھڑ طبی میڈیکل ورکس نمبر ۲۵ دربھنگہ

اخبار و حوادث

حیدر آباد دکن چندی روز ہوئے۔ اخبارات میں خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ اعلیٰحضرت حضور نظام عالی مقام بمعہ صاحبزادگان بلند اقبال پرائیویٹ طور پر یورپ جانے کا عزم رکھتے ہیں۔ لیکن اِس کی تردید ہو گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جہان پناہ آیندہ موسم سرما میں برطانی ہند میں ایک طویل سیاحت فرمائیں گے۔ دہلی۔ لاہور۔ لکھنؤ۔ اور بعض دیگر مقامات اپنے قدومِ میمنت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمائیں گے

پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی انجمن انجمن حمایتِ اِسلام کا ارادہ ہے کہ اعلیٰحضرت ممدوح کا لاہور میں شاندار طریق پر استقبال کیا جائے۔ اور آپ کو جو دعوت چائے دی جائے۔ اُس میں کم از کم پانچ ہزار مسلمان شریک ہوں۔ ارادہ مبارک ہے۔ مسلمانوں کو اعلیٰحضرت سے جو عقیدت ہے۔ اُس کے لحاظ سے یہ تعداد کچھ زیادہ نہیں۔

ہز اکسیلنسی مہاراجہ سرکشن پرشاد صدرِ اعظم باب حکومت دکن کی میعاد ماہ اکتوبر میں ختم ہونیوالی تھی۔ اعلیٰحضرت نظام دکن چاہتے تھے۔ کہ اِس میعاد کے خاتمہ پر سلطنت کی وزارت ولیعہد کے سپرد کر دی جائے۔ اِس تجویز کو سرکشن پرشاد نے بھی پسند کیا تھا۔ اور ریٹایر ہو جانے پر اپنی رضامندی ظاہر کی۔ لیکن اِس تجویز کے متعلق خسرو دکن نے جو گورنمنٹ ہند سے استصواب رائے کیا تھا۔ بعض اخبارات کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند نے اِس تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ اور مہاراجہ بہادر کی میعاد میں تین سال کا مزید اضافہ کر دیا گیا ہے

وائسرائے ہند غالباً ماہ دسمبر میں حیدر آباد جائینگے۔ انتظامات کیلئے مجلس انتظامیہ قائم ہو گئی ہے

سکھ اور کانگرس ۲۵ ستمبر کو لاہور میں سکھوں کا شاندار اجلاس منعقد ہوا جس میں کانگرس سے بدیں وجہ نامل ورتن کا اعلان کیا گیا۔ کہ کانگرس نہرو رپورٹ کو منظور کر کے ملک کو مکمل آزادی کے معراج سے گرانے کی کوشش کی ہے۔ اور فرقہ واری کو قائم رکھتے ہوئے سکھوں کے ساتھ بھاری بے انصافی کی ہے۔ لہذا جب تک کانگرس نہرو رپورٹ کو مسترد اور سکھوں کے ساتھ انصاف نہیں کرتی۔ اُس وقت تک کوئی سکھ کسی طرح کے ساتھ مل ورتن نہیں کریگا۔

کیا بچہ سقہ قتل ہو گیا سول اینڈ ملٹری کو معلوم ہوا ہے۔ کہ پشاور میں زبردست خبر گرم ہے کہ کابل میں کسی نے بچہ سقہ کو قتل کر دیا ہے ایک اخبار کا بیان ہے کہ یورپ سے واپس آنیوالے افغان ہوابازوں میں سے کسی ایک نے بچہ سقہ کو گولی سے اڑا دیا۔ ابھی تک خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

سلسلہ احتجاج پچھلے دنوں سکھوں قادیاں کی مذبح کو جو مدت سے یہاں بنا ہوا تھا۔ پولیس کی موجودگی میں منہدم کر کے زمین سے ملا دیا۔ حکام موقع پر گئے۔ لیکن کوئی کاروائی نہ ہوئی کمشنر صاحب نے مسلمانوں کے وفد کو موقع نہ دیا۔ کہ وہ اِس کے متعلق بیان دے سکیں۔ اِس ساری کاروائی کے خلاف سلسلہ احتجاج جاری ہے۔ مظفر گڑھ گوجرانوالہ۔ گورداسپور۔ سرائے نورنگ۔ کلکتہ۔ لدھیانہ۔ کیمبل پور۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ لکھنؤ۔ لاہور اور امرتسر وغیرہ میں جلسے کئے گئے۔ اور حکومت کو صورتِ حالات کی درستی اور تعمیر مذبح کی جانب توجہ دلائی جا رہی ہے۔

فلسطین میں بدستور فسق و فجور یہود کا بازار گرم ہے۔ اور نئے سورج کوئی نہ کوئی نیا شوشہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ لہذا اسلامی ہند میں اس پر سخت تذبذب و تشویش ہو رہی ہے۔ حکومت برطانیہ سے غیر جانبدارانہ تحقیقات اور انصاف کیلئے خواہش کی جا رہی ہے۔ اور اِس کے لئے طول و عرض ہند میں احتجاج کے جلسے ہو رہے ہیں۔

شاردا بل کے پاس ہو جانے سے جو فتنہ اٹھا ہے۔ اِس نے مسلمانوں کیلئے ایک پریشانی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اِس کے لئے بھی حکومت سے دنیائے اسلام کو مستثنیٰ رکھنے کی خواہش کی جا رہی ہے۔ اور احتجاج جلسے ہو رہے ہیں۔ نتائج کا انتظار ہے۔

ریاست میسور کی مسلم رعایا ریاست میسور میں اسلامی حقوق سخت بے پردری سے پامال کئے جا رہے ہیں۔ ریاست میں ۶۰ لاکھ کی آبادی ہے جس میں پانچ لاکھ برہمن اور پانچ لاکھ مسلمان اور باقی غیر برہمن۔ مگر ملازمتیں ۹۰ فی صدی برہمنوں کے قبضہ میں ہیں۔ اور ۱۰ فیصدی غیر برہمنوں اور مسلمانوں کے قبضے میں۔ اور اس پر بھی مسلمانوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ اور مہاراجہ صاحب کو خبر تک نہیں۔

فسادات مال ٹیکری کی ملزم شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو حیدر آباد دکن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گذشتہ عید کے موقع پر سکھوں اور مسلمانوں میں جو فساد ہوا تھا۔ اِس میں جس قدر مسلمان گرفتار تھے۔ سب رہا کر دیئے گئے ہیں۔ سکھوں کے خلاف کاروائی جاری ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ ایک مہینہ تک فیصلہ ہو جائے گا۔ دیکھیں کمیٹی مذکور اب کیا رویہ اختیار کرتی ہے۔

برہنہ گردی کا انسداد لندن۔ ۲۲ ستمبر۔ بنیس ریرطانی کو لیبار کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ فرزندان آزادی از برہنہ لوگ ... کے ساتھیوں کو جو چہار شنبہ کو سزایاب ہوئے تھے۔ مزدوری اپنی اپنی سزا بھگتنی پڑیگی۔ باقیوں کو حکومت کے احکام کے مطابق رہا کر دیا گیا۔ لیکن ان سے یہ عہد لے لیا گیا۔ کہ وہ قانون کی پیروی کرینگے۔ بیرونی قانون پر زور ...

مختصرات

حکومت پنجاب نے اضلاع ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، ملتان، جھنگ، شاہ پور، جہلم، گجرات، میانوالی اور اٹک کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ۱۵۶۵۰ اور ۱۲۰۰۰ کی رقوم تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کابل میں سپاہیوں، ہتھیاروں اور روپے کا سخت قحط ہے "بچہ سقہ" نے امان اللہ خاں کے پرانے نوٹ پھر جاری کر دیئے۔ اور نظام سقہ نے وقت پورا کرنے کے لئے چمڑے کے سکے جاری کر دیے ہیں۔

عراق میں جدید وزارت قائم ہوگئی ہے۔ اور سر عبدالمحسن بیگ وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں

نجد میں سخت بغاوت ہے۔ ابن سعود کا سابق وفادار جنگ جو باغیوں سے شامل ہوگیا ہے۔ سلطان ابن سعود باغیوں کا سر کچلنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔

ریاست کپورتھلہ کی طرف سے ان سیلاب زدہ دیہات کے نقصان کا اندازہ لگانے کیلئے دو افسر مقرر کر دیئے۔ جن کی رپورٹ موصول ہونے پر حقیقت زدوں کی امداد کی جائیگی

معاصر مسلم آوٹ لک کو معلوم ہوا ہے۔ کہ لندن سے ایک پانزدہ روزہ اخبار جاری کیا گیا ہے۔ جو ہندوستان کے متعلق غلط خبروں کی اشاعت کرتا ہے۔ اور ہندوؤں کے مقاصد کو ہر ممکن تقویت پہونچاتا ہے۔

نواح ہند میں امسال سیلاب نے تباہیاں برپا کی ہیں۔ وہ کچھ کم نہ تھیں سندھ میں ٹڈی دل کی وبا نے فصلوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ کہ قہر الٰہی مختلف صورتوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔

ہوائی ڈاک کے ٹکٹ جو صرف ہوائی ڈاک کی خط و کتابت کیلئے کارآمد ہونگے۔ یکم نومبر سے عام ڈاک خانوں میں رائج ہو جائیں گے

جنرل نادر خاں کی حمایت میں شنواری اور آفریدیوں میں جدید میثاق اتحاد قائم ہوگیا ہے

معلومات

بعض جرمن کاریگروں نے چار مستول والے جہاز میں ایک تیرنے والا تھیٹر تیار کیا ہے جس کا نام "پورٹ آرنی" ہے۔ یہ تھیٹر تمام دنیا کا سفر کریگا۔ اور ہمبرگ، لندن، ہسپانوی بندرگاہوں، جنوبی امریکہ، بالٹیمور، نیویارک وغیرہ بھی جائے گا۔

اس جہاز میں جدید نمونے کا منڈوا ہے۔ پانچ سو تماشائیوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جرمن مذاق کے کھیل تماشے اور شراب کی دکان بھی اس جہاز میں بہم پہنچائی گئی

گزشتہ بارہ مہینوں میں انگلستان کی عورتوں نے ...... پونڈ حسن میں اضافہ کرنے یعنی لبوں کی سرخی سر کے بال مل کر صاف کرنے کے پوڈر اور بالوں کے تیل وغیرہ پر خرچ کئے۔

کپتان سکاٹ کی آخری ڈائری کو جو برطانی عجائب خانے میں محفوظ ہے۔ بالخصوص طلبہ نہایت شوق سے دیکھتے ہیں۔

عہد حاضر کی لڑکی کے لباس کا وزن ایک پونڈ ۲ اونس اور اس کے باپ کے لباس کا وزن ۲ ۲/۱ پونڈ سے ۳ ۲/۱ پونڈ تک ہے۔

لطائف و ظرائف

ایک امیر آدمی نے ایک نوکر کہا۔ اُسے کہا۔ کہ چارپائی اور فقط تکیہ اٹھا لاؤ۔ نوکر نقطہ کو تلاش کرنے لگا۔ آخر جب نہ پایا۔ تو آقا سے کہا۔ کہ صاحب اور اشیا تو مل گئیں نقطہ نہیں ملتا۔

باپ انور یہ کیا حرکت ہے۔ کہ گھوڑے پر سوار ہو۔ اور ہاتھ میں کاغذ پنسل ہے انور ماسٹر صاحب نے کہا تھا۔ کہ کل گھوڑے پر مضمون لکھ لانا۔ لیکن گھوڑا چلتا ہے۔ لکھا ہی نہیں جاتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیادت اور قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی ہفتہ وار رسالہ

القریش

دورِ جدید

ایڈیٹر
محمد علی رنق صدیقی

بفرمانِ عالی نشان سلطان العلوم اعلیحضرت تاجدار دکن ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ مدارس سرکاری کیلئے خرید جاتا ہے

جلد ۱۵ امرتسر ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ نمبر ۵

قوم سے خطاب

(مولانا حافظ اکبر محمد خاں صاحب بہتر)

قوم کی خدمت میں اب یہ عرض کرنا ہے مجھے
آگیا منہ کو کلیجہ کوئی کب تک چپ رہے

اِتفاق اے قوم ما ہر قوم ہر ملت میں ہے
اپنے ہاتھوں آپ تو بے انتہا ذلت میں ہے

نور دیکر غیر کو ہے کس لئے ظلمت پسند
کیوں ہے راحت کے عوض آخر تجھے آفت پسند

رہبر کامل نے تیرے سب تجھے سمجھا دیا
فرق تھا جو حق و باطل میں اسے دکھلا دیا

نور سے معمور ہے ظلمت سے کوسوں دور ہے
کیوں رہِ اسلام پہ چلنے سے تو معذور ہے

اِتحاد اے قوم اب بہرِ خدا کر اتحاد
ہے یہی بہتر کہ ہو آپس میں بہتر اتحاد

(مدینہ)

حکمت و موعظت

تنظیم الاخلاق

(از جناب ناظم الاخلاق مولانا ذہین ارکنی)

نکوئی پر عمل کرتا ملک سے بہتر ہی ہوتا   کبھی اپنی خطاؤں پر جو انساں غمگیں ہوتا
نہ یہ شوق نمود نام تیرے دلنشیں ہوتا   نہ رسوائی سے یوں کالا ترا سینہ اگر یں ہوتا
ترا خواہاں نہ کوئی عاقل انجام بیں ہوتا   اگر تجھ میں نہ وصف ناپسندیدہ خوشامد کا کہیں ہوتا
نہ کرتا شر تو کیوں شیطاں مردود و لعیں ہوتا   وہ ہوتا ہے وہ نشتر جس نشتر میں شر نہیں ہوتا
تجھے ہوتی اگر کچھ عقل و فہم انجام بیں ہوتا   نہ کرکے شر تو بہتر خیر کرکے بہتر ہی ہوتا
نظر آتا نہیں عنقا مگر مشہور عالم ہے   اگر مقصود تھی شہرت تجھے عزلت گزیں ہوتا
سمجھتی ہے تجھے مخلوق شر تلخ گوئی سے   جو ہوتی گفتگو شیریں تری تو انگبیں ہوتا
بڑے موذی کو عالی ہمتی سے مار رکھا ہے   اگر عاجز نہ ہوتا نفس مار آستیں ہوتا
کھٹکتا کیوں بسان خار ہر دم چشم مردم میں   ترشرو تو اگر گل کی طرح خندہ جبیں ہوتا
چھپا کر خلق کی نظروں سے کرتا ہے گنہ دائم   اور تو بندے سمجھے کچھ خوف رب العالمیں ہوتا

زمانے میں نہ ہوتا منفعل یوں جہل کے باعث
اگر تکمیل علم و فن کی تو کرتا ذہیں ہوتا

جب غزوہ تبوک کے سفر کے وقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر قوم ثمود کی اجڑی ہوئی بستی کیطرف سے ہوا تو آپ خوفزدہ ہوگئے، اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ جب یہ بستی آنکھوں کے سامنے رہے، عذاب الٰہی کو یاد کرکے ڈرنا اور رونا چاہئیے۔

کسی حق بات کے معلوم کرنے کی نیت سے یا صحیح مسئلہ دریافت کرنے کیلئے مباحثہ کیا جائے اور اختلاف رائے کا اظہار ہو تو شریعت میں اسکی اجازت ہے لیکن اگر لوگوں کو شک و شبہ اور فتنہ میں ڈالنے کیلئے یا بتقاضائے نفس بحث میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا جائے تو حرام ہے۔

ایک دن دیکھا جو لوگوں کو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قرآن کریم کی ایک آیت کے مطلب میں اختلاف کرتے اور جھگڑتے دیکھا تو نہایت غصہ سے فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اسی طرح کے اختلاف اور جھگڑوں سے ہلاک ہوئی ہیں۔

تاریخی جواہر ریزے

امیر سبکتگین کا خواب

امیر ناصر الدین سبکتگین جبکہ ایک معمولی شکاری سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا اور جنگل میں ان بہر شکار کی تلاش میں آوارہ پھرا کرتا تھا۔ اس نے ایک ہرنی کا بچہ پکڑ لیا اور لیکر چلا پیچھے پھر کر دیکھا تو ہرنی بچے کی ماتا میں پیچھے پیچھے چلی آتی ہے۔ سبکتگین نے بچہ کو چھوڑ دیا اور ہرنی بچہ کو ہمراہ لیکر چلی گئی۔ رات کو خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ارشاد فرماتے ہیں کہ اے امیر ناصر الدین تو نے ایک بیکس بے بس پریشان حال جانور پر شفقت کی، خدا تعالیٰ نے تجھ پر مہربانی کی کہ تجھکو بادشاہت عطا کر دی۔ تجھکو لازم ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ ہمیشہ سے ہی رحم و کرم کا برتاؤ کرے، چنانچہ اس کے بعد جلد ہی سبکتگین کو بادشاہت مل گئی۔

محمد قاسم فرشتہ اپنی مشہور عالم کتاب "تاریخ فرشتہ" میں منہاج السراج جرجانی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے سلطان محمود غزنوی کے پیدا ہونے سے ایک گھنٹہ پیشتر (ماہ محرم کی دسویں شب ۳۵۷ھ) خواب میں دیکھا کہ اس کے آتشدان سے ایک درخت پیدا ہوا اور اس قدر بڑھا اور پھیلا کہ مخلوق عالم اس کے سایہ کے نیچے بیٹھ سکے۔

بیدار ہو کر اسکی تعبیر کی فکر میں تھا کہ مخبر نے مژدہ تولد فرزند سنایا۔ امیر ناصر الدین سبکتگین نے محمود نام رکھا۔ ظاہر ہے کہ یہ خواب کسطرح پورا ہوا اور محمود نے کس قدر سلطنت کو وسعت دی۔

بانئی سلطنت عثمانیہ کا خواب

مجدد نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ عثمان خان ترک بانئی سلطنت عثمانیہ نے جبکہ وہ اپنی ہونیوالے خسر کے یہاں مہمان تھا۔ رات کو خواب دیکھا کہ اس کے میزبان کے سینہ سے ایک ماہ کامل نکلا اور اسکے سینہ میں داخل ہو کر غائب ہوگیا پھر اس کے (عثمان کے) سینہ سے ایک درخت نکلا جس کی خوبصورتی دمبدم بڑھتی گئی اور وسیع ہوتے ہوتے دنیا کے بڑے حصہ پر چھا گیا۔ عثمان خاں کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے میزبان سے خواب بیان کیا۔ جو اپنے زمانے کے ولی کامل تھے انہوں نے یہ خواب سنکر اپنی بیٹی ملکہ خاتون کی شادی عثمان خاں سے کر دی چنانچہ اسی ملکہ خاتون کے بیٹے سے وہ خواب میں ماہ کامل کی صورت نظر آئی، جو نسل چلی، وہ اب تک دنیا کے بڑے حصہ پر حکمران ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش امرتسر

۱۷ - اکتوبر ۲۹ء

سرمایۂ تنظیم اور اس کا مصرف

عنوان بالا کے تحت ہم اس دس ہزار کے سرمایہ سے متعلق جو تنظیم فو اسطے تنظیم اور "اصلاح الائمہ" کی غرض سے فراہم کیا گیا تھا اور جو قریشی صاحب کی غیر مآل اندیشی یا کسی نامعلوم مصلحت کی وجہ سے کم و بیش دو سال سے بیکار پڑا ہے، ۱۰ ستمبر کی اشاعت میں ایک تفصیلی شذرہ سپرد قلم کر چکے ہیں، جس میں مولانا غلام بھیک صاحب نیرنگ اور ٹرسٹی صاحبان کی خاص توجہ مبذول کراتے ہوئے خواہش کی گئی تھی، کہ وہ اس رقم کو جلد از جلد اپنے قبضہ میں لیکر اس عام غلط فہمی کو دور کر دیں جو عامۃ المسلمین کو بیقرار کر رہی ہے لیکن جناب نیرنگ کی تازہ مراسلت سے معلوم ہوا ہے کہ قریشی صاحب نے بنک کی پاس بک اور متعلقہ کاغذات ڈاکٹر کچلو کی تحویل میں دیدیئے ہیں اور خود باصرار اس سرمایہ کو افغانستان کے امدادی فنڈ میں منتقل کرنے کی تحریک میں پرزور اعلانات کی اشاعت کر رہے ہیں

ڈاکٹر صاحب پر اعتماد نہ کرتے ہوئے ٹرسٹی اور وہ بھی بلا رضامندی مقرر کرنا اور پھر سرمایہ ان کی تحویل میں نہ دینا اور مطالبہ پر یہ کہہ دینا کہ پاس بک اور متعلقہ کاغذات ڈاکٹر صاحب کی تحویل میں دیئے ہیں اور خود اصل غرض کو نظر انداز کرتے ہوئے سرمایہ کو دوسرے مصرف میں لانے کی تحریک کرنا کچھ ایسی باتیں ہیں، جو خواہ مخواہ طبائع کو بدظنی کیطرف مائل کرتی ہیں، لہذا قریشی صاحب کا فرض اولین یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ وہ سرمایہ کو بلا کسی حیل و حجت اور مطالبہ کے ٹرسٹی صاحبان کی تحویل میں دیدیتے اور پھر کوئی نئی تجویز پیش کرتے۔

بلاشبہ اس وقت افغانستان امداد کی طالب ہے، جنرل نادر خاں کی ہمت مردانہ کو پشت پناہی کی از بس ضرورت ہے اور وہ مالی ذریعہ سے ہو سکتی ہے لیکن کیا یہ ایسے سرمایہ سے ہونی چاہیئے جو کسی خاص اور اہم ضرورت کے لئے دردناک اپیلوں کے بعد بہم پہونچایا گیا ہو؟ کیا یہ اس سرمائے کا جائز اور صحیح مصرف سمجھا جائیگا؟ اگر نہیں تو یہ سرمایہ اس اصل غرض کی تکمیل پر کیوں صرف نہیں کیا جاتا، اور جنرل نادر خاں کے لئے کیوں الگ اعانت فنڈ کھول کر اور اس میں فراخدلی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ چندہ دیکر اس حقیقی تڑپ کا عملی اظہار کیا جاتا جو مسلمانانِ ہند کو جنرل موصوف کی فاتحانہ کامیابی کیلئے بیتاب کر رہی ہے،

مسلمانانِ ہند جس قسم کی غلطیوں میں بارہا قومی اغراض کا خون کر چکے ہیں، اسی قسم کی غلطی کا چند افراد اپنی ذاتی رائے سے پھر اعادہ کرنے بیٹھے ہوئے ہیں معاصر "مسلم راجپوت" نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بہت خوب لکھا ہے۔ کہ

"ہندوستان کے مسلمانوں نے اکثر یہ غلطی کی ہے اور اس غلطی کا خمیازہ وہ بارہا بھگت چکے ہیں کہ وہ ایک تحریک کے لئے دوسری کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور وقتی جوش کے زیر اثر اپنی مستقل تحریکوں کو فراموش ہی نہیں کر دیتے بلکہ بعض اوقات اپنے ہاتھوں سے ان کا گلا گھونٹ دیتے ہیں تاکہ ان کی دوبارہ زندگی کا امکان ہی نہ رہے، میں پوچھتا ہوں کہ اگر تنظیم مساجد کی ضرورت آج سے دو سال پہلے مسلّم تھی اور اس کی تکمیل کو مسلمانوں کا عہد حاضر میں سب سے بڑا فرض قرار دیا جا رہا تھا تو کیا یہ ضرورت آج قضیہ افغانستان کی وجہ سے مفقود ہو گئی ہے؟ افغانستان کی خانہ جنگی نے تو جہاں تک میں خیال کرتا ہوں تنظیم مساجد کی ضرورت اور بھی نمایاں کر دی ہے، امان اللہ خاں کے آزاد ملک کو مساجد کی "دفتری حکومت" ہی نے تباہ کیا ہے، اور اس "دفتری حکومت" کا تباہ کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ایک آزاد اسلامی حکومت کو قائم و باقی رکھنا اور یہ دونوں کام بیک وقت جاری رہنے چاہئیں۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمانانِ ہند نے جس ذوق و شوق کے ساتھ ترکی کے دور ابتلا اس کی دستگیری کی تھی اسی کو وہ افغانستان سے بھی رکھیں اور معقول رقوم بتعجیل تمام جمع کر کے جنرل نادر خاں کے پاس روانہ کریں، افغانستان کے ایسے نازک وقت میں سرمایۂ تنظیم مساجد کو سرمایۂ افغانستان کی بنیاد قرار دینے کے کیا یہ معنی نہیں سمجھے جا سکتے کہ مسلمانانِ ہند کہنے کو تو افغانستان کی آزادی کو ایک نہایت گرانقدر شئے سمجھتے ہیں لیکن دل سے ایسا نہیں سمجھتے اگر یہ خیال غلط ہے تو وہ کیوں سرمایۂ تنظیم پر تصرف کرتے ہیں اور کیوں اس وقت تک لاکھوں روپے جمع کر کے جنرل نادر خاں کے حوالے نہیں کر سکے۔"

کمیٹی کے چند افراد کو کوئی حق نہیں پہونچتا۔ کہ وہ قوم کے سرمایہ کو از خود منتقل کرنے کا کوئی فیصلہ کر سکیں اور اس حالت میں جبکہ اس کے تمام وکمال موجود ہونے

میں ہی شبہ ہو، قریشی صاحب کو اعلانات کے چکنے چپڑے الفاظ سے قبل اپنی پوزیشن کو صاف کرنا چاہیئے اور عامۃ المسلمین خصوصاً معطیان سرمایۂ تنظیم کو یقین دلا دینا چاہیئے، کہ رقم صحیح و سلامت بنک میں موجود ہے، مولانا سر رحیم بخش، مولانا سید غلام بھیک صاحب نیرنگ، مولانا عبد اللہ صاحب ٹرسٹی ہوں یا نہ ہوں لیکن ان کا فرض ہے کہ وہ قریشی صاحب سے حساب لیں اور معلوم کریں کہ قومی سرمایہ کے معاملہ میں وہ اس قسم کے کھیل کیوں کھیل رہے ہیں، اس معاملہ میں مزید سہل انگاری و بے پروائی مستحسن خیال نہیں کی جا سکیگی،

نئے قیدی اور ان کے مطالبات

دسہرہ کی تقریب پر متعدد بار بم آزمائی میں کئی بے گناہوں کا خون کرنیوالے، مسٹر سانڈرسن کو دن دہاڑے بزدلانہ طریق پر گولی کا نشانہ بنانیوالے، ایوان اسمبلی میں بم بازی اور پستولوں کی نمائش کرنیوالے، میرٹھ کے سازشی اور دیگر اسی قسم اگر سیاسی قیدی ہو سکتے ہیں اور انہیں امتیاز خصوصی حاصل کرنے کا حق حاصل ہے تو حیرت اور سخت حیرت کا مقام ہے کہ مذہبی قیدی کیوں ان مراعات کے مستحق نہیں ہو سکتے،

عام گذرگاہوں پر بم پھینکنا، حصول آزادی کا ذریعہ نہ تھا، مسٹر سانڈرسن کے قتل سے انگریزی حکومت کا شیرازہ منتشر ہونا ممکن نہ تھا، ایوان اسمبلی میں اس قسم کی حرکات سے شاہراہ سوراج نظر نہ آ سکتی تھی، اس طریق عمل سے نہ سیاست حاضرہ کو کوئی خاص تقویت پہونچ سکتی تھی اور نہ اس میں کوئی خاص ملکی مفاد تھا، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ان جلد بازیوں اور غیر مآل اندیشیوں میں ساحل مقصود گم کر دیا گیا ہے تو زیادہ اب اور زیادہ موزوں ہوگا۔ اب سوال یہ ہے، کہ اگر اس قسم کے لوگ جو صحیح راہ عمل سے منحرف ہو کر ملک کو تباہی و بربادی کیطرف لیجا رہے ہیں کسی خاص سلوک اور خاص رعائت کے سزاوار ہو سکتے ہیں تو وہ جو تحفظ ناموس مذہب کے لئے جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں کیوں کسی خاص سلوک کے مستوجب نہیں،

میاں خدا بخش آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ حملے برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے راجپال پر حملہ کیا اور عدالت نے اس جرم کی پاداش میں انہیں سزا دی تو بلاشبہ وہ ایک مذہبی قیدی کی حیثیت میں ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ ایک مذہبی اسیر کو وہ مراعات نہ دیجائیں جو سیاسی قیدیوں کے لئے مخصوص ہیں، ہماری رائے میں سیاسی قیدیوں کے مقابلہ میں اور ان انارکسٹوں کی نسبت جنہوں نے بیسیوں بے گناہوں کو بم کا نشانہ بنایا مذہبی قیدیوں کے لئے زیادہ بہتر سہولتیں مہیا کی جائیں کیونکہ مذہب کو سیاست پر فوقیت حاصل ہے اور اس لئے بھی کہ پیروان مذہب کا دل ادب و عقیدت کے جذبات سے معمور ہوتا ہے اور وہ راعی و رعایا دونوں کی علی قدر مراتب حیثیت پہچانتے ہیں،

میاں خدا بخش بلاشبہ مذہبی قیدی ہیں اور اسی بنا پر انہوں نے سیاسی قیدیوں کے سے سلوک کا مطالبہ کیا اور یہ بہر نوع واجب ہے، لیکن اس مطالبہ پر "پرتاب" اور "ملاپ" کے پیٹ میں درد اٹھا اور انہوں نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر خدا بخش اور مذہب اسلام پر آوازے کسنے شروع کر دیئے اور خدا بخش کے مطالبہ جوعی کو کسی سرکاری مسلمان کی جدت پسندی کا نتیجہ قرار دیا۔ بحالیکہ خدا بخش کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کسی خاص رعائت کا مستحق نہیں، مہاشہ "ملاپ" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جاں نثاران مذہب کے دل میں اصول، قانون اور آئین کی قدر ہوتی ہے اور وہی راعی و رعایا کے حقوق کو بہترین طور پر سمجھ سکتے ہیں، انارکسٹ نہ مذہب کو جانتے ہیں اور نہ کسی آئین و قانون کو، مذہب سے بیگانہ کبھی فائز المرام نہیں ہو سکتے، لہذا میاں خدا بخش اپنے مطالبہ میں بالکل حق بجانب ہیں اور کسی طرح ان قیدیوں سے کم نہیں جنہیں مراعات خصوصی حاصل ہیں،

تسخیر کابل

بچہ سقہ کے زخمی ہونے کی خبر کے ساتھ ساتھ کئی روز سے یہ خبر بھی زبان زد خلق تھی۔ کہ جنرل نادر خاں اور اس کے ہمراہیوں نے کابل پر قبضہ کر لیا ہے، چنانچہ اس خبر کی تصدیق فری پریس، سول ملٹری گزٹ، اور مختلف مقامات کی تاروں اور معتبر خبروں سے ہو گئی، مجلس خلافت پشاور کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ درانیوں کا لشکر جنرل شاہ محمود کی سرکردگی میں عین اس وقت جبکہ سقوی افواج بدحواس ہو کر بھاگ رہی تھیں کابل میں داخل ہو گیا، فاتح فوج کابل کے مشرقی حصہ سے شہر میں داخل ہوئی۔ توپوں کی گولہ باری سے شہر کے ایک حصہ کی فصیل کے پرخچے اڑ گئے، اہل کابل نے نہائت گرم جوشی سے جنرل موصوف کا استقبال کیا۔ گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور جنرل نادر خاں زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے،

راولپنڈی سے ۱۰ اکتوبر کی خبر ہے کہ جنرل نادر خاں نے ایک اعلان خوست اور پاراچنار میں شائع کیا ہے جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ ۶ اکتوبر ساڑھے پانچ بجے شام کابل پر قبضہ کر لیا گیا ہے تمام سقوی گرفتار ہو گئے ہیں، ان گرفتار شدہ اشخاص میں بچہ سقہ و ام مشکہ بھی ہے اور اسے طوق و سلاسل میں جکڑ کر زندان میں بھیج دیا گیا ہے، کابل میں امن و سکون ہے اور تمام اہم مقامات پر پوری طرح قبضہ کر لیا گیا ہے،

خدا کا شکر ہے کہ سپہ سالار غازی جنرل نادر خاں کے غیور رفقا کی کوششیں بار آور ہوئیں اور افغانستان کے سر پر جو مصیبت بچہ سقہ اور اس کے ڈاکو رفیقوں کے تسلط کی صورت میں نازل ہوئی تھی وہ ٹل گئی ہے،

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ہم اس تقریب سعید پر مرد میدان جنرل نادر خاں اور ان کے رفیق مجاہدین کی خدمتیں ملت افغانیہ سے نیز اور تمام دنیائے اسلام کی خدمتیں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں اور خدائے برتر و کبیر کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ افغانستان کو پھر سے رفعت و عظمت نصیب ہو اور بچہ سقہ ایسے شقی ازلی سفاکوں کی دستبرد سے محفوظ و مامون رکھے، ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد،

سکھوں کی دھمکیاں

پچھلے دنوں معاصر "اکالی" نے مسلمانوں کو اس نوع کی دی اور ایسے الفاظ میں جن سے تفاخر کے ساتھ طنز بھی مترشح ہوتا تھا۔ فرمایا تھا کہ سکھوں کی عظمت و شوکت کا قصر اسلامی سلطنت کے کھنڈروں پر قائم ہے، اس لئے کوئی سکھ یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہو اور جب وقت آیا تو تمام سکھ اپنے اقتدار کی بحالی کے لئے متحد ہو کر خون کی ندیاں بہا دیں گے جس کا جواب مسلمانوں کیطرف سے موزوں و مناسب الفاظ میں یہ دیا گیا۔ کہ مسلمان خون اور آگ کا کھیل کھیلنا خوب جانتے ہیں اور بارہا خون کی ندیوں میں پیر چکے ہیں، اب سکھوں کی جانب سے اسی نوع کی ایک دھمکی ہندوؤں کو بھی دیجا رہی ہے اور وہ بھی کسی غیر ذمہ دار کیطرف سے نہیں بلکہ یہ دھمکی سردار کھڑک سنگھ نے دی ہے جنہیں سکھوں میں خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جو اس سے پہلے احرار وطن میں ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے،

یہ دھمکی ڈسکہ کی ایک دھرم سالہ جس کا قبضہ عدالتی فیصلہ کی رو سے ہندوؤں کو مل چکا ہے پر جبری قبضہ جمانے کے لئے دیجا تی ہے، سکھ سینہ زوری سے کام لینا چاہتے ہیں، وہ ہندوؤں کو مقاطعہ اور مورچہ لگانے کی دھمکی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اکالی گورنمنٹ جیسی طاقت کو کئی بار شکست دے چکے ہیں، تو ہندوؤں کی کیا جرأت ہے کہ وہ اکالیوں کا مقابلہ کریں۔" معلوم نہیں کہ سکھوں کی ذہنیت کو کیا ہو گیا ہے، کہ وہ ذرا ذرا سی بات کے لئے شمشیر غیظ و غضب بے نیام کر لیتے ہیں اور اپنی عظمت و جرأت کے افسانوں سے لوگوں کو مرعوب کرنیکی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ وہ کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ ممکن ہے کہ یہ سنہ ۱۹۳۰ء کی صبح کو آزاد دیدار ہونیکی کوششیں ہوں،

ریاست جے پور کی مسلمان رعایا

ریاست جے پور کے ایک مقام جوموں نام سے نہایت درد انگیز اطلاعات موصول ہو رہی ہیں، معلوم ہوا ہے کہ اس ریاست کی وسعت فرزندان توحید پر تنگ کر دیگئی ہے اور انہیں یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھ سکیں جوموں کے ایک پیر صاحب کو جو ایک دینی مدرسہ کے مدرس ہیں، صرف اس جرم کی بنا پر اسیر طوق و سلاسل کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنے کی جرأت کی، اور حکام کی ممانعت کے باوجود بھی اپنے ایمان کے اعلان سے باز نہیں آئے تھے اقتضائے انصاف یہ تھا کہ جے پور کی حکومت اس تشدد آمیز واقعات کی تحقیقات کے لئے ایک مجلس مقرر کرتی۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں کیگئی۔ لہذا ہم حکومت جے پور کی توجہ اس فتنہ کی جانب جو اپنے اندر قیامت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے منعطف کراتے ہیں، کلمہ توحید کا ورد اسلام کا اولین رکن ہے اور کوئی مسلمان دنیا کی کسی طاقت سے مرعوب ہو کر یہ فرض ادا کرنے سے دستکش نہیں ہوتا ہمیں جے پور کے فرمانروا سے ہرگز امید نہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس طرح پامال ستم ہوتا دیکھکر خاموش رہیگا اور ان لوگوں کو جو اس مفسدہ پردازی کے ذمہ دار ہیں کوئی سزا نہیں دیجائیگی،

بیدار قومیں

آل انڈیا کشمیری کانفرنس کی سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۲۹ ستمبر میں ایل ایل بی، ایم اے، بی اے، سینئری ٹریننگ اور سکنڈری تعلیم کیلئے دو سو سچاس روپے ماہوار اور انجنیرنگ، ایم ایس کی تعلیم کے لئے پانچ سو روپے ماہانہ کے پانچ وظائف منظور کئے گئے ہیں نیز ایکٹ انتقال اراضی سے جو نقصان کشمیری مسلمانوں کو پہنچا ہے اس پر غور و خوض کرنے کیلئے ایسٹر کی تعطیلات میں جلسہ کیا جائیگا،

چوہدری بی بخش نامی راجپوت نے اپنے لڑکے کی تقریب ختنہ پر رسوم قبیحہ سے احتراز کرتے ہوئے کچھ رقم اپنے قومی ہائی سکول کلانور کو ارسال کی اور کچھ اپنے قومی اخبار کی امداد میں بھیجی، زندہ اور عزت سے زندہ رہنے والی قوموں کے یہ کارنامے مردہ دل قرنیشیوں کو درس بیداری دینے کے کافی ہیں۔ کوئی ہے جو آنکھیں کھولے ؟

امرتسر کا دسہرہ

مقامی افسران چوہدری جلال الدین صاحب تحصیلدار اور شیخ نصیر الدین صاحب افسر انچارج سٹی پولیس (کوتوال) کی توجہ اور حسن انتظام سے امرتسر کے دسہرہ کی تقریب نہایت امن و امان سے گذر گئی، پولیس کا انتظام اور عام رویہ قابل تعریف تھا، کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوئی، سال ماسبق کی نسبت امسال زدو شدہ کم تھا، افسران موصوف ہر لحاظ سے تعریف و ستائش کے مستحق ہیں،

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

(نمبر ۳)

اللہ لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ و لا نوم ط لہ ما فی
السمٰوات وما فی الارض ط من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ط یعلم
ما بین ایدیھم وما خلفھم ج ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شآء وسع
کرسیہ السمٰوٰت والارض ج ولا یؤدہ حفظھما ج وھو العلی العظیم

ترجمہ:۔ اللہ کی ذات ہی قابل عبادت ہے۔ وہ زندہ اور زندہ کرنے والا اور خود قائم اور دوسروں کا سہارا ہے۔ وہ نیند اور اونگھ سے پاک ہے۔ اسی کے لئے ہے۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ کون اس کے سامنے بجز اس کی اجازت کے شفاعت کرسکتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ جو انسانوں نے آگے کیا یا آئندہ کریں گے۔ اور ان کو اللہ کے علم سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت بلند کروں اور زمین پر ہر جگہ حاوی ہے۔ اور اس کو ان تمام کاموں سے کوئی کوفت نہیں ہوتی۔ وہ بلند شان والا اور بزرگی والا ہے۔

یحبونھم کحب اللہ ط والذین آمنوا اشد حبا للہ ج (پ ۲ ع ۴)

ترجمہ:۔ بت پرست اپنے بتوں سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے اور مومن ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہایت مضبوط ہوتے ہیں۔ یعنی دنیا و ما فیہا کی محبت خدا کی محبت سے ٹکر نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان پر غالب ہوتی ہے۔

اسلام نے توحید کا دلربا عقیدہ اپنی احسن صورت میں پیش فرما کر انسان سے اپیل کی ہے۔ کہ جب ہر چیز بجز اس کی ذات کے فنا پذیر ہے۔ اور زمانہ اس میں تغیر پیدا کر رہا ہے۔ تو تم کو اسی دائمی ذات سے وابستگی پیدا کرنی چاہیے۔ حضرت ابراہیمؑ کا قول کیا ہی پرحکمت ہے۔ کہ لآ احب الآفلین۔ کہ غروب ہو جانے والے اور متغیر وجود سے میں کیونکر حقیقی وابستگی پیدا کروں؟

دلائل توحید اسلام نے صرف توحید اور اس کی حقیقت کو ہی بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے لئے عقلی دلائل اور براہین بھی پیش فرمائے ہیں۔

(اول) نظام عالم کی باقاعدگی فرمایا:۔

لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا۔

(دوم) دنیا کی ہر چیز کا اپنی مقدار اور اندازہ میں بند ہونا اور حقیقی ضرورت کے سامانوں کا موجود ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل ہے۔ اگر ایک خدا نہ ہوتا۔ تو نہ تو دنیا کی ہر چیز میں ایک ربط اور نسبت ہوتی۔ اور نہ ہی ضرورت کے ساتھ اس کے پورا کرنے کے سامان بھی مہیا ہوتے۔ بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ پیاس تو ہے۔ مگر اس کو دور کرنے کے لئے پانی وغیرہ نہیں۔ غرض نظام عالم کی وحدت ترتیب وحدت صانع پر گواہ ہے۔

(۱) اللہ خالق کل شیٔ وھو الواحد القہار (رعد ع ۲)

(۲) خلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا (

(۳) اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدی (طٰہٰ ع ۳) (فرقان ع ۱)

(۴) واتاکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ

لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیم ع ۵)

ترجمہ:۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہ اکیلا اور ہر چیز پر متصرف اور غالب ہے۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور ہر چیز کے اندازے مقرر فرمائے ہیں۔ اس نے ہر چیز کو بنایا اور اس کے مناسب سامان ضرورت پیدا کئے۔

اے انسانو! اس نے تمہاری ہر فطری خواہش کو پورا کیا۔ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو۔ تو شمار نہیں کر سکتے۔ مگر با ایں ہمہ انسان مشرک اور انکاری ہو جاتا ہے۔ نعمتوں کے ذکر کے بعد ظلوم کے لفظ کو کہہ کر شرک کی مذمت کی ہے۔ سچ ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم ہ

(سوم) فطرت انسانی کی آواز۔ جب انسان پر مصیبت آتی ہے۔ تو وہ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اور اسی کے آگے گرتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ توحید کا عقیدہ ایک فطرتی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وتنسون ما تشرکون (انعام) ع ۴

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوٓء ویجعلکم خلفآء الارض

کہ بتلاؤ جب تم بے بس ہو جاتے ہو۔ تو کیا باقی معبودوں کو بلاتے ہو۔ یا صرف اللہ تعالیٰ کو؟

ء علیہم اللہ قابل یاد کرو ن۔

قصیدۂ مدحیہ و ثنائیہ

تضمین بر نظم مولانا ظفر علی خاں، "بتہنیت اعلیحضرت میر عثمان علیخان تاجدار دکن مد ظلہ العالی"

(از غلام محمد خاں یکتا)

مجھ سے کیا وصف ہو اے خسرو ذیشاں تیرا — مدح گستر ہے زمانہ میں ہر انساں تیرا
فخر ہے ہم کو یہ اے مخبر سلیماں تیرا — ذکر آتا ہے جو عثمان علی خاں تیرا
نام لینے میں محبت سے مسلماں تیرا

خوب عالم میں ہے تیرا یہ حکومت جسکا — ذرہ ذرہ میں نظر آتا ہے جلوہ اس کا
تیری چوکھٹ پہ نہ کیوں جمع رہیں شاہ گدا — ہے یہی رشتہ جسے کہتے ہیں تائید خدا
ہاتھ دولت کا ہے اور گوشۂ داماں تیرا

دل وہ کیا ہے جو تری شان پہ قربان نہ ہو جائے — آنکھ وہ آنکھ نہیں تجھ کو جو پہچان نہ جائے
کس طرح تیری فضیلت کو کوئی مان نہ جائے — جان سو بار چلی جائے مگر آن نہ جائے
اس قدر پختہ ہے اسلام پہ ایماں تیرا

بہرہ ور خورد و کلاں تیرے عطایات سے ہیں — لوگ ممنون تیری الطاف و عنایات سے ہیں
شادماں ہم ترے اس حسن مساوات سے ہیں — زندہ یثرب کی روایات تری ذات سے ہیں
بھول سکتی نہیں ملت کبھی احساں تیرا

تجھکو اللہ نے وہ صبر کی دولت بخشی — جو کسی اور ملک میں کبھی دیکھی نہ سنی
جھوٹ مطلق نہیں یہ بات ہے بالکل سچی — بادشاہی میں فقیرانہ روش ہے جنکی
ان کی فہرست کا دیباچہ ہے عنواں تیرا

میر محبوب علی خان کا تو ہے فرزند — انکساری ہے اسی واسطے خود تجھکو پسند
سادہ پوشاک میں رہتا ہے ترا دل خورسند — ترے خرقہ میں لگے دیکھے ہیں میں نے پیوند
گرچہ جم سے نہیں کم کچھ بھی ہے ساماں تیرا

ہو نہیں سکتی تنہا حمد و ستائش تیری — عقل حیران ہے بس دیکھ کے دانش تیری
سر بسر جملہ مذاہب پہ ہے بخشش تیری — حرم و دیر کو شامل ہے نوازش تیری
ساری اقوام سے برتاؤ ہے یکساں تیرا

گوہر نایاب ہے جب علم کے قاموس کا تو — شمع نور ہے جب دین کے فانوس کا تو
ہاں دلاور ہے جب حضرت قدوس کا تو — پاسباں جبکہ ہے اسلام کے ناموس کا تو
کس لئے پھر نہ ہو اللہ نگہباں تیرا

(یکتا لدھیانوی)

سارڈا بل

یہ خبر ہم کو ملی ہے آج کے اخبار سے — "سارڈا بل" ہو گیا منظور ہے سرکار سے
واجب التعمیل ہو گا وہ یکم اپریل کو — داوئے کشمیر تک سرحد مالابار سے
ہوگئے ہر اک مسلماں نعل در آتش زیر پا — ہند میں ایسی نرالی بات کے اظہار سے
اس نئے آئین سے اسلام کی توہین ہے — یہ صدائیں آ رہی ہیں کوچہ و بازار سے
آج تو بچپن کی شادی بند کرتے ہو مگر — روک دوگے کل ہمیں توحید کے اقرار سے
فیض یہ قانون ہے تعلیم شرع کے خلاف — اس لئے ٹھکراؤ اس کو پائے استحقار سے

فیض محمد فیض } لدھیانہ

تصحیح ۱۲ اکتوبر کے الفریش کے سرورق کی نظم کے دوسرے شعر کا پہلا مصرعہ یوں درست کر لیجئے ۔ "تیرے دم سے وہ فتح حاصل ہوئی اسلام کو"

معلومات

شاہی کمیشنوں کے مصارف سنہ ۱۹۱۰ء اور سنہ ۱۹۲۸ء کے درمیان ہندوستان میں مختلف مقاصد کیلئے ۲۱ کمیشن آئے جن کے مصارف کی مجموعی تعداد ۹۵۶۵۵ پونڈ ہے اور آمدن جو رپورٹوں کی فروخت وغیرہ سے ہوئی وہ کل ۴۷۶۶ پونڈ ہے ۔ ۹۰۸۸۹ پونڈ کا خالص نقصان رہا ۔

فاقہ کش عورت ہسپانیہ کے دارالسلطنت لزبن کے نواح میں ایک گاؤں ہے ، جہاں ایک عورت رہتی ہے جس کی عجیب و غریب زندگی نے ایک دنیا کو محو حیرت کر رکھا ہے ، معلوم ہوا ہے کہ اس عورت نے تین سال سے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا ۔ اس شخص کو اس خبر کی صحت کا یقین نہیں تھا ، اس نے اس عورت کو ایک کمرہ میں لے جا کر بند کر دیا ، معلوم ہوا ہے کہ وہ ۲۶ اگست سے کمرہ میں بے آب و دانا بند ہے اور ابھی تک زندہ ہے ۔

داستانِ پارینہ

واثق باللہ عباسی خاندان کا ایک اولوالعزم تاجدار گذرا ہے۔ آپ کی فیاضی و رعایا نوازی، عدل و انصاف، اور آئین ملکداری کے متعلق تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ مسٹر ہیکیرڈ انگریز مورخ نے بھی اپنی تحقیق کے مطابق آپ کے کچھ حالات قلمبند کئے ہیں، جن میں بعض نہایت عجیب و غریب ہیں۔ چنانچہ ایک واقعہ ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (دہوہذا)

واثق جو نوجوان عباسی خلیفہ ہے، معتصم کا بیٹا ہے اور ہارون الرشید کا پوتا تھا تخت و تاج کیلئے جو اوصاف وجہ آرائش ہوتے ہیں، وہ سب اس کی ذات میں جمع تھے اور اس لئے مسند افروز خلافت ہونے ہی کے وقت سے اسکی رعایا کے دل میں اسکی طرف سے بڑی بڑی شاندار امیدیں پیدا ہو گئی تھیں، ہر شخص یہی سمجھتا تھا۔ کہ واثق کا عہد حکومت عہد فرخی و فراخی کا ایک طویل و مدید دور ہوگا۔ وہ بلند بالا اور وجیہ و شکیل تھا۔ چہرے سے وقار و تمکنت کے ساتھ لطف مترشح ہوتا تھا لیکن حالت برافروختگی میں اس کی آنکھوں سے ایک ایسی ہیبتناک کیفیت ظاہر ہونے لگتی تھی۔ کہ کوئی شخص اسکی تاب نہ لا سکتا تھا اور جس بدبخت پر اس بلا انگیز نگاہ کا شعلہ برس جاتا تھا وہ ٹھٹک کر رہ جاتا تھا اور بعض دفعہ تو اس کا کھڑے کھڑے دم نکل جاتا تھا لیکن اس ڈر سے کہ مبادا اسکی چشم پرافسوں ساری مملکت کو اجاڑ دے اور اس کا محل بھی سونا رہ جائے وہ بہت کم طیش میں آئے

اس نے اپنے باپ کی زندگی میں اسقدر مطالعہ کیا تھا۔ کہ اس کی معلومات میں بہت بڑی وسعت ہو گئی تھی۔ لیکن یہ تبحر علمی اس کے اطمینان قلب کے لئے کافی نہ تھا، اور کل موجودات کے حقائق کا ادراک کرنا چاہتا تھا۔ اور ان علوم و فنون پر بھی حاوی ہونے کا آرزومند تھا۔ جو ابھی منصۂ شہود پر جلوہ گر بھی نہ ہوئے تھے۔ اس نے علم نجوم کی طرف توجہ کی۔ تا آنکہ وہ نجوم کے اسرار میں ماہر ہو گیا۔ اور اس کو گمان ہونے لگا۔ کہ ستاروں نے اس پر عجیب و غریب کارناموں کے ایک محیر العقول سلسلہ کا راز منکشف کیا ہے۔ جو ایک ان دیکھی اور ان بوجھی سرزمین کے ایک حیرت انگیز باشندے کی وساطت سے پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے۔ واثق پہلے بھی اجنبیوں سے بلطف و مدارات پیش آتا تھا۔ لیکن اب تو اسکی توجہات دوسرے ملکوں کے نو وارد باشندوں پر پہلے سے بھی کئی حصے زیادہ مبذول ہونے لگی۔ اس نے سامرہ کے گلی کوچوں میں ڈھنڈورا پٹوا کر اعلان کرا دیا۔ کہ اس کی رعایا میں سے کوئی شخص کسی اجنبی کو نہ اپنے ہاں ٹھہرائے۔ اور نہ اسکی نقل و حرکت میں مزاحم ہو۔ بلکہ اسے سیدھا محل میں لے آئے۔

ایک مہیب اور کریہ المنظر اجنبی

اس منادی کو زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے۔ کہ دولت عباسیہ کے پایۂ تخت میں ایک شخص وارد ہوا جسکی صورت ایسی ڈراونی تھی۔ کہ شاہی چوبدار بھی جو اسے گرفتار کر کے حریم خلافت میں لائے۔ اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ خود خلیفہ کی نظر بھی جب اس کے مہیب اور مکروہ چہرہ پر پڑی۔ تو وہ مبہوت رہ گیا۔ لیکن جب اجنبی نے ایسے ایسے عدیم المثال نوادر و نفائس اپنی بقچہ میں سے نکال کر خلیفہ کے سامنے چن دیئے۔ جو اس سے پہلے اس نے کبھی دیکھے کیا سنے بھی نہ تھے۔ تو اسکا خوف مبدل بہ مسرت ہو گیا۔

اجنبی کے عجائبات

حقیقت یہ ہے۔ کہ جو مال تجارت اس ڈراونی صورت والے اجنبی نے اپنے بقچوں میں سے نکالکر قرینہ سے خلیفہ کے سامنے چن دیا۔ وہ غرابت میں اپنی مثال آپ تھا۔ ہر ایک چیز صنعت و تجمل کا معجزہ بن کر عقل کو حیران اور آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی تھی ہر ایک عجوبہ کے ساتھ چرمی کاغذ کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ جس پر اسکے محیر العقول خواص درج تھے۔

ان عجائبات میں کچھ پاپوش تھے۔ جن کو پہن کر انسان خود بخود چلنے لگتا تھا۔ کچھ چاقو تھے جنہیں ہاتھ میں لے کر کسی چیز کو کاٹنے کے لئے ہاتھ کو جنبش نہ دینی پڑتی تھی۔ اسلئے وہ خود بخود کاٹتے چلے جاتے تھے۔ اسی قسم کے فسوں ساز تلواریں تھیں۔ جن کا وار آپ سے آپ اس شخص پر پڑتا تھا۔ جس پر حملہ کرنا مقصود ہوتا تھا۔ یہ سب اشیا جڑاؤ تھیں۔ اور جواہرات ان میں لگے تھے۔ وہ اس وقت تک انسان کے علم میں نہ آئے تھے۔

خلیفہ پر دوسرے اہل دربار کی طرح یوں تو ان سب نوادر ہی کو دیکھ دیکھ کر محویت کا عالم طاری ہو رہا تھا۔ لیکن تلواروں نے اسکی توجہ کو خصوصیت سے اپنی طرف کھینچا۔ ان کی چمک آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ اور انکے پھلوں پر غیر متعارف حروف میں کچھ عبارت کندہ تھی۔ جس نے واثق کے پہلوے تجسس میں بے اختیار چٹکی لی۔ اور اس نے ارادہ کر لیا کہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی عقل مقال کے ناخن سے اس عقدۂ مشکل کو کھولے گا۔ غرض مال کی قیمت دریافت کئے بغیر اس نے حکم دیا۔ کہ خزانہ عامرہ میں جسقدر اشرفیاں موجود ہوں سب کا لاکر ڈھیر لگا دیا جائے۔ اور جب اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل ہو چکی۔ تو اجنبی کو ایماء ہوا۔ کہ طلائی سکوں کے اس انبار میں سے اپنے مال کا جسقدر معاوضہ چاہے لے لے۔ اجنبی نے جسکے منہ پر اس وقت تک برابر مہر سکوت لگی ہوئی تھی۔ خلیفہ کے ارشاد کی تعمیل تو کی۔ لیکن رقم اتنی کم لی۔ جسے اسکی متاع کی گراں مائگی سے کچھ بھی نسبت نہ تھی۔

اجنبی کی انوکھی روش

واثق نے اس سے کہ اس دنیا جہان سے نرالے سوداگر کی خاموشی اور جھجک کا باعث دربار خلافت کا رعب ہے۔ بلاشبہ اسے آگے آنے کو کہا۔ اور ازراہ مکرمت اس سے دریافت کیا۔ کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور ایسے حسین وجمیل نواور تمہیں کہاں سے ہاتھ آئے؟ اجنبی نے جسے انسان کی بجائے دیو کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ خلیفہ کے استفسار کے جواب مہر سکوت توڑی تو اسطرح توڑی کہ تین دفعہ اپنے ماتھے کو جو اس کے بدن کی طرح آبنوس سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔ ہاتھ سے رگڑا چار مرتبہ اپنی توند کو جو بڑے مٹکے کے برابر تھی ڈھول کیطرح بجایا۔ پھر اپنی کٹوری سی آنکھیں جو انگارے کی طرح دہک رہی تھیں پھاڑ دیں۔ اور اس تمہید سہ گانہ کے بعد نہایت مہیب آواز میں اس بدتمیزی سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔ کہ بتیسی تک نظر آگئی۔ جس پر ڈھیروں زردی جمی ہوئی تھی۔

واثق نے بتقاضائے مسافر نوازی اجنبی کے اس بے باکانہ طرز عمل کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ اپنے استفسارات کا اعادہ کیا۔ لیکن جب اس پر بھی کوئی جواب نہ پایا تو غصہ میں آکر کہا۔ کہ او بدمعاش کیا تو نہیں جانتا۔ کہ میں کون ہوں۔ اور تو کسکا منہ چڑا رہا ہے۔ یہ کہکر اس نے اپنے چوبداروں سے دریافت کیا۔ کہ اس شخص کو کسی نے بولتے سنا بھی ہے۔ یا نہیں۔ کہیں یہ گونگا تو نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور بولتے تو ہم نے اسے سنا ہے۔ لیکن ذرا کم سخن ہے۔ یہ سن کر واثق نے برافروختگی کے لہجہ میں کہا۔ کہ اگر گونگا نہیں ہے۔ تو اسے میرے سامنے زبان کھولنی ہوگی اور مجھے بتانا ہوگا۔ کہ یہ کون ہے کہاں سے آیا ہے۔ اور یہ عجائبات کہاں سے لایا ہے۔ ورنہ قسم بہ عمار علیم کہ میں اس سب سرکشی خاک میں ملا دونگا۔ اس دھمکی کے ساتھ ہی واثق نے اپنی چشم بلا انگیز کی ایک قہر آلود نگاہ اجنبی پر ڈالی۔ لیکن اجنبی پر باوجودیکہ وہ نہایت دیدہ دلیری سے واثق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھا مطلق کوئی اثر نہ ہوا۔

اجنبی کو سزائے قید

زبان اس حیرت کے اظہار سے قاصر ہے۔ جو شوخ چشم سوداگر کی اس خوق الانسان طاقت برداشت سے اہل دربار پر طاری ہوگئی۔ وہ آنکھ جسکی تاب کوئی انسان آج تک نہ لاسکا تھا۔ پہلی مرتبہ بے اثر ثابت ہوئی وہ نگاہ جو جادوئے بابل کے دھوئیں اڑانے پر قادر تھی۔ آج ایک نامعلوم الاسم اور مجہول الکیفیت لوزہ درد کے آگے عاجز ہوگئی۔ سب کے سب درباری اپنی جان بچانے کے خیال سے اوندھے منہ زمین پر گر پڑے۔ اور برابر اسی طرح سربسجدہ رہے۔ تاآنکہ خلیفہ نے غضب آلود لہجہ میں چلاکر کہا۔ کہ احمقو کیا خاک پر لوٹ رہے ہو۔ اٹھو اور اس پاجی کو گرفتار کرکے قیدخانہ میں لے جاؤ۔ دیکھو اس پر سخت پہرا بٹھایا جائے۔ اور زنداں میں پرندہ تک پر نہ مارے۔ لیکن جو روپیہ میں نے اسے دیا ہے۔ وہ اس کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ میں اسکی جائداد چھیننی نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ وہ کچھ منہ سے بولے۔ خلیفہ کا یہ حکم سنتے ہی چوبداروں نے اجنبی کو گرفتار کرلیا اور اسکی مشکیں باندھکر اور اسکے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اسے قیدخانہ میں لے گئے۔ جو بڑے برج کیساتھ شامل تھا۔ اس سنگین زندان میں لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ اور اسکے قیدی کیلئے مخلصی کی کوئی تدبیر نہ تھی۔

اجنبی کو زندان میں بھیجکر خلیفہ محلسرا میں چلا گیا۔ لیکن اس کا شدید انتشار خاطر خاصہ پر بھی فرو نہ ہونے پایا۔ دسترخوان میں تین سو بوتاسو لذایذ کی قابیں چنی ہوئی تھیں۔ ان الوان نعمت میں سے اسکے کام و زبان صرف بتیس قابوں سے آشنا نہ ہوسکے۔ اتنا کم کھانا کھا کر اسے بھلا نیند کیسے آتی۔ وہ رات بھر بے چین رہا۔ اور آنکھ تک نہ جھپک سکا۔

زندان سے اجنبی کا فرار

ابھی پو اچھی طرح پھٹنے نہ پائی تھی۔ کہ واثق قدم بڑھاتے ہوئے زندان کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ اس خیرہ سر اجنبی سے جس نے کل اسے اس بُری طرح زک دی تھی۔ آج پھر اسکے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ لیکن جب برج کے پھاٹک پر پہنچکر اس نے دیکھا کہ پھاٹک اسکی چشم انتظار کی طرح کھلا ہے۔ قیدخانہ خالی ہے۔ اور پہرے والوں کی لاشیں چاروں طرف زمین پر پڑی ہیں۔ تو اسکے جوش غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ غم اور غصہ سے اسکی حالت دگرگوں ہوگئی۔ اور اس عالم از خود رفتگی میں اس نے غریب سنتریوں کی بے جان لاشوں کو ٹھوکریں مارنی شروع کیں۔ یہ مشق لگدزنی شام تک مسلسل جاری رہی اسکے ندیموں اور وزیروں نے ہزار جتن کئے۔ کہ کسی طرح اسکے قہر چشم کی یہ چڑھی ندی اتر جائے۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ سیلاب اور بڑھتا رہا ہے۔ تو انہوں نے یک زبان ہوکر پھیلانا شروع کیا۔ کہ خلیفہ دیوانہ ہوگیا۔ خلیفہ کی عقل جاتی رہی۔

قراطیس

یہ شور بہت جلد سامرہ کی گلیوں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گونج اٹھا۔ تاآنکہ واثق کی ماں قراطیس اس غلغلہ کو سنکر بیتابانہ اپنے بیٹے کے پاس پہنچی۔ تاکہ اپنا اثر ڈال کر اسکے جوش وجنون کو فرو کرے۔ قراطیس کی گریہ زاری اور پیار دلاسے اور منت سماجت کا اتنا اثر ہوا۔ کہ واثق کی طبیعت کسی قدر سنبھل گئی۔ اور وہ محل کو واپس آگیا

اس ڈر سے کہ مبادا اکیلے میں واثق کو پھر وہی بھڑک اٹھے۔ قراطیس اسے سہری پر لٹاکر خود سرہانے بیٹھ گئی اور اپنی مادرانہ محبت اور میٹھی میٹھی باتوں سے دل بہلانے گئی۔ اس کوشش میں اسے خاطرخواہ کامیابی ہوئی۔ اسلئے کہ واثق کو اس سے نہ صرف وہ الفت تھی۔ جو ایک سعادت مند بیٹے کو ماں سے ہوا کرتی ہے۔ بلکہ وہ فضل وکمال اور عقل ودانش کے لحاظ سے بھی اپنی ماں کو بنگاہ ادب احترام دیکھتا تھا۔ قراطیس چونکہ خود یونانی النسل تھی۔ اسلئے اس نے اپنے بیٹے کو یونان کے علوم وفنون کی فردیج پرآمادہ کیا لیا تھا۔ جنہیں تمام مسلمان نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ علوم نجوم میں مہارت تامہ رکھتی تھی۔ اور اسی لئے اس نے واثق کی تسلی وتشفی یہ کرکے کی۔ کہ بیٹا ستاروں نے تمہارے مقدر پر جو حکم لگایا ہے۔ وہ بہت ہی

بقیہ بر صفحہ نمبر ۱۱

تو کہاں؟

میری آرزوؤں اور امنگوں کے مرکز! میرے مایۂ ناز پریتم! دل مُضطر و بیقرار تیری یاد میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ اُٹھا۔ تیرے لئے تڑپا۔ لوٹا۔ ہرچند راہوار تخیل کی عنان توجہ دنیا و مافیہا کی طرف منعطف کرنے کی کوشش کی۔ پر نہ کچھ اس طرح بے خود و بے قابو ہوا۔ کہ قابو میں نہ آیا۔ دیوانہ وار تیری جستجو میں دشت و صحرا کی طرف بھاگا اور اُن کی ان میں گردیں مل گیا۔ کہ تجھے پائے کانٹے سے ہم آغوش ہوگیا۔ کہ تو مل جائے۔ پھول سے جا لپٹا کہ تجھ سے بغلگیر ہو جائے۔ مگر تو نہ ملا۔

تیری تلاش میں میں نے جگہ جگہ کی خاک چھانی۔ بحر و بر میں تجھے ڈھونڈا۔ آہ پریتم میں۔ نالۂ مسکین میں۔ فغان بیوہ میں تیری جستجو کی۔ مگر تو نہ ملا۔ شور بلبل میں۔ رنگ گل میں۔ غنچہ کی چٹک میں۔ بجلی کی کڑک میں۔ بسمل کی تڑپ میں میں نے تیری تلاش کی مگر آہ! تو نہ ملا

پریتم! تیری تلاش میں۔ تیری جستجو میں میں مجنوں ہو گیا۔ میرے پاؤں کے چھالوں نے خار بیاباں کی دیدہ شوئی کی۔ ابر سیاہ آیا۔ میری بیکسی پر آٹھ آٹھ آنسو لایا۔ باد بہاری چلی۔ اور گرد و غبار سے دست درازیاں کرتی ہوئی نکل گئی۔ میری متجسس نگاہیں ان مناظر کی طرف چشم نرگس کی طرح دیکھ رہی تھیں۔ کہ شاید تو ان میں نظر آ جائے۔ مگر تو ——— کہاں؟

ناقوس کی آواز میں۔ مؤذن کی اذان میں میں نے تجھے ڈھونڈا۔ ظالم کے ظلم میں ماں کی محبت میں۔ باپ کی شفقت میں۔ دوست کی الفت میں میں نے تیری تلاش کی۔ جب تجھے نہ پایا۔ تو مایوسانہ لہجہ میں میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ پریتم تو کہاں ہے؟ شام کی سیاہی جب دنیا کو اپنی چادر ظلمت میں ڈھانپ لیتی ہے۔ مشرق سے ماہتاب۔ ملکۂ فلک جب سپاہ انجم کا جائزہ لینے کو نکلتی ہے اس عالم پر نور میں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو جلوہ فگن ہے۔ اپنے لڑکھڑاتے ہوئے بازو تجھے اپنے آغوش میں لینے کے لئے کھول دیتا ہوں مگر تو ——— کہاں؟

صحن گلشن میں تجھے ڈھونڈتا ہوں۔ پھول کی پتیوں میں تجھے دیکھتا ہوں۔ گلاب کی خوشبو مشام جاں کو تازہ کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو اسی میں پنہاں ہے دیوانہ وار ادھر اُدھر بھاگتا ہوں۔ کہ تجھے پا لوں۔ مگر آہ تو ——— کہاں؟

شبنم کے قطرہ ہائے سیمیں سبزۂ بیگانہ پر اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ خیال کرتا ہوں۔ کہ تو جلوہ آرا ہے۔ یکایک ان سے دست و گریباں ہو جاتا ہوں کہ تجھے پکڑ لوں۔ مگر آہ! جب تو نہیں ملتا تو کہہ اٹھتا ہوں۔ پریتم تو کہاں ہے؟

پریتم! میری آنکھوں کے نور۔ دل کے سرور۔ میرے دلدار پریتم! آ۔ پیشتر اس کے کہ یہ روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے۔ اپنے دیدار فرحت آثار سے مشرف انداز کر۔ آ۔ اور میرے آرزوؤں کے متلاطم سمندر میں ایک سکون پیدا کر۔ تاکہ میں اس جہان کی دار و گیر سے بہ آسانی مخلصی پاؤں۔ اور اپنی آخری آرام گاہ میں چین سے سو جاؤں ؎

ذرا تو ٹھہر اجل شاید کہ میرا یار مل جائے

طالب فتح گڑھی ترنتارن

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب چوہدری جلال الدین صاحب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم امرتسر

مسمات بھاگاں کو بیوہ ارجن سنگھ گنگا سنگھ لوزنگ سنگھ پسران بڈھا سنگھ جٹ ساکن کتھونگل تحصیل امرتسر | بنام | مسمات بلونت کو بیوہ ارجن سنگھ (والدہ و سرپرست شدنگاراتا رانا بالغان پسران ارجن سنگھ اقوام جٹ ساکنان کتھونگل تحصیل امرتسر)

دعویٰ تقسیم اراضی واقعہ کتھونگل تحصیل امرتسر

مقدمات عنوان بالا میں لوزنگ سنگھ و مسمات بلونت کور مدعا علیہم باوجود اجرائے اطلاع نامہ جات کے حاضر نہیں آئے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر واقعہ ۲۳/۲۹ (۲۳ اکتوبر) کو اصالتاً یا وکالتاً مقدمہ کی پیروی نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔ تحریر ۴/۲۹

ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری ہوا۔

(دستخط) تحصیلدار و اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم

تحصیل امرتسر

2286

بقیہ صفحہ نمبر ۵ - دی تھی میں اسکے ساتھ بدرشتی پیش آیا۔ اور اپنی بدسلوکی سے اسکی بیزاری کا باعث ہوا۔ مجھے تو چاہیے تھا کہ اسکی رضا جوئی کو اپنے ہر قدم پر مقدم رکھتا۔ اور کوئی دقیقہ اسکو بلطف و آشتی رام کرنیکا ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ قرالمیس نے یہ دیکھ کر کہ واثق ابھی تک کڑھے جاتا ہے پھر تسلی دینی شروع کی اور کہا کہ بیٹا جو پانی بہہ چکا ہو ندی میں کبھی واپس نہیں آ سکتا جو بات گذر چکی اسکا غم کھانا لاحاصل ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ ماضی کو نظر انداز کر کے صرف مستقبل کو پیش نظر رکھیں کیا عجب ہے۔ کہ اس شخص سے پھر ملاقات ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جو عمارتیں م

واقعات و حوادث

سیلاب کی تباہ کاریاں

پنجاب کے اضلاع میانوالی، شاہپور، جہلم، جھنگ، گجرات، اٹک، ڈیرہ غازیخاں میں سیلاب کیوجہ سے ۲۰۶ آدمی اور ۱۱۴۸ مویشی ہلاک ہوئے ۱۹۱۴۸۶ ایکڑ اراضی میں فصلیں تباہ ہوئیں ۷۴۹۸۶ مکانات منہدم ہوئے اور ۹۲۹ مکانات کو نقصان پہونچا۔ ۳۵۲۷۰ روپے کی پہلی قسط بطور امداد مصیبت زدگان میں تقسیم کیگئی،

پنجاب کے اکثر اضلاع میں ٹڈی دل نے فصلوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض اضلاع میں اس نقصان کیوجہ سے گرداوری ملتوی کر دیگئی ہے،

دریائے نیل میں امسال اس قدر سخت اور شدت کا طوفان آیا۔ کہ کھیتیاں پانی میں غرق ہو گئی ہیں۔ ہوا کی تیزی نے لوگوں کو حراساں کر رکھا ہے، پلوں کے ٹوٹ جانے کا ہر لحظہ خوف طاری ہے اور لوگ رات دن جاگ کر گذار رہے ہیں، یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے خدا فضل کرے،

موٹر کا ایک اندوہناک حادثہ

۱۰ اکتوبر کی شام کو امرتسر کے سوداگر چرم میاں محمد حسین ابھی موٹر گاڑی پر سیر کیلئے نکلے، موضع ویرکا کے اس موڑ پر جہاں ریلوے لائن جرنیلی سڑک کو عبور کرتی ہے اور جو کئی حادثات ہونیکی وجہ سے منحوس ہے پہونچے تو پہیئے کی حرکت میں نقص واقع ہوا اور موٹر معاً الٹ گئی جس سے آپکی دو نوجوان شادی شدہ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہیں جاں بحق ہو گئے، میاں صاحب کو بھی سخت چوٹیں آئیں، ۱۱ اکتوبر کی صبح کو یکے بعد دیگرے جنازے اٹھنے کا سماں اس قدر کربلا انگیز تھا۔ کہ پتھر دل پانی ہو رہے تھے ہمیں میاں صاحب کی اس مصیبت میں ہمدردی ہے خداوند کریم آپ کو شفائے عاجل اور صبر عطا کرے۔ آمین!

قانون تحدید ازدواج

وائسرائے نے شاردا بل کو منظور کر کے اسے قانون کی حیثیت دیدی ہے اور یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے اس کا باقاعدہ نفاذ عمل میں آئیگا۔ ہم نہایت وضاحت سے بیان کر چکے ہیں کہ اس قانون کا نفاذ ہماری زندگی کے مختلف شعبوں میں انقلاب برپا کر دیگا، سینکڑوں ایسے موضوع جن کی جانب توجہ نہیں کیگئی بحسیر کار آ جائیں گے جہاں صغرسنی کی شادی کا انسداد ہو جائیگا وہاں کئی فتنوں کا دروازہ کھل جائیگا ہندوستان کے طول و عرض میں اس کے خلاف پرزور صدا بلند کیجا رہی ہے،

عجیب و غریب مقدمۂ قتل

کراچی ۱۳ اکتوبر، عدالت سشن میں قتل کا ایک عجیب و غریب مقدمہ پیش ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ طیب علی بوری کے ملازم فدا حسین نے ۔۔۔ سے اس کا سر قلم کر دیا، معلوم ہوا ہے کہ مقتول کو معدے کی کوئی بیماری تھی اور اس نے تنگ آ کر خودکشی کا فیصلہ کر لیا۔ اس مطلب کی اس نے تین بڑی دردناک چٹھیاں لکھیں مگر خودکشی کی جرأت نہ ہوئی، اس لئے اس نے اپنے نوکر سے کہا کہ جب وہ شراب پی کر خوب بدمست ہو جائے تو وہ اسے قتل کر دے، ملزم کے اقبال کے مطابق اس معاہدے کی تکمیل گذشتہ سال ماہ اپریل میں کیگئی،

برطانیہ کی جدید حکمت عملی

ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ دفتر ہند کو اس امر کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ مسٹر ویجوڈ بن وزیر ہند کے ہندوستان تشریف لیجانے کا کوئی امکان بھی ہے، یہ اطلاعیں اشاعت پذیر ہو رہی ہیں کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کے متعلق اپنی جدید حکمت عملی کا اعلان بہت جلد کرنیوالی ہے، معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ یہ غیر اغلب ہے کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ پیش ہونے سے پیشتر اس نوعیت کا کوئی اعلان جاری ہو تاہم یہ امر تعجب انگیز نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان پہونچکر لارڈ ارون اپنی تقریروں میں حکومت کی جدید حکمت عملی کا ذکر کریں گے سائمن کمیشن کی رپورٹ فروری میں پیش ہوگی،

مقدمہ سازش لاہور

اس سلسلہ میں پچھلے دنوں پونہ سے تین نوجوان گرفتار کر کے لاہور لائے گئے تھے انہیں اب واپس بھیجا جائیگا اور ان پر وہاں قانون اسلحہ کے تحت مقدمہ چلیگا، یہاں کے دیگر آٹھ ملزمین نے ایک درخواست بدیں غرض دی ہے کہ انہیں حکومت کے خرچ پر کیس کرنیکی اجازت دیجائے وکیل سرکاری نے ملزمین سے وکلا کی فہرست طلب کی ہے

مقدمہ سازش پنجاب

کے سلسلہ میں سپیشل پولیس بے انتہا مصروف ہے اور کئی گروہوں پر منقسم مختلف مقامات پر تحقیقات کر رہی ہے، بھگت اور دت اب کھانا کھا رہے ہیں، مقاطعہ جوعی ترک کر دیا گیا ہے،

گورنمنٹ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی تجویز

ٹونگو ۱۰ اکتوبر۔ برما لیجسلیٹو کونسل کی مرحوم دل پارٹی کے لیڈر مسٹر ہتھ روزی یو پونے اخبارات کے نام ذیل کا پیغام بھیجا ہے میں بلا خوف تردید یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ لیعنی گورنر اور ممبران اگزیکٹو کونسل ریورنڈ یو وزیا کی موت کے ذمہ دار ہیں۔ میں نے کونسل میں کھلے طور پر یہ الزام لگایا تھا۔ تمام برمی اور ہندوستانی میرے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں ایسی ملزمان کے ساتھ قانونی کارروائی کرنے کی غرض سے مشورہ کر رہا ہوں، میرے زیر غور ایک طریقہ یہ ہے کہ دار العوام یا انگلینڈ کی ہائی کورٹ میں ملزمان پر مقدمہ چلانے کیلئے اپنا فرض ادا نہ کرنے اور رعایا پر جبر و تشدد کرنیکا الزام لگایا جائے

مقدمہ سازش میرٹھ

۱۰ اکتوبر کی صبح کو ملزمین مقدمہ سازش میرٹھ مسٹر بنکار شوکت عثمانی اور ڈانگے کیطرف سے ایک درخواست پیش ہوئی۔ کہ دسہرہ کی تعطیل کے بعد ذاتی ۔۔۔

مصطفےٰ کمال پر قاتلانہ حملہ

تازہ عربی ڈاک میں غازی کمال پاشا کی جان پر سخت حملہ کی خبر ہے، غازی پاشا اپنے موسم گرما کے مکان میں ایک روز کے واسطے مزدوری کام کیلئے گئے تھے یہ مکان پہاڑی پر واقع ہے جس کا رستہ درختوں سے بھرا ہوا ہے، جب کمال پاشا واپس ہو رہے تھے، ان درختوں میں سے کسی نے دو فائر کئے دونو گولیاں گھوڑے کی گردن اور کمر میں گھس گئیں اور وہ فوراً گر گیا۔ کمال پاشا اس وقت گھوڑے کو تیز چال سے چلا رہے تھے، اتفاق سے جان بچی مگر گر پڑے اور بہت چوٹ آئی ان کے ساتھ ایک افسر بھی تھا مگر مارنیوالے درختوں کے جھنڈ میں گھس گئے،

اس خبر سے دور دور سنسنی پھیل گئی، پولیس گرفتاریاں کر رہی ہے مگر شبہ اور اعتقاد کی بنا پر، کمال پاشا کے متعلق مشہور ہے، کہ ان پر گولی اثر نہیں کرتی،

غازی امان اللہ کے متعلق افواہ

غازی موصوف کی واپسی کے متعلق خبریں بہت زور کے ساتھ آرہی ہیں اور یہ نئی بات اب معلوم ہوئی ہے کہ آپنے ایک طیارہ کا آرڈر جرمنی کو دیا ہے جس میں بیٹھ کر وہ ترکی اور ایران ہوتے ہوئے قندھار جائیں گے وراہنوں نے خاص طور پر امان اللہ خاں کی واپسی کے لئے خواہش ظاہر کی ہے کیونکہ وہ اپنے گذشتہ گناہوں کی تلافی کرنا چاہتے ہیں، ایک عام افواہ ہے کہ جنرل نادر خاں نے سربت شاہی خاندان کے کسی سعد اسد خاں نامی کو تخت کابل پر متمکن کر دیا ہے،

فسادزدوں کو سرکاری امداد

راولپنڈی، ۱۱ اکتوبر، معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک لاکھ روپیہ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے حوالے کیا ہے، یہ اس ہرجانے کی پہلی قسط ہے جو ہنگامہ راولپنڈی ۱۹۲۶ء کے فسادزدوں کیلئے منظور کیا گیا تھا یہ رقم سرکاری محاصل میں سے دیگئی ہے اور ڈپٹی کمشنر نے اسکی تقسیم کیمتعلق اہل شہر کی رائے دریافت کی ہے اس سلسلہ میں اہل شہر پر ٹیکس نہیں لگایا جائیگا۔

مسلم یونیورسٹی کو امداد

مولوی محمد یعقوب صاحب کے ایک سوال کے جواب میں سرکاری ممبر نے کہا کہ حکومت ہند بنارس یونیورسٹی کیطرح مسلم یونیورسٹی کو بھی ۵ لاکھ کی امداد دینے کو تیار ہے

مراسیت کے ادعائے قریشیت کی تاریخی حقیقت

(ضمیمہ نمبر ۱۵)

اگر یہ درست ہے کہ نہ صرف ہفت روزہ چھیڑا ہی معدومیت کو پہنچ چکا۔ اور خرافات نگاری کا ہوا اٹھ گیا۔ بلکہ مراسیت کے ادعائے قریشیت جدیدہ کا پیرو کار اور علمبردار بھی اپنے مسکن میں جا گھسا۔ تو سمجھ لینا چاہیے۔ کہ باطل حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

لیکن سوال زیر تحقیقات اصولی بحث کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس ضمن میں ضرور اس امر کی اشد ضرورت ہے۔ کہ جناب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب پر بھی ایک محققانہ نگاہ ڈالی جائے۔ اور پرکھا جائے۔ کہ آیا ڈوم مراسی باعتبار نسب ان کی نسل سے ہو سکتے ہیں یا نہ۔ اور یہ سب کچھ محض اس لئے کہ

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

اس سے پیشتر مراسیوں کی موہومہ قریشیت کی تردید و تکذیب میں جس قدر مضامین "القریش" میں شائع کئے گئے۔ ان میں انگریزی عبارت کے حوالہ جات متعلقہ بھی دیئے گئے۔ کیونکہ وہ مختلف کتب تاریخ کے مختلف مقامات سے منقول تھے۔ لیکن اب ایک ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جس میں مسلسل و پیہم انگریزی عبارت کا اندراج صفحات القریش پر ایک غیر ضروری بوجھ ہوگا۔ اس لئے بخوف طوالت ترجمہ پر اکتفا کیا جائیگا۔ اور ناظرین کی سہولت کے لئے اخیر میں ایک ہی دفعہ مفصل حوالہ دے دیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق

"ترجمہ"

مراسی ان بڑی مختلف النوع جماعتوں میں سے ہیں۔ جن کے ذرائع حصول معاش اور حیثیت معاشری میں عظیم تفاوت ہے۔ اور یقیناً ان کا حسب و نسب بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہے۔ ایسی جماعتوں کو پنجاب میں اصطلاحاً "قوم" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بالفاظ صحیح تر یہ جماعتیں لفظ "قوم" کے کسی لغوی یا مجازی معنوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ان کے روزمرہ کے مشاغل کی بہترین کیفیت رپورٹ بند و بست گجرات مرتبہ ۱۸۶۵ء کا حسب ذیل ملخص ہے۔

مراسیوں یا دیہات کے بھاٹوں کے فرائض بقرار ذیل ہیں۔ ایک قوم کے مختلف قبائل کے سرگروہوں کا شجرۂ انساب (پیڑھیاں) از بر کرنا۔ اور اسے فی البدیہہ اور ترتیلاً حافظہ سے دہرانے کے قابل ہونا۔ ازمنۂ ماضیہ میں تنازعات دربارہ جائداد موروثی میں ان کی طرف رجوع[1] کیا جاتا تھا۔ ان کو اپنے آقاؤں (ججمانوں)[2] کے مہمانوں کی خدمتگذاری کرنی پڑتی تھی۔ زراعت پیشہ جماعتیں ان کے علاوہ کوئی اور خانگی[3] ملازم نہیں رکھتیں۔ اور وہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے مہمانوں کی خدمت گذاری کسر شان سمجھیں گی تہنیت و تعزیت کی تقاریب پر مراثیوں کو اپنے ججمانوں کے ساتھ جانا ہوتا ہے۔ اور نیز اپنے ججمانوں کے دور و نزدیک کے لواحقین کو بلاوا دینے جاتے ہیں۔ اور اگر ان کے ججمانوں کی لڑکی اپنے سسرال میں جاتے یا بہو میکے روانہ ہو۔ تو مراثیوں کو اس کے ہمراہ جانا ہوتا ہے۔

میراثی اور اس کی بیوی کو تمام ایسی اشیاء طیار کرنی پڑتی ہیں۔ جو کسی شادی کی ضیافت پر درکار ہوتی ہیں۔ مثلاً۔ ہلدی۔ نمک۔ مرچ۔ اور یہ عروسی سے کم از کم بیس یوم پیشتر کرنا ہوتا ہے۔ نیز تمام اعزہ و اقربا کو اطلاع دینی ہوتی ہے۔ جسے عرف عام میں "گنڈھ لے جانا" کہتے ہیں۔ اور جب وہ آئیں تو ان کی خدمتگذاری کرنا۔ اور نیز ان تمام آنیوالوں کی جو ماتم پرسی یا جنازہ کے موقعہ پر پہنچیں۔ خبرگیری کرنا۔ مذکورۃ الصدر خدمات لابدی ہیں۔ اور ان خدمات سے روگردانی کا ارتکاب ہو۔ تو میراثی کو دیہہ بدر کیا جاتا ہے۔ اور اسکی جگہ دوسرا میراثی رکھ لیا جاتا ہے۔ میراثیوں کو ان کے حق الخدمت میں نامزدگی اور عروسی کے مابین دس بارہ مختلف موقعوں پر آٹھ آنہ سے لے کر دو روپیہ تک نقد "ویل" دی جاتی ہے۔ اور دیگر انعامات میں شال یا کوئی قیمتی پارچہ جو مرفہ الحال جماعتوں کے جنازے پر ڈالا جاتا ہے۔ شامل ہے۔ دلہن کے گھر سے برات کے رخصتانہ کے وقت دولہا تمام میراثیوں کو جو اس مطلب کے لئے قرب وجوار کے دیہات سے جمع ہوتے ہیں۔ ایک آنہ سے لیکر ایک روپیہ تک حسب توفیق انعام بانٹتا ہے۔ جاٹ اس رسم کو "ٹھاچاری" کہتے ہیں جو غربا پیسہ دو پیسے ہر ایک میراثی کو دیتے ہیں۔ اس کا نام "واڑہ" ہے۔ یہ رواج اس وقت تک مروج ہے پہلے ایام میں میراثی اپنے انعامات نادہندوں سے بذریعہ ہجو یا توہین بٹور لیتے تھے۔ لیکن جیسے بیاہ شادی کے اخراجات کی تخفیف کے لئے میٹنگ منعقد ہوئی

[1] چونکہ ججمانوں کی طرف سے انکی پیڑھیاں اور حالات وراثت کا یاد رکھنا مراسیوں کا فرض تھا۔ اس لئے ضرورت پر ان کی شہادت لی جا سکتی تھی۔ مگر اب ایسا ضروری نہیں رہا۔ [2] مراسیو ایں چہ؟ [3] بطور لاگی

تھی۔ تو اس وقت سے میراثی صد یا ہٹ پر قائم نہیں رہے۔ اور جو کچھ دے سکتے ہیں وہ خوشی تمام قبول کرتے ہیں۔ اب وہ کاشت[۱] کا کام بھی اختیار کر رہے ہیں۔

لیکن چونکہ مزارع تابع مرضی یا غیر موروثی ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کام سے چنداں منافع حاصل نہیں کر سکتے۔ بعضوں نے تعلیم پا کر ملازمت[۲] حاصل کر لی ہے۔ صاحب افسر ضلع کی پیشگاہ سے ایک حکم کا نفاذ ہوا تھا۔ کہ میراثی اپنی دریوزہ گری[۳] کو اپنے گاؤں تک محدود رکھیں۔ اور ہمسایہ قرب و جوار کے دیہات میں شادیوں اور جنازوں پر لاگ وصول نہ کریں۔ لوگوں (رعایا) کو اس حکم سے بہت آرام اور سہولت پہنچی ہے۔

ڈوم اور میراثی کا ذکر کرتے ہوئے۔ ابٹسن صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ڈوم ہندو اور ہندوستانی ہے۔ اور میراثی مسلمان اور عربی نام (قوم کا)[۴] اس تمام جماعت یا گروہ کو عوام بھی ڈوم میراثی کہتے ہیں۔ لیکن دونوں ناموں کے اجتماع سے یہ مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ کہ دونو گروہ لازماً ایک ہی ہیں۔[۵] یا مساوی الحیثیت ہیں۔ ان کو عوام کی زبان میں بے ڈھنگے طور پر اکٹھے نام سے بلایا جاتا ہے۔ جیسے کہ چوڑا، چمار، اور مسلی جوکہ

ایسے طریق پر جس سے محض یہ امر چھپانا[۶] مقصود ہو۔ کہ ڈوم میراثی کا گروہ مختلف الحیثیت چھوٹی جماعتوں پر مشتمل ہے۔ یہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔ کہ میراثی ترقی یافتہ ڈوم کی ایک قسم ہے۔ جو اپنے آبائی گروہ سے اپنے مشاغل کے باعث بالا ہے۔

بلاشبہ ابٹسن صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ڈوموں کو ڈوم اور ڈومرا سے احتیاط کے ساتھ تمیز کرنا ضروری ہے۔ جو ہندوستان کے جلاد اور مردے جلانے والے ہیں۔ اور ایک ہندو کے لیے تمام تر گندگی کا نمونہ ہیں۔ نیز پہاڑی علاقوں کے ڈوم سے بھی ان کو تمیز کرنا چاہیے۔ جس کو وہ ڈھنا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ان کو میراسی نہیں کہتے۔

لفظ ڈوم سے رقبہ ہمالیہ کا ڈومرا و ڈومرا مراد ہے۔ جو بانسوں کا کام کرتا ہے لیکن فائدۃً ڈوم (بواو مجہول) ڈوم (بواو معروف) ڈومنا اور ڈومرا کو ایک ہی سمجھنا زیادہ محفوظ ہے جو کہ ہم معنی یا مترادف ہیں۔ چاروں اقوام قریباً ایک ہی حیثیت کی ہیں۔ اگرچہ لازماً ایک ہی نسب سے ہوں۔

معاشرتی طور پر میراثی یقیناً ہندو بھاٹ کا مسلمان یا مسلم مثنیٰ ہے۔ م

۱؎ آبائی اور قدیمی پیشہ جب گذر اوقات کے لیے مکتفی نہ رہی۔ تو پھر مرتا کیا نہ کرتا؟

۲؎ آبائی پیشہ چھوڑ کر۔ ۳؎ مراسیوں اور اذکرنا۔ ۴؎ محض غلط میراث اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ لیکن میراثی نہ تو عربی نام ہے۔ اور نہ میراثی عرب میں کوئی قوم ہی ہے۔ لفظ میراث کو غلط طریق پر یائے نسبتی لگانے سے اور حماقت اور جہالت ہے۔ پھر لفظ میراثی اندریں صورت یا تو ہندسی ہوگا یا مفرس۔ جس کے معنے ہوں گے۔ میراث والا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ میراث یا ورثہ کیا ہے۔ ہنود کے رواج قدیمہ کے مطابق جس طرح برہمنوں، نائیوں، اور چوہڑوں کے لیے ججمانوں کے چند گھرانے گذران کے لیے مخصوص ہوتے تھے۔ اسی طرح پر میراثیوں کے لیے بھی جاٹوں اور دیگر

ججمانوں کے چند خانہ جات لاگ یا نذر شکرانہ کے لیے معین ہوتے ہیں۔ بس یہ ہی ایک قسم کی میراث یا ورثہ۔ جس کا اس قدر ڈھول پیٹا جاتا ہے۔

۵؎ دونو گروہ لازماً ایک ہی نسب سے ہیں۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ۱۸۴ جس میں مذکور ہے کہ ڈوم، پیرزادہ، میراثی، ماچھی، جھیور اور جینگر سب ایک ہی نسبت ہیں

۶؎ جس شخص میں جس چیز کی کمی ہوتی ہے۔ وہ اس کے اخفا کے لیے ہمیشہ اپنی ذات سے منسوب کرتا ہے۔ مثلاً مہتر برادری کا اپنی اصلیت کو چھپانے کے لیے مسلمان یا عیسائی ہو جانا …… بافندوں، کنجڑوں، حجاموں اور میراسیوں کا اپنے آپ کو قریشی، پٹھان، مغل، شیخ وغیرہ ظاہر کرنا (نیرنگ خیال۔ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء)

نئے قانون کا اثر کیا ہوگا

(۱) چودہ سال سے کم عمر کی لڑکی کا نکاح نہ ہو سکے گا۔ خواہ ایک ہی دن کم ہو۔ اور خواہ کیسی ہی شدید ضرورت ہو۔ اور خواہ لڑکی شرعاً بالغ ہو چکی ہو۔

(۲) اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکے کا نکاح نہ ہو سکے گا۔ خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو۔ اور کیسی ہی شدید ضرورت ہو۔ اور خواہ لڑکا شرعاً بالغ بھی ہو چکا ہو۔

(۳) اگر ایسا لڑکا جسکی عمر ۱۸ اور ۲۱ سال کے درمیان ہو۔ ۱۴ سال سے کم عمر لڑکی سے نکاح کرے۔ تو اسے ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جائیگی۔ اگرچہ مقاربت بھی نہ کرے۔

(۴) اگر ایسا لڑکا جسکی عمر ۲۱ سال سے زیادہ ہے۔ ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی سے نکاح کرے۔ تو اسکو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی دونوں سزائیں دی جائینگی۔ مقاربت کرے یا نہ کرے۔ اس کا کوئی فرق نہیں۔

(۵) جس شادی یا نکاح میں لڑکی کی عمر ۱۴ سال سے کم ہو۔ ایسی شادی یا نکاح کا انتظام کرنیوالا۔ رہنمائی کرنیوالا۔ نکاح پڑھانیوالا۔ سب کے سب مجرم ہونگے۔ ان کو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا قید و جرمانہ دونوں سزائیں دی جائینگی۔

اس دفعہ کی رو سے ۱۴ سال سے کم عمر شادی شدہ لڑکی یا بارہ سال سے کم عمر شادی شدہ لڑکے کا باپ یا دادا۔ یتیم بچی کی ماں۔ دادی یا نانی یا اور جو کوئی مرد یا عورت جو شادی کے انتظام میں شامل ہو۔ یا رہنمائی کریگی۔ یا کوئی عالم یا امام یا قاضی جو نکاح پڑھائے۔ یا۔ ایل یا شاہد سب سزایاب ہونگے۔

(۶) دفعہ ۳ اگر کوئی لڑکی جسکی عمر ۱۴ سال سے کم ہے۔ کسی ۱۸ سالہ لڑکے سے خود شادی کرلے۔ تو اس لڑکی کا باپ یا دادا یا ماں یا دادی یا دوسرا قانونی یا غیر قانونی سرپرست بھی مجرم قرار دیا جائیگا۔ اور اسکو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی دونوں سزائیں دی جائینگی۔ مگر عورت کو قید کی سزا نہ ہوگی۔ اور یہ فرض کیا جائیگا کہ سرپرست اور اسکی پرواہی کرکے یہ شادی ہونے دی ہے البتہ جبکہ اسکے برخلاف ثبوت بہم پہنچایا جائے۔

(۷) اگر کوئی لڑکا جسکی عمر ۱۸ سال سے ایک دن بھی کم ہے گو کہ وہ شرعاً بالغ ہو چکا ہو اور کتنے ہی اچھے ہوں۔ خواہ اسکی عمر ۱۸ سال سے زیادہ ہو۔ نکاح کرے گا۔ تو لڑکے کا باپ یا دادا یا دادی یا کوئی دوسرا شخص جو قانونی یا غیر قانونی طور پر اسکا سرپرست ہے۔ مجرم قرار دیا جائیگا۔ اور اسکو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور دونوں سزائیں دی جائینگی۔ مگر عورت کو قید کی سزا نہیں دی جائیگی۔ اور تاوقتیکہ برعکس ثبوت بہم نہ پہنچایا جائے یہ فرض کر لیا جائیگا کہ لڑکے کے سرپرست یا ولی نے لاپرواہی سے یہ شادی ہونے دی ہے۔

(۷) مسلمانوں کی بچیوں کے وہ تمام نکاح رک جائینگے۔ جو وہ اپنی مالی مجبوری کیوجہ سے بڑی لڑکیوں کی شادی کے سلسلے میں قریب البلوغ لڑکیوں کے صرف نکاح کر دیتے تھے۔ اور ایک ہی دفعہ میں کئی نکاحوں کی تقریبیں ادا کرکے مالی بوجھ سے بچ جاتے تھے۔

(۸) مسلمان بچیاں جو ۱۳ سال کی عمر میں شرعاً بالغ ہو جائینگی۔ اور شرعی احکام کے بموجب ان کی شادی کرنا ماں باپ کے ذمے لازم ہو جائیگا۔ انکے ماں باپ ان شرعی احکام کی تعمیل نہ کر سکیں گے اور کریں گے تو قانوناً مجرم ہو کر سزا پائیں گے

(۹) لڑکے پندرہ سال کی عمر میں شرعاً بالغ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر انکے قوے اچھے ہوں۔ تو خود ان پر اور انکے اولیا پر واجب ہے۔ کہ وہ ان کا نکاح کردیں۔ لیکن وہ خود اور انکے اولیا اس شرعی واجب پر عمل نہ کر سکینگے۔ اگر کرینگے۔ تو قانون انکو مجرم قرار دے کر سزا دے گا

(۱۰) قانونی عمر سے کم عمر کی لڑکیاں اور لڑکے جبکہ اپنی جسمانی صحت اور قوت کے لحاظ سے مباشرت کے حاجتمند ہوں گے اور رفع حاجت کا شرعی طریقہ یعنی نکاح انکے لئے قانوناً ممنوع ہوگا۔ تو لامحالہ وہ ناجائز طریقوں سے حاجت روائی کرینگے اور مسلمانوں میں بھی زنا کی کثرت ہو جائیگی

یہ تو مختصر طور پر ان مفاسد کا بیان تھا۔ جو اس بل سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ اور مفاسد کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے مفاسد اور مشکلات پیدا ہو جائینگے۔ مثلاً

(۱۱) ہر نکاح اور شادی کے وقت جبتک سرپرست لڑکیوں اور لڑکوں کی عمروں کا مصدقہ سارٹیفکٹ پیش نہ کریں۔ نکاح خواں نکاح نہیں پڑھیگا۔ نہ کوئی وکیل یا گواہ بننے پر تیار ہوگا اور ایسے سارٹیفکٹ حاصل کرنے میں جو دشواریاں پیش آئینگی۔ اور جو مالی بار پڑے گا۔ ہزاروں غریب مسلمان اسکو برداشت کرنے کے قابل نہ ہونگے۔

(۱۲) اس قانون کے سبب سے تمام نکاحوں اور شادیوں کی رجسٹری کرانی لازم ہو جائیگی تاکہ قانونی خلاف ورزی نہ ہونے کیلئے سند ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ جبریہ رجسٹریشن کس قدر تکلیف دہ اور موجب جرم و فساد ہوگا

(۱۳) اس قانون کیوجہ سے بچوں کی ولادت درج رجسٹر کرانا اور پھر اس تاریخ کو صحیح صحیح یاد رکھنا لازم ہوگا اور لاکھوں ان پڑھ مسلمان اسکا التزام نہ کر سکنے کیوجہ سے ملزم اور مجرم قرار پائینگے۔ اور سزائیں بھگتنی پڑینگی یعنی باوجودیکہ انکی لڑکی چودہ سال کی ہو جائیگی۔ اور وہ قانون کے موافق نکاح کرینگے۔ لیکن انکے دشمن یا جلنے والے اور ہوشیار ہونگے وہ انکو قانونی الجھن میں مبتلا کر دینگے۔ اور بسا اوقات جیل خانہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائینگے۔

(۱۴) اگر اسکو قابل دست اندازی پولیس قرار دیا گیا۔ تو غریب شرفا کی شادیوں بیاہوں میں پولیس کو طرح طرح کی رکاوٹ پیدا کرنے کے مواقع بہم پہنچینگے۔ اور غریبوں کو ناقابل برداشت مصائب اٹھانے پڑیں گے۔ م

... قدرِ علمی کتابیں

القریش نبی نمبر اس میں شروع سے آخر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات و فضائل پر مبنی مضامین لکھے گئے ہیں۔ نعت منظومات، فضیلت ماہ ربیع الاول، ولادت آنحضرت، پیغمبروں میں آپ کی تاریخی فضیلت ایک چڑیا کا ذوق دیدار۔ آپ کا سب سے بڑا معجزہ۔ آپ کے فرامین۔ صبر وشکر۔ مظلوم مسلم اور حصین ابن سلام۔ رسول کریم نے کیا کیا۔ اور کیا چاہا۔ گستاخی کی سزا وغیرہ تمام مضامین دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ کاغذ طباعت۔ وکتابت دیدہ زیب۔ سرورق رنگین۔ روضۂ نبی کے فوٹو سے مزین قیمت صرف چار آنے ۴؍

صدیق نمبر یہ خاص نمبر خاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ جو سیدنا عبداللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و اخلاق اور ایثار و لطف کا وہ جامع الاوصاف مجموعہ ہے۔ جس سے نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح و تکمیل۔ زہد وتقویٰ۔ عصمت وعفاف۔ احسان کرم۔ حلم وعفو۔ عزم وثبات۔ ایثار ولطف اور غیرت و استغنا کا سبق ملتا ہے۔ قیمت چار آنے ۴؍

القریش نظام نمبر اس میں دولتِ آصفیہ کی مختصر تاریخ اور دکن کے موجودہ فرمانروا ہز اگزالٹڈ ہائی نس اعلیحضرت میر عثمان خان بہادر اناراللہ برہانہٗ کے فضائل شہریاری پر ایک مبسوط تاریخ لکھی گئی ہے۔ اس میں دولتِ آصفیہ اور سرکار انگریزی کے تعلقات اور دوستی کی ابتدا اور حملہ کرناٹک یعنی ۱۷۹۵ء کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام جستہ جستہ تاریخی حالات نہایت خوبی کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں "نظام نمبر کا مقدمہ" نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور گوناگوں معلومات سے پر ہے۔ ہوا خواہان دولتِ آصفیہ کے لیے یہ ایک لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت رعایتی فی نسخہ ۸؍

پیام امین یہ لاجواب کتاب صدہا انگریزی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ ہندوستانی اور چینی کتابوں کا انتخاب ہے۔ قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب کے خیالات کیا ہیں؟ کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلےٰ دماغ کیا رائے رکھتا ہے؟ دنیا کی کس کس زبان میں کلام پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ ترجمے کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئے۔ قرآن کریم کی مجلدات دنیا میں کن کن ذرائع سے اور کیونکر پھیلیں؟ ان سوالات کا صحیح اور محقق جواب صرف "پیام امین" ہی کے اوراق دے سکتے ہیں۔ ان میں ستر کے قریب دنیا کے نامور مؤرخوں۔ مصنفوں اور نامور لوگوں نے قرآن کریم کی عظمت وصداقت کی زبردست شہادت دی ہے۔

بخدمت جناب ... صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند ... مولانا یعقوب ... اس کتاب نے لامذہبیت ... کے فتنے مٹا دیئے ہیں ... عہد حاضر ... پورا کر دیا ہے پیام امین

کی مقبولیت کا یہ حال ہے۔ کہ اس کا دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور قرآن کریم کی صداقت وعظمت پر یہ بہترین کتاب قرار دیگئی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ لیکن ناظرین القریش کے لئے ۱۲؍ پہلا ایڈیشن ختم۔ دوسرا تیار

سیرۃ العباس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابو الفضل عباس بن عبد المطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات عربی کی معتبر کتابوں کا انتخاب بزبان اردو۔ قیمت ۶؍

مدار اعظم حضرت سیدنا بدیع الدین قطب مدار کے مفصل حالات آپ کے خاص خلفا کے اور خاندان چشتیہ و قلندریہ ونقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جن کی نسبت مداریہ حاصل ہے۔ قیمت ۸؍

مامون اعظم یعنے خلیفہ مامون الرشید اعظم عباسی کی سوانح عمری مصنفہ مولانا امام الدین صاحب رام نگری قیمت ۸؍

رباعیات حافظ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شیرازی رح کی رباعیات معہ ترجمہ وشرح اور سوانح عمری قیمت ۴؍

الحریت فی الاسلام اسلامی حریت ومساوات وجمہوریت اور دیگر اہم مسائل پر زبردست بحث۔ مولانا ابو الکلام آزاد کی معرکۃ الآراء تصنیف قیمت ۳؍

دعوتِ عمل نہایت ضروری اور قابل دید رسالہ۔ مصنفہ مولنا آزاد۔ قیمت ۸؍

خطاب بہ اقبال مولوی سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق مدیر معاون روزنامہ سیاست لاہور کا دلپسند پر فارسی کلام جس میں علامہ اقبال کے فلسفۂ اشک ریزی پر نئے پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ عجب لطیف کتاب ہے۔ طباعت دیدہ زیب قیمت صرف ۳؍

حقیقۃ السیادت اس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قریش کا خاندانی لقب سید ہے۔ اور اس میں سے سادات بنی ہاشم کا لقب سید وشریف ہے۔ جو لوگ سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں غلطی پر ہیں۔ اسلیئے ہر قریشی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ لقب سید ضرور لکھیں کتاب قابل دید اور فتوےٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۳؍

حقیقۃ السیادت الہاشمیہ ایک اعتراض کا زبردست، معقول ومنقول جواب۔ سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت۔ اور یہ کہ آل علی۔ آل العباس آل جعفر آل عقیل سب سادات ہیں۔ اور شریف وسید کے لقب سے آنحضرت کے زمانہ سے آج تک ملقب رہے ہیں۔ قیمت صرف ۴؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیادت قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ جو ہر مہینہ ۲ و ۱۶ کو شائع ہوتا ہے

القریش

دورِ جدید

ایڈیٹر
محمد علی رونق صدیقی

بفرمان عالی نشان سلطان العلوم اعلیٰ حضرت تاجدار دکن ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ مدارس محروسہ سرکار عالی کیلئے خریدا جاتا ہے

جلد ۱۵ امرتسر، ۲ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ نمبر ۱۶

نعرۂ حق

نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب

(از جناب خواجہ فیض محمد صاحب فیض لدھیانوی)

سراسر دامن کفر و ضلالت چاک کر دوں گا — خس و خاشاک کی صورت جلا کر خاک کر دوں گا
جہاں سے نام تک نابود ہوگا بت پرستی کا — مٹا کر نقشِ باطل بزمِ گیتی پاک کر دونگا
ستارے گمرہی کے جس قدر ہیں ڈوب جائینگے — درخشاں نیرِ دینِ رسالت تولاک کر دونگا
سنا کر مژدۂ فتحٌ قریبٌ رزمِ عالم میں — مسلمانوں کو خوفِ غیر سے بیباک کر دونگا

زمانہ کی روش میں فیض تبدیلی عیاں ہوگی
میں پیدا پھر نئی دنیا تہِ افلاک کر دونگا

حکمت و موعظت

عبادت نخوت سے بچاتی ہے

انسان مختلف خیالات اور مختلف حالتوں کا مجموعہ ہے، کبھی اس کا علم اتنا وسیع ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز کی ماہیت اور حقیقت کی کنہ معلوم کرتا ہے اور کبھی اس پر اس قدر جہالت طاری ہوتی ہے کہ اپنی ذات اور اپنے مرتبے کو بھی نہیں پہچانتا، اور اپنے رتبے کی شناخت میں اس قدر غلطی کرتا ہے اور جب غرور نخوت، عجب سربلندی کیطرف رجوع ہوتا ہے تو ریاست و شہنشاہی سے گذر کر خدائی کا دعوی کرتا ہے اور خودبینی میں ایسا گرفتار ہو جاتا ہے۔ کہ اپنے سے زیادہ کوئی چیز اسے اعلی و برتر نہیں سوجھتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جابر ظالم ناخدا ترس اور سفاک بن جاتا ہے وہ لوگوں کے حقوق تلف کرتا ہے اور اپنی قوت غضبی کے جوش میں ملک کو برباد اور ویران کرتا ہے وہ ایک مست ہاتھی یا جھلائے ہوئے شیر کیطرح ہر طرف حملہ کرتا ہے اور خوف و ہراس پھیلاتا ہے اور دوسری طرف تنزل کی جانب مائل ہوتا ہے تو اپنے رتبے سے اتنا گر پڑتا ہے کہ جمادات و نباتات کی پرستش کرنے لگتا ہے۔ حیوانات کو معبود جانتا ہے توہمات میں گرفتار ہو جاتا ہے اور ضعیف الاعتقادی ہر ادنے چیز کے سامنے جھکا دیتی ہے، اس حالت میں اسکی روح ابتذال کیطرف مائل ہوتی ہے اور اس میں کمزوری اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے لیکن سچا مذہب انسان کو سکھاتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، وہ بیشک برگزیدہ ہے لیکن مطلق العنان نہیں بلکہ اس کے اختیارات محدود ہیں اور اس بزرگی کا حق ہر شخص کو حاصل نہیں بلکہ ان کو حاصل ہوتا ہے جو اس کے مستحق ہیں، یہ استحقاق وراثتاً عطا نہیں ہوتا بلکہ انسان خود اسے پیدا کرتا ہے اور جس کا دل جس رتبے پر پہنچنے کو چاہے پہونچ سکتا ہے،

مذہب یہ بھی سکھاتا ہے، کہ انسان کی قوت اور قدرت بہت کم ہے اور ایک ایسا خدائے قادر مطلق اس پر حاکم ہے جو اس کے افعال کو دیکھتا اور اس سے باز پرس کر سکتا ہے اور ایک اولی انسان کو اس کے سامنے اپنے بھلے برے کاموں کا حساب دینا اور جوابدہی کرنی پڑے گی، ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ؕ

عبادت الٰہی ایک طرف انسان کو اپنی حد سے باہر قدم نکالنے نہیں دیتی اور اس میں عجز و انکسار کی کیفیت قائم رکھتی ہے دوسری طرف اسے انسانیت کے رتبے سے نہیں گرنے دیتی، اور وہ ایسے خدائے ذوالجلال کے سوا جو جسم و مادہ، جہت و مکان سے بالکل پاک ہے اور جسکی قوت و عظمت لا انتہا ہے اور کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔ (سجاد مرزا بیگ)

میم کا ظہور

محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے | شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
یہ نور لم یزل دو جہاں کا فخر دعوت ہے | فقط ہے میم کا پردہ وگرنہ ذات وحدت ہے

ابجد کے حساب سے میم کے ۴۰ عدد ہیں جس سے آپ کی نبوت کا زمانہ مراد ہے اور یہی میم جو احد اور احمد میں پردے کے طور پر رکھا ہوا ہے، باعث ایجاد کون و مکاں اور موجب پیدائش زمین و آسماں ہے، چنانچہ،

اسی م سے مبعوث، مرسل، ملائکہ، ملکوت اور موکل پیدا کئے گئے،
اسی م سے محبوب، محب، محبت، ماہرو اور معشوق کا ظہور ہوا،
اسی م سے محدث، مولوی، ملا، مفتی، محقق، مفسر، مدبر مقرب ہوئے
اسی م سے مرشد، مولا، مالک، مخدوم، مشائخ، مربی، میاں، مصاحب معتکف، منشی، مرتاض اور مریدوں کا ظہور ہوا،
اسی م سے مکہ، مدینہ، مدرسہ، مسجد، مصلی، مقبرہ، مزار، معابد،
اسی م سے مذہب، ملت، مذکر، مونث، مومن، مسلمان، معراج، اور معجزات کا ظہور ہوا۔
اسی م سے مطلع، مقطع، مظہر، مہر، ماہ، مشرق، مغرب، مفرد، مرکب مشتری، مریخ،
اسی م سے مقدم، موخر، مکان، مکین، ملجا، ماوا، مالک، ملک، مملوک مداح، مدح، ممدوح،
اسی م سے موسم، اسی سے مہمان اسی سے میزبان اور مہمانسرا،
اسی م سے میمنہ، میسرہ، موت، میزان، محشر، موالید ثلاثہ،
اسی م سے مبتدا اور اسی م سے منتہا،

الغرض اسی م سے کل مخلوق اور کل موجودات موجود کیگئی، جو کچھ اس چشم بینا کو نظر آتا ہے اور آئندہ نظر آئے گا، اور جو کچھ ہماری ظاہری نگاہوں سے پوشیدہ اور پنہاں ہے، وہ سب اسی مبارک اور مقدس م کا ظہور ہے،

تھا معمہ میم کا مشکل مگر منحل ہوا،
میم کے پردے احد کے درمیاں تو ہی تو تھا

عاصی
مرزا محمد ابراہیم بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش امرتسر

۲ نومبر ۱۹۲۹ء

آپ کیا چاہتے ہیں؟

ناظرین القریش سے سوال

قارئین کرام کی عین خواہش اور برادران قریش کے پرزور مطالبہ پر القریش کو پانزدہ روزہ ہوئے گیارہ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے، ترتیب مضامین کے لحاظ سے جہاں تک ہمارا خیال ہے علی قدر گنجائش القریش بیشتر موقت الشیوع قومی جرائد سے بدرجہا بہتر رہا حکمت و موعظت، بصائر و عبر، داستان پارینہ، مراسلات، واقعات حاضرہ پر تبصرہ، قوم کے اصلاحی امور پر بحث، ایسے عنوانات ہیں جن پر مستقل طور پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھا جاتا رہا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ اکثر مدیران اخبار نے القریش کے مضامین کو اپنے جرائد کے صفحات کی زینت سمجھ کر انہیں نقل کیا، اور اکثر علم دوست احباب نے اس کی ترتیب پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا، مگر بایں ہمہ برادران قریش کی سرد مہری و بے التفاتی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس قیمتی مواد کے حصول کیلئے چار آنہ ماہوار یا ڈیڑھ پائی روزانہ تک کا ایثار بھی گوارا نہیں کرتے، وی پی پیکٹوں کی واپسی کا حوصلہ شکن سلسلہ برابر جاری ہے،

القریش میں یہ نقص ضرور ہے، کہ وہ اپنے دائرہ محضوصہ سے باہر قدم رکھنا زیبا نہیں سمجھتا، اس کے صفحات عشق و محبت کی داستانوں، بیہاروں، پہیلیوں، تفریحی مکالموں، حیا سوز نظموں، چلبلی تک بندیوں اور عریاں تصویروں سے خالی ہیں، اور یہی وہ چیزیں ہیں جو فی زمانہ خراج تحسین حاصل کرنیکی مستحق سمجھی جاتی ہیں اور یہی مذاق ہے جو عالمگیر ہو رہا ہے اور موقت الشیوع جرائد کی اچھائی برائی پرکھنے کے لئے کسوٹی کا کام دیتا ہے،

"ہم حکومت کا تختہ الٹ دینگے، قانون حکومت کے پرزے بکھیر کر فضائے آسمانی میں اڑا دیں گے، زمین کو آسمان کی جگہ اور آسمان کو زمین کی جگہ بدل کر دنیا کے سامنے ایک نیا سین پیش کر دینگے" کی لفاظیاں القریش کو پسند نہیں، اور نہ ہی اس نے اس قسم کی بادر ہوا باتوں میں آج تک حصہ لیا ہے جنہیں بعض انتہا پسند طبائع قوم و ملک کے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں، القریش ٹھوس اور عملی کام کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ قوم کی مجلسی، معاشرتی، علمی، اور اقتصادی حالتیں سرتا سر بدل جائیں، وہ ظلمت کدہ گمنامی سے نکل کر بام رفعت پر پہونچے اور میدان ترقی میں عملی قدم بڑھاتے ہوئے ایسے وسائل و ذرائع اختیار کرے جو اسے غلامی کی کڑیوں سے ابدی نجات دلا سکیں، لیکن قوم بے پروا ہے اسے ان باتوں کا ذرہ بھر احساس نہیں، غالباً وہ القریش سے بھی انہی باتوں کی تمنا رکھتی ہے جو عارضی جوش و خروش اور بے نتیجہ ہنگامہ خیزی کا موجب ہوا کرتی ہیں،

صحافت کا فرض اولی مذاق عامہ کی اصلاح تھا اور یہی ایک بات میں ان بنکرڈں کامیابیوں کا راز مضمر تھا جو کسی پس افتادہ ملک اور پسماندہ قوم کو مغاک ضلالت سے ابھار کر منصہ شہود پر جلوہ گر کرنے کیلئے صراط مستقیم کا کام دیکھتی ہیں، لیکن آج صحافت اس قدر کمزور ہو گئی ہے کہ وہ خود مذاق عامہ کی محتاج ہے اور موم کی ناک کیطرح ہر طرف موڑی جاسکتی ہے، صحافت کے فرائض داستان گوئی تک محدود ہو گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج جوشیلے اور قصہ گو جرائد کے سوا کسی جریدہ کو کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں، بلاشبہ زمانہ بدل گیا، حالات یکسر تبدیل ہو گئے، طبائع میں انقلاب واقع ہو چکا، لہٰذا کسی ایک یا گنتی کے چند ثقہ جرائد کے بس کی بات نہیں، کہ وہ زمانہ کے رنگ میں کسی قسم کا تغیر پیدا کر سکیں، اور القریش جو ایک بے حس اور بدرجہ اتم بے پروا قوم کا آرگن ہے تو بالکل اس بگڑے ہوئے مذاق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بنا بریں ناظرین القریش سے سوال ہے، کہ اس مسئلہ میں ذرا تفصیل کے ساتھ فرمائیں، کہ آخر وہ القریش سے

چاہتے کیا ہیں؟

کیا ہمارے برادران گرامی اس معاملہ میں ہماری رہنمائی کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟

ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کا مطالبہ

مراسلات کے تحت مکرمی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں آپ نے انعقاد اجلاس پر بہت زور دیتے ہوئے افراد قوم سے خواہش کی ہے کہ وہ قومی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انجمن کی رکنیت قبول کریں، یہ ایک ایسا سوال ہے جو پیشتر ازیں بارہا قوم کے سامنے پیش ہو چکا ہے، لیکن قوم ہے کہ کوئی توجہ نہیں دیتی، قومی اصلاح و ترقی کے لئے فی الحقیقت انعقاد اجلاس کی بہت بڑی ضرورت ہے

اور تعمیری کاموں کا بھی سنگ بنیاد ہے بشرطیکہ اس پر عمل ہو،

تجویز کی معقولیت میں کلام نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ ان مردوں سے شرط لگا کر سونے والوں کو جگائے کون؟ اس کے لئے سوائے اس کے کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی۔ کہ چند دردمندانِ قوم خدا کا نام لیکر اٹھیں، اپنے وقت کو قربان کریں، سفر کی صعوبتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے وفد کی صورت میں پنجاب کے مشہور مقامات کا دورہ کریں، مختلف مقامات پر مقامی برادری کے زیر اہتمام جلسے کریں، افراد قوم کو تحریص و ترغیب دلائیں اور اجلاس کی ضرورت و اہمیت پر پرزور تقریریں کریں، ممبر بنائیں اور چندہ ممبری وصول کرتے جائیں، اگر کسی مقام کے زندہ دل برادران جلسہ کے بار کو اپنے کندھوں پر لینے کے لئے تیار ہوں تو بہتر، ورنہ خود کسی موزوں مقام پر جلسہ کردیں، کام شروع ہو جائیگا، اور ہنوز روز اول کا مسئلہ طے ہو جائیگا۔ کیا کوئی بھائی قومی حمیت کی راہ سے، اس خدمت کے لئے تیار ہے؟ سب سے پہلے خود ڈاکٹر صاحب کو لبیک کہنا چاہیئے، اس کے بعد میں ان کی ہمراہی کا فخر حاصل کرنے کیلئے تیار ہوں، صرف تین اور بزرگان کی ضرورت ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سے تین بہی خواہان قوم اس اہم ضرورت کا احساس کرتے ہوئے میدانِ عمل میں آنے کیلئے سبقت کرتے ہیں، خدانخواستہ اگر اس انتہائی ضرورت پر بھی برادران قریش کی مہر سکوت نہ ٹوٹی اور اتنی بڑی قوم میں سے تین احباب بھی اس کار خیر کیلئے آمادہ و تیار نہ ہوئے تو پھر ہم ڈاکٹر صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ ہمیشہ کیلئے انعقاد اجلاس کے خیالات کو ایک عمیق ترین گڑھے میں دفن کردیں اور قوم کی مردہ دلی پر فاتحہ پڑھتے رہیں،

افغانستان کے دشمن

غازی امان اللہ خاں کے دور حکومت میں افغانستان بتدریج ترقی و خوشحالی کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ رعایا آزادانہ خوش و خرم پرامن طریق پر زندگی بسر کر رہی تھی، لیکن اس میں کلام نہیں کہ نظام ملکی میں بیشتر خامیاں موجود تھیں، اور انہی خامیوں نے فتنہ کی شکل اختیار کرکے آخر قیامت کا نمونہ پیش کردیا۔ بچہ سقہ ایسے رہزنوں اور ڈاکوؤں کو دار الخلافت پر بیباکانہ حملہ کرنے کا حوصلہ ہوا اور وہ دلیرانہ طور پر تخت شاہی پر قابض و متصرف ہوگیا۔ حالات کی نزاکت نے امان اللہ خاں کو وہاں سے نکل بھاگنے کیلئے مجبور کردیا۔ اور خواہ نخواہ ایک ہولناک جنگ چھڑ گئی جس کے اثرات نے مختلف قدیم آبادیوں کو تباہ و برباد کردیا، ہزاروں گھرانے بے خانماں ہوگئے، لاتعداد جانیں تلف ہوئیں اور خدا جانے کس کس قسم کے نقصانات برداشت کرنا پڑے۔ جنرل نادر خاں شاہ امان اللہ خاں کی طلبی پر یورپ سے آگئے، انہوں نے سیدھا بارگاہ خسروی میں حاضر ہونے کے بجائے ملکی حالات و قبائلی خیالات کا موازنہ ضروری سمجھا، چنانچہ اس نازک وقت میں جبکہ افغانستان کا چپہ چپہ آتش جنگ کے شعلوں سے دوزخ کا نمونہ بنا ہوا تھا مشرقی افغانستان میں اپنا کام شروع کردیا۔ اور بالآخر اپنے اثر و اقتدار سے اپنے آپ کو اس قابل بنا لیا کہ غاصب بچہ سقہ کے خلاف جنگ کر سکیں، بچہ سقہ کے پراپیگنڈے سے ملک غازی امان اللہ خاں کے خلاف ہو چکا تھا اس لئے اس کے خلاف جنگ کرنا اور تخت کو واپس لینا کوئی آسان کام نہ تھا،

غازی امان اللہ ایسے نازک وقت میں جبکہ شاہانہ شجاعت و بسالت سے کام لینے کا موقع تھا اپنی جان لیکر ملک سے نکل گئے۔ لیکن جنرل نادر خاں کا حوصلہ تھا کہ وہ ان خوفناک حالات میں بھی جبکہ یار و اغیار میں کوئی تمیز نہ تھی ناموس افغانی کو بچانے کیلئے برابر لڑتے رہے اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد آخر ظالم رہزنوں، غاصبوں اور ڈاکوؤں کی ناپاک ہستیوں سے زمینِ افغانستان پاک کرنے اور تخت شاہی واپس لینے میں کامیاب ہوگئے، اب اگر وہ بحالئ امن کے لئے جرگہ کی خواہش پر تخت کابل پر بیٹھ گئے ہیں، تو ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ انہوں نے کیا قصور کیا۔ اور وہ کونسی امانت تھی جس میں ناروا طریق پر خیانت کی گئی، صاف اور کھلی ہوئی بات تو یہ ہے کہ اگر جنرل موصوف کی ہستی بروئے کار نہ آتی تو افغانستان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ ظلم و ستم کا دور کبھی ختم نہیں ہوسکتا تھا اور اب تو اس عزت کا وہی حقدار ہے جس نے ایسی تیز و تند شعلہ فشاں آگ میں کود کر قوم اور ملک دونوں کو بچایا، ممکن ہے کہ جنرل موصوف بحالئ امن اور قیام انتظام مناسب کے بعد غازی امان اللہ خاں کے حق میں دست بردار ہو جائیں اور انہیں واپسی کی دعوت دیدیں، غلام ہندوستانیوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ افغانستان کے تخت و تاج کا فیصلہ کریں اور افغانستان کی مصیبتوں میں اضافہ کا موجب ہوں، جو اخبارات جنرل موصوف کو خائن ثابت کرکے ان کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہے ہیں وہ افغانستان کے دوست نہیں دشمن ہیں اور ایک دفعہ اور اسے مصیبتوں سے دوچار کرانے کے متمنی ہیں، افسوس ہندوستانی جلد بازیوں سے باز نہیں آتے،

قانونِ جدید اور جمعیۃ العلماء

۲۷ اکتوبر کو دہلی میں جمعیت العلمائے ہند کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی، قابل غور مسائل میں اہم ترین مسئلہ "قانون تحدید عمر ازدواجی" تھا۔ افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کے ذاتیات کے جھگڑے ہر موقعہ پر بدنظمی کا رنگ پیدا کردیتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی صدارت کے مسئلہ پر برابر دو گھنٹہ تک بحث ہوتی رہی، مولانا محمد علی سے چونکہ مالکان زمیندار کو خدا واسطے کا عناد ہے اس لئے مولوی ظفر علی خاں نے ان کا نام صدارت کے لئے پیش ہوتے ہی مخالفت کا اہم فرض انجام دیا، غالباً یہی کج بحثی اس علیحدہ جلسہ کی محرک ہوئی جو حکیم جمیل الدین کے مکان پر منعقد ہوا اور چند ایک حضرات دوسری نشست میں شریک ہونے سے قاصر رہے،

بالآخر کاروائی شروع ہوئی ، "ساردابل" جو اب قانونی شکل اختیار کر چکاہے کے خلاف پر زور تقریریں ہوئیں اور علمائے کرام نے یہ کہکر کہ بجز مذہب کے نام پر دشیاں کہالئیں اب نمک حلالی کا وقت آگیا ہے ، قربانی کا وقت ہے اپنے خون کو عزیمت سمجھو اور اسلام پر قربان ہوجاؤ ، قانون نہ کورکی مخالفت کا تہیہ کر لیا ہے ، تجویز کیا گیا ہے کہ پہلے متند علما کا ایک وفد وائسرائے کی خدمت میں بھیجا جائے اور بعدش ہندوستان کے مختلف مقامات پر جلسے منعقد کر کے صدائے احتجاج بلند کی جائے اور حاضرین کے دستخطوں سے ایک محضر مرتب کرکے قانون کی منسوخی کا مطالبہ کیا جائے ، اور اگر اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ ہو ، تو پہر وہ خاص ذرائع عمل میں لائے جائیں جو تحفظ حقوق اسلام کے لئے مسلمانوں اور خصوصاً علمائے کرام پر لازم آتے ہیں ،

تنسیخ قانون نہ کر کے لئے پر زور آئینی جد وجہد کی فی الحقیقت ضرورت ہے اور اس ضرورت کا احساس علمائے کرام نے کیا ہے اور وہ شریعت کو قانون کی زد سے بچانے کیلئے ہر ممکن کارروائی کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے ہیں ۔ بشرطیکہ یہ کاغذی کارروائی اور زبانی جمع خرچ تک محدود نہ رہے اور علمائے کرام اپنے عہد پر قائم رہ کر کوئی عملی کام کرنے کے لئے بہی تیار ہوں ، امید ہے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اصلاح کی جانب متوجہ ہوگی ،

ہندوستان کا افلاس

اب اب حکومت نے ہندوستان کے جمہور کے کامل افلاس یا فاقہ کشی کو تسلیم کیا ہے ، سنہ ۱۹۲۲-۲۳ء میں ہندوستان کا ڈائرکٹر آف پبلک انفارمیشن (مہتمم محکمہ اطلاعات عامہ) حکومت ہند مسٹر رشبروک ولیمز لکہتا ہے کہ

ہندوستان کے باشندوں میں سے عوام کا ایک بہت بڑا حصہ اس افلاس وتنگدستی کا شکار ہے جس کی مثال یورپ کے کسی معتدل آب وہوا کے ملک میں نہیں ملتی ۔ مسٹر کوٹ مین اس کے جانشین سنہ ۱۹۲۵-۲۶ء میں اس پر مزید اضافہ نہ کیا تہا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ اب بہی ہندوستان کے دیہاتوں میں خطرناک افلاس کا دور دورہ ہے ، ایسا افلاس کہ جو لوگ اس کے تختہ مشق ہیں وہ صرف زندگی قائم رکہنے کیلئے خوراک حاصل کرسکتے ہیں ،

ہندوستان کا ہمہ گیر اور قطعی افلاس کی سب سے بڑی دلیل وہ قحط سالیاں ہیں جو متواتر رونما ہوتی ہیں اور جنہوں نے انیسویں صدی کے وسط سے لیکر آج تک ملک کے وسیع علاقوں کو برباد کر دیا ہے ، ذیل میں قحط سالیوں کا ایک نقشہ دیا جاتا ہے ،

سال	قحط زدہ رقبہ میلوں میں	قحط زدہ آبادی لاکہ میں
سنہ ۱۸۶۰-۶۱ء	۵۴ ہزار	۲۰
سنہ ۱۸۶۵-۶۷ء	۱۸۰	۴۸
سنہ ۱۸۶۸-۷۰ء	۲۹۶ ہزار	۴۵
سنہ ۱۸۷۳-۷۴ء	۵۴ "	۲۲
سنہ ۱۸۷۶-۷۸ء	۲۵۷ "	۵۹
سنہ ۱۸۹۶-۹۷ء	۳۰۷ "	۶۸
سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	۴۷۵ "	۶۰

حال کی صدی کے ابتدائی ربع میں کسی وسیع قحط کے اعداد وشمار مہیا نہیں کئے گئے لیکن یہ واقعہ ہے کہ ملک کے اکثر حصوں میں اب بہی خوراک کی ایک مسلسل مصیبت ہے علاوہ ازیں قحط کی روک تہام اور قحط زدوں کی امداد کیلئے باقاعدہ امدادی کام بہی سال ہائے گذشتہ میں کیا گیا ہے جس سے اسکی ہولناکیاں کم ہوگئی ہیں ، لیکن حکومت کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی خوشحالی کیلئے ایسے موثر وسائل سے کام لے جو اس افلاس کا موثر اور کماحقہ علاج ہو ،

مسلمانوں کے مشاغل

آگرہ میں دو مسلمان لڑکیوں نے جس میں ایک کا شوہر ایم اے او کالج کا پروفیسر ہے گڑیوں کی شادی اس دہوم دہام سے کی کہ تکلفات پر کم وبیش دو تین ہزار روپیہ اڑادیا گیا ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نکاح خوانی کا فرض قاضی صاحب نے انجام دیا ، باجے بجائے گئے ، آتشبازی چہوڑی گئی اور برات کو ایک پرتکلف دعوت دیگئی ، یہ ہیں بے فکرے مسلمانوں کے مشاغل ، انا للہ وانا الیہ راجعون ،

امرتسر کی دیوالی

خلاف معمول اس دفعہ امرتسر کا میلہ منڈی و دیوالی اس قدر بارونق تہا کہ بازاروں میں چلنا مشکل تہا ، شراب نوش تماشبینوں کے ڈہیر ڈہیر گندی نالیوں میں پڑے رہتے ، پولیس ان کا بنائت معقولیت کے ساتہ انتظام کرتی رہی ، کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا شیخ نصیر الدین صاحب سٹی پولیس افسر کے حسن انتظام سے اتنا بڑا گہمسان کا تہوار بنائت امن کے ساتہ گذر گیا ۔

جلیانوالہ باغ کے سب جلسے

امرتسر کے تاریخی مقام جلیانوالہ باغ میں آئے دن کوئی نہ کوئی جلسہ منعقد ہوتا ہے ، لیکن دیکہنے میں آیا ہے کہ ان تمام جلسوں کی صدارتیں مسلمانوں کے لئے وقف ہیں ، ایک طرف مسجدیں نذر آتش کی جارہی ہیں ، توہین مذہب میں کوئی دقیقہ اٹہا نہیں رکہا جاتا ، مسلمان کا لفظ آنکہ کے شہتیر سے بدتر ہے اور دوسری طرف یہ رعائت ہے ، کہ جلسوں کی صدارت مسلمانوں کی رہائت ہے ، ہم نہیں سمجہ سکتے کہ آخر اس عنائت کا کیا سبب ہے ، صدارت کا فرض انجام دینے والے مسلمان اس پر کچہ غور تو کریں ،

داستان پارینہ

تاریخ کا ایک دلچسپ ورق

احمد شاہ درانی ایک مرتبہ قندہار میں سو رہا تھا۔ کہ آدہی رات کیوقت اٹہا اور باہر آتے ہی بغیر کسی سردار کو اطلاع کئے گھوڑے پر سوار ہو صرف ان تین سو سواروں کے ساتھ جو حرم سرا کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے روانہ ہوگیا۔ چلتے ہوئے کسی سے کہہ گیا۔ کہ فوراً وزیر اعظم شاہ ولیخاں کو خبر کردو کہ بادشاہ جہاد کیلئے ہندوستان کیطرف روانہ ہوگیا، شاہ ولیخاں کو اسی وقت بیدار کرنیکے بعد اطلاع کیگئی، وہ حیران تہا کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ کہ بغیر مجھ سے مشورہ کئے ہوئے بادشاہ اس طرف روانہ ہوا۔ مگر اس نے حواس بجا کر کے فوراً بچاس سانڈنی سوار اس مضمون کے لکھا کر ملک کے حصص میں سرداروں کے نام روانہ کردئے کہ بادشاہ بغرض غزا ہندوستان کیطرف روانہ ہوگیا۔ اس حکم کے پہونچتے ہی دو منزلہ سفر طے کرتے ہوئے جلد اپنے آپ کو بادشاہ تک پہونچاؤ، اس انتظام کے بعد شاہ ولی خاں فوراً اس جمعیت کے ساتھ جو اس وقت موجود تھی بادشاہ کے جلو ریز روانہ ہوگیا۔ بادشاہ درانی پہاڑوں پر عقاب، دریاؤں میں نہنگ اور میدانوں میں ہوا کی طرح اڑتا، تیرتا، دوڑتا اس سرعت سے چلا کہ سندھ و جہلم و چناب و راوی کو عبور کرکے جب لاہور پہونچا ہے تو تین سو آدمیوں میں سے اس کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے، باقی سب پیچھے رہ گئے اور اس تیز رفتاری میں بارہائے شاہی کے گرد ہم رکاب نہ رہ سکے،

دریائے راوی کو عبور کرنے کے بعد بادشاہ نے ایک شخص سے جو سر راہگذر ملا۔ دریافت کیا۔ کہ سکھ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، اس نے جواب دیا کہ تمام پنجاب کے سکھوں نے جمع ہوکر قلعہ جنڈالہ کا محاصرہ کر رکھا ہے جو امرتسر سے سات کوس کے فاصلہ پہ ہے اور اس قلعہ کے نانک شاہی فقیر محصور ہیں۔ جن کو اذان سے روکا جاتا ہے اور اب محاصرہ کے اشتداد سے ان کی بہت ہی نازک حالت ہے لیکن وہ ترک اذان پر رضامند نہیں ہوئے ہیں، سکھوں کی تعداد جنہوں نے محاصرہ کر رکھا ہے تیراسی ہزار ہے، بادشاہ اس خبر کو سنتے ہی جنڈالہ کیطرف روانہ ہوا۔ سکھوں کو خبر لگی کہ شاہ درانی آپہونچا ہے، وہ یکبارگی قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے، فقرا نانک شاہی نے دیکھا کہ بغیر اس کے کہ ان پر کسی نے تاخت کی ہو بھاگ گئے ہیں وہ سمجھے کہ ہمکو دھوکا دیا گیا ہے کہ ہم غافل ہوکر قلعہ کا دروازہ کہولدیں اور وہ یکایک حملہ آور ہوکر قلعہ میں گہس آئیں، جاسوس روانہ ہوئے اور سپاہیوں کے پاس خبر لائے کہ سکھوں کا دور دور تک کہیں نام و نشان نہیں ہے، اگر وہ دو کوس کے فاصلے پر ایک شخص قبلہ رو ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے، وہ شخص بانات کی عبادت اس پر سایہ کئے ہوئے کہڑے ہیں، دس آدمی تہوڑے فاصلہ پر اپنی بندوقیں زمین پر ٹیکے ہوئے مؤدب اور مستعد کہڑے ہیں، اس شخص کے سر پر تاج اور چار کلغیاں ہیں۔ جن کے پر ہوا میں ہل رہے ہیں۔ یہ خبر جب سردار جنڈالہ کو پہنچی وہ فوراً سمجھ گیا۔ کہ شاہ درانی ہماری مدد کو پہونچ گیا ہے۔ چنانچہ زمینداروں کی رسم کے موافق نذر و نیاز اور ہمراہیوں کو لیکر حاضر ہوا دیکھا تو بادشاہ درانی تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور دو آدمی اسکی خدمت میں موجود ہیں۔ کورنش بجالایا۔ نذر گزرانی اور بادشاہ کے گرد طواف کرکے عرض کیا۔ کہ ابہی ایک گھنٹہ پیشتر سکھوں کی افواج کثیرہ نے ہمارا محاصرہ کر رکہا تہا۔ بادشاہ کی آمد کی خبر سنکر خود بخود بھاگ گئے اور ابہی زیادہ دور نہ گئے ہونگے، اس لئے مناسب ہے کہ حضور قلعہ کے قریب نزول اجلال فرمائیں، بادشاہ نے کہا۔ کہ نہیں کوئی خوف کا مقام نہیں ہے ہم اسی جگہ فروکش رہینگے۔ اس کے بعد قلعہ والوں نے دیکھا کہ افواج شاہی گروہ در گروہ کے بعد دگرے چلی آتی ہے، شام کیوقت شاہ ولیخاں وزیر بھی آپہونچا اور قریباً تین ہزار فوج جمع ہوگئی اور یہیں خیمے نصب ہوئے۔ صبح کیوقت چھ ہزار سوار جمع ہوگئے، جاسوس سکھوں کی خبر لانیکے لئے تعین ہوئے، شاہ ولیخاں نے عرض کیا کہ حضور کا اس طرح عجلت اور بے سر و سامانی کے ساتھ تشریف لانا اور پہر دشمنوں کے ملک میں آنا بظاہر مصلحت کے خلاف تہا، میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو اس کے سبب سے آگاہ فرمایا جائے۔ احمد شاہ درانی نے کہا۔ کہ میں نے اسروز آدہی رات کے وقت خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ اے احمد درانی اٹھ اور پنجاب کیطرف جلد روانہ ہو کہ وہاں ایک گروہ مطیع اسلام کو قصبہ جنڈالہ میں سکھوں نے محاصرہ کر رکہا ہے اور اس گروہ مطیع اسلام کی حالت بہت نازک ہے، میں اسی وقت بیدار ہوگیا اور میں نے چاہا کہ حضور نبی کریم صلعم کے ارشاد کی تعمیل میں ایک لمحہ کا بہی تامل ہو، اسی لئے میں نے لشکر کے جمع کرنے اور لوازم فوجکشی کے مہیا کرنے میں دیر کرنا مناسب نہ سمجہا اور محض خداتعالی کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے فوراً روانہ ہوگیا۔

القصہ دو تین دن جنڈالہ کے قریب مقام کیا اور پہر سکھوں کی گوشمالی کیلئے روانہ ہوا اور اس کام سے فارغ ہوکر افغانستان کو واپس گیا۔ یہ احمد شاہ درانی کا پانچواں حملہ ہندوستان پر تہا،

اصلاحی

بصائر و عبر

ہم اور وہ

ہم مسلمان ہیں اور وہ ہندو ہیں، ہم فاتح تھے وہ مفتوح تھے۔ آج ہم بھی مفتوح ہیں وہ بھی مفتوح، ہم مفتوح ہی مفتوح ہیں، ہم سے وہ اچھے ہیں، کیونکہ وہ مفتوح بھی ہیں فاتح بھی، فاتح اس طرح کہ انہوں نے اپنے نفس امارہ پر فتح پالی ہے، سینکڑوں برسوں مفتوح رہنے کی حیثیت سے انہیں پتہ مارنا آگیا ہے، پھر یہ کہ ہم صاحب ماضی ہیں اور حال میں ہیں مگر ماضی کی گردان کرتے رہتے ہیں، وہ "حال" کو سمجھ گئے ہیں۔ ہم اس سے بھی ناواقف ہیں، زمانہ ماضی میں شمشیر مشکل کی گرہ کشائی کرتی تھی، اب قلم ترقی کا راز سربستہ وا کرتا ہے، پہلے شاہان نبرد آزما ملک فتح کیا کرتے تھے، اب ماہان قلم اہلی بادشاہ ہیں، ہم سے تلوار چھٹ گئی قلم کی ہمنے قدر نہ کی، پھر ہمارا اس دنیا میں کیا کام!

ہم آقا تھے وہ غلام تھے اب وہ آقا ہوتے جاتے ہیں ہم غلام ہوتے جاتے ہیں لیکن "یاد ایام عشرت فانی" کی پینک میں ہم کو اب بھی وہ غلام ہی نظر آتے ہیں،

امتحان مقابلہ میں وہ کامیاب ہوکر حاکم بن جاتے ہیں، ہم ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بنئے کے لونڈے آٹا دال بیچنے والے حکومت کیا کرینگے، مگر یہ نہیں سمجھتے کہ بنئے کا پوتا حاکم کا بیٹا ہوگا، ہم کیا ہیں، صدیاں گزریں اس سے حاکم بنکر آئے تھے، کوئی گدڑیا تھا کوئی لٹیرا، کوئی غلام تھا کوئی فقیر کا چیلا، ہمائے سلطنت نے سر پر سایہ ڈالا، کہ چتر شاہی سر پر سے تصدق ہونے لگا۔ ایک بادشاہ ہوا اس کا خاندان نجیب ہوگیا۔ شریف ہوگیا اور اسے حکومت کا پروانہ لے آیا۔ بوم نحوست نے گنبد فلک پر نوبت بجانی شروع کی۔ کہ تخت سے بدل گیا۔ سلطنت، حکومت، دولت، عزت سب پلک کے پل میں چھن گئی "پدرم سلطان بود، ترا چہ"

لالہ جی کے باپ دادا لکڑیاں بیچتے بیچتے مرے، لالہ جی نے کمسریٹ کا ٹھیکہ لیا یا کوئی بنی بیوپار کیا۔ مٹی میں ہاتھ ڈالا تو سونا ہوگیا۔ لالہ جی سیٹھ جی بن گئے، آنریری مجسٹریٹ ہوگئے رائے بہادر ہوگئے، کونسل کے ممبر ہوگئے۔ بیٹے کو ہندوستان میں اچھی تعلیم دی، پھر انگلستان بھیج دیا، امریکہ بھیج دیا۔ جرمنی بھیج دیا، جاپان بھیج دیا۔ وہاں جاکر ان کی آنکھیں کھل گئیں، وہاں سے آکر چار چاند لگ گئے، ہر فن میں ماہر، ہر کام کے استاد، ہر علم میں عالم، نوکری بھی کرتے ہیں تجارت بھی کرتے ہیں، وکالت بھی کرتے ہیں، انجنیری بھی کرتے ہیں اور حکومت کے بھی مدعی ہیں،

لالہ جی کا گھر دیکھو تو یوں تو چہ منزلہ، مضبوط چونہ گچی، اور پتھر کا بنا ہوا لیکن چھوٹا صحن، تاریک تاریک کوٹھریاں، پھر جا بجا میلی میلی دھوتیوں کا سوکھنا اور جو جاہو کہہ لو....

لالہ جی یوں تو روز پیدل صبح جمنا جی اشنان کرنے جاتے ہیں، مگر کپڑوں کی بدبو موری کی سڑاند کو مات کرتی ہے اور کیوں نہ ہو زمانہ شناسی ہر شخص کو تو میسر نہیں، رسوئی بنانا۔ برتن دھونا۔ گھر میں ہوا کا نہ ہونا پسینے کی گرمی کے موسم میں زیادتی خواہ مخواہ کپڑوں میں بدبو ہوگی۔ مگر واقعی عزت موجود ہے،

توہمات و بت پرستی مترادف لفظ ہیں، رسوم و قیود ذات ترقی کی سد راہ، مرنا، جینا شادی بیاہ، کھانا پینا، چھوت چھات، ایک مصیبت ہو تو بیان کی جائے، مگر وہ اب کوٹھی میں رہتے ہیں، شہر سے باہر ایک پرفضا مقام پر کوٹھی ہے، آرام و آسائش کے جملہ سامان کوٹھی میں موجود ہیں۔ گاڑی، گھوڑے، بائیسکل، موٹر، نوکر، چاکر، بیرا، خانساماں، سب ٹھاٹھ ہیں، کیسی میلی دھوتی اور کیسا سڑا لنگا۔ اب تو ولایتی گون اور قیمتی سایہ للائن، صاحب زیب تن کئے ہوئے ہیں، صاف ستھرے بچے چمن میں کھیلتے پھرتے ہیں، یورپین نرس اور گورنس علم لسانی اور علم موسیقی میں مہارت دینے کیلئے ہیں، میم صاحب کی کانونٹ کی تعلیم تنا دل ہوتا ہے کیسی رسوئی اور کیسی دال، اب تو من چاہا اڑتا ہے اور لطف یہ کہ دنیا بھی مل گئی اور دین بھی ہاتھ سے نہ گیا۔ ہندو کے ہندو، سمندر پار جانا پہلے خلاف مذہب تھا اب سمندر پار جانا عین مذہب ہی، کیسی بت پرستی اور کیسی توہم پرستی، اب تو قوم پرستی ہے ملک پرستی ہے دولت پرستی ہے، عزت پرستی ہے،

کیسی پابندی رسوم اور کہاں کی قیود ذات، اب تو سب بھائی برادری ہیں اور سب ہندو بھائی ہیں، برہمن اور چھتری اپنی ذات سے شرماتے ہیں اور ویش اور شودر اپنے ناموں کے ساتھ اپنی ذات کا پہلا لگا کر خود اس کو نچاتے پھرتے ہیں، اسے کہتے ہیں انقلاب، اسے کہتے ہیں ترقی ... یوں بڑھ سب ... اور ہم بجائے ان سے سبق لینے کے گردش ایام اور فلک کج رفتار کے شکوے کے راگ گا کر اپنی بدبختی کی سختی کو بہلانا چاہتے ہیں، بغض و حسد کی آگ نے ہمارے ... کو جلا رکھا ہے اور وہ تو وہ اپنے بھی اگر ترقی کرتے ہیں تو ان کو بھی نہیں دیکھا جاتا۔ حالت یہ ہے کہ دن بدن ہمارے محل اور ہماری کوٹھیاں، ہمارے باغ ہمارے مکان، ہمارے محلے، ہماری زمینیں سب کے سب ان کے ہاتھ جاتے ہیں اور جن تنگ و تاریک اور سڑے ہوئے مکانوں میں پہلے وہ رہا کرتے تھے، اب ان میں ہم کو رہنا پڑتا ہے جن ہمارا

حکومت کا کرشمہ

(از ناظم الاخلاق مولانا ذہین صاحب)

کہیں محتاج مرد و زن تھے مقیم — تھا فلاکت سے انکا حال ابتر
تنگ کرتی تھی مرد کو عورت — کہ نہیں ہو کہیں بھی تم نوکر
کرکے محنت جو کچھ کماتے ہو — اس سے تنگی سے ہو رہی بسر
جھگڑے ہر روز ہوتے رہتے تھے — کبھی ہوتی لڑائی یہ شب بھر
مرد کہتا مجھے نہیں ہے عذر — کچھ حکومت کی نوکری ہو اگر

بادشاہ اس زمانے کا تھا جو — تھا بڑا عقلمند و نیک سیر
شہر میں شب کو گشت کرتا تھا — تاکہ رعایا کے حال کی ہو خبر
سنکے یہ جھگڑا اک ملازم کو — دے کے فرمان بھیجا اس کے گھر
جس میں یہ حکم اس کو لکھا تھا — آج سے تم ہمارے ہو نوکر
جاؤ دریا پہ آج ہی سے تم — موجیں اس کی گنا کرو دن بھر
شب کو آکر ہمیں کرو آگاہ — کتنی موجیں اُدھر سے آئیں اِدھر
ہے یہ روزانہ بس تمہارا کام — ٹھہرو دریا ہی پر تم آٹھ پہر
اس کے بارہ روپے ملیں گے تمہیں — کرو اس ماہوار ہی میں بسر

لے کے فرمان مرد فرزانہ — جا ڈٹا بس کنارِ دریا پر
دیکھتا شہر کی طرف آتے — کشتی یا کوئی بھی جہاز اگر
وہ کنارے نہ آنے دیتا تھا — کہتا میں شاہ کا ہوں فرماں بر
لہریں گننے میں فرق آئے گا — رات تک تم نہ آنا ساحل پر
سنتے یہ حکم جب تو اہل جہاز — راضی کرتے تھے اس کو کچھ دیکر
رشوتیں اس طرح سے لے لے کے — ہو گیا خوب جمع مال و زر
جھونپڑ تھا غریب کا جس جا — اس جگہ اب تھا باغ خوش منظر
مرد بھی خوش تھا زن بھی اسکی خوش — اب نہ تھا مفلسی کا ان کو ڈر
بادشاہ دیکھتا تھا یہ حالت — اور ہوتا تھا وہ بہت ششدر

اک دن اس کو بلا کے اپنے یہاں — بولا سچ سچ کہو، کرو نہ خطر
ورنہ میں دونگا تمکو سخت سزا — جھوٹ بولوگے تم ذرا بھی اگر،
اس قدر کم معاش میں تم کو — ملگیا اتنا مال و زر کیونکر
کہا اے بادشاہ عالیجاہ — بخت دائم ہو آپ کا یاور
سب حکومت ہی کی بدولت ہے — میں نے پیدا کیا جو مال و زر
کم جو تنخواہ ہو تو کیا پروا — بس حکومت ہے معدن گوہر

ہو جو رشوت کا سد باب ذہیں
ظلم کا پھر نہیں ہے خوف و خطر

مرسلہ عزیز

باب التفریح

شمسہ (وکیل صاحب کی بیوی)، خدا کا شکر ہے، آپ آ تو گئے، رات کے بارہ بجے ہیں اور میں ابتک کھانا چولہے پر رکھے آپ کا انتظار کر رہی ہوں، بدنصیب تر وکیل صاحب کی صاحبزادی ابھی ابا ابا کرتے کرتے سوئی ہے،

وکیل، تمہارا فرض ہے کہ میرا انتظار کرو، دفعہ ۲۰۲۸ (قانون ازدواج) میں صاف صاف لکھا ہے کہ بیوی کو اپنے شوہر کا انتظار کرنا چاہئے تو رہی قمر اسے مجھے یاد کرنیکا کوئی حق حاصل نہیں یہ بھی تمہاری ناقص تعلیم کا اثر ہے، دفعہ ۱۵۹۹ "قانون پرورش اطفال"

شمسہ، (بگڑ کر) جہنم میں جائے تمہارا قانون۔ مجھے اس قانون کی کچھ پروا نہیں ہے، میرے لئے خدا اور رسول کا حکم قانون ہے،

وکیل، تمکو معلوم ہے کہ اس چھوٹے سے فقرے میں تم کتنے جرائم کی مجرم ہو! سنو! پہلا جرم "فقرہ اول" جہنم میں جائے تمہارا قانون، زیر دفعہ ۱۲۴۲ توہین قانون، دوسرا جرم "مجھے اس قانون کی کچھ پرواہ نہیں"۔ زیر دفعہ ۱۲۴۱ قانون سے انکار، تیسرا جرم "میرے لئے خدا اور رسول کا حکم قانون ہے"۔ زیر دفعہ ۱۵۵۹ باغیانہ خیالات، گورنمنٹ کے قانون کے مقابلہ میں کسی دوسرے قانون کو ترجیح دینا،

شمسہ، تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے،

وکیل، دیکھو، دیکھو! تم اپنے جرائم کی فہرست میں اور اضافہ کر رہی ہو، یہ فقرہ، تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے" بہت سخت ہے اور اس پر کئی دفعات لگ سکتی ہیں، اول ۱۹۰۲ توہین شوہر، دوسرے ۲۹۹۹ ازار حیثیت عرفی تیسرے ۱۲۷۲ لغویات بکنا، چوتھے ۹۷۷ دروغگوئی، پانچویں ۱۱۲۱ اشتعال انگیزی۔ چھٹے ۱۸۲۸ دیوانہ پن، تمہیں اب اگر میں چاہوں... تو تمہیں ہزار سال کے لئے پھانسی دے سکتا ہوں، مگر تمہیں معاف کرتا ہوں،

اخبار و حوادث

کوائف افغانستان

خدا خدا کرکے افغانستان رہزنوں کے چنگل سے آزاد ہوا نئی حکومت کی تزئین عمل میں آگئی ہے، جنرل نادر خاں قبائل کے مشورہ سے بادشاہ ہوگئے، شاہ ولیخاں وکیل شاہی منتخب ہوئے ہیں آپ بوقت ضرورت قائممقام بادشاہ کے فرائض انجام دینگے، شاہ محمد خاں وزیر تحفظ، فیض محمد خاں وزیر خارجہ، محمد ہاشم خاں وزیر ملک، نر احمد خاں سپہ سالار، علی محمد وزیر تعلیم، محمد ایوب خاں وزیر مالیہ، احمد علی خاں وزیر عدالت، محمد اکبر خاں وزیر تجارت، ان میں بعض حضرات پہلے بھی شاہی وزراء تھے،

جنرل نادر خاں بادشاہ ہوتے ہی اعلان کیا ہے کہ وہ انتظام میں امان اللہ خاں کے نقش قدم چلیں گے اور اسی خیال سے انہوں نے ان لوگوں کو دوبارہ مقرر کر دیا ہے، جو شاہ امان اللہ خاں کے عہد میں متعین تھے،

ممالک خارجہ میں افغانستان کے جو سفیر متعین ہیں ان میں سے کسی نے ہنوز نادر خاں کو بادشاہ تسلیم نہیں کیا، زعماء افغان عنقریب افغانستان کے مستقبل پر غور کرنے کیلئے ایک کانفرنس منعقد کرنے والے ہیں، شاہ امان اللہ خاں نے اسوقت تک تخت و تاج شاہی حاصل کرنے کیلئے کوئی خواہش ظاہر نہیں کی، البتہ آپ نے بطور سفیر روما رہنے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے،

مسٹر ڈی، ٹی ینڈکا مقتی جو حال ہی میں ٹرکی سے کلکتہ آئے ہیں کا بیان معاصر "مدینہ" میں شائع ہوا ہے جسمیں مسٹر مذکور نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک ملاقات کے دوران میں مصطفے کمال پاشا سے شاہ امان اللہ خاں اور افغانستان کے مستقبل کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ افغانستان میں شاہ امان اللہ خاں کو زبردست ناکامی ہوئی ہے جس کی وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے جلد بازی کی، ملکہ ثریا اگر پردہ نہ اتارتیں اور شاہ امان اللہ ترک پردہ کو لازمی قرار نہ دیتے تو اس صورت میں انہیں جلا وطن نہ ہونا پڑتا، انہوں نے ملک کی مرضی کے خلاف کام کیا، وہ خود جس طرح جی چاہے کرتے، لیکن عوام کو ایسا کرنے کے لئے مجبور نہ کرتے، مذہبی جذبات کا احترام بادشاہ کا فرض ہے، قدامت پسند دلوں میں ہر نئی بات آہستہ آہستہ داخل کی جاتی ہے، اور پھر ان کو اپنے مطلب کیطرف لایا جاتا ہے مصطفے کمال پاشا نے چندمنٹ غور کرنے کے بعد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ شاہ امان اللہ خاں کا اپنے ملک میں آنا بہت مشکل کام ہے، اگر وہ واپس آ بھی جائیں تو اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ ان کی نگاہوں کو تو وہ ایک ایسا شہر نظر آئیگا جسمیں چاروں طرف بربادی اور قحط کا منظر ہوگا،

جب ملک سے ان کی تمام محبت کا خاتمہ کر دیا گیا تو ان کو اس ملک میں داخلہ سے کیا فائدہ ہوگا جب نفاق کا تخم ایکدفعہ بو دیا جاتا ہے تو اسکے باعث دادرسی کرانہیں مدتیں لگ جاتی ہیں، یہ خیالات ہیں جو شاہ امان اللہ سے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں لیکن دیکھیں خدا کو کیا منظور ہے،

اس بات کی سرکاری طور پر تصدیق ہوگئی ہے کہ بچہ سقہ اور اس کے رفقا سید حسین وغیرہ گرفتار ہوگئے ہیں، انہوں نے نادر خاں کی اطاعت قبول کر لی ہے، طوق و سلاسل میں جکڑ کر انہیں زنداں میں ڈالدیا ہے، دیکھیں لاکھوں خون خرابوں اور مظالم کا ان نابکاروں کس رنگ میں صلہ ملتا ہے،

چام کے سکے

باندھ کر سر سے کفن ہاتھوں میں خنجر تھام کے | کر لئے مغلوب نادر خاں نے دشمن نام کے
مدتوں کے بعد پھر جاری ہوا دور نشاط | غم غلط ہو کر رہے اس گردش ایام کے

بچہ سقہ کی چاندی فیض مٹی ہو گئی،
چل چکے بس چار دن کابل میں سکے چام کے

(فیض لدھیانوی)

حسن کی نمائش

مغربی تہذیب و تمدن اب نمائش حسن کی جانب متوجہ ہوا ہے، چنانچہ ضلاع متحدہ کے مشہور شہر بالٹی مور میں حسین و جمیل نازنینوں کی نمائش ہوئی ہے، منصفان حسن بڑے بڑے عاشق مزاج مقرر ہوئے جو مہ جبیں اس انتخاب میں سب سے اول رہی اسے ڈیڑھ ہزار روپیہ نقد اور ایک قیمتی لونگ بطور انعام دیگئی،

مذاہب و ادیان کی مخالفت

حکومت سوویٹ نے چند ماہ سے لینن گریڈ میں ایک جدید کالج کھولا ہے جس کا مقصد مذہب و ادیان کی مخالفت ہی ہے پانسو طالب علم اس وقت اسمیں داخل ہو چکے ہیں،

حوادث فلسطین

فلسطین کے المناک حوادث پر عراق میں زبردست احتجاج ہو رہا ہے، عراق کے طول و عرض میں سخت افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے،

بغاوت پشتکوہ

ولایات پشتکوہ ایران کی سرحد سے ملتی ہے، یہاں کے قبائل نے حکومت ایران کے خلاف علم بغاوت بلند کر رکھا ہے۔ پچھلے دنوں باغیوں نے سرکاری فوجوں کو قلعوں میں محصور کر لیا تھا، لیکن ہوائی جہاز نے آگ برسا کر دو قبیلوں کو مطیع اور بغاوت کو فرو کر لیا ہے،

ہندوستان میں طاعون

ہندوستان میں طاعون کا منحوس قدم ۳۴ سال سے مستقل ہو چکا ہے، اس طویل مدت میں ایک سال بھی ایسا نہیں گذرا جبمیں ملک اس کے مہلک اثرات سے محفوظ رہا ہو، چنانچہ گزٹ آف انڈیا کے تازہ ترین اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ مئی کے صرف ایک ہفتہ میں ۸۴۹ موتیں ہوئیں اور ۵۶۰ اشخاص مبتلائے مرض ہوئے، اللّٰہم ارحم،

قتل سانڈرس کا مقدمہ

لاہور کا وہ مقدمہ جو قتل سانڈرس کے سلسلہ میں سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا ہے شروع ہو گیا ہے وعدہ معاف گواہ مسمی جے گوپال نے تمام راز کا بھانڈا پھوڑ دیا اور اس طرح تفصیل سازش بیان کی کہ ان کی جرأت و جسارت پر حیرت ہوتی ہے، ملزمین مسٹر سکاٹ کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن غلطی سے مسٹر سانڈرس پستول کا نشانہ بنائے گئے،

زمین دوز ریلوے

کلکتہ میں دریائے ہگلی کی تہ آب زمین کو شش کیا جا رہا ہے، پل کے نیچے دو سوراخ بنا دئے گئے ہیں، کوشش کی جا رہی ہے کہ سیالدہ اور ہوڑے کے درمیان زمین دوز ریلوے تیار کیجائے،

حکومت ہند اور نیا قانون

ملت دہلی کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند قانون تعین سن ازدواج میں مسلمانوں کے جذبات کے مطابق ترمیم کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور اس نے چند نامور علما سے استصواب رائے کیا ہے کہ کس حد تک اس قانون سے مسلمانوں کی شریعت پر اثر پڑتا ہے اور اس کے انسداد کیلئے کیا ترمیم لازمی ہے،

اعلحضرت خسرو دکن کی والدہ ماجدہ کی وفات

سکندر آباد، ۱۶ اکتوبر، اعلحضرت حضور نظام کی والدہ ماجدہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد کل اس دار فانی سے رحلت فرمائے ملک بقا ہوئیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون،

ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں حضور اقدس کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اور ہماری دعا ہے کہ خدائے قدوس مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین کرام بھی مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کریں،

طہران میں زلزلہ

۲۶ اکتوبر فارس کی اطلاع مظہر ہے کہ ۲۲ اکتوبر کو تمام شہر میں یکایک روشنی ہو گئی جو ایک منٹ تک قائم رہی، بعد ازاں ایک زور کے دھماکے کی آواز کے ساتھ ایک شہاب ثاقب زمین پر گرا جس کے باعث تمام شہر میں زلزلہ آگیا،

لیبر کمیشن امرتسر کے کارخانوں اور ایک گاؤں کا معائنہ کر گئی ہے،

بچوں کی شادی کا قانون نمبر ۱۹ بابت ۱۹۲۹ء

ایکٹ مندرجہ بالا پر یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے عملدرآمد ہوگا۔ بہت سے اشخاص کو قانون جدید سے واقفیت نہیں اور غلط فہمی ہو رہی ہے اس لئے برائے آگاہی عوام ایک نقشہ تیار کیا گیا ہے جو قانون کا خلاصہ ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ دولہا کی عمر ۱۸ سال سے زائد اور دلہن کی ۱۴ سال سے زائد ہے تو کوئی شخص قابل سزا نہیں ہے،

	عمر میاں بیوی		کون شخص قابل سزا ہے				
	دولہا کی	دلہن کی	دولہا	دلہن	ولی یا وہ شخص جس کے پاس لڑکا یا لڑکی رہتی ہو اگر انہوں نے شادی میں مدد دی اور روکنے میں غفلت کی: دولہا کا	ولی یا وہ شخص جس کے پاس لڑکا یا لڑکی رہتی ہو اگر انہوں نے شادی میں مدد دی اور روکنے میں غفلت کی: دلہن کا	[illegible]
۱	۱۸ تا ۲۱ سال	۱۴ سے کم	جرمانہ	۰	۰	قید یا جرمانہ یا دونوں	قید یا جرمانہ یا دونوں
۲	۲۱ سے زیادہ	۱۴ سے کم	قید یا جرمانہ یا دونوں	۰	۰	״	״
۳	۱۸ سے کم	۱۸ سے کم	۰	۰	قید یا جرمانہ یا دونوں	״	״
۴	۱۸ سے کم	۱۸ سے زیادہ	۰	۰	״	۰	״
۵	۱۸ سے زیادہ	۱۴ سے زیادہ	۰	۰	۰	۰	۰

(۱) قید سے مراد قید محض ایک ماہ تک (۲) جرمانہ سے مراد جو جرمانہ ایکہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے (۳) صورت نمبر ۱ مندرجہ بالا میں اگر دولہا جرمانہ ادا نہ کرے تو اسے قید نہیں ہو سکتی (۴) قاضی یا پنڈت وغیرہ جس نے رسم ادا کی ہو اور نیک نیتی سے یہ سمجھتا ہو کہ ۱۸ سال سے کم عمر لڑکے کی اور ۱۴ سال سے کم عمر لڑکی شادی نہیں کر رہا ہے تو وہ کسی جرم کا مرتکب نہیں ہے (۵) قانون جدید کا منشا صرف یہ ہے کہ ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی اور ۱۸ سال سے کم عمر لڑکے کی شادی نہ ہونی چاہیئے، (۶) تمام مقدمات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سماعت کریگا۔ جبکہ ایسی شادیوں کی خبر ایک سال کے اندر اسکو دیدی جائے۔ ہر ایک خبر کنندہ سے ایک سو روپیہ کی ضمانت لی جائیگی تا کہ اگر خبر یا مقدمہ غلط ثابت ہو تو ملزم کو ہرجانہ دیا جا سکے، سری رام بیرسٹر صدر، ملک محمد امین رئیس سکرٹری سنٹرل سوشیل سروس لیگ،

مساجد پر حملہ

دھولیا۔ ۲۵ اکتوبر، پرولا ایک گاؤں ہے مشرقی خاندیش میں جسکی کہ رپورٹ ملی ہے معلوم ہوا ہے کہ ۲۲ / ۲۳ اکتوبر کو ہندوؤں نے مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کیا اور ابھی وہ بستروں ہی پر تھے کہ مار دھاڑ شروع کر دی اور اسی ہنگامہ میں مسجدوں کی بیحرمتی بھی کی اور مسجدوں کے دروازے شہید کر ڈالے، دوکانیں لوٹ لیں، ایک مسلمان کی موٹر کمپنی برباد کر دیگئی، تقریباً ۲۰ مسلمان سخت زخمی ہوئے، ۱۲۵ پولیس کے جوان سپرنٹنڈنٹ کے تحت میں واقعہ کی خبر پاکر پہونچے اور جس میں ہندوؤں کی گرفتاری عمل میں آئی، پرولا کی آبادی ۱۲ ہزار ہے جبمیں مسلمان صرف ۲ ہزار ہیں سنا گیا ہے کہ گذشتہ ہفتہ سے ہندوؤں نے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے،

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی رسالہ

جو کہ فرمان عالی نشان سلطان العلوم اعلیحضرت تاجدار دکن مدارس سرکاری کیلئے خرید جاتا ہے

قیمت سالانہ [illegible]

تاریخ اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۱۵

القریش

دور جدید

ایڈیٹر
محمد علی زنق صدیقی

جلد ۱۵ | امرتسر ۲ دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۸ ہجری | نمبر ۱۲

درد ہو قوم کا جسمیں وہ جگر پیدا کر

(از جناب مولوی محمد سلیمان صاحب سلمان مصنف رحمۃ للعالمین)

پہلے شائستگیٔ علم و ہنر پیدا کر
دل میں پھر درد، زباں میں بھی اثر پیدا کر

چھوڑ دے راہِ سکندر کہ ہو ظلمات کی راہ
ہمتِ موسوی و عزمِ خضر پیدا کر

مثل خالد کے دکھا پنجۂ فولاد کا زور
بو عبیدہ کیطرح دیدۂ تر پیدا کر

خر دماغی کا سبق سیکھہ نہ راون کیطرح
سجدۂ حق میں جو گر جائے وہ سر پیدا کر

ذرہ ذرہ میں نظر آئیگا خورشید تجھے
پردہ آنکھوں سے ہٹا نورِ نظر پیدا کر

اپنی رفتار کو دریا کیطرح جاری رکھہ
جب رکاوٹ ہو کوئی راہِ دگر پیدا کر

باپ تیرا بھی بنا جودِ ملائک آدم
آدمی بنکے ذرا فضلِ بشر پیدا کر

جس میں عظمت ہو خدا کی وہ بنا اپنا دل
درد ہو قوم کا جس میں وہ جگر پیدا کر

چار سو ظلمتِ شب جب ہو جہاں پر طاری
قلب میں ذکر سے تو نورِ قمر پیدا کر

صدقِ بوبکر پہ چل، علم علی سلمان سیکھہ
حلم عثمان دکھا، عدل عمر پیدا کر

رحمۃ للعالمین کے اخلاق عالیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہایت نیک مزاج، نرم طبیعت اور بڑے خوش اخلاق تھے، آپ ہر طرح سے قرآن مجید کی تعلیم کا مجسم نمونہ تھے، اخلاق کا جو سبق اوروں کو سکھاتے تھے، اس پر خود بھی عمل پیرا ہو کر دکھا دیتے تھے۔

آنحضرت صلعم بات کے سچے اور قول کے پکے تھے، کفار بھی مانتے تھے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، یاد ہوگا کہ جب آپ کو درگاہ الٰہی سے حکم ملا کہ اپنے خاندان کے لوگوں کو اسلام کی طرف بلا، تو آپ نے پہاڑ پر چڑھ کر پکارا، کہ اے قریش جب سب لوگ جمع ہوئے، تو آپ نے فرمایا، کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم مان لو گے، سب نے کہا، ہاں کیونکہ ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کچھ معاملہ کیا، وہ آپ کو بٹھا کر کہہ گیا کہ آتا ہوں، آپ وعدے کی پابندی کرتے ہوئے وہیں ٹھہرے رہے، اتفاق سے وہ شخص بھول گیا، تین دن کے بعد آیا، تو دیکھا، کہ رسول اللہ صلعم ابھی وہیں بیٹھے ہیں، اور انتظار کر رہے ہیں۔

آنحضرت صلعم دوست، دشمن، انسان، حیوان وغیرہ سب کے واسطے رحمت کا نمونہ تھے، ایک دفعہ کسی نے کہا، کہ آپ دشمن کے لئے بد دعا کیوں نہیں کرتے، آپ نے فرمایا، کہ میں دنیا میں لعنت کے لئے نہیں بھیجا گیا، بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، یاد ہوگا کہ ایک جنگ کے بعد آپ نے چھ ہزار قیدی ایک آن میں آزاد کر دیئے۔ قریش نے آنحضرت پر اور عام مسلمانوں پر کئی سال لگاتار ظلم کئے۔ لیکن مکہ فتح ہوا، تو آپ نے سب کو معاف کر دیا، اور کسی کو اس کے قصور پر لعنت ملامت تک نہیں کی۔

بے زبان جانور بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ تھے، لوگ زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھا لیا کرتے تھے، آپ نے اس سے منع فرمایا، جانوروں کی دم کاٹنے سے بھی منع کرتے تھے، کہ یہ بھی ہانکنے کی مورچھل ہے۔ لوگ جانور باندھ کر ان پر تیر اندازی کی مشق کرتے تھے، آپ نے اس رسم کو بالکل بند کر دیا، اور جانوروں کو باہم لڑانا بھی ناجائز ٹھہرایا۔

خطا و نسیان

آج کل کے مسلمان دینی امور کے متعلق جن بے شمار غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں، کہ خطا و نسیان یعنی بھول چوک پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا، لیکن مندرجہ عنوان آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ غلط ہے، اور خطا و نسیان پر بھی مواخذہ ہونا ممکن ہے، بادی النظر میں ایسا مواخذہ قرین انصاف نہیں معلوم ہوتا، لیکن غور کرنے سے یہ شبہ جاتا رہتا ہے، کیونکہ بھول چوک اگرچہ انسان سے اضطراراً سرزد ہوتی ہے، مگر اس کا سبب عموماً ارادی اور اختیاری ہوتا ہے، سب جانتے ہیں کہ نسیان اکثر اسی امر کی نسبت ہوتا ہے جس کی طرف سے بے توجہی اور غفلت کی جاتی ہے، اور جسے ایک معمولی اور ناقابل التفات بات سمجھ کر دل و دماغ اس طرح دلیں جگہ نہیں دی جاتی کہ وقت پر حافظہ ذکر خود بخود اسکو سامنے لا سکے، یہی وجہ ہے کہ ہم عموماً ایسی ہی باتوں کو بھولتے ہیں جنہیں بے حقیقت یا بے شان اور یاد رکھنے کے قابل نہیں سمجھتے اور یونہی سرسری طور پر دیکھ کر یا سنکر بھلا دیتے ہیں، برخلاف اسکے جن امور کو ہم کسی وجہ سے اہم اور قابل التفات خیال کرتے ہیں وہ ہمارے صفحہ دل سے کبھی محو نہیں ہوتے اور ضرورت کے وقت فوراً یاد آجاتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ بھولجانا اگرچہ بالذات ایک اضطراری اور غیر ارادی امر ہے لیکن اسکا سبب اور منشا یعنی کسی بات کو معمولی اور ناقابل التفات سمجھ کر دل میں جگہ نہ دینا اور اسکی طرف سے غفلت اور بے توجہی کرنا ایک ارادی اور اختیاری فعل ہے، اسلئے خطا و نسیان پر جو مواخذہ ہوتا ہے، وہ در اصل خطا و نسیان پر نہیں ہوتا، بلکہ اس کے سبب یعنی لاپرواہی، غفلت اور بے توجہی پر ہوتا ہے، لہذا یہ مواخذہ عقل کی رو سے بھی بالکل جائز اور قرین انصاف ہے، دنیاوی تمدن میں بھی غلطی و نسیان قابل مواخذہ سمجھا جاتا ہے، روزمرہ مشاہدہ میں آتا ہے، کہ اگر ایک آقا اپنے ملازم کو کسی کام کے کسی خاص وقت میں کرنیکا حکم دیتا ہے، اور وہ بھولکر اس وقت پر نہیں کرتا تو آقا ملازم پر ناراض ہوتا ہے یعنی اسکے نسیان پر مواخذہ کرتا ہے، اور اس نسیان کیوجہ سے اسپر لاپرواہ اور غافل ہونے کا الزام عاید کرتا ہے، پس اگر احکم الحاکمین کے احکام کی بجا آوری میں بندہ جرم نسیان کا مرتکب ہو تو کیا وجہ کہ اس سے مواخذہ نہ کیا جائے، اور اسپر دینی امور میں سہل انگاری کرنیکا الزام عاید نہ ہو، قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی موجود ہیں جن سے نسیان پر مواخذہ کا ہونا ثابت ہوتا ہے، خطا کو بھی نسیان ہی پر قیاس کرنا چاہیے، اسلئے کہ خطا بھی بے احتیاطی، سہل انگاری، بے توجہی اور غور و فکر سے کام نہ لینے کی وجہ سے سرزد ہوتی ہے اسلئے اسپر شرعاً بھی ایسا ہی مواخذہ ہے، جیسا کہ عرفاً اور عقلاً لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں مندرجہ عنوان آیت کے ذریعہ سے ایک ایسی دعا تلقین فرمائی ہے، کہ اگر ہم اسکے مفہوم و معنی پر نظر رکھکر رب العالمین سے اپنے خطا و نسیان پر مواخذہ نہ ہونے کی التجا کیا کریں، تو یقیناً ہم سے سہل انگاری، بے توجہی غفلت، لاپرواہی، بے احتیاطی اور غور و فکر سے کام نہ لینے کی بد عادتیں چھوٹ جائیگی، اور ہم خطا و نسیان [illegible]

[illegible]

[illegible] غلطی ہو یا بھول چوک، پر مواخذہ ہوتا ہے، اور ضرور ہوتا ہے، لیکن اگر ہم پوری حزم و احتیاط اور غور و تفکر کے باوجود کوئی شخص [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفردوس امرتسر

۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء

افغانستان جدید

نئی حکومت کی سرگرمیاں

برطانیہ عظمیٰ ہندوستان اور دیگر حکومتوں نے غازی نادرخاں کی حکومت کو تسلیم کرلینے کے بعد سے افغانستان طوائف الملوکی کی لعنت سے رہا ہوگیا ہے، اور ملت افغانیہ کو ملک میں دوبارہ امن وامان قائم ہوجانے پر مبارکباد دیجاسکتی ہے، ہمارے لئے یہ ناممکن ہے کہ ہم سابق شاہ امان اللہ اور ملکہ ثریا کی بدقسمتی پر اظہار افسوس نہ کریں، لیکن یہ امر موجب طمانیت ہے۔ کہ امان اللہ خاں کی بجائے ایک بیدارمغز اور روشن خیال شخص تخت افغانستان پر متمکن ہوا ہے اور یہ امید کی جاسکتی ہے، کہ افغانستان میں اصلاح و ترقی کی کوششیں رائگاں نہ جائینگی،

غازی نادرخاں کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے دورحکومت کا نہائت فہم و تدبر سے آغاز کیا ہے، سابق شاہ کی دو بڑی کمزوریاں یہ تھیں۔ کہ انہوں نے فوج اور محکمہ جاسوسی کی حالت درست کرنے پر کوئی توجہ نہ کی، غازی نادرخاں نے امان اللہ شاہ کی بدقسمتی سے کافی سبق حاصل کرلیا ہے، اور پشاور کی متواتر اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حکومت کابل فوج کی تنظیم از سرنو نہائت تندہی سے کررہی ہے فوج آئندہ جدید ترین آلات حرب سے آراستہ کی جائیگی، کیونکہ غازی نادرشاہ کے تازہ قول کے مطابق افغانستان کی موت و حیات فوجی تنظیم سے وابستہ ہے لیکن چونکہ بحالات موجودہ افغانی طلبا کی زیادہ تعداد غیر ممالک میں فوجی تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہیں بھیجی جاسکتی۔ اس لئے کابل میں طلبا کو جدید ترین فن حرب کی تعلیم دینے کے لئے ایک مدرسہ کھولا جائیگا۔

محکمہ احتساب کا اجرا نادرشاہ عنقریب کرنیوالے ہیں، جو محکمہ جاسوسی کے زیر نگرانی رہے گا۔ اس کے علاوہ جدید فرمانروا علما کی جماعت کو بھی خوش رکھنا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے ابتداہی میں اس کا اعلان کردیا ہے کہ افغانستان کی جدید حکومت شریعت اسلام کی پابند ہوگی، شراب خوری پر اسلامی قانون کے مطابق سزا دیجائیگی اور مجلس قومی کے ارکان صاحب عقل اور علماء کی جماعت میں سے منتخب ہوا کرینگے، لیکن قوم کی مادی و اخلاقی ترقی کی تجاویز جونکہ مذہب پر اثر انداز نہیں ہوسکتیں۔ اس سے نادرشاہ کا ارادہ ہے کہ وہ تلغرافی اور ٹلیفونی سلسلہ از سرنو قائم کرینگے، اور محکمہ ڈاک دوبارہ قائم ہوگا اور ملک ریلوے، راہبار اور دریائی سڑکوں سے مالا مال کردیا جائیگا۔

افغانستان کو سب سے زیادہ جس چیز کی اسوقت ضرورت ہے، وہ تعلیم ہے، یہ مسئلہ عنقریب جدید مجلس قومی کے سامنے پیش کرکے ایک اسکیم تیار کی جائیگی، ہمیں امید ہے کہ جدید شاہ افغانستان اپنی ہوشیاری اور تدبر سے قومی مجلس سے جدید طرز کے اسکولوں اور کالجوں کا قیام منظور کرانے میں کامیاب ہوجائیں گے اس تعلیمی اسکیم کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے، کیونکہ کسی قوم میں تجدد اور حریت پسندی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے، ایک تعلیم یافتہ متوسط طبقہ آزادی کا قوی ترین ستون ہوتا ہے اور تمام دنیا ترقی و تجدد کے لئے اسی نے ہمیشہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں،

جلالۃ الملک نادرخاں غازی نے ایک فرمان کے ذریعے محمد عمر خاں مدیر سابق مکتب رشدیہ غازی کو جو غازی امان اللہ خاں کے ساتھ کابل سے چلے آئے تھے اور بعد میں اہل وعیال سمیت راولپنڈی میں قیام پذیر ہوگئے تھے واپس افغانستان بلالیا۔ چنانچہ آپ ہفتہ عشرہ تک یہاں سے روانہ ہوجائیں گے، یہ محمد عمر خاں وہی ہیں۔ جن کے متعلق پہلے بتایا جاچکا ہے کہ پولیس ان کو راولپنڈی اور مری سے خارج کرنے پر تلی ہوئی ہے اور بڑی مشکل سے ان کو اس مشکل سے نجات ملی، آپ کے سوتیلے بھائی محمد امین خاں سابق وزیر دربار اعلیحضرت امان اللہ خاں کو بھی واپس بلالیا گیا ہے۔ جو طہران میں پناہ گزین ہیں،

عاشق رسول کا جنازہ

راجپال کے قتل کے سلسلہ میں غازی علم الدین کو پھانسی دیاگیا مسلمانوں کے پیہم اصرار پر حکومت نے مرحوم کی لاش ورثاں کے سپرد کردی۔ جو بذریعہ سپیشل ٹرین لاہور لائی گئی،

جنازہ کا جلوس ایک غیر معمولی اور عدیم النظیر شان وشوکت سے نکالا گیا، لوگ نماز جنازہ کی شرکت کیلئے اس کثرت سے آئے، کہ جنازہ گاہ کے وسیع میدان میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، امیر غریب، زن و مرد بچے بوڑھے کشاں کشاں چلے آرہے تھے۔ کوئی [illegible]

قدر ہجوم ہوا کہ حد نگاہ تک انسانوں کا ایک لق و دق جنگل نظر آتا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ کم و بیش چار لاکھ نفوس جلوس میں شریک تھے، لیکن امر دسکون عدیم النظیر تھا، اور مسلمانوں کے ضبط و تحمل کی داد دے رہا تھا،

قابل رشک اس سے پہلے چشم فلک نے ایسا شاندار جنازہ نہ دیکھا ہوگا، یہ فضیلت برتری ایک نوعمر غیر معروف شخص کو محض محبت رسول میں قربان ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا،

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

علم الدین تحفظ ناموس رسول کیلئے غازی بنکر شہیدوں میں شامل ہو گیا، اس نے دنیا کو دکھا دیا کہ عشق رسول میں یوں جان پر کھیلا جا سکتا ہے، علم الدین اب غازی علم الدین شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہر دل میں اسکی عزت ہے اور رہتی دنیا تک اس کا نام عزت سے لیا جائیگا، اسکی ہمت و شجاعت کا یہ واقعہ تاریخ عالم میں ثبت رہیگا، اور دیدہ ور لوگوں کے لئے سبق عبرت پیش کرتا رہے گا، ہم اس عظیم الشان قربانی پر غازی مغفور کے والدین کو مبارکباد دیتے ہیں،

ہندوؤں کا قومی احساس

مسلمانوں میں قومی احساس اور ایثار کا اس قدر قحط ہے کہ ان کا کوئی پرد گر ہم کبھی تو پروان نہیں چڑھتا، بے پروائیاں اور بے اعتدالیاں اس حد تک بڑھی ہوئی ہیں، کہ گویا دنیا کی کوئی بات نہیں جس کی انہیں ضرورت ہو، اور اگر زمانہ کی لے، نے انہیں کبھی کچھ سجھا دے اور چار و ناچار وہ ہو اکے تیز و تند بگولوں سے بچنے کیلئے کوئی جائے پناہ تلاش کرنے کیلئے مجبور بھی ہو جائیں، تو صحیح رہنمائی کے لئے انہیں کوئی دستگیر نہیں ملتا، اور یہی ایک وجہ ہے کہ انکی پریشانی کا دور ختم نہیں ہوتا،

بخلاف اسکے ہندو برادری کی تنظیم اور ایثار کی یہ حالت ہے، کہ وہ ایک لمحہ کے لئے نشو و ارتقا کے اسباب وعلل پر غور کرنے سے غافل نہیں رہتے، وہ اپنی جائداد اور اپنی دولت کو قوم کے اصلاح و ترقی پر نثار کر دینے سے دریغ نہیں کرتے، اور یہی ایک سبب انکی کامیابی ہے، ذیل کی سطور سے ثابت ہوگا، کہ ہندو برادری کو اپنے قومی خواہشات کا کس قدر احساس ہے، اور وہ قومی امور میں کس قدر فیاضی سے کام لیتے ہیں، ہندوؤں کے قومی احساسات مسلمانوں کیلئے سبق آموز ہیں، کاش برادران اسلام بھی اپنی قومی ضروریات کا احساس کریں،

(۱) بابو گنیش دت وزیر بہار نے ہندو یتیم خانہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا ہے،

(۲) لالہ گنپت رام داس ہزاری نے ہندو انقلاب کیلئے نصف لاکھ روپیہ عطا کیا ہے

(۳) لالہ جگل کشور نے دہلی کے ہندو کالج کو دس ہزار روپیہ دیا ہے،

(۴) بابو شیو نرائن نے ہندو یونیورسٹی کو ۲۵ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے،

(۵) اسی بابو نے شیو مندر کے لئے سوا لاکھ روپیہ کی خطیر رقم دی ہے

(۶) مہاراجہ الور نے سناتن دھرم کانفرنس ملتان کو بیس ہزار روپیہ عنایت کیا ہے

(۷) راجہ شاہ پور نے ہندی پرچار کے لئے نصف لاکھ روپیہ کی رقم دی

(۸) ریاست بھرت پور نے شدھی فنڈ میں ۵۹ ہزار روپیہ دیا،

(۹) راجہ بلدیو داس نے اپنے پوتے کی شادی پر ایک لاکھ دو ہزار روپیہ ہندو یونیورسٹی کو دیا،

(۱۰) مہاراجہ بنارس نے لاکھوں روپیہ کی جائیداد ہندو یونیورسٹی کیلئے وقف کر دی

(۱۱) مہاراجہ دربھنگہ نے پندرہ لاکھ روپیہ وقتاً فوقتاً ہندو یونیورسٹی کو دیا ہے

(۱۲) مہاراجہ کولہاپور نے ہندو یونیورسٹی کی لیبارٹری کیلئے ۲۴ ہزار روپیہ سالانہ کی مستقل جائداد وقف کر دی

(۱۳) ان ہی مہاراجہ صاحب نے ٹکنالوجی تعلیم کیلئے دو لاکھ روپیہ دے ڈالا ہے

(۱۴) مہاراجہ پٹیالہ نے ہندو یونیورسٹی کو ۴ لاکھ روپیہ یکمشت دے ڈالا

(۱۵) یہی مہاراجہ یونیورسٹی کو مستقل ماہوار امداد ۲ ہزار روپیہ دیتے ہیں،

(۱۶) ان ہی مہاراجہ نے طلباء سائنس کیلئے پہلا عطیہ ایک لاکھ روپیہ دیا ہے،

(۱۷) اور کتب خانہ کے لئے بھی ایک لاکھ روپیہ دیا،

(۱۸) مسٹر ہری رام نے کمرشل سکول دہلی کو ۵۴ ہزار روپیہ کا عطیہ دیا،

(۱۹) سیٹھ گوری شنکر ساکن گورکھپور نے تعلیم سنسکرت کے لئے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم دی،

معاصرین سے شکایت

کسی موقت اشتیوع علم وید کو صحیح معنوں میں اسکے بہترین مقاصد کے ماتحت ترتیب کرنے کیلئے جس قدر محنت و کوفت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ معاصرین کرام اور علم دوست احباب سے مخفی نہیں، کسی شخص کی محنت و عرقریزی پر غاصبانہ دست تطاول دراز کرنا ایک ایسا فعل ہے، جو کسی طرح بھی مستحسن خیال کیا جا سکتا، لیکن بعض معاصرین دیدہ دلیری سے ایسا کرتے ہیں، اور اپنے فرض کا ذرا بھر احساس نہیں کرتے، "الفرقان" ایک علمی اور تاریخی جریدہ ہے، اور اسے بہترین علمی و تاریخی روشنی اپنے مقاصد کے ماتحت دلچسپ بنانے کے

لئے جس قدر محنت کی جاتی ہے، ہر وہ ارباب سے پوشیدہ نہیں، لیکن افسوس ہے، کہ بعض معاصرین اپنی ذمہ داری کو نہ پہچانتے ہوئے، اسکے مضامین حتےٰ کہ ایڈیٹوریل نوٹس تک بھی من وعن نقل کر لیتے ہیں، اور حوالا نہیں دیتے جس سے ان کا سوائے اس کے کچھ مقصود نہیں ہوتا، کہ وہ ہماری محنت وعرقریزی اور تلاش وتجسس کی کوفت کو اپنی طرف منسوب کریں، اور ناجائز فائدہ اُٹھائیں۔ آج ہم کسی معاصر کا نام نہیں لینا چاہتے، لیکن اگر اس اشارہ پر بھی اگر آیندہ احتیاط سے کام نہ لیا گیا، تو کسی آیندہ اشاعت میں ہم اُن غاصب معاصرین کا ذکر فیران کالموں میں کرنے کے لئے مجبور ہونگے۔

چھپن فیصدی

مسلمانان پنجاب کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے، کہ ان کی اکثریت کو بہرحال پنجاب میں برقرار رہنا چاہیے، خواہ وہ قانون کے ذریعے سے ہو یا خود مسلمانوں کی قوتِ عمل سے۔ ہم خود الذکر طریق کو پسند کرتے ہیں لیکن جو لوگ اُول صورت اختیار کرنا چاہتے ہیں، اُن کے مطالبہ کا بھی مضحکہ نہیں اڑایا جاسکتا طریق کار کا اختلاف کوئی اختلاف نہیں، بشرطیکہ اسکے لئے معقولیت اور خودداری کا پہلو اختیار کیا جائے۔ پنجاب کے زندہ دل مسلمانوں نے ۵۶ فیصدی کمیٹی ۵۶ فیصدی کورا ۵۶ فیصدی مشاعرہ، ۵۶ فیصدی جلوس ایجاد کئے ہیں، اور اگر اس تحریک حقوق کو ایمانداری خلوص، معقولیت اور دانشمندی کے ساتھ جاری کیا جائے، تو کسی معقول انسان کو امتحان کی ضرورت نہیں پڑیگی۔ ہماری ادب کے ساتھ گذارش ہے، کہ زندہ دلی کو بڑھا کر مذاق اور مضحکہ کا رنگ نہ دیا جائے، جن نوجوانوں کے ہاتھ میں اُس تحریک کی باگ ڈور ہے، اُن کی ذمہ داری اور متانت معرضِ بحث میں ہے، ضرورت ہے، کہ معقول لوگوں کی سرپرستی میں اس تحریک کو چلایا جائے، ورنہ یہ تمام تحریک مسلمانوں کے عدم تدبر کا ایک جدید مظاہرہ ہو کر رہ جائے گی۔ معاصر انقلاب اور ۵۶ فیصدی کمیٹی نے تمام مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ خواہ وہ کانگریس کے حامی ہوں یا مخالف، تعاونی ہوں یا عدم تعاونی، سرکاری ہوں یا غیر سرکاری، عقوقی ہوں یا احرار ہر شخص کو اپنے طریق عمل پر کام کرنے کا اختیار ہے۔ بشرطیکہ اس مطالبہ کو وہ ہر موقعہ اور مقام پر ظاہر کریں، اور اسکی تائید وحمایت میں مصروف رہیں، یہ امر ایک حد تک معقول ہے اور ہمارا ہمیشہ سے یہ مسلک ہے، کہ ہر شخص کو اس کے حسب منشا طریق کار کے مطابق کرنے دیا جائے، اسلام نے امت کے اختلاف کو رحمت قرار دے کر اسی حقیقت کی طرف ہمیں متوجہ کیا ہے۔

ایک دلآزار ڈراما

معاصر مدینہ کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ اعظم گڈھ کے مشن سکول میں غیر مسلم طلباء نے اس ڈرامے میں بدینوجہ شرکت کرنے سے انکار کر دیا کہ اس میں ہندوستان کے مشہور تاجدار شاہجہان، اُسکی بیٹی شہزادی جہاں آرا اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی نسبت نامناسب اور دلآزار جملے استعمال کئے گئے ہیں، اور مسلمانوں کی مقدس ترین کتاب قرآن مجید کے بارہ میں اس قسم کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، جو مسلمانوں کے لئے سخت تکلیف دہ ہیں۔

موجودہ سیاسی فضا کے لحاظ سے یہ ایک نہایت قابل اعتراض بات ہے اور ہمیں تعجب ہے، کہ مذکورہ سکول کے کارکنوں نے اس پر کیوں توجہ نہیں کی۔ ہندوستان میں اس قسم کے ڈراموں اور پر تعصب افسانوں سے کوئی اچھا اثر پیدا نہیں ہو سکتا بجائے اسکے اگر ایسے لٹریچر کی نشر واشاعت کی گئی، تو ہر دو اقوام کے باہمی تعلقات کبھی ہموار نہیں ہو سکتے، اور اس طریقہ سے تعصب وافتراق کا زہر اُن آیندہ آنیوالی نسلوں کے دماغ کو بھی مسموم کر دیگا، جن سے زمانہ مستقبل میں ملک وقوم کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں، ہم امید کرتے ہیں کہ اسکولوں کے کارکن حضرات آیندہ اس معاملہ میں احتیاط سے کام لیں گے۔

ایک لاکھ ۵۳ ہزار کا ایثار

زندہ اور بیدار قومیں ہر موقعہ پر قومی ضروریات کا خاص خیال رکھتی ہیں، اور قومی فلاح وبہبود کے ہر ممکن ذریعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں، چنانچہ سیٹھ مٹھو پرشاد بوہرہ نے اپنے بڑے صاحبزادے کمار گیانند کی شادی پر ۲۳ نومبر کو ایک لاکھ ۵۳ ہزار کی گران قدر رقم بطور قومی خیرات تقسیم کی، جس میں سے ۵۵ ہزار روپیہ وظائف فنڈ میں بیس ہزار قومی سوسائٹیوں اور قومی کارکنوں کے لئے، اور باقی تمام قومی اخبارات کی اعانت کے لئے دیا۔ لیس تو میں اس قدر قومی احساس ہو، اور جو قوم قومی اخبارات کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتی ہو، اور جس میں ایثار کا اِس قدر مادہ ہو، کہ لاکھوں روپے بیدریغ قومی فنڈوں میں دے ڈالے، وہ اس بے حس اور قومی ضروریات سے بے پرواہ قوم پر کیوں فوقیت نہ لے جائے، جس نے کبھی قومی ضروریات کا احساس تک نہ کیا ہو؟ کیا مسلمان اپنے حالات پر کچھ غور کرینگے؟

۲۹ نومبر کی ہڑتال

۲۹ نومبر کو شاردا بل کی مخالفت میں امرتسر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ جامعہ خیریہ میں ہزارہا باشندگان امرتسر کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس میں متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ قانون مذکور کی تنسیخ کے لئے جمعیت العلمائے ہند کے ہر اس حکم کی تعمیل کی جائے گی، جو اس کے لئے اس بارہ میں صادر ہوگا۔ شام تک حاضرین نہایت سکون کے ساتھ مقررین کی تقریریں سنتے رہے، اور بعد ازاں جلسہ منتشر ہو گیا۔

تذکرۃ السلف

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی سادگی

جبکہ اسلامی فتوحات کا سیلاب اٹھا ہے، اور مسلمان جنکی رگوں میں گرم گرم اسلامی خون دوڑ رہا تھا، لمبے لمبے کوڑوں اور رباروں کو بیچے گھوڑوں پر سوار خنجر بکف ایک عالم کو تہ و بالا کرنے کے لئے نکلے۔ اس وقت اُن کی شجاعت و بہادری کا یہ عالم تھا کہ بیشتر اسکے کہ ان کے گھوڑے دم لیتے۔ انہوں نے قیصر و کسریٰ کے محلوں پر اپنے سم کی خاک ڈالدی۔ یہ زمانہ مسلمانوں کی ترقی اور ان کی نہایت عظمت کا زمانہ تھا۔ اور وہ یہ ایام تھے، جبکہ مسلمان اسلام کے اعلیٰ زیور اخلاق سے مزین اور اسلامی اصولوں کے سخت پابند تھے۔ اُن کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ نے ایک عالم کو مینا گرویدہ بنالیا تھا، وہ نمود و نمائش اور ظاہری شان و شوکت اور جھوٹی عزت سے بہت دور، اور جو بات شان اسلامی سے بعید تھی اس سے سخت نفور تھے، اسلام ہی کو اپنی اصلی عزت سمجھتے تھے، اپنی عزت کو قوم کی عزت اور قومی ذلت کو اپنی ذلت تصور کرتے تھے، باوجود فاتح اور حکمران قوم ہونے کے نہایت سادہ اور پاک زندگی بسر کرتے، عوام ہی نہیں بلکہ خواص کا بھی یہی حال تھا، خود حضور سرور کائنات نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، پے درپے کی فتوحات اور مال غنیمت نے آپکی سادہ زندگی میں ذرا بھی تبدیلی نہ کی،

آپ کے جانشین خلفاء کا یہ حال تھا، کہ دوسرا شخص عام مسلمانوں اور امیر المومنین میں تمیز نہ کرسکتا تھا قیصر و کسریٰ کے درباروں کے سفیر اور دیگر جلیل القدر امراء جب دار الخلافۃ اسلامیہ میں آتے اور بادشاہ کا محل دریافت کرنے۔ تو انہیں یہ معلوم کر کے نہایت حیرت ہوتی۔ کہ اس کا کوئی محل ہے، اور نہ کوئی سر بفلک عمارت ہے نہ چوکی ہے نہ پہرہ اور نہ کوئی خفیہ کا خاص باڈی گارڈ ہے، بلکہ خلیفۃ المسلمین عام مسلمانوں کی طرح پھرتا ہے۔ مگر باایں ہمہ بے تکلفی و سادگی ان امراء و سفیروں کو جرأت نہ ہوسکتی تھی۔ کہ آپ کے ہمراہ چل سکیں۔ یا آپ سے بخوبی ہمکلام ہوسکیں،

حضرت عمرؓ کی سادگی کا یہ عالم تھا، کہ جب آپ نے بیت المقدس کا سفر کیا ہے، تو نوبت نقارہ خدم و حشم اور لشکر نوکل صد رہے۔ معمولی ڈیرہ خیمہ تک نہ تھا۔ سواری میں صرف ایک گھوڑا اور معمولی سادہ لباس اور چند مہاجرین و انصار تھے، تاہم جہاں یہ آواز پہنچتی تھی۔ کہ

فاروق اعظمؓ

نے مدینے سے شام کا ارادہ کیا ہے۔ تو مخلوق تھرا اٹھی۔ اور زمین دھلی جاتی تھی جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو گھوڑے کا سم بوجہ زیادتی سفر گھس گیا، لوگوں نے دوسرا گھوڑا پیش کیا، مگر وہ شوخی کرنے لگا آپ نے فرمایا کمبخت یہ غرور کی چال تو نے کہاں سے سیکھی۔ یہ کہکر گھوڑے سے اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے،

ابو عبیدہ اور دیگر سرداروں نے حضرت عمرؓ کی بالکل سادہ پوشاک کو دیکھکر عمدہ عمدہ پوشاکیں اور عربی گھوڑا پیش کیا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ خدا نے جو عزت ہم کو دی ہے اور سب اسلام کی عزت ہے اور یہی ہمارے لئے کافی ہے،

اسلام میں جس قدر بڑے بڑے فاتح یا سپہ سالار گزرے۔ جیسے فاتح بیت المقدس غازی صلاح الدین، فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص فاتح دمشق و شام و ایران۔ حضرت خالد بن ولید وغیرہ وغیرہ یا بڑے بڑے علماء۔ فقہا، محدثین جو اپنے اپنے فن کے امام تھے، اُن میں سے کسی نے کوئی خصوصیت یا امتیازی درجہ یا خاص لقب و خطاب نہیں مقرر کیا، غرض وہ نمود و نمائش کا زمانہ نہ تھا، وہ خودداری فطرت کا دور نہ تھا، جو کچھ وہ کرتے تھے، اِس لئے نہیں کرتے تھے، کہ اس میں ہماری عزت و شہرت یا نیک نامی ہو، جو کچھ کرتے تھے، وہ قوم و مذہب کے لئے کرتے تھے، خوشنودی خدا اور رسول کے لئے کرتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے، کہ تمام عزت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے۔ پس جب ہم مسلمان ہیں، تو ہم سے زیادہ عزت اور بزرگی کے لائق اس نیلی چھت کے نیچے اس زمین کے تختے اوپر کون ہو سکتا ہے، وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

چار مشرقی معزول تاجدار

امان اللہ خان | اب یورپ میں ایک اور مشرقی بادشاہ بطور پناہ گزین داخل ہو گیا یعنی امان اللہ خان شاہ افغانستان۔ آپ ادھی مغربی تہذیب و تمدن کی فضا میں زندگی گذارنے آئے ہیں جسکی بدولت ان کا تخت و تاج ہاتھ سے نکل گیا۔ امان اللہ خاں کے آ جانے سے یورپ میں چار مشرقی بادشاہوں کی "چوکڑی" پوری ہو گئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے وطن سے نکالے گئے، اور غیر ملکیوں میں آکر پناہ گزین ہوتے۔ یہ چاروں بادشاہ

حسب ذیل ہیں

(۱) سابق سلطان ترکی

(۲) سابق شاہ ایران

(۳) ملک حسین ملک الحجاز

(۴) امان اللہ خان شاہ افغانستان

امان اللہ خان ہمیشہ سے یورپ کو پسند کرتے تھے، اسلئے امید ہے کہ بہ نسبت دیگر تاجداران محروم تخت و تاج کے انکی زندگی زیادہ لطف و مسرت سے گذرے گی۔ ان کی ملکہ ثریا خانم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ان کو مغربی طور و طریق کا دلدادہ بنا دیا ہے۔ چونکہ اب آپ ثمرہ کے اطالیہ میں بحیثیت ایک کاشتکار کے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، اسلئے آپ کو مشرقی و مغربی تہذیب و تمدن میں مقابلہ کرنے کا بہت کافی موقعہ ملیگا، امان اللہ خاں یہ جانتے ہیں کہ مشرق و مغرب مل نہیں سکتے، اب چونکہ شاہ موصوف کی زندگی کا جدید دور شروع ہو گیا ہے۔ اس یہ دیکھنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ انکی معاشرت سے ملتی جلتی ہوگی یا جدا گانہ

سابق سلطان ترکی تو پورے بلکہ کٹر ترک ہیں، اُن پر یورپ کا کچھ اثر نہیں ہوا وہ پرانی وضع اور خیال کے آدمی ہیں، اگرچہ نادار و مفلس ہیں۔ مگر ؎

رسی تمام جل گئی پر بل نہیں گیا

شاہ ایران پیرس میں رہتے ہیں، اور لہو و لعب میں مبتلا ہیں، اگرچہ وہ بالکل مفلس و نادار نہیں ہیں، مگر جس قدر دولت میں پہلے کھیلتے تھے، اب وہ بات نہیں رہی

ملک حسین بیچارے جزیرہ قبرص میں سادہ زندگی بسر کر رہے ہیں، بظاہر خوش و خرم معلوم ہوتے ہیں، مگر دل دیگزار صحرائے وطن میں پھنسا ہوا ہے۔

سلطان ترکی | جب سے سلطان ترکی غریب الوطن ہوئے ہیں، اور ان پر غم و الم نے اس قدر غلبہ کیا ہے، کہ وہ قبل از وقت بڈھے ہو گئے ہیں، وہ سوئٹزرلینڈ کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے ہیں، اور اس غربت و تنہائی میں اگر ان کا کوئی رفیق یا شفیق ہے، تو وہ ان کی سب سے چھوٹی اور خوبصورت بیٹی ہے جو اس مصیبت و بیچارگی کے عالم میں اُن کی خدمت اور دلجوئی کرتی رہتی ہے حبشی غلام و کنیزیں ناشتہ کے وقت ایسی فنجانوں میں قہوہ دلاتے ہیں جن پر قدیم سلاطین عثمانیہ کی مہر ہے مگر آہ! اُن پیالیوں میں بھی بال آ گیا ہے، سلطان نے اپنا پرانا شاہی لباس تو چھوڑ دیا ہے۔ اب ایک پھٹے پرانے اور خستہ فراک کوٹ سے تن پوشی کر لیتے ہیں، مگر باایں ہمہ وہ ترک ہیں، پرانے خیال کے پکے اور کٹر ترک اور اپنے مشرقی تمدن پر فخر زیادہ کرتے ہیں،

ملک حسین | شریف حسین ملک الحجاز بڑے صبر و شکر کے آدمی ہیں، اُن کی زبان سے اگر کوئی بات نکلتی ہے تو یہ نکلتی ہے۔ کہ ؎

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

میرے دشمن ضرور قوی ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ اُن سے بھی زیادہ طاقتور ہے، یہی فلسفہ و حکمت اور یہی اعتقاد ہے۔ جس کے باعث وہ خوش و خرم نظر آتے ہیں اور باوجود اپنے دشمنوں کے بھی راضی برضائے الہٰی رہتے ہیں، ابھی تک انکی آواز سے تھکا نہ ہو نہیں گیا، اور ابھی تک اُن کے تن معمر میں جوانوں جیسی سرگرمی موجود ہے، وہ اگرچہ غریب الوطنی میں خوش ہیں مگر دل۔ ہاں ان کا دل صحرائے وطن کے ریگزار میں تپتے ہوئے ذروں پر ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے،

احمد شاہ | احمد شاہ ہمیشہ سے رنگیلے تھے، اور رنگیلے ہیں، انہوں نے اپنے رہنے کیلئے پیرس کے قریب ایک مکان لے لیا ہے۔ جس کے اردگرد چار دیواری ہے،

الغرض شاہ موصوف خوش و خرم ہیں، لطف یہ ہے۔ کہ انکے خیال میں دولت ایران اُسوقت تک خوشحال نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ تخت پر دوبارہ متمکن نہ ہوں لیکن ایران کو چاہیے، کہ وہ سب فرنگی بن جائیں شاہ کی مفلسی کا یہ حال ہے، کہ جاڑوں کے موسم میں وہ تاپنے کیلئے کوئلہ تک نہیں جلا سکتے کیونکہ پیرس میں کوئلہ گراں ہے، بعض اوقات ڈاڑھی مونڈنے کیلئے بھی اُن کو گرم پانی میسر نہیں آتا، ایرانی اور فرانسیسی طبعیت کے لیے

جیا د و اور وطن سے اُن کا تعلق [illegible] اور وہ وطن [illegible] بھی جان دینے کو تیار ہیں)

بصائر و عبر

رسم پرستی اور افلاس

ہندوستان کی سرزمین بھی کیسی بدقسمت ہے کہ یہاں ہر ایک مسلمان کا پیدا ہونا، تربیت پانا، جوان ہونا، اور مرجانا سب کچھ آفت ہے، آج ہندستان کے شریف گھرانوں اور معزز ممبران کی بربادی اور بے چراغی کے اسباب اگر تلاش کروگے، تو پچانوے فی صدی ایسے نکلینگے، جو ان خاندان کی بیہودہ معاشرت سے متعلق ہونگے، معمولی سے غور کے ساتھ جب آج بھی ہم مختلف گھروں کی سیر کرتے ہیں، تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے، کہ ایک گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا، اُس کی مسرت میں خوشی کے جشن منائے گئے، قریب و دور کے رشتہ دار، گنے والے، دوست اور دوست کے متعلقین اور بسا اوقات تمام بستی والوں کو دعوت دی گئی، پرتکلف کھانوں اور قیمتی مٹھائیوں پر بے تحاشا روپیہ صرف کیا گیا، اسکے بعد جب وہ بچہ جوان ہوا تو نکاح سے قبل منگنی کی رسم منائی گئی جسمیں تمام بستی کو مٹھائی تقسیم کی گئی، نوکروں اور ماماؤں کو انعام دیے گئے، نکاح کا موقع آیا تو کیا پوچھنا بیٹے کے ارمانوں کے ساتھ ماں باپ کی آرزوئیں پوری ہونے لگیں، حیثیت سے بڑھکر بڑی بڑی دعوتوں کے سامان ہوئے، مہمانوں کے لئے بڑے بڑے مکانات کرایہ پر لیے گئے، اس کو زینت دینے کے لئے بازار سے فرنیچر مول لیا گیا یا خریدا گیا، قیمتی زیورات تیار ہوئے بیش بہا جوڑے سلائے گئے، نوکروں، ماماؤں، ناؤنوں غرضیکہ تمام پرجاؤں کے لئے خلعت کا انتظام کیا گیا، عزیزوں اور رشتہ داروں کے لباس مہیا کیے گئے، میوے اور مٹھائیوں سے گھر کی الماریاں بھر دی گئیں، شادی ہوئی، رخصتی ہوئی، رخصتی کے بعد چالے کی رسمیں نہایت فراخدلی اور حوصلہ مندی سے مہینوں میں ادا کی گئیں، کبھی شوہر صاحب سسرال میں موجود، کبھی بیوی صاحبہ شوہر کے یہاں زینت بانٹیں، اسی مدت میں بے شمار روپیہ اچھی طرح برباد کیا گیا، پھر بیوی صاحبہ شوہر کے گھر میں برائے نام قیام فرما ہوئیں، شوہر صاحب جو بیوی کے ہاتھ میں کچھ دن کھلونا تھے، رات اور دن میں ایک منٹ کیلئے بیوی سے دور رہنا اور دوزخ میں جانا برابر سمجھتے تھے، وہ انکی ہر خواہش ہر آرزو کو پورا کرنا سب سے بڑا شوہرانہ فرض سمجھتے تھے، اور پھر ماشاء اللہ بیوی صاحبہ کی اٹھان بھی زمانہ حاضرہ کے رنگین دور میں ہوئی تھی، کھانے پینے کے معاملہ میں موجودہ وضع کی بالکل پابند تھیں، شوہر سے فرمائشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، آج زربفت کے تھان آرہے ہیں، تو کل کمخواب کے آج دہلی کے بنے جوتے، تو کل امریکن بوٹ، کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا کہ جسمیں اس دنیا کی کسی نہ کسی فرمائش کی تعمیل کرنے پر شوہر صاحب اپنے کو مجبور نہ پاتے ہوں

پھر جب پیدا ہوئے آپ نے بھی اپنی اولاد کے ساتھ وہی سلوک کیا جو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے ساتھ کیا تھا، اسلئے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ تمام خاندان اور بستی میں اپنی ناموسی اور ذلت سمجھتے تھے، اسکے بعد مر بھی گئے بلکہ اس سے پہلے مرگئے، مرجانے کے بعد جو فاتحوں کا سلسلہ شروع ہوا، تو اس نے دو ایک دن دو چار ہفتوں دو چار مہینوں نہیں بلکہ سالوں تک دم نہیں لیا، آج سیوم ہے، آج رات کی فاتحہ ہے، آج دن کی فاتحہ ہے، آج تو جمعرات کی فاتحہ ہے، آج چہلم، آج سہ ماہی، آج ششماہی، آج برسی، آج دوبرسی ہے، الغرض اس کا سلسلہ برسوں تک بھی ختم ہونے نہیں پاتا، ان فاتحوں میں اگر ایک ہزار خوراکوں کا بندوبست کیا گیا ہے، تو تقریباً سات آٹھ سو کھانے تو مردہ کے وارثوں عزیزوں اور دوستوں کی ضیافت میں نذر کر دیئے، اور صرف سو ڈیڑھ سو خوراکیں غریب محتاجوں کو دی گئیں، پھر ان میں بھی سب سے معمولی کھانے یعنی عزیزوں کیلئے گھی اور بکری کے گوشت کے قورمے اور ان غریبوں کیلئے گائے کا گوشت جسمیں عام طور پر چربی یا تیل ڈالا جاتا ہے، پھر یہ سب روپیہ جو ہندوستان کے ایک مسلمان آدمی پر ولادت کے قبل سے مرنے کے کئی برس بعد تک اس فیاضی سے خرچ کیا جاتا ہے، یہ کہاں سے آتا ہے، تین صورتوں سے خالی نہیں،

(۱) زرنقد گھر کا ہے

(۲) نقد تو نہ تھا لیکن جائداد بیچکر یا رہن رکھکر روپیہ حاصل کیا گیا ہے،

(۳) سودی قرض لیا گیا ہے،

اگر پہلی صورت ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ روپیہ ایسی مدوں میں صرف کیا گیا ہے جس سے آمد قطعی ناممکن ہے، پھر اس سے بڑھکر افلاس کی وجہ اور کیا ہوگی کہ روپیہ گرہ سے نکال کر اپنی زندگی بے کیف کر لی جائے، دوسری صورت میں دو شقیں ہیں، پہلی شق میں ظاہر ہے کہ جائداد فروخت کر ڈالنا خود ایک افلاس کی تمہید ہے، لیکن جب اُسکی قیمت کو بھی بیکار مدوں میں لگا دیا جائے تو یہ صرف افلاس ہی کی تمہید نہیں بلکہ نکبت کا تتمہ بھی ہو جاتا ہے،

دوسری شق یعنی رہن کی صورت میں ظاہر ہے کہ ۹۰ فیصدی مرہونہ جائدادیں چھڑانے سے محروم رہ جاتی ہیں، یا تا قرقہ وہ جائداد بھی اُسی کی ہمیشہ کے لئے ہو جاتی ہے جسکے یہاں رہن رکھی گئی تھی، یہ تینوں صورتیں افلاس کا دروازہ ہیں، ۹۹ فیصدی دیکھیے افلاس اور زوال نکبت کے یہی اسباب ہیں، پھر غور کرنا چاہیے کہ لوگ کیوں اس مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں، تو صرف اسلئے کہ وہ خاندانی رسوم کو صدمہ نہیں پہنچانا چاہتے، وہ رسمیں جو ان کے خاندان میں ہمیشہ ہوتی آئی ہیں، الوداع نہیں کہہ سکتے، مانا کہ بزرگوں کی پیروی کرنی چاہیے، لیکن

اسکے یہ معنی نہیں کہ اپنے تئیں کو برباد یا غارت کر دیا جائے۔ جس سے زمانہ میں باپ دادا کا نام روشن ہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی کہ کچھ دنوں نہایت فراخدلانہ جشن منائے گئے۔ نہایت بے فکری سے دن گذارے گئے۔ اور اسکے بعد ازلی مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ جس مصیبت میں دنیا دولت اور عزت بھی امانت تو درکنار، پیٹ بھرنے کے لئے بھی نہیں آ سکا، جو فراغت کے زمانہ میں دسترخوانوں کی زینت اور دعوتوں کے ہیرو رہے ہیں۔ پھر کیا یہ ایک مضحکہ خیز حرکت نہ ہوگی کہ فانی اور غیر دائمی حصول مسرت کے لئے ہمیشہ کی ذلت اور جیتے دم تک پریشانی خریدی جائے اور یہ رسمیں جن کی پرستش میں یہ آفات خریدے جاتے ہیں۔ کیا ہیں؟

اس کے جواب میں صرف ایک جملہ پیش کیا جا سکتا ہے :-

مَا ھٰذِہٖۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْن یہ کچھ نہیں ہیں صرف پہلوں کے دستور ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے یہ رسمیں محض دنیاوی ہیں۔ ان کا دین سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ پیدائش، شادی، بیاہ، فوت میں شریعت نے نہایت سادگی کی تعلیم دی ہے۔ جس میں دین و دنیا کی بہتری کے سامان موجود ہیں۔ پھر کیا یہ خطرناک غلطی نہ ہوگی کہ ہم ان رسموں کو خطرناک سمجھنے کے بعد بھی انہیں پیار کریں۔ ہم کو لعنت بھیجنی چاہیئے ایسی چیزوں پر جو ہم کو مٹا کر زمانہ کے لئے تفریح کا کھلونا بنانا چاہتی ہیں،

فَاعْتَبِرُوْا۔ اگر رسم پرستی کی مکروہ رسم ہندوستان سے اٹھا دی جائے، تو یہ غریب اور بھوکا ملک قارون کے خزانے خرید سکتا ہے۔

"وجیہہ انصاری"

بزمِ قریش

(۱) پچھلے دنوں ناگہانی طور پر مجھے ضرب شدید آئی جس کی وجہ سے کئی روز تک بستر استراحت پر پڑا رہنا پڑا، مضامین بالکل تیار تھے لیکن اپنی تکلیف کے سبب انہیں ترتیب نہ دے سکا اور نہ ہی کاتب کو سمجھا سکا، اس ناسازی نے دفتر کا کاروبار بند کر دیا اور خطوط تک کا جواب نہ دیا گیا۔ امید ہے کہ ناظرین کرام مجھے معذور سمجھیں گے،

اخبار جوں توں کر کے مکمل کیا گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کی ترتیب حسب دلخواہ نہیں ہو سکی "حکمت و موعظت"۔ "جواہر ریزے" کا باب اس دفعہ بالکل کالعدم ہو گیا۔ اب بفضل خدا صحت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرچہ بطریق سابق بہترین ترتیب کے ساتھ شائع ہوگا،

۲ - مکرمی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب صدیقی لدھیانوی کی مراسلت کے جواب میں لے دیکر صرف ایک نوجوان عبدالرشید نامی کا خط بیگوارہ سے موصول ہوا ہے اور اس نے اپنی تمام خدمات قوم کے لئے پیش کرنے میں سبقت کی ہے، باقی تمام احباب خاموش ہیں، ان کی لبوں پر قومی کاموں کے لئے مہر سکوت لگی ہوئی ہے اور وہ کسی تجویز میں خواہ وہ کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو غور کرنے اور اس پر کچھ کہنے کی توفیق نہیں رکھتے۔ جس قوم کے افراد کا یہ حال ہو ظاہر ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا، خدا رحم کرے،

۳ - القریش کی توسیع اشاعت کی طرف احباب کی توجہ بالکل نہیں رہی، وہ دوسری قوموں کی مساعی اور تگ و دو سے کوئی سبق نہیں لیتے، زمانہ بڑھا جا رہا ہے اور یہ ورطۂ گمنامی میں گرتے جا رہے ہیں، اللہ جانے ان بے پرواہیوں کے عواقب و نتائج آخر کیا ہوں،

۴ - دردمند اسلام محب قوم مخدومی کشفی شاہ صاحب نظامی کا نام نامی کسی تعارف و تعریف کا محتاج نہیں، آپ القریش کے قدیمی معاون ہیں اور ہمیشہ مالی امدادات گرانمایہ سے احسان کرتے رہتے ہیں، حال میں آپ نے دس روپے کے عطیہ سے القریش کی مالی مدد کی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اور بھی امداد کی جائیگی،

آپ انجمن اور قومی اجلاس کے متعلق ہم سے کئی بار دریافت کر چکے ہیں لیکن ہم اس کے جواب سے اس لئے قاصر ہیں کہ ارکین انجمن کی طرف سے انجمن کا نام لینے کی ہمیں اجازت نہیں اور خود وہ اس وقت کچھ کرنا نہیں چاہتے جب تک کہ قوم انہیں کوئی دعوت نہ دے،

۵ - ڈاکٹر محبوب الٰہی صاحب صدیقی کے خط سے معلوم ہوا ہے، کہ انجمن قریش ضلع گوجرانوالہ اور اس کے چند ممبران میں کھینچ تان کا جو ناخوشگوار سلسلہ جاری تھا، وہ ختم ہو گیا اور صلح ہو گئی، ہم اس دانشمندی پر ممبران اور ارکین انجمن مذکور مبارکباد دیتے ہیں۔ الصلح خیر،

۶ - جن برادران گرامی کی خدمتیں ان کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق القریش مفت حاضر ہوتا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ مہربانی کر کے اپنے وعدہ کے موافق منشائے خریداری و عدم خریداری سے بواپسی ڈاک مطلع کریں، جو احباب علمی مذاق رکھتے ہوئے القریش کو خود اعانت سے مفتخر کرنا چاہیں وہ اپنا اپنا زرِ چندہ بصیغہ منی آرڈر بھیجدیں۔ تاکہ وی پی کے زائد خرچ کی زیر باری نہ ہو، خاموشی رضامندی پر محمول کی جائیگی اور آئندہ پرچہ بصیغہ وی پی ارسال ہوگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی و قومی فرض ہوگا۔

مراسیت کے ادعائے قرشیت کی تاریخی حقیقہ

(ضمیمہ ۱۶)

ترجمہ۔ ایبٹسن صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جاٹ بھی میراثیوں سے؎ کام لیتے ہیں۔ اگرچہ اکثر جاٹ اقوام کا موروثی شجرہ خواں ساہنی ہے اور راجپوت بھاٹوں کے علاوہ اکثر میراثیوں ہی سے کام لیتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ ادنےٰ زراعت پیشہ اور راجپوت اقوام کے نزدیک میراثی وہی حیثیت رکھتا ہے۔ جو بھاٹ راجپوتوں کے نزدیک۔ لیکن جیسا کہ وہ ظاہر کرتے ہیں میراثی شجرہ خواں کے علاوہ گویا اور مطرب بھی ہے۔ اور پنجاب کے آلاتِ موسیقی استعمال کرنے والے لوگوں میں سے بہت زیادہ تعداد میراثیوں۔ جوگیوں اور فقیروں کی ہے۔ جملہ گانے والی اقوام کی طرح میراثی کی معاشرتی حیثیت بدرجہ غایت ادنےٰ ہے۔ لیکن وہ بیاہ شادیوں اور ہر قسم مواقعات پر شجرہ خوانی کیلئے آ حاضر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں میراثیوں میں بھی مدارج ہیں۔ یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ میراثی کی معاشرتی حیثیت بھاٹ کی مانند مختلف اجزا پر مبنی ہے۔ مثلاً اس کا پیشہ۔ اس کا نسب اور اس کا ذریعہ معاش۔ جملہ کمین اور ماتحت اقوام کی طرح میراثی کی حیثیت اپنے آقا (مربی) کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اور وہ میراثی جو مستقل طور پر کسی راجپوت کنبہ کے ساتھ وابستہ ہو۔ اور انکے زیرِ مروت ہو۔ اس میراثی سے جو محض ایک آوارہ گرد گھاڑی یا کسی جاٹ کی شادی بیاہ کے موقعہ پر وقتی ملازم (خدمتگار) ہو۔ بالا درجہ رکھتا ہے۔ اچھوت اقوام کے بھی میراثی ہوتے ہیں۔ جو اگرچہ اپنے مربیوں (ججمانوں) کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں۔ اور انکی معاشرتی خدمت بجالاتے ہیں۔ اعلیٰ اقوام کے میراثیوں کے نزدیک ناپاک خیال کئے جاتے ہیں۔ ڈوموں کے متعلق یہ ہے۔ کہ میراثی یا کم از کم اصلی میراثی انکو اپنے میں سے تسلیم؎ نہیں کرتے۔ مثلاً رہتک میں ڈوم ہندو ہے۔ جو گانیوالی لڑکیوں کے ہمراہ طبلہ اور سارنگی بجانے والے کی حیثیت سے رہتا ہے اور اسکے "فرقہ کاتا" کی ایک اور کی شاخ بیان کیا جاتا ہے۔ جن کو ڈھانگوں کے ڈوم کہا جاتا ہے۔ وہ مسلمان؎ نہیں ہیں۔ دوسرے مقامات پر ڈوم کنجنوں کے ساتھ ساوی سمجھا جاتا ہے۔ اور گوڑگانوں میں دہ ادنےٰ اقوام مثلاً جھیور۔ ڈکاونت چمار بھنگی جولاہ اور روہتک سے خیرات لینے والا کہا جاتا ہے۔ ڈیرہ غازی خاں میں ڈوم لنگا کہلاتا ہے۔ اور اس کو بلوچوں کا میراثی کہا جاتا ہے۔ جو "سمرندا" بجاتا ہے۔ اور خدا، رسول (صلعم)

؎ لاگیانہ خدمت

؎ ڈوم اور میراثی ایک ہی نسب سے ہیں۔ ؎ کفر اور اسلام کا سوال نہیں نسبی حقیقت کے لحاظ سے ڈوم اور میراثی دونو ہندی الاصل ہیں

پیروں اور شاہ میر کی منقبت میں بلوچی گیت گاتا ہے۔ لنگا؎ بھی بلوچوں کے نسب نامے یاد رکھتے ہیں۔ اور زمانہ سابق میں جنگوں میں اپنے آقاؤں کے ساتھ بطور مطرب یا گویا کے جایا کرتے تھے۔ ملتان میں انکو داؤد پوترا کے میراثی کہا جاتا ہے۔ اور نسباً داؤد پوترا؎ بھی جو کہ عمر کوٹ سے آئے ہوئے ہیں۔ وہ حضرت عباسؓ کی نسل سے ہونے کا دعوےٰ؎ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ڈیرہ غازی خاں کا میراثی یا ڈوم نسل کشی کیلئے سانڈ گھوڑے رکھا کرتا تھا۔ اور اب بھی کوہ پائے سیزوار میں وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اسی طرح گوڑگانوں میں میراثی سانڈہ گھوڑے اور بیل نسل کشی کیلئے رکھا کرتے تھے، مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پیشہ نقالوں میں محدود ہو گیا۔ لاہور میں میراثیوں کی گھوڑی سے محبت مشہور ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بعض اوقات ان کو گھوڑے خیرات میں دیئے جاتے ہیں

میراثیوں کا نسب میراثی یا کم از کم ان میں سے بعض عربی النسب؎ ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ روایت؎ اس طرح پر کہی جاتی ہے۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مدینہ کے ایک مسلمان عکاسہ یا کتہ کو چابک مارا تھا۔ حضور نے مرض الموت میں دریافت فرمایا۔ کہ کوئی شخص جس کو مجھ سے کوئی ایذا پہنچا ہو۔ اس کا بدلہ مجھ سے لے سکتا ہے۔ عکاسہ نے عرض کیا۔ کہ پیغمبر خدا (صلعم) اپنی پشت مبارک برہنہ فرمائیں۔ جسکو اس نے بوسہ دیا۔ اور کوئی دیگر بدلہ نہ لیا۔ پھر اس نے پیغمبر کی

؎ بلوچستان میں بھی لنگا۔ لوری۔ ڈوم اور میراثی چاروں نام مستعمل ہیں۔ اور یکساں فرائض پر مشتمل ہیں۔ ؎ متضاد ہے اور غلط بھی ؎ کہاں ہندی النسل میراثی اور کہاں حضرت عباس کی اولاد

باندھی ہے سب نے زیرِ فلک جھوٹ پر کمر
شاید بگڑ گیا ہے کہیں ماٹ نیل کا

؎ محض غلط۔ میراثی دف سے ہو یا سہ، ہندی النسل ہے۔ اور ڈوم۔ چوہڑہ۔ ماچھی۔ جھیور اور چنگڑ کا ہم نسب ہے۔ دیکھو گلاسری جلد دوم صفحہ ؎ اور جب ڈوم۔ چوہڑہ۔ ماچھی۔ جھیور اور چنگڑ مسلمہ طور پر ہندی الاصل اقوام میں سے ہیں۔ تو پھر ان کا ہم جد قدیم میراثی کیونکر عربی النسب ہو سکتا ہے۔ دنیا کی دوسری قومیں اپنے مذہبی راہنماؤں کی عزت کے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اور مسلمان کہلانے والے ڈوم میراثی منبیوں کے سردار نبی جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب مطہر کے متعلق شکوک و شبہات کے امکانات بہم پہنچانے کی لغویت میں مبتلا ہیں۔ اگر کوئی میراثی چاہِ زمزم میں پیشاب کرنیوالے ملحد کیطرح ادعائے قرشیت جدیدہ کا جھنڈا کھڑا کر کے شہرت کا طلبگار ہو۔ تو پھر بدوں اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ الٰہی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے ؞ دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

تعریف کی۔ اور اسکی اولاد نے اِسکی تقلید میں روزی کی خاطر بادشاہوں اور امرا کی مدح خوانی اختیار کی

شہ من گھڑت روایت ہے تاریخ اسکی تصدیق نہیں کرتی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ چوں آنحضرت صفوف اصحاب خود راست میکرد۔ و چوبے در دست داشت۔ بر سواد بن غزیہ کہ صحابی بود و خوش طبع خوش فہم۔ گذشت و دے از صف پیش آمدہ بود۔ حضرت آں چوب را بر سینہ وے زد۔ و فرمود۔ استویا سواد۔ برابر خود راست اے سواد۔ گفت یا رسول اللہ زدیے موجع بر من زدی و خدا ایتعالےٰ ترا بحق فرستادہ۔ عدالت و الصادت بدست تست۔ مرا قصاص دہ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جامۂ خود را از سینۂ مبارک خویش دور گردانید و فرمود قصاص بگیر۔ سواد نے الحال روئے خود را بر سینۂ مبارک آنحضرت نہاد و بر آں بوسہ داد۔ حضرت فرمود۔ چرا چنیں کردی۔ گفت یا رسول اللہ۔ ایں آخر وقت من است و ہمیں ساعت کشتہ مے شوم۔ خواستم کہ در آخر عمر بدن من بہ بدن مبارک تو برسد۔ حضرت او را دعائے خیر کرد۔ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلم دیکھو۔ مدارج النبوۃ۔ جلد دوم مطبوعہ ۱۹۱۳ء۔ صفحہ ۸۵ و ۸۶

اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلعم کے سینہ مبارک کو سواد بن غزیہ نے بوسہ دیا تھا۔ نہ کہ عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے۔ قطع نظر اِسکے یہ واقعہ جنگ بدر کا ہے جو ۲ھ ہجری میں ہوئی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ۱۱ھ ہجری میں ہوا۔ اسلئے حضرت عکاشہ کے موہومہ بوسہ کو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دوران مرض الموت سے نسبت دینا نہ صرف محض غلط ہی ہے بلکہ میراسیوں کی تاریخی ناواقفیت اور جہالت پر مبنی بھی۔ ۹ھ گذر اوقات کیلئے چند ٹکڑوں کی خاطر ہندو راجاؤں۔ امیروں اور ہندی النسل مسلمانوں کی کمیاں کرنا۔ ازمنہ ماضیہ سے میراسیوں کا آبائی اور قدیمی پیشہ چلا آتا ہے۔ میراسی باعتبار نسب جبکہ چوہڑے اور چنگڑوں کے ہم نسب ہیں۔ تو پھر اندریں صورت حضرت عکاشہ کی اولاد سے انہیں کیا نسبت اور کیا واسطہ؟ ہاں اگر زمانہ حال کی روشنی میں بیتہ ثناگوئی اور کسبی اور مدح خوانی اور کمیاں ہیں اب بعض میراسی ذلت محسوس کرنے لگ گئے ہوں۔ اور اسکی زد سے بچنے کیلئے مصنوعی ترشیت کا غیر موزوں جامہ اوڑھنا اور غیر باپ کا بیٹا بننا ہی لازمی خیال کرتے ہوں۔ تو پھر بریں عقل و دانش بباید گریست

گوجرانوالہ
۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء

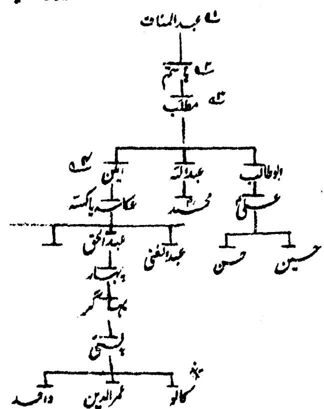
قاضی نظیر حسین۔ فاروقی
ریٹائرڈ مستوفی

ضمیمہ نمبر ۱۷

فٹ نوٹ مرتبہ مسٹر ایچ۔ اے۔ روز۔

ترجمہ۔ اس کارندہ کاسہ کا مقصد دیگر روایات کے مطابق مہر نبوت کو دیکھنا تھا جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر تھی۔

ایک اختلاف کنندہ اکاسہ رعکاسہ کو بلحاظ نسل شیخ قریشی بیان کرتا ہے اسطرح پر



اور نیز کہتا ہے کہ عکاسہ کے بیٹوں نے درۂ خیبر میں جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شکست کے بعد پنجاب میں پناہ لی۔ بخلاف اِسکے ایک اور روایت اسطرح پر ہے کہ کسہ رعکاسہ ہندو نسل سے ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ پستی سب سے پہلے عرب سے ہندوستان میں آیا تھا لیکن ڈاکٹر ہورووٹز صاحب لکھتے ہیں کہ یہ قصہ عکاسہ کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ پیغمبر کے ایک اور صحابی سواد ابن غزیہ کی نسبت ہے۔ جسکے متعلق ابن اسحاق اپنی تاریخ پیغمبر میں اسطرح لکھتے ہیں کہ ابن حبان ابن وسی نے مجھ کو اپنی قوم کے معمر اشخاص کے بیان کی سند پر بتایا ہے۔ کہ جب پیغمبر خدا صلعم بدر کی جنگ کے دن جو ۲ھ ہجری میں ہوئی۔ اپنے اصحاب کی صفوں کو اپنے ہاتھ مبارک میں ایک تیر لیکر سیدھا کر رہے تھے۔ تو حضور سواد ابن غزیہ جو بنو عدی ابن نجار کے طائفہ میں سے تھے کے پاس سے گذرے جو صف سے باہر نکل رہا تھا پیغمبر نے تیر اسکے پیٹ میں چبھویا اور فرمایا کہ سیدھے کھڑے رہو۔ سواد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم حضور نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ اور چونکہ خدا نے حضور کو عادل و انصاف بنا کر بھیجا ہے۔ اسلئے مجھے بدلہ لینے کی اجازت بخشئے۔ پس پیغمبر نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا کہ اپنا بدلہ لے لو۔ جس پر وہ حضور سے لپٹ گیا۔ اور شکم مبارک کو بوسہ دیا جب پیغمبر نے دریافت فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو اس نے عرض کیا کہ میں یقین

٭ وہ بھی تو کالو نام ڈوم ہی تھا جس نے بدھو دہرم کے زمانہ میں بدھ دہرم کی پردہتائی کی تھی۔ قاضی۔

ہوں کہ میں شہید نہ ہونگا، اور اسلئے میں چاہتا ہوں کہ میری آخری یادداشت یہ ہو کہ میرے جسم نے حضور کے جسم مبارک سے مس کیا، جس پر پیغمبر نے اُسکے حق میں دعائے خیر فرمائی، پیغمبر کی دیگر قدیم سوانحات میں بھی مستم روایات ہیں،

تنقیدی نوٹ، منجانب قاضی نظیر حسین فاروقی

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نکلا

پنجاب کیلئے قانون انتقال اراضی اکتوبر ۱۹۰۰ء میں منظور ہوا جسکے رو سے زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ اقوام کے درمیان صورتِ امتیاز قائم ہو کر آئینی طریق پر ایک حد فاصل قائم ہو گئی۔ منجملہ اُن اقوام کے جو اِس قانون کے رو سے حصول اراضی زرعی کے حق سے محروم کی گئیں، میراسی بھی ہیں

بیسویں صدی عیسوی کے ربع اول کے واقعاتِ غریبہ میں سے مراسیت کا بجوبہ روزگار ادعائے قرشیت بھی ہے، جس کی غلط اور بدنما داغ بیل آج سے پندرہ سال قبل سال ۱۹۱۴ء میں لگی، اور پھر اسکے بعد اب پانچ چھ سال ہوئے، کہ قصبہ سمبڑیال کے کسی میراسی نے اُسی فارورڈ پگڈنڈی پر گامزنی کا ارادہ کیا، اور میراسیوں کی قرشیت جدیدہ کا بے سرا راگ الاپنا شروع کر دیا،

عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل

مفہوم ہوتا ہے، کہ قانون متذکرہ بالا کی زد سے بچنے کی خاطر نسبی پستی سے نسبی ترقی کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے جاٹ اور راجپوت بننے کی مشکلات کے مقابلہ میں دامن قرشیت سے وابستہ ہونا آسان تر نظر آیا۔

لیکن میراثی کا نسب جو برائے اور چنگڑ سے ملتا ہے اگر انکے معلومات کی تمام تر پونجی پدر پیشہ کے لحاظ سے اپنے ہندی نژاد ججمانوں کی چند پشت تک پیڑھیاں یاد رکھنا اور انکی کلیان کرنا ہی ہو، تو قریش کے انساب کو وہ کیا جانیں؟

مراسیت کے ادعائے قرشیت کی تحریک اگرچہ اپنی تقویت اور بیہودگی کے لحاظ سے اپنی موت آپ ہی مر جانے والی تھی، لیکن اس متذکرہ بالا شجرہ نسب کے ذریعے میراسیوں نے اپنے ادعائے قرشیت کی قبر اپنے ہاتھ سے کھود دی۔ اور اب اسکے بعد کبھی چالاک میراسی کو تنور شکم کا ایندھن مہیا کرنے کی غرض سے سادہ لوح میراسیوں کو دام تزویر میں لانا غیر ممکن ہوگا اور آخرت میں بھی یہ زبانی لن ترانی میراسیوں کو کام نہ دے سکے گی۔

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ ۔:۔ وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کیلئے

تاریخی لحاظ سے یہ شجرہ جس قدر لچر اور ناقابل التفات ہے بسلسلۃ الانساب کیمرد سے اُسی قدر غلط اور بے بنیاد بھی ہے۔ سنئیے۔ سلہ عبد المناف کے چار بیٹے تھے، (۱) ہاشم جدّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (۲) عبد الشمس جدّ بنی اُمیہ (۳) نوفل جدّ جبیر بن مطعم (۴) مطلب جدّ اعلےٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دیکھو مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵

بعض نے پانچ لکھے ہیں، اور پانچویں کا نام محرم۔ دیکھو۔ شجرۃ النبیؐ لیکن بہرصورت میں نتیجہ یہ ہے کہ ہاشم اور مطلب باہم بھائی تھے۔ دیکھو ارمغان محمدی مطبوعہ ۱۳۱۳ھ صفحہ ۶۔ اور باپ بیٹا نہ تھے۔ جیسا کہ اس شجرہ میں دکھلایا گیا ہے۔ لہٰذا الاسم اللہ ہی غلط۔ کیا میراسیوں کی قرشیت جدیدہ کا پیرو کار اس کا کوئی جواب رکھتا ہے؟ سلہ ہاشم کے تین بیٹے تھے، (۱) عبد المطلب (۲) اسد (۳) ابیب۔ دیکھو شجرۃ النبیؐ۔ بعض نے چار لکھے ہیں (۱) اسد (۲) نضیلہ (۳) صفی (۴) عبد المطلب۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا دیکھو مدارج النبوت۔ جلد دوم صفحہ ۵ بہرکیف نتیجہ یہ ہے کہ مطلب اور عبد المطلب باہم چچا بھتیجا تھے۔ میراسیو۔ اپنے جمال کی نسب دانی کی تو ڈینگیں مارتے ہو، بفرض محال اگر تم قریش تھے، تو پھر اپنے نسب سے اس قدر بے خبری اور لاعلمی کیوں؟ یہی تو تمہارے ہندی النسل ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ سلہ مطلب نہیں بلکہ عبد المطلب۔ آپ کے دس بیٹے تھے (۱) حارث (۲) ضرار (۳) عبد العزیٰ (۴) ابی طالب (۵) ابولہب (۶) زبیر (۷) مقوم (۸) عبد اللہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ (۹) عباس (۱۰) حمزہ دیکھو شجرۃ النبیؐ۔ اسمیں امین کے نام سے اِن کا کوئی بیٹا نہیں۔ کیا سمبڑیال کا میراثی اس کا کوئی مستند تاریخی ثبوت موجود رکھتا ہے؟ سلہ عکاشہ کے باپ کا نام اگرچہ شجرہ میں امین، دکھلایا گیا ہے۔ لیکن اسلامی تاریخ اسکی تصدیق نہیں کرتی۔ میراسیو۔ آؤ۔ اب ہم تمہیں فی سبیل اللہ بنظر ترحم عکاشہ کے باپ کا صحیح نام بتلاتے ہیں۔ وھو ہذا عکاشہ بن محصن اسدی دیکھو۔ مدارج النبوت۔ جلد دوم مطبوعہ ۱۹۱۴ء صفحہ ۹۳ سطر ۹

اب ہم پوچھتے ہیں، کہ جن میراسیوں نے قریشی بننے کی خاطر مندرجہ بالا غلط نسب نامہ داخل کیا، کیا اب وہ اپنی اِس جہالت پر نادم نہ ہونگے اور کیا سمبڑیال کا میراسی اُس فرضی نسب نامہ پر ناز کر سکتا ہے؟ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ ادعائے قرشیت بازیچۂ اطفال نہیں، یہاں بال کی کھال اتاری جاتی ہے

ہزار نکتہ باریک تر ز مو این جاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

خیبر اُن قلعوں کے مجموعے کا نام ہے (۱) کتیبہ (۲) ناعم (۳) صعب (۴) غموص (۵) قموص (۶) نطارہ (۷) سلیخ (۸) سلالم۔ ملحقاتِ خیبر اور اسکے یہ آٹھوں قلعے ۷ھ ہجری میں جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کے ماتحت فتح ہوئے۔ تفصیل کے لئے

دیکھو۔ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۲۳۔ اب یہ کہنا ہے۔ کہ عکاشہ کے بیٹوں نے درہ خیبر کے متعلق جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شکست کے بعد پنجاب میں آکر پناہ لی کیا اسلام سے بدخواہی اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے دشمنی کا اظہار نہیں ؟ حضرت عکاشہ سال ۱۲ ہجری میں بعہد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنگ یمامہ میں از دست طلیحہ بن خویلد اسدی شہید ہوئے۔ اور خیبر اس سے چار سال پیشتر فتح ہو چکا تھا۔ پس پسران عکاشہ کا پنجاب میں پناہ لینا خود ساختہ افسانہ ہی نہیں۔ تو بہر اندریں صورت حسب ذیل امور تنقیح پیدا ہوتے ہیں (۱) کیا عبد الغنی اور عبد الحق در حقیقت حضرت عکاشہ کے کوئی بیٹے تھے ؟ (۲) کیا وہ اپنے باپ کو عرب ہی میں چھوڑ کر پنجاب میں آکر پناہ گزین ہوئے ؟ (۳) کب آئے ؟ کس راہ سے آئے ؟ کہاں اقامت اختیار کی ؟ کیا کام کیا ؟ اور کیا کہلائے ؟

ان چند امور کا جواب اسلامی تاریخ کے رو سے اگر نفی میں ہے تو بہر حال کہنا پڑے گا۔ کہ

راہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے سیدھا کہے
کجروی بہتر نہیں اے غنچہ یہ رفتار چھوڑ

سلہ یہ بے سر و پا روایت کیا ہے ؟ ایک قسم کی طوطا کہانی۔ اور کذب و افترا کا پلندہ شہ تاریخ اسلام سے ناواقف ہو۔ لہذا اسقدر کہ عکاشہ قبیلہ بنی اسد سے تھے۔ اسلئے انکو اسدی کہا گیا۔ بعض نے "ازدی" بھی لکھا ہے شہ اگر لبتی سب سے پہلے ہندوستان میں آیا تو لازماً ماننا پڑے گا کہ اسکی پیدائش عرب میں ہی ہوئی۔ اور پھر سن بلوغ کو پہنچکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ اندریں صورت سنئے کہ عربی زبان کے حروف تہجی میں ٹ۔ ڈ۔ پ۔ چ۔ ڑ۔ گ داخل نہیں۔ تو پھر لبتی جو پ ہی سے شروع ہوتا ہے۔ کس ملک کی بولی ہے ؟

اور اگر بفرض محال ایک لمحہ کے لئے لبتی کا عرب سے آنا ہی مان لیا جائے۔ تو بہر سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کہ عرب میں اسکی پیدائش کب اور کہاں ہوئی ؟ ہندوستان میں کیوں ؟ کب ؟ اور کس راہ سے آیا ؟ کہاں سکونت اختیار کی ؟ اور کیا کہلایا ؟

ہم ڈنکے کی چوٹ کہے دیتے ہیں۔ کہ تاریخ عرب اسکے وجود سے انکاری ہے اور تاریخ دنیائے اسلام اس کا کوئی پتہ و نشان نہیں دیتی پس رہ سہکر جو کچھ باقی رہ جاتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ کالو ملیتی ؟ بہاگو ؟ وغیرہ بارہا پا ہزا ایسے اسمائے مہمل ملحاظ نوعیت و انداز صوت ہندوستان قدیم ہی کی جنگلی اقوام کے ناموں سے مشابہت رکھتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ماوراے ازیں اگر ایسا لغو اور فضول نسب نامہ داخل نہ کیا گیا ہوتا تو کسی حد تک ہو سکتا تہا۔ کہ مراسیت کے ادعائے قریشیت کی لغویت کچھ دنوں تک پوشیدہ رہ سکتی۔ لیکن جبکہ نسب نامہ مذکور منظر عام پر لایا گیا۔ تو پھر تاریخی تجسس کے دوران میں اسپر نقد و تبصرہ ہمارا ذمہ فرض تہا۔ جسکے بعد اب آئندہ کسی میراثی کو تا زہ خانی کیلئے منہ کہولنے کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

علہ چو خود کردند راز خویشتن فاش ❊ عراقی را چرا بدنام کردند

گوجرانوالہ یکم نومبر ۱۹۲۲ء قاضی نظیر حسین فاروقی۔ ریٹائرڈ مستوفی

معلومات

خود فراموش شخص انتہائی کوشش کے باوجود پولیس ایک شخص کو شناخت نہ کر سکی جو یک روز یکایک ولٹن کی چوکی آیا اور پولیس کے افسر انچارج کے سامنے رو رو کر کہنے لگا کہ مجھے قطعی یاد نہیں رہا کہ میرا کیا نام ہے۔ اور میں کہاں کا رہنے والا ہوں ؟

اس نے بیان کیا کہ مجھے اتنا یاد ہے۔ کہ میں اپنے گھر سے پیدل سفر کرنے کی غرض سے نکلا تھا۔ اور دو تھیلے اور کچھ زر نقد میرے پاس تھا۔ رات کو میں ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ اور صبح کو اٹھا تو میرا روپیہ اور تھیلے غائب تھے۔ اس شخص کے لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ تعلیم یافتہ شخص ہے۔ اور فرانسیسی زبان میں بھی اچھی طرح گفتگو کر سکتا ہے۔ غالباً اس نے آسٹریلیا اور براعظم یورپ کی بھی سیر کی ہے۔ کیونکہ وہ اکثر اپنی گفتگو میں سڈنی دارالخلافت آسٹریلیا اور یورپ کے بڑے بڑے شہروں کا تذکرہ کرتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ شاید میں نے لنگز کالج لنڈن میں تعلیم پائی ہے۔ اور صحافت یعنی لکھنے پڑھنے کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔ اسکی بیگ کے خانہ میں اسکا نام جی۔ کلی بی اے لکھا ہوا ہے۔

تفریحات

اکرم آج میں اپنے دوست کو اپنے ساتھ گھر لاؤنگا

بیگم صاحبہ خدا کے لئے آج نہ لانا۔ باورچی بگڑا ہوا ہے۔ ننھا بیمار ہے۔ اماں کے بازو میں چوٹ آگئی ہے۔ کچھ پکا پکایا نہیں۔ اسے کیا کھلاؤ گے

اکرم اجی میں اسی لئے تو اسے لا رہا ہوں۔ وہ بیوقوف شادی کرنا چاہتا ہے۔ شادی والے گھر کا نقشہ دیکھ کر اس کی آنکھیں تو کھل جائینگی

ایک افیونی ریوڑیاں کھاتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ اتفاق سے ایک ریوڑی گر گئی۔ اب اسکی تلاش کرنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت کیا گم ہو گیا۔ جواب دیا ایک ریوڑی گر گئی۔ مگر ریوڑی کی اتنی فکر نہیں۔ جتنی اس بات کی ہے۔ کہ اگر کسی نادان کے ہاتھ چڑھ گئی۔ تو ساری ایک دفعہ کھا جائیگا !

اُستاد کیا تم بتا سکتے ہو کہ اگر آج قلاد پطرس زندہ ہوتا تو کیا کرتا ؟

شاگرد جناب ! اسے بڑھاپے کی وجہ سے پنشن مل چکی ہوتی۔ اور اسی پر بسر اوقات کرتا

اخبار و حوادث

حضور نظام کی فیاضی حضور نظام دکن کو خدا سلامت رکھے ہر ایسے موقع پر جب کسی مصیبت زدہ قوم یا افراد کو مالی امداد کی ضرورت ہو آپکی ہمدردی کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے اور آپ نہایت فراخدلی سے دست اعانت بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں آپ نے مصیبت زدگان فلسطین کی امداد کے لئے ۵۰۰ پونڈ اور سیلاب زدگان سندھ کی اعانت کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔

اللہ کرے شان سخا اور زیادہ

سرکار نظام اور دیوالی حضور نظام دکن کی رعایا میں ہندو اسی فیصدی ہیں یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اُن کی تالیف قلوب کے لئے نہ صرف ہر محکمہ میں اُن کو جگہ دی ہے بلکہ اپنی مملکت میں گاؤکشی بھی بند کر رکھی ہے۔ حال ہی میں دیوالی کے تہوار پر آپ اپنی ہندو رعایا کی خاطر ہندوؤں کے گھروں پر گئے اور دوکانوں اور مکانوں پر روشنی کے ملاحظہ سے مسرور ہوئے۔ یہ اُس بے تعصب اور وسیع القلب فرمانروا کی ہندو نوازی ہے جس کو بعض ادنیٰ مذاق کے اخبار متعصب لکھکر اپنے کالم سیاہ کر رہے ہیں۔

دو مسلمان نوجوانوں کا قتل لاہور ۲۰ نومبر۔ ۲۰-۲۱ نومبر کی درمیانی شب کو ۱۰ بجے کے قریب موچی دروازہ و شاہ عالمی دروازہ کے مابین میونسپل باغ میں دو نوجوان مسلمانوں کو نہایت بے رحمی سے چاقو کے ساتھ زخمی کیا گیا۔ مقتولین کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا مگر ہر دو مقتولین جان بر نہ ہو سکے۔ پولیس موقعہ واردات پر پہنچ گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل ایک پٹھان ہے جو بھاگ گیا ہے اور ابھی تک گرفتار نہ ہو سکا۔ مسٹر آصف علی سب انسپکٹر پولیس نہایت سرگرمی سے مصروف تفتیش ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ محمد حسین مقتول کا باپ نہایت غریب آدمی ہے۔

ایک دلچسپ مقدمہ پونہ کی عدالت میں ایک دلچسپ مقدمہ پیش ہوا۔ ایک مہمان نے کھانے کے وقت میزبان سے کسی امر پر بگڑ کر ویسکی ہر سالن کی طشتری کھینچ ماری جس سے غریب میزبان کے دو دانت ٹوٹ کر حلق میں چلے گئے۔ اس نے اسپر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ مدعی میزبان نے اپنے گھر میں اپنے چند دوستوں کی کسی تقریب کے ضمن میں دعوت کی تھی۔ اتنے میں ایک ناخواندہ مہمان مکشی مکان میں گھس آیا اور میزبان کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور جب میزبان نے اسے مکان سے نکل جانے کو کہا تو اس نے سالن کی طشتری کھینچ ماری۔

عدالت میں مدعی کے ٹوٹے ہوئے دانت بھی بطور شہادت پیش کئے گئے۔

مجسٹریٹ نے ملزم پر فرد جرم ۳۲۵ تعزیرات ہند لگا دی۔ ملزم نے اپنے کو بے قصور بتایا اور کہا کہ اس پر میزبان نے معہ تین دیگر اشخاص کے حملہ کر دیا اور خوب پیٹا تھا۔ مقدمہ آیندہ پیش ہوگا۔ میزبان پر ملزم نے بھی الگ مقدمہ مارپیٹ کا چلانا چاہا ہے۔

شاردا ایکٹ میں ترمیم جمعیۃ مقننہ کے متعلق ایک خبر مظہر ہے کہ ساردا ایکٹ کی بحث کو از سرنو شروع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مولوی محمد یعقوب اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کیلئے نیا بل پیش کرنے کا نوٹس دے چکے ہیں۔ لیکن غیر سرکاری مسودات کی اسقدر کثرت ہے کہ شاید اگلے اجلاس میں اس بل پر بحث نہ ہو۔ سرکاری مسودات کی تعداد ۲۲ ہے۔ ان میں سے مسودہ قانون تحفظ عامہ کو فی الحال معلق رکھا گیا ہے۔ یہ بل دو دفعہ شائع ہو چکا ہے۔

مقدمہ سازش لاہور کی تازہ سماعت لاہور ۲۲ نومبر۔ آج مقدمہ سازش لاہور کی سماعت شروع ہونے پر نقیر وحیدالدین پر کافی جرح ہوئی۔ جس کے دوران میں گواہ نے کہا کہ ایک ماہ گذرا مجھ پر زیر دفعہ ۴۹۸ ایک شادی شدہ عورت کو اغوا کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ لیکن باہمی سمجھوتہ ہو جانے کی وجہ سے فیصلہ ہو گیا۔ گواہ نے مزید کہا کہ میں پولیس انسپکٹری کے لئے امیدوار تھا اور مجھے کئی دفعہ طلب بھی کیا گیا۔ لیکن اب میرا نام امیدواروں کی فہرست سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ گواہ نے مزید کہا کہ میرے پاس ایک بندوق کا لائسنس ہے۔ لیکن میرے والد کی درخواست پر پولیس نے یہ لائسنس واپس لے لیا ہے۔ مزید جرح پر گواہ نے کہا کہ مجھے امراض قلبی کی شکایت رہتی ہے اور سردار بھگت سنگھ کی شناخت کرنے کے بعد بھی دورہ آ گیا۔ گواہ نے یہ تسلیم کیا کہ وہ مسٹر ایکل کمشنر کو سلام کرنے کے لئے اکثر جاتا رہتا تھا۔ مسٹر مشو ورما کی جرح پر گواہ نے کہا کہ میرے کئی عزیز و اقارب سرکاری ملازمت میں ہیں۔

مسلمانوں کو ڈاکٹر سہروردی کی نصیحت کلکتہ ۲۴ نومبر۔ ڈاکٹر عبداللہ سہروردی نے جو کہ کل ہی یہاں تشریف لائے ہیں اخبار کے ایک نمائندہ کو ایک انٹرویو میں بتلایا کہ مسلمانوں کو ہر ایک ایسی پارٹی میں جو کہ انکی بہبودی کیلئے کوشش کر سکتی ہے شریک ہونے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ انکو سوراج پارٹی یا آزاد پارٹی سے علیحدہ رہنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ انکو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان میں سے کونسی پارٹی انکے مفاد کا زیادہ خیال رکھتی ہے اور صدق دلی سے انکی بہبودی کیلئے کوشش کر رہی ہے۔ گردش افلاک اور موجودہ دور کا مسلمان تن تنہا مقابلہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اتفاق اور اتحاد سے فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ افتراق باہمی تنازعات بربادی اور تباہی کے

پھانسی کی سزا منسوخ کردیجائے

نئی دہلی ۱۱ نومبر۔ لیجسلیٹو اسمبلی کا جو اجلاس اسی موسم سرما میں ہونے والا ہے، وہ قوم پرستوں کے نقطہ خیال سے دلچسپ ہوگا۔ ۲۵ سرکاری و غیر سرکاری بلوں کے علاوہ جو گذشتہ سشن میں پیش کئے گئے، ۲۲ نئے غیر سرکاری بلوں کے پیش کرنے کا نوٹس اب تک موصول ہو چکا ہے۔ جو بل پہلے سے پیش ہیں، ان میں سے یہ زیادہ اہم ہیں،

پبلک سیفٹی بل۔ ساحلی تجارت کا بل۔ بھوک ہڑتال بل۔ خاص قوانین کی منسوخی کا بل، بنگال میں نظربندوں کے ریگولیشن کی منسوخی کا بل، ہندوؤں میں تبنے بنانے کے قوانین کی اصلاح، ہندو بیواؤں کے حق وراثت کا بل جو رائے صاحب ہربلاس شاردا کے نام پر ہے اور جس سے وہ مجبوریاں دور کی جائینگی، جو موجودہ قوانین کے مطابق بیواؤں پر عاید کی گئی ہیں، پھانسی کی سزا کی منسوخی کا بل،

مہاراجہ کشمیر کے عطیہ کا لطیفہ

ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر نے ازراہ رعایا پروری کشمیر میں آئے دن کے سیلابوں کے انسداد کیلئے ۲۲ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی سے منظور کیا ہے، کچھ اور رقومات بھی ہیں، لیکن مندرجہ فوق رقم صرف ستھوؤں کی تعمیر و مرمت کے لئے ہے۔ ستھو کشمیر میں دریا کے بند کو کہتے ہیں، یعنی کے دونوں طرف جو کنارے ہیں ان کو اس رقم سے مضبوط اور پختہ کیا جائیگا، اور جہاں ستھو نہیں ہیں، وہاں ستھو تعمیر کئے جائیں گے،

اب دیکھئے کشمیر سے باہر نکل کر ستھوؤں کی کیا مٹی پلید ہوتی ہے، سب سے پہلے ملاپ جسکو پیدائش و اموات میں بھی ہندوؤں کی کمی بیشی کا خیال رہتا ہے، لکھتا ہے کہ مہاراجہ کشمیر نے ہندوؤں کو مضبوط کرنے کیلئے ۲۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے، ایک اور اخبار نے لکھا مہاراجہ کشمیر نے مندروں کی تعمیر کیلئے ۲۲ لاکھ روپیہ کی منظوری صادر فرمائی ہے، لیکن دو اخباروں نے تو کمال ہی کر دیا، ان میں ایک دیہاتی اخبار لکھتا ہے "مہاراجہ کشمیر نے ستھنوں (زنانہ پاجاموں) کیلئے ۲۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے" ایک اخبار یو۔ پی کا ہے، وہاں چونکہ بندروں کی کثرت ہے آپ نے تحریر فرمایا۔ مہاراجہ کشمیر نے بندروں کے لئے ۲۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے، غنیمت ہے کہ اخبارات نے خبر کے اندراج پر ہی اکتفا کیا ہے، کوئی زبردست نوٹ ہی نہیں لکھ مارا، ورنہ ستھنوں اور بندروں والی خبر چھاپنے والے اخبارات کی رائے زنی بھی قابل دید ہوتی ہے، اور ہندوؤں اور بندروں والی خبر چھاپنے والے بھی خدا جانے کیا کیا گل کرتے،

لاہور میں بم

لاہور ۵ نومبر۔ ۲۴ اور ۲۵ نومبر کی درمیانی شب کو رام گلی کے آخری کونے پر ایک دھرم شالہ میں تین بم پھٹے۔ وہ دو وارادت بم کے ملزم بنگالی بتائے جاتے ہیں جو گرفتار کر لئے گئے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ ہے، اور ان کے ہمراہیوں کی تلاش میں پولیس پھر رہی ہے،

غازی علم الدین کی یادگار میں

لاہور ۲۴ نومبر "ملاپ" رقمطراز ہے کہ سریانوالہ بازار لاہور کے سرے پر مسلمانوں نے ایک بورڈ لٹکا دیا ہے جس پر یہ الفاظ لکھے ہیں

"میاں علم الدین غازی بازار"

اسی طرح لاہور کی ایک مسجد بھی غازی کے نام موسوم کی گئی ہے،

حکومت افغانستان

نادر خان کی حکومت کو تمام حکومتوں نے باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا ہے، پشاور اور کابل کا درمیانی راستہ آمد و رفت کے لئے کھل گیا ہے۔ غازی موصوف سخت علیل ہیں۔ خدا فضل کرے

رائے عامہ کا سرٹیفکیٹ

ہمعصر کشمیری لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں پنجاب گورنمنٹ کے دو وزیر لالہ منوہر لال وزیر تعلیم و ملک فیروز خاں نون وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ دورے پر گئے تھے، ملک صاحب کا تو ہر جگہ مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں نے خیر مقدم کیا، اور لالہ منوہر لال جب لائل پور پہنچے تو ضلع کے کثیر التعداد و طبعہ یعنی مسلمانوں نے آپ کا سوشل بائیکاٹ کر دیا، اور صاف طور پر کہہ دیا کہ

آپ کے طرز عمل اور آپ کی فرقہ وارانہ پالیسی کے خلاف ہماری یہ آئینی صدائے احتجاج ہے، حقیقت میں پبلک یعنی رائے عامہ کا سرٹیفکیٹ ہی کسی کی ہر دلعزیزی کا باعث ہو سکتا ہے، ہم لالہ منوہر لال صاحب سے کیا عرض کریں،

اسی باعث تو قتل عاشقاں سے منع کرتے تھے،
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہو کر

عبرتناک تباہی

چوہدری سعید الدین حسین ضلع بدایوں کے ایک نامور اور منتظم رئیس تھے، ان کی ریاست کھیڑہ اسٹیٹ کے نام سے مشہور تھی، ان کے دو صاحبزادے تھے، ایک کے حصہ میں نصف جائداد آئی، لیکن یہ جائداد اس نوجوان صاحبزادہ کی فضول خرچیوں کی متحمل نہ ہو سکی، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک لاکھ کا قرضہ ہو گیا، جس پر گورنمنٹ نے علاقہ کورٹ کر دیا، لیکن ۱۹۲۵ء میں جب علاقہ واگزاشت ہوا تو پھر وہی رنگ رلیاں شروع ہو گئیں، یہاں تک کہ قرضہ کی تعداد تین لاکھ کے قریب ہو گئی، نوجوان صاحبزادہ نے جائداد کو وقف کر دیا، لیکن نیت چونکہ قرض خواہوں سے بچنے کی تھی اس لئے وقف عدالت سے منسوخ ہو گیا، اب ایک نامور باپ کا بیٹا اس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ جو دوسر عاقبت نا اندیش، فضول خرچ اور روپے کی قدر و قیمت سے ناواقف رؤسا کیلئے قابل عبرت ہے

نوجوان بھارت سبھا

لاہور ۲۰ نومبر۔ آل انڈیا نوجوان بھارت سبھا کا پہلا اجلاس کانگرس کے ہفتہ کے دوران میں بمقام لاہور منعقد ہوگا۔

قابلِ قدر علمی کتابیں

القریش نبی نمبر اس میں شروع سے آخیر تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات وفضائل پر قیمتی مضامین لکھے گئے ہیں۔ نعت۔ شذرات۔ فضیلت ماہ ربیع اول۔ ولادت آنحضرت پیغمبروں میں آپ کی تاریخی فضیلت۔ ایک چرواہا کا ذوق دیدار۔ آپ کا سب سے بڑا معجزہ۔ آپکے فرامین۔ صبر وشکر۔ حضور صلعم اور جیمس ابن سلام۔ رسول کریم نے کیا کیا۔ اور کیا چاہا۔ گستاخی کی سزا۔ وغیرہ تمام مضامین دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ کاغذ طباعت وکتابت دیدہ زیب۔ سرورق رنگین روضۃ النبی کے فوٹو سے مزین۔ قیمت صرف چار آنے ۴؍

صدیق نمبر یہ خاص نمبر خاص الخاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ جو سیدنا عبداللہ حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ کے فضائل واخلاق اور ایثار ولطف کا وہ جامع اوصاف مجموعہ ہے۔ جس سے نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح وتکمیل۔ زہد وتقویٰ۔ عصمت وعفاف۔ احسان کرم۔ حلم وعفو۔ عزم وثبات۔ ایثار ولطف اور غیرت واستغنا کا سبق ملتا ہے۔ قیمت چار آنے ۴؍

القریش نظام نمبر اس دولت آصفیہ کی مختصر تاریخ اور دکن کے موجودہ فرمانروا ہز اگزالٹڈ ہائی نس اعلحضرت میر عثمان خان بہادر دام اللہ برہانہ کے فضائل شہریاری پر ایک مبسوط تاریخ لکھی گئی ہے۔ اس میں دولت آصفیہ اور سرکار انگریزی کے تعلقات اور دوستی کی ابتدا اور عہد کرناٹک یعنی ۱۸۶۵ء کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام جستہ جستہ تاریخی حالات نہایت خوبی کیساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ نظام نمبر کا مقدمہ نہایت عرقریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور گوناگوں معلومات سے پر ہے۔ ہواخواہان دولت آصفیہ کے لئے یہ ایک لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت رعایتی فی نسخہ ۸؍

پیام امین یہ لاجواب کتاب صدہا انگریزی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ ہندوستانی اور چینی کتابوں کا انتخاب ہے۔ قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب کے خیالات کیا ہیں۔ کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلےٰ دماغ کیا رائے رکھتا ہے۔ دنیا کی کس کس زبان میں کلام پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ ترجمے کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئے۔ قرآن کریم کی اشاعت دنیا میں کن کن ذرائع سے اور کیونکر ہوئی۔ ان سوالات کا صحیح اور محقق جواب صرف "پیام امین" ہی کے اوراق دے سکتے ہیں۔ ان میں ستر کے قریب دنیا کے نامور مورخوں۔ مصنفوں اور نامور لوگوں نے قرآن کریم کی عظمت وصداقت کی زبردست شہادت دی ہے۔

ملک کے نکتہ ور اکابرین مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند۔ خواجہ حسن نظامی۔ علامہ راشد الخیری۔ مولانا ذکی۔ مولانا یعقوب خاں وغیرہم نے اس کو بے حد پسند کیا ہے۔ ان کی رائے ہے۔ کہ اس کتاب نے لامذہبیت کے فتنے مٹا دیئے ہیں۔ اور عہد حاضری کی تمام شکوک وشبہات کو بودا کر دیا ہے۔ پیام امین کی مقبولیت کا یہ حال ہے۔ کہ اس کا دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور قرآن کریم کی صداقت وعظمت پر یہ بہترین کتاب قرار دی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ لیکن "ناظرین القریش" کے لئے ۱۲؍ پہلا ایڈیشن ختم۔ دوسرا تیار

سیرۃ العباس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات عربی کی معتبر کتابوں کا انتخاب بزبان اردو۔ قیمت ۸؍

مدار اعظم حضرت سیدنا بدرالدین قطب مدار کے مفصل حالات آپ کے خاص خلفا کے اور خاندان چشتیہ وقلندریہ ونقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جن کی نسبت مداریہ حاصل ہے۔ قیمت ۸؍

مامون اعظم یعنی خلیفہ مامون الرشید اعظم عباسی کی سوانح عمری مصنفہ مولانا امام الدین صاحب رامنگری۔ قیمت ۸؍

رباعیاتِ حافظ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شیرازیؒ کی رباعیات۔ مع ترجمہ وشرح اور سوانح عمری۔ قیمت ۶؍

الحریت فی الاسلام اسلامی حریت ومساوات وجمہوریت اور دیگر اہم مسائل پر زبردست بحث۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی معرکۃ الآرا تصنیف قیمت ۱۲؍

دعوتِ عمل نہایت ضروری اور قابل دید رسالہ۔ مصنفہ مولنا آزاد قیمت ۸؍

خطاب بہ اقبال مولوی سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق مدیر معاون روزنامہ سیاست لاہور کا دلپذیر فارسی کلام۔ جس میں علامہ اقبال کے فلسفہ انشک ریزی پر نئے پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ عجب لطیف کتاب ہے۔ طباعت دیدہ زیب۔ قیمت صرف ۳؍

حقیقۃ السیادت اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قریش کا خاندانی لقب سید ہے۔ اور اس میں سے سادات بنی ہاشم کی لقب سید وشریف ہے۔ جو لوگ سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں غلطی پر ہیں۔ اس لئے ہر قریشی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ لقب سید ضرور لکھیں کتاب قابلدید اور فتویٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۳؍

حقیقۃ السیادت الہاشمیہ ایک اعتراض کا زبردست معقول ومنقول جواب۔ سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت۔ اور یہ کہ آل علی۔ آل عباس آل جعفر آل عقیل سب سادات ہیں۔ اور شریف وسید کے لقب سے آنحضرت کے زمانہ سے اب تک ملقب رہے ہیں قیمت صرف ۴؍

مینجر القریش امرتسر

آفتاب برقی پریس امرتسر میں محمد علی رونق پرنٹر پبلشر۔ ہیڈ پرنٹر کے اہتمام سے چھپا اور دفتر القریش امرتسر سے شائع ہوا

مراسلات

قومی

شیر کی کھال پہنکر یہ گدھے نے سمجھا — کہ لرز جائیگا سنتے ہی مرا شور آفاق
مگر اس قصہ سے کی اس نے جو ڈھیچوں ڈھیچوں — لٹھ برسنے لگے پیٹھ پہ تڑاق اور پڑاق

چودہویں صدی ہجری کے واقعات اپنی گوناگوں نیرنگیوں اور بوقلموں دلاویزیوں کے لحاظ سے تاریخ عالم کے صفحات پر امتیازی شان سے لکھے جائینگے، اس صدی میں ہندوستان کی بعض رزیل پنچ اور اچھوت اقوام نے اقتصادی، معاشرتی تعلیمی اور تنظیمی ترقی کے ساتھ ساتھ نسبی ترقی کیطرف بھی قدم بڑھایا ہے جو قومی نسبی ترقی کے خارزار میدان میں بادیہ پیمائی کر رہی ہیں، ان میں پنجاب کے مراسی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، ان کو ہندی الاصل سے عربی النسل بننے، مراسیت کو قرشیت میں چھپانے اور رذالت کو شرافت میں تبدیل کرنے کی دھن ہے۔

پچھلے دنوں اسی قوم کے ایک فرد مسمی برکت علی ابن بخشی مراسی نے شہزادہ آباد ممبر مالوی" کا نقاب اوڑھ کر شیر کی کھال پہنکر ڈھیچوں ڈھیچوں کرنیوالے ..... کیطرح ایک نعرہ جاری بلند بلند کیا اور کہا تھا۔ کہ "مراسی ہی اصلی قریشی ہیں باقی سب مخلوط"!

اس آواز کا نکلنا تھا کہ ہر چہار طرف سے لاحول کا ڈنڈا برسا، عوام نے لعنت و ملامت کی مہذب اقوام نے مضحکہ اڑایا۔ اخبارات نے مقالات مدیری میں اپنی حیرت و استعجاب کا اظہار کیا مراسیوں نے اپنی آواز کو مضبوط بنانے اپنی قرشیت کا ڈھول پیٹنے اور اپنی ادبچائیت کا راگ الاپنے کی غرض سے ایک ہفت روزہ چیتھڑا دار الخلافت پنجاب لاہور سے جاری کیا۔ خرافات مہملات اور ہزلیات کے اس پلندے کا نصب العین صحیح النسب قریشیوں کے ناموس پر حملے کرنا "انجمن قریشیان پنجاب" کے معزز ارکان کے خلاف غلط بیانیاں کرنا اور شرفا کی پگڑیاں اچھالنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ مراسیوں کی یہ ایجی ٹیشن کئی ماہ تک جاری رہی، بالآخر گورنر پنجاب نے ۲۹ نومبر ۲۶ء کو مراسیوں کے ایک وفد کو شرف باریابی بخشا اور اس قضیہ نامرضیہ کا یہ کہکر خاتمہ کر دیا۔ کہ "مراسی قریشی نہیں کہلا سکتے"۔ "مراسی ایجی ٹیشن" سے متاثر ہو کر بعض فرزندان قریش کو بھی اپنی پستی اور اغیار کی بلندی کا احساس ہوا۔ کوئی قوم کو منظم کرنیکی کوشش کرنے لگا۔ کوئی اپنے آبا کے ناموس کی حفاظت اور قومی حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے لگا۔ کوئی مراسی فتنہ کا سر کچلنے کیلئے میدان میں ڈٹ گیا اور کسی کے دل میں قوم کو ایک سلک میں منسلک کرنے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔

قوم قریش کے واحد قومی ارگن "القریش" نے اپنی خوابیدہ قوم کو بیدار کرنے کیلئے انتہائی جدوجہد کی، مولوی محمد علی صاحب رونق صدیقی صد ہزار تحسین و آفرین کے مستحق ہیں، جنہوں نے باوجود خرابیٔ صحت اور باوجود مالی پریشانیوں اور باوجود قوم کی سرد مہری کے "القریش" کو ماہوار سے پندرہ روزہ کر دیا۔ لیکن افسوس کہ من حیث القوم اسوقت تک کچھ نہیں ہو سکا،

اگرچہ قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی کا قلم مراسیوں کی قرشیت کا سر قلم کر رہا ہے اگرچہ "انجمن قریشیان پنجاب" کے بعض حساس ارکان کے دلوں میں قوم کو منظم کرنے کی خواہش موجود ہے اور اگرچہ القریش قوم کی رہنمائی کے لئے آسمان صحافت پر درخشاں ستارہ بنکر چمک رہا ہے، لیکن آہ مجھے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ قوم کی اکثریت خاموش ہے،

مانا کہ مراسیوں نے ایک حد تک قرشیت کا راگ الاپنا چھوڑ دیا۔ مانا کہ خرافات نویسی کا ہفتہ وار پلندہ ابدی نیند سو گیا۔ مانا کہ قرشیت کے ادعائے باطل کا دعویدار مایوسیوں کے سمندر میں غرق ہو گیا اور یہ بھی مانا کہ باطل حق کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ فرزندان قریش نے آئندہ کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر کیا کارروائی کی ہے۔ "انجمن قریشیان پنجاب" کے دائرہ رکنیت میں کتنے افراد قوم کا اضافہ ہوا ہے کتنے محب قوم اصحاب نے القریش کی سرپرستی اختیار کی ہے اور ایک عام قومی اجلاس کے انعقاد کی تجویز کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا گیا ہے اور اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے، اور جہاں تک میرا خیال ہے نفی میں ہے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں، کہ عملی کام کے سلسلے میں اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہوا۔

آخر میں برادران قریش سے باادب ملتجی ہوں کہ انہیں زندہ اقوام سے سبق لینا چاہیئے اور تعمیری کام کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے، ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ

بچوگے نہ تم، اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبیں گے سارے

(خادم قوم محبوب عالم، لدھیانوی)

زندہ باد! ڈاکٹر محبوب عالم قریشی

جن کو اصلاحات اپنی قوم کی مطلوب ہیں — وہ فدائے دین و ملت ڈاکٹر محبوب ہیں
نیک طینت ہیں بلاشک اور خوش اسلوب ہیں — انکی خدمات حمیدہ سر بسر مرغوب ہیں
جذبۂ حب وطن سے لیق وہ مجذوب ہیں
حریت کیشی کی یہ سرگرمیاں کیا خوب ہیں

فیض اللہ ماہانوی

قابلِ قدر علمی کتابیں

القریش نبی نمبر اس میں شروع سے آخیر تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات وفضائل پر قیمتی مضامین لکھے گئے ہیں نعت، شذرات، نسب، بعثت ماہ ربیع اول، ولادت آنحضرت، پیغمبروں میں آپ کی تاریخی فضیلت، ایک چڑیا کا ذوق دیدار، آپ کا سب سے بڑا معجزہ آپ کے فرامین بجہت کسر، حضور صلعم اور حصین ابن سلام رسول کریم نے کیا کیا اور کیا چاہا۔ گستاخی کی سزا وغیرہ تمام مضامین دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ کاغذ طباعت وکتابت دیدہ زیب۔ سرورق رنگین۔ روضہ اطہر کے فوٹو سے مزین۔ قیمت صرف چار آنے ۴ر

صدیق نمبر یہ خاص نمبر خاص الخاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ جو سیدنا ابو بکر حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل واخلاق اور ایثار ولطف کا وہ جامع الاوصاف مجموعہ ہے۔ جس سے نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح وتکمیل۔ زہد وتقویٰ۔ عصمت وعفاف۔ احسان کرم۔ علم وعفو۔ عزم وشجاعت۔ ایثار ولطف اور غیرت واستغنا کا سبق ملتا ہے۔ قیمت چار آنے ۴ر

القریش نظام نمبر اس میں دولت آصفیہ کی مختصر تاریخ اور دکن کے موجودہ فرمانروا ہز اگزالٹڈ ہائی نس اعلیٰحضرت میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ کے فضائل شہریاری پر ایک مبسوط تاریخ لکھی گئی ہے۔ اس میں دولت آصفیہ اور سرکار انگریزی کے تعلقات اور دوستی کی ابتدا اور عہد کونک بیگی کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام جستہ جستہ تاریخی حالات نہایت خوبی کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ "نظام نمبر" کا مقدمہ نہایت عرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور گوناگوں معلومات سے پُر ہے۔ ہوا خواہان دولت آصفیہ کے لئے یہ ایک لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت رعایتی فی نسخہ ۸ر

پیام امین یہ لاجواب کتاب مصد ہا انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ہندوستانی اور چینی کتابوں کا انتخاب ہے۔ قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب نے کیا خیالات ظاہر کئے ہیں اس کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلیٰ دماغ کیا رائے رکھتا ہے؟ دنیا کی کس کس زبان میں کلام پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ ترجمے کب اور کہاں کہاں کے ... نیا میں کن کن ذرائع سے اور کیونکر پھیلی ... ہاتھ ... رواں دواں ... ترجموں ... ہزاروں لوگوں نے ... شہادت ... قرآن ... اسلام ... کتاب ... کے نکتہ ... ور ماہرین مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند، خواجہ حسن نظامی۔ علامہ راشد الخیری۔ مولانا داؤد دلسی۔ مولانا یعقوب خاں وغیرہم نے اس کو بے حد پسند کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ اس کتاب نے لامذہبیت کے فتنے مٹا دیئے ہیں۔ اور عہد حاضرہ کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے پیام امین کی مقبولیت کا یہ حال ہے۔ کہ اس کا دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور قرآن کریم کی صداقت وعظمت پر بہترین کتاب قرار دی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ لیکن ناظرین "القریش" کے لئے پہلا ایڈیشن ختم، دوسرا عنقریب۔

سیرۃ العباس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابو الفضل عباس بن عبد المطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات عربی کی معتبر کتابوں کا انتخاب بزبان اردو قیمت ۸ر

مدار اعظم حضرت سیدنا بدر الدین قطب مدار کے مفصل حالات آپ کے خاص خلفا کے اور خاندان چشتیہ، قلندریہ، نقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جن کی نسبت مداریہ حاصل ہے۔ قیمت ۸ر

مامون اعظم یعنی خلیفہ مامون الرشید اعظم عباسی کی سوانح عمری مصنفہ مولانا اکرام الدین رام نگری قیمت ۸ر

رباعیات حافظ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شیرازیؒ کی رباعیات مع ترجمہ وشرح اور سوانح عمری قیمت ۶ر

الحریت فی الاسلام اسلامی حریت ومساوات وجمہوریت اور دیگر اہم مسائل پر زبردست بحث۔ مولانا ابو الکلام آزاد کی معرکۃ الآرا تصنیف قیمت ۱۲ر

دعوت عمل نہایت ضروری اور قابل دید رسالہ مصنفہ مولانا آزاد قیمت ۸ر

خطاب بہ اقبال مولوی سید شوکت حسین صاحب شوکت علیگ سابق مدیر معاون روزنامہ سیاست لاہور کا دلپذیر منظوم کلام جس میں علامہ اقبال کے فلسفہ اشک ریزی پر نئے پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ عجیب لطیف کتاب ہے۔ طباعت دیدہ زیب قیمت صرف ۸ر

حقیقۃ السیادت اس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قریش کا خاندانی لقب شیخ ہے۔ اور اس میں سے سادات بنی ہاشم کا لقب سید وشریف ہے۔ جو لوگ سادات قریش کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں غلطی پر ہیں اس لئے ہر قریشی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے ناموں کے ساتھ لقب سید ضرور لکھیں کتاب قابل دید اور تحقیقی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۳ر

حقیقۃ السیادت الہاشمیہ ایک اعتراض کا زبردست معقول ومنقول جواب۔ سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت۔ اور یہ کہ آل علی۔ آل عباس آل جعفر آل عقیل سب سادات ہیں۔ اور شریف وسید کے لقب سے آنحضرت کے زمانہ سے اب تک ملقب رہے ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

مینجر "القریش" امرتسر

آفتاب برقی پریس امرتسر میں ... پرنٹر وپبلشر نے چھپوا کر دفتر القریش امرتسر سے شائع کیا۔

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس [illegible] پانچ کتابیں ایک [illegible]
مجالس شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں [illegible] عہدہ دار [illegible]

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات [illegible] کتابیں ایک [illegible] اور [illegible]
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں [illegible] شدہ دو کتابیں بی اے [illegible]

۳۔ طلبا ایم اے ایل ایل بی [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے
کے طلبہ تین کتابیں [illegible] دو ہفتہ [illegible] اپنے پاس [illegible]
طلبہ پانچ کتابیں [illegible] واپس [illegible]

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں [illegible] جرمانہ لیا جائیگا [illegible]
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible]

۵۔ بشرط موقع کتابوں کا لانا لازم ہے۔
یہ کتب خانہ [illegible] کتاب [illegible] ہو جائیں تو [illegible]

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں [illegible]
[illegible] ہو گی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible]
لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
[illegible] نہ دی جا سکیں گی۔ فقط